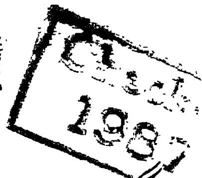
پرمیشور ہدایت کرتا ہے کہ جسطرح میں سب انسانوں یعنی برہمن کشتری - ویش یہ - شودر - عورتوں - نوکروں اور شودر سے بھی نیچ لوگوں کیلئے دنیوی راحت اور مکش (نجات) کی سکھ کو عطا کرنیوالی اس رگ وغیرہ چاروں ویدونکی بانی (کلام) کا اپدیش کرتا ہوں اسی طرح تم بھی کرو" (یجروید ادھیائے ۲۶ منتر ۲)

تمہید تفسیر وید

یعنی

رگ ویدادی بھاشیہ بھومکا





مصنفہ

مہرشی سوامی دیانند سرسوتی

جسکو

نہال سنگھ آریہ مترجم باب نہم ستیارتھ پرکاش نے براہ راست سنسکرت سے سلیس با محاورہ اردو میں ترجمہ کیا

مطبع ودیا درپن میرٹھ میں طبع ہوا

سنہ ۱۸۹۸ء

طبع اوّل ۱۰۰۰ جلد .... قیمت فی جلد علاوہ محصولڈاک عہ

فہرست مضامین

دیباچہ مترجم

رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا

اوم

دیباچہ مترجم

دھروں اوم کو پہلے میں دھیان میں
دیئے وید جسنے رشی گیان میں
گُن اُسکے بیاں کس طرح ہوسکیں
نہیں طاقت ہرگز یہ انسان میں

قدامتِ وید

عجب لطف کی بات ہے کہ جو زمانہ آجکل عموماً ویدوں کی پیدائش کا خیال کیا جاتا ہے وہ دراصل ویدوں کے رواج بند ہونیکا زمانہ ہے - ویدوں کو دُنیا کی سب سے پُرانی کتاب[1] مانتے ہوئے بھی اُن کو چند ہزار برس کی تصنیف بتانا گویا دُنیا کی عمر کو کوتاہ کرنا ہے - اِس تنگ دائرہ کے اندر دُنیا اور ویدوں کو محدود کرنے کی وجہ انجیل وغیرہ کی پابندی ہے - عیسائی عالم اپنے مذہب کی پاسداری سے دُنیا کی کُل باتوں کو اُس تنگ زمانہ کے اندر کوٹ کر بھرنا چاہتے ہیں جو اُن کے مذہب کی رُو سے دُنیا کی پیدائش کو گذرا ہے - پس جو عُمر وہ دُنیا کی سمجھتے ہیں وہ کسی کتاب کو اُس سے پُرانی قرار نہیں دے سکتے - مگر تاریخی معاملوں اور خصوصاً سنسکرت زبان کی کتابوں اور زیادہ تر ویدوں کی تاریخ کی نسبت آجکل کے عالموں کا جو سخت اختلاف رائے ہے وہ قابل دید ہے اسلئے اوّل ہم اُن کے باہمی اختلاف کو دکھلاتے ہیں -

عیسائی دُنیا اور الہام کی تاریخ

۲ - آرک بشپ اُشر (Arch Bishop Ussher) - بلیر (Blair) وغیرہ عیسائی مذہب کے اعلیٰ رُکنوں نے انجیل کی بنا پر دُنیا کی پیدائش ۴۰۰۴ برس قبل مسیح میں قرار دی ہے ہٹن (Hutton) صاحب ۷۰۰۴ قبل مسیح بتاتے ہیں - ڈاکٹر ہیلز (Dr Hales.) پیدائش دُنیا کی تاریخ ۵۴۱۱ قبل مسیح بتاتے ہیں - یہی کیا پیدائش دُنیا کی ۱۴۰ مختلف تاریخیں بتائی جاتی ہیں جو ۳۶۱۶ - اور ۶۹۸۵ قبل مسیح کے درمیان ہیں - عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ موسیٰ کی کتاب ۱۴۹۰ یا ۱۹۰۰ اور ۲۰۰۰ قبل مسیح کے درمیان لکھی گئیں - گویا یہ لوگ ۲۰۰۰ برس قبل مسیح سے پُرانا کوئی الہام نہیں مانتے -

[1] دیکھو پروفیسر میکسمولر کے ترجمہ رگوید سنہتا کا دیباچہ مطبوعہ ۱۸۶۹ء صفحہ ۱۰ جہاں وہ لکھتے ہیں کہ "مجھے یقین ہے کہ عالموں کو ویدوں پر کئی صدیاں صرف کرنی پڑینگی قبل ازانکہ اس کے مطلب حل ہوں - وید بنی نوع کے کُتب خانہ میں سب سے پُرانی کتابیں ہیں"

پس عیسائی مذہب کے پابند عالموں سے یہ کب اُمید ہو سکتی ہے کہ وہ کسی بات کو اس زمانہ سے تجاوز کرنے دیں۔ مگر جس کی طبیعت میں کسی قدر سچائی ہوتی ہے وہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ ایک صریح لغو بات کو آنکھیں بند کر کے مان لے اس لئے انھیں عیسائی عالموں میں چند ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو تاریخوں کے قایم کرنے میں زمانہ انجیل کے دائرے سے بہت دور نکل جاتے ہیں اس طرح ان کی رائے میں بہت بڑا اختلاف پایا جاتا ہے جو مندرجہ ذیل رایوں سے جو ان عالموں نے دُنیا اور ویدوں کی نسبت دی ہیں بخوبی ظاہر ہو جائیگا۔

۳۔ اوّل ہم اُن لوگوں کی رائیں لکھتے ہیں جو عیسائی مذہب کی آنکھیں بند کر کے پیروی کرتے اور علمی شہادت انجیلی دائرہ سے نفرت رکھتے ہوئے دُنیا کی تمام باتوں کو انجیلی زمانہ کے اندر ہی ختم کر دیتے ہیں۔

بینٹلی (Bentley) صاحب جو ہیئت داں ہونیکے باوجود عیسائی اعتقاد کے دائرہ سے باہر قدم نہیں رکھ سکتے چاروں یُگوں کی تاریخ اس طرح قرار دیتے ہیں کہ کرت[۱] یا ستیہ یُگ ۱۹ اپریل ۲۳۵۲ قبل مسیح کو۔ ترتیا[۲] ۲۸ اکتوبر ۱۵۲۸ قبل مسیح کو۔ دواپر[۳] ۱۵ ستمبر ۹۰۱ قبل مسیح کو اور کل یُگ ۵۳۸ قبل مسیح کو شروع ہوا۔ آپ کی صفائی کو دیکھئے کہ چاروں زمانے انجیلی دُنیا سے بھی وَرے ہی ختم کر دئے۔ اُس کی پوری حد تک بھی نہ جانے دی۔ یہی صاحب فرماتے ہیں کہ سنسکرت کی کتابوں میں ۱۴۴۲ برس قبل مسیح کے آسمانی ہیئت کا ذکر آتا ہے۔ اس امر کو ذکر کرتے ہوئے الفنسٹن (Elphinstone.) صاحب اپنی رائے دیتے ہیں کہ ہندوستان میں جیوتش ۱۵۰۰ برس قبل مسیح سے پایا جاتا ہے (الفنسٹن بک ۳ چیپٹر آ۔ صفحہ ۱۲۷) - پھر کیسینی (Cassini) بیلی (Bailey) اور پلے فیئر (Play fair.) صاحب اپنے علم ہیئت کی رُو سے رائے دیتے ہیں کہ سنسکرت کی کتابوں میں اکثر ۳۰۰۰ برس قبل مسیح سے پہلے کی آسمانی ہیئتوں کا بیان ہے۔ بعض عیسائی مقلدوں نے "۳۰۰۰ برس قبل مسیح سے پہلے" کو صحیح عدد میں تحویل کرنے کے لئے ۳۰۰۱ قبل مسیح لکھا ہے جو اُن کی ایمانداری کا اعلیٰ ثبوت ہے مگر بینٹلی صاحب سے پوچھنا چاہئے کہ آپنے چاروں یُگ ۲۳۵۲ قبل مسیح تک پورے کر دئے۔ پھر یہ ۳۰۰۰ قبل مسیح سے پہلی آسمانی ہیئتوں کا بیان موجودہ کُتب زبانِ سنسکرت میں کہاں سے آگیا؟ - ایک اور بنسن (Bunsen) صاحب ہیں جو یُگوں کا آغاز آریوں کے سندھ پر آنے سے لیتے ہیں۔ اُن کی خیال میں پہلا یُگ تو فرضی ہے جسکا زمانہ قائم نہیں ہو سکتا۔ دوسرا ۲۴۰۰ یا ۲۳۰۰ قبل مسیح سے لیکر ۱۹۰۰ یا ۱۸۰۰ قبل مسیح تک رہا۔ تیسرا یُگ ۱۶۰۶ یا ۱۴۸۶ قبل مسیح سے لیکر ۱۱۰۷ یا ۹۸۷ قبل مسیح تک رہا۔ واہیات اور اٹکل پچو تخمینوں[۱] کی مثال اس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتی ہے۔ جیوتش وغیرہ کی کتابیں وید سے پرانی ہرگز نہیں ہو سکتیں کیونکہ جیوتش شاستر ایک ویدانگ ہے جو بہت مدت کے بعد ویدوں سے اخذ کر کے بنایا گیا تھا۔ پھر جب سوریہ سدھانت جو جیوتش کی مستند کتاب ہے

۱؎ دیکھو ہمارا نوٹ فقرہ ۳۶ پر۔

خود اپنی تاریخ تصنیف ۱۰۱ ۲۷۰ ۲۳ قبل مسیح بتاتا ہے تو یہ ماننا لازم آیا کہ وید اُس سے بھی پُرانے ہیں۔

۴۔ مگر میکسمیولر (Max Muller) صاحب لکھتے ہیں کہ وید ۱۰۰۰ اور ۸۰۰ برس قبل مسیح کے درمیان لکھے گئے اور سنسکرت لٹریچر (Sanscrit Literature) میں آپ فرماتے ہیں کہ "رگوید تقریباً ۱۲۰۰ برس قبل مسیح میں تصنیف ہُوا"۔ پھر ایک اور موقع پر آپ تحریر فرماتے ہیں کہ "شاید یہ زمانہ ۱۰۰۰ اور ۱۵۰۰ قبل مسیح کے درمیان ہو"۔ ایک ہی شخص کی اتنی مختلف رائیں دیکھکر ہنسی آتی ہے کہ ان کی عقل کو کیا ہوا؟ سچ ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد۔ اور کیوں نہ ہو۔ یہ لوگ اپنی انجیل کے دائرہ سے کب نکل سکتے ہیں اور کب اس امر کو گوارا کر سکتے ہیں کہ دُنیا کی کوئی کتاب انجیل سے اور کوئی الہام انجیلی الہام سے پُرانا ثابت ہو سکے۔ چنانچہ عام تواریخوں میں ویدوں کا زمانہ ۳۲ - ۳۱ یا ۲۹ سو برس قبل مسیح لکھا جاتا ہے تاکہ جو لوگ تعلیم پاویں وہ بھی ان کے مقلد ہو کر گمراہ ہو جاویں اور بعض پادری اتنے متعصب ہیں کہ ویدوں کی تحریر کا زمانہ ۴۵۰ یا ۵۰۰ برس قبل مسیح سے پُرانا نہیں مانتے۔

ویدوں کی تاریخ پر اہل یوروپ کی رائے

۵۔ اب انھیں اہالیان یوروپ میں کچھ ایسے بھی ہیں جو انجیل کے دائرہ سے باہر قدم رکھنے میں گناہ نہیں سمجھتے اُن کی رائیں بھی یہاں نقل کی جاتی ہیں تاکہ اوپر کی رایوں سے اُن کا مقابلہ ہو سکے۔

انجیلی حلقہ شکنی

پروفیسر ولسن (Wilson.) اور لیسن (Lasson.) صاحب کی رائے ہے کہ کل یگ سنہ ۳۱۰۲ قبل مسیح میں شروع ہُوا جو بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ جیوتش کے حساب سے معلوم ہوا ہے کہ کل یگ ۲۰ فروری سنہ ۳۱۰۲ قبل مسیح کو ۲ بجے پر ۲۷ منٹ ۳۰ سیکنڈ گذرنے پر شروع ہوا تھا۔ مگر اسکا بینٹلی صاحب کی رائے سے مقابلہ کیجئے جو کل یگ کا آغاز سنہ ۵۴۲ قبل مسیح سے مانتے ہیں۔ ایک اور ہنٹن صاحب ہیں جو کل یگ کی ابتدا سنہ ۹۸۶ یا سنہ ۸۶۶ قبل مسیح سے بتاتے ہیں۔ جسکو اپنی رائے پر خود اعتبار نہیں وہ دوسروں کو کیا یقین دلا سکتا ہے؟

بی۔ ایچ۔ بیڈن پاول (B.H. Baden Powell.) صاحب "پنجاب مینوفیکچرز" (Punjab Manufactures.) جلد دوم مطبوعہ سنہ ۱۸۷۲ء کے صفحہ ۱۹۵ پر لکھتے ہیں کہ "کوہ نور کی نسبت روایت ہے کہ یہ ہیرا مہابھارت کے زمانہ میں راجہ کرن کے زیب تن تھا۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ وہ تقریباً ۵۰۰۰ برس کا پُرانا ہے"۔ پس خیال کرنیکا مقام ہے جب کل یگ کی ابتداء یا مہابھارت کا زمانہ ۳۱۰۲ برس قبل مسیح ثابت ہے تو پھر ستیہ یگ۔ ترتیا اور دواپر کالو کیا ٹھکانہ ہے۔

۶۔ یوروپ کے بعض عالم خیال کرتے ہیں کہ جب آریہ لوگ وسط ایشیا کے قطعات مرتفعہ سے آنکر پنجاب میں تو ویدوں کو اپنے ساتھ لائے۔ مگر اس نقل مکان کے زمانہ کی نسبت بہت کچھ اختلاف ہے۔

قوم آریہ کا نقل مکان

چولیئر بنسن (Chevalier Bunsen.) صاحب اپنی کتاب اجپٹس پلیس ان یونیورسل ہسٹری ("Egypt's place in Universal History") ...

کی جلد ۳ صفحہ ۴۸۷ پر لکھتے ہیں کہ "آریا اپنے اصلی وطن سے گیارہ ہزار اور دس ہزار قبل مسیح کے درمیان روانہ ہوئے اور ۷۲۵۰ اور ۵۰۰۰ برس قبل مسیح کے درمیان وہ کلٹ (Kelt.) - آرمینی (Armenians.) ایرانی (Irenians.) - یونانی (Greeks.) - سلیو (Slave.) - اور جرمن (German.) کی شاخوں میں منقسم ہو گئے - (صفحہ ۴۹۱) اور سندھ پر ۴۰۰۰ برس قبل مسیح کے قریب پہونچے اور نصف صدی بعد باختریہ میں زردشت کی شاخ نکلی - اُن کی رائے میں (صفحہ ۵۸۴) آریوں کی سلطنت وسط ایشیا شمالی میشیا - کابل اور قندھار تک ۵۰۰۰ - اور ۴۰۰۰ برس قبل مسیح میں قائم تھی" اس رائے سے اگر یہ عیسائی متفق نہوں تو کچھ حیرت کی بات نہیں حالانکہ ہمارے حساب میں یہ ابھی دریا سے قطرہ بھی نہیں ہے -

۷ - ڈاکٹر طامس پین (Thomas Paine) اپنی کتاب "ایج آف ریزن" (Age of Reason.) میں لکھتے ہیں کہ الہام کا سلسلہ ۴۰۰۰ قبل مسیح سے شروع کر کے ۱۸۰۰ قبل مسیح میں ختم ہو جاتا ہے مگر ایشور نے ۱۸۰۰ برس قبل مسیح کے بعد کوئی الہام کیوں نہیں دیا؟ - اسکی وجہ پادریوں ہی کو معلوم ہوگی (صفحہ ۸۴)

انجیلی الہام کی قافیہ تنگی

۸ الغرض ان زمانہ حال کے عالموں کی مختلف رایوں کو دیکھکر یہ یقین ہوتا ہے کہ جب تاریخی معاملہ ہی میں ان کے درمیان اسقدر اختلاف ہے تو پھر ان کی باقی رائیں بھی کیا وقعت رکھ سکتی ہیں - اس اختلاف رائے سے یہ بات بھی بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ انجیل پر دیانت اور سچائی کو تصدق کر دینا ان کا دین ایمان ہے - اس موقع پر سوامی دیانند سرسوتی جی کے مندرجہ ذیل الفاظ موزوں آتے ہیں :-

اختلاف رائے کا نتیجہ

"جس ایک ایک کے برخلاف نونو سو ننانوے شہادت دیتے ہوں تو وہ ہزار کے ہزار جھوٹے ہیں اُن میں سے ایک بھی سچا نہیں ہو سکتا - سچی بات وہی ہے جو ایک ہو اور ہمیشہ یکساں رہے"۔

[منقول از جیون چرتر سوامی دیانند سرسوتی]

پس اہالیان یورپ کی رائیں ویدوں کی نسبت گیارہ ہزار قبل مسیح سے لیکر ۵۴ برس قبل مسیح تک شاید ہزار کے لگ بھگ ہونگی اور ہر ایک کی رای دوسرے کے خلاف ہے - پس سوامی جی کی مذکورہ بالا دلیل کے مطابق یہ سب نامعتبر اور ناقابل یقین ہیں -

۹ - پنڈت لیکھرام جی مرحوم نے تاریخ دنیا حصہ اول و دوم میں دنیا کی پیدائش کے زمانے اور مختلف ملکوں کی سمتوں کی نسبت عمدہ تحقیقات کی ہے جو قابل دید ہے - اُسی کتاب میں "ویدک زمانہ کی تحقیقات" اور "آریاورت میں لکھنا کب چلا؟" یہ دو مضمون بھی قابل غور ہیں -

پنڈت لیکھرام جی کی تحقیقات

۱۰ - یہ دنیا اور وید ہمعصر ہیں اِس بات کو آجکل کے عالم بھی عموماً تسلیم کرتے ہیں مگر اُن کی مذہبی پابندی اُنکو

ویداور دنیا کی صحیح تاریخ

سچائی کے قبول کرنے سے روکتی ہے - دنیا کا زمانہ سوریہ سدھانت وغیرہ جیوتش کی کتابوں کے مطابق سوامی جی نے اس تمہید تفسیر وید" میں بیان کر دیا ہے - پس خود ا ہالیان یورپ کے جب ویدوں کا بھی وہی زمانہ سمجھنا چاہئے - جب وید اپنا زمانہ آپ بتلاتے ہیں تو پھر دوسری شہادت کا تلاش کرنا فضول ہے - چنانچہ اتھروید میں لکھا ہے کہ

शतं तेऽयुतं हायनान् द्वे युगे
त्रीणि चत्वारि कृण्मः। अथर्व० प्र० ८ अनु० १ मं० २१

دنیا کے قایم رہنے کا زمانہ اس طرح حاصل ہوتا ہے کہ "دس ہزار سینکڑوں (یعنی دس لاکھ کے درجے) تک صفر دیکر اسپر ۲-۳- اور ۴ کو ترتیب وار ازاد کرنا چاہئے" [اتھروید پرپاٹھک ۸ - انوواک ۱ - منتر ۲۱]
اس طرح دنیا کے قائم رہنے کا زمانہ چار ارب بتیس کروڑ سال ہوتا ہے جس میں سے ۱۸۹۵ء تک ایک ارب[1] ستانوے کروڑ انتیس لاکھ اڑھتالیس ہزار نوسو ننانوے سال گذر چکے اور ۱۰۰۱ ۷۰۵ ۲۳۴ سال باقی ہیں -

۱۱ - جب ویدوں کی نسبت یہ ثابت ہے کہ وہ اتنی پرانی کتابیں ہیں جتنی پرانی یہہ دنیا ہے تو اس سے ان کا

الہام پر بحث

ایشور کیطرف سے ہونا خود بخود ثابت ہے - کیونکہ آغاز آفرینش میں بجز اس آدی گرو (معلم اول) پرمیشور کے اور کوئی دوسرا ہدایت دینے والا نہیں تھا - مگر الہام کے متعلق بہت کچھ غلط خیالی ہے جس کا اس موقع پر صاف کر دینا مناسب ہوگا -

۱۲ - سر مونیر ولیمس (Sir Monier Williams) "انڈین وزڈم" (Indian Wisdom)

الہام کی مختلف صورتیں

میں لکھتے ہیں کہ :- (۱) مسلمانوں کا قرآن ایک ہی جلد اور ایک مصنف کا کام ہے اور اسکی نسبت مسلمان یہ مانتے ہیں کہ وہ ماہ رمضان میں شب قدر کو سالم آسمان سے اترا -
(۲) اوستا کو (جسکے معنی کتاب مستند ہیں) زرتھشتر نے (جو عام طور پر زردشت کے نام سے مشہور ہے) بنایا -
(۳) عبرانی عہد عتیق معہ کالدی ترجموں اور شرحوں کے جنھیں ترگم (Targum) کہتے ہیں دیا گیا تھا -
(۴) مگر وید کے معنی علم ہیں اور اس سے وہ غیر مکتوب علم الہی مراد ہے جو سوئمبھو (قائم بالذات) پرمیشور سے سانس کی طرح ظاہر ہوا - اس کا رشیوں کو الہام ہوا اور بعد میں بڑھتے بڑھتے موجودہ ضخامت کو پہنچگیا - ویدوں کو مختلف شاعروں یا مصنفوں نے باوقات مختلف کئی صدیوں میں تصنیف کیا -"

۱۳ - الہام اس علم کو کہتے ہیں جو ایشور کیطرف سے دل میں پیدا ہو - پس جو علم ابتدائے آفرینش میں ایشور کی طرف سے رشیوں کی آتما میں ہوا اسی کو وید کہتے ہیں - مگر سر مونیر ولیمس کا یہ طعنہ

الہام کی تعریف اور بناوٹی الہام کی تردید

[1] جیوتش شاستر کے مطابق یہ مدت ٹھیک ہے سوامی جی نے زمانہ وید کے مضمون میں جو دنیا کی عمر ۱۸۷۶ء تک ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چھہتر برس لکھی ہے اسمیں سات سندھیوں کا زمانہ یعنی ۱۲۰۹۶۰۰۰ برس جمع ہونے سے رہگئے ہیں اس لئے فرق رہا -

کہ وید غیر مکتوب علم مانا جاتا ہے۔ عجیب لطف سے پُر ہے۔ انجیل کی پابندی نے اُن کو اس درجہ تک صداقت کا مخالف
بنا دیا ہے کہ وہ ایسی سیدھی سادی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے کہ علم ہمیشہ ہی غیر مکتوب ہوتا ہے۔ آتما اُس
علم کو حاصل و معلوم کرتی ہے نہ کہ کاغذ۔ اگر کاغذ پر لکھی ہوئی نوشت کا نازل ہوتا مانیں تو اُس نوشت کی سمجھنے
کا علم مقدم مطلوب ہوگا۔ پس کس صورت میں اُس کتاب کے سمجھنے کا علم جو کتاب سے مقدم ہے الہام ہوا نہ کہ کتاب
اور اگر کتاب کے سمجھنے کا علم مقدم نہ ہو تو حصول الہام قطعی ناممکن ہے اور چونکہ حضرت محمدؐ کو اُمّی کہا جاتا ہے
اسلئے وہ مُلہم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جب تک آتما الہام کو قبول نکرے تو وہ کاغذی تحریر اُن سے کچھ علاقہ
نہیں رکھ سکتی نہ وہ اُس سے الہام پانیوالے ثابت ہو سکتے ہیں۔ پس الہام ہونیکا مقدم نشان اُس الہام
کا براہِ راست دِل میں علم و آگاہی ہوتا ہے۔ پس جو لوگ یہ مانتے ہیں کہ الہام وہ ہے جو کتاب کی شکل میں آسمان
سے اُترے وہ بالکل غلطی پر ہیں۔ اوّل تو آسمان کسی چھت یا مکان کا نام نہیں ہے کہ وہاں ایشور بیٹھا ہو دوم
آسمان و لوح و قلم اور عرش و کرسی وغیرہ کا ماننا ایشور کو انسان کی طرح ایک جگہ محدود غیر ساری اور محتاج
بالغیر بنانا ہے۔ سوم جو چیز بہت اونچے سے گرتی ہے تو آکاش کے اندر سے گذرتی ہوئی گرم ہو جاتی ہے چنانچہ
گینوز فزکس میں لکھا ہے کہ "شہابہ (جسے تارا ٹوٹنا کہتے ہیں) وہ چند مُرکّب دھاتوں کا سرد پنڈا ہے
جو تیزی سے گرنیکی وجہ سے گرم ہو کر شعلہ کی طرح بھڑک اُٹھتا ہے۔ اِس قسم کا مادّہ کسی ایک ستارے سے دوسرے
ستارہ کی کشش غالب آجانے پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ مکّہ کا کالا پتھر جسے حجرالاسود کہتے ہیں اسی قسم کا شہابہ ہے
جو آسمان سے گرا ہوگا۔ مگر مسلمان لوگ اسکو خدا کی طرف سے آیا ہوا سمجھتے ہیں۔ اس میں پتھر کا جزو زیادہ ہوتا
ہے۔ اِسی قسم کا ایک پتھر فرانس میں پیرس کے عجائب خانہ میں موجود ہے" پس علم طبیعات کی بموجب مسلمانوں
کا الہام شہابہ ہو تو ہو۔ کتاب نہیں۔ کیونکہ کوئی کتاب اِتنے اونچے سے گرے تو ضرور ہے کہ راستے ہی میں
کام آوے۔ زمین تک پہونچنے بھی نہ پائے۔ علم طبیعات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ۲۳ ہزار فیٹ کی بلندی پر
کاغذ بکھر جاتا ہے۔ چنانچہ گینوز فزکس میں غبارے کے بیان میں لکھا ہے کہ "جب غبارہ ۲۳۰۰۰ فیٹ
سطحِ سمندر سے اونچا پہونچگیا تو اُس مقام پر اسدرجہ خشکی تھی کہ کاغذ اور پارچمینٹ (چرمی جھلی) بالکل سوکھ
گئے اور اِس طرح بکھر بکھر کر گر پڑے کہ جیسے اُنھیں آگ کی لپیٹ چڑ گئی ہو" پس سالم کتاب کا آسمان سے گرنا
جہالت کی بات نہیں تو کیا ہے۔ کبھی کسی نے آسمان سے کتابیں برستی دیکھی ہیں؟۔ اِسی طرح جو پارسی اور
عیسائی وغیرہ ایسے لوگوں کی تصنیف کی ہوئی کتابوں کو الہام مانتے ہیں جو ابھی ایک ہی دو ہزار برس
کے اندر گذری ہیں وہ ہرگز الہام نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ اوّل تو یہ اعتراض ہے کہ دو ہزار برس سے پیشتر کے لوگ
کس الہام کی ہدایت پر چلتے تھے؟۔ اور اگر اُس سے پیشتر الہام ہی نہیں تھا تو یہ بات ایشور کے انصاف سے

بعید ہے کہ اُن لوگوں کو اپنے الہام سے محروم رکھا - دوم انسان کا علم کبھی بے خطا نہیں ہوتا اسلئے وہ قابلِ تسلیم نہیں - لہذا ثابت ہوا کہ سچا الہام دراصل وہی ہے جو ایشور کی طرف سے کسیکے دل میں ہو اور وہ شخص جسکو الہام دیا جاوے اُس سے آگاہ ہو -

۱۴ - اگنی - وایو - آدتیہ اور انگرس - چار رشیوں کی آتما میں ویدوں کا گیان ہوتا بالفاظ مختلف

(الہام وید کی نسبت غلط بیانی)

جگہ جگہہ بیان کیا گیا ہے جسکو سر مونیر ولیمس صاحب اختلافِ بیان سمجھتے ہیں - چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ " ویدوں کے الہام کی نسبت حسب ذیل مختلف رائیں ہیں :-

(۱) وید سویمبھو (قائم بالذات) پرمیشور سے مثل سانس پیدا ہوئے (۲) وید برہم سے اس طرح نکلے جیسے ایندھن میں سے دُھواں (۳) وید اگنی (آگ) - وایو (ہوا) وغیرہ عناصر سے پیدا ہوئے (۴) وید گایتری میں سے نکلے (۵) اتھرووید - کانڈ ۱۹ - انوواک ۵۴ میں اُن کی پیدائش کال سے بتائی ہے (۶) شتپتھ براہمن میں اگنی (آگ) - وایو (ہوا) اور روی (سورج) سے ترتیب وار رگ - یجر اور سام وید کی پیدائش لکھی ہے اور منوسمرتی ادھیاے ۱ - شلوک ۲۳ میں بھی یہی بتایا ہے (۷) پُرش سوکت (یجروید ادھیاے ۳۱) کے بموجب پُرش سے وید پیدا ہوئے (۸) مہابھارتا میں وید کو شرتی یا نتیہ شبد بتایا ہے (۹) پھر منتروں کے ساتھ اُنکے مصنف رشیوں کے نام لکھے ہیں "-

۱۵ - مونیر ولیمس کو صرف دھوکا ہوا ہے ورنہ ان نو کے نو فقروں کا ایک ہی منشا ہے - واضح

(اسکی تردید)

رہے کہ جس طرح انسان محدود العقل اور کم علم ہونے کی وجہ سے بڑی دماغ سوزی اور فکر و غور سے کسی علمی بات کو بیان کرتا ہے ایشور میں یہہ بات نہیں ہے - چونکہ وہ علیم کُل ہے اسلئے وہ ہر علم کو بآسانی بلا فکر و تامل بیان کرتا ہے - پس شاستروں میں ہر جگہ اس بات کو ظاہر کیا ہے کہ ایشور نے ویدوں کو اس طرح بلا پس و پیش بہ کمال آسانی رشیوں کے دلوں میں ظاہر کیا - جس طرح انسان کے جسم میں سے بلا جد و جہد خود بخود سانس جاری رہتا ہے یا جس طرح آگ میں سے بلا کوشش اپنے آپ دُھواں اُٹھتا رہتا ہے - تیسرے اور چھٹے فقروں میں اگنی - وایو - روی وغیرہ اُن رشیوں کے نام ہیں جن کو ویدوں کا الہام ہوا - اسم معرفہ کا ترجمہ کرنا - انگریزوں کی لیاقت کا اعلیٰ نمونہ ہے - ان سے تو سائن ہی اچھا رہا - جو ان سے جیو (شیش (انسان) مراد لیتا ہے - چوتھے - پانچویں اور ساتویں فقروں میں گایتری - کال اور پُرش سے پرمیشور مراد ہے - گایتری گایتی (गायति) سے بنتا ہے اور گایتی - ارچتی (अर्चति) بمعنی "پوجا کرنا" کا مترادف ہے (دیکھو نگھنٹو - ادھیاے ۳ - کھنڈ ۱۴) - پس گایتری سے معبود کُل مراد ہے (دیکھو نرکت ادھیاے ۷ - کھنڈ ۶) - اسی طرح کال بھی ایشور کا نام ہے - کیونکہ کالیتی (कालयति) کو نگھنٹو

ادھیائے ۲- کھنڈ ۱۴۴ میں گتی ज्ञान کا مترادف بتایا ہے اور خود گتی ज्ञान مصادر کے معنی گیان (علم) گمن (رفتار یا حرکت) اور پراپتی (سرایت) ہیں- پس کال سے علیم کُل و محیطِ کُل پرمیشور مُراد ہے- پُرش کے متعلق بھومکا میں پُرش سوکت کا ترجمہ کرتے ہوئے سوامی جی نے کئی حوالے درج کئے ہیں (دیکھو صفحہ ۷۶) جن سے اِس امر میں ذرا شک نہیں رہتا کہ پُرش سے پرمیشور ہی مُراد ہے- میمانسا شاستر کے بموجب ویدوں کا نتیہ (یعنی ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لئے موجود رہنا یا بالفاظ دیگر غیر فانی ہونا) اُن کی ایشوری گیان (الہام الٰہی) ہونیکا اور بھی پختہ ثبوت ہے- کیونکہ جب ایشور غیر فانی ہے تو اُسکا کلام بھی غیر فانی ہونا چاہئے- کلام کے غیر فانی ہونے سے اُسکا راست مُطلق ہونا مفہوم ہوتا ہے- اسلئے راست مُطلق کلام ایشور کے سوائے کسی اِنسان وغیرہ کا نہیں ہوسکتا- کیونکہ چھاندوگیہ اُپ نشد پرپاٹھک ۷- کھنڈ ۱۷ میں کہا ہے کہ विज्ञानन्नेव सत्यं वदति "جسکو گیان (علم کامل) ہے وہی سچ بولتا ہے"- پس چونکہ اِنسان کا علم کبھی کامل- بجنبا اور راستِ مُطلق نہیں ہوسکتا اسلئے اِنسانوں کی بنائی ہوئی کتابیں کبھی الہام کے پایہ کو نہیں پہونچ سکتیں- آخر میں رشیوں کو منتروں کا مُصنّف بتانا ایک بڑی بھاری غلطی ہے منتروں کے شروع میں دیوتا- رشی- چھند- اور سُور دئیے ہوئے ہیں سوامی جی نے دلیلوں اور حوالوں سے ثابت کردیا ہے کہ اُن سے ترتیب وار منتر کا مضمون- اوّل مُستند مُفسّر- بحر اور سُر مُراد ہے- اگر رشی کو مصنّف کہا جاتا ہے تو دیوتا کو مُصنّف کیوں نہیں بتاتے ہیں؟- واضح رہے کہ ویدوں کی منتروں کو الہام مانا جاتا ہے نہ کہ اُن کے عُنوان کو بھی- یہ عُنوان بعد میں صرف یادداشت کیلئے بڑھایا گیا ہے-

۱۶- ویدوں میں چھند بھاگ اور منتر بھاگ قائم کرنا اہل یورپ کی ایک بڑی بھاری غلطی ہے- جو اُن کے ترجموں کی غلطی سے پیدا ہوئی ہے- علاوہ ازیں چار مختلف مضمونوں (یعنی علم- عمل- عبادت اور عرفان) کے لحاظ سے ویدوں کا چار جلدوں پر تقسیم کیا جانا یہ ہرگز ثابت نہیں کرسکتا کہ اُن کو مختلف وقتوں میں مختلف مُصنّفوں نے بنایا- اِنسان کی بنائی ہوئی کتابوں میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ کہیں دقیق مضمون ہوتا ہے کہیں آسان اور خصوصاً جبکہ ویدوں سے تمام علوم کا بیان کرنا مقصود ہے تو اُسکے مضامین کا بلحاظ اُس علم کے جسکا بیان کیا جاوے آسان یا مُشکل ہونا ایک امر ظاہر ہے- پھر میکسمیولر وغیرہ کا مضمون کی دقاقت اور سلاست کے لحاظ سے ویدوں کا دو حصّوں میں تقسیم کرنا اور اُن میں سے ہر حصّہ کو ایک مختلف زمانہ سے منسوب کرنا بالکل فضول اور بےمعنی ہے- اِسی طرح براہمن اور اُپ نشدوں کو ویدوں کا بھاگ[۱] بتانا بھی سخت غلطی ہے- یہ سب بعد کی کتابیں ہیں کیونکہ اُن میں تاریخ پائی جاتی ہیں- جو لوگ براہمنوں اور اُپ نشدوں کو وید بتاتے ہیں وہ اُپ وید وں اور چھ شاستروں کو

(حاشیہ: ویدمیں کوئی بھاگ نہیں ہے)

[۱] اور اگر چھند اور منتر وید کے دو مختلف نام ہونیسے وید کے بھاگ مانے جاتی ہیں تو شرتی- نگم- برہم- آمنایہ- تریی ودیا- شاستر اور تنتر بھی مختلف بھاگ ہونے چاہئیں کیونکہ وہ بھی ویدوں کے نام ہیں-

بھی وید کیوں نہیں کہتے کیونکہ ان میں بھی ویدوں کا حوالہ آتا ہے - براہمن ویدوں کی عام شرح ہیں اور شاستر ایک ایک مضمون کو بیان کرتے ہیں -

۱۷ - ویدوں کے کہیں تین اور کہیں چار کہنے سے صرف مضمونوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے - کتابوں کی طرف نہیں کیونکہ وید کے معنی علم ہیں - اسلئے جب ترئی ودیا (تین علوم) کہیں تو اس سے چاروں وید مراد ہوں گے - کیونکہ ان میں تین علموں کا بیان ہے - اگرچہ علم بیشمار ہیں مگر ان کی سب سے بڑی تقسیم تین مدوں میں ہو جاتی ہے - علم - عمل اور عبادت اور ان تینوں کے نتیجے کا نام عرفان یا معرفت ہے اسلئے اسکو چاہے الگ گناؤ یا نہ گناؤ - کچھ حرج نہیں ہے - اس مضمون پر آریہ سدھانت میں بہت لمبی بحث کی گئی ہے - (دیکھو آریہ سدھانت بھاگ ۲ - انک ۷ تا ۱۲ - اور بھاگ ۷ - انک ۱ تا ۱۲ میں ترئی ودیا کا مضمون)[۱]

وید چاری ہیں

۱۸ - اب ہم الہام کی معیار یا شرائط بیان کرتے ہیں تاکہ سب کو اس امر کے تحقیق کرنیکا موقع مل سکے کہ اصلی الہام کون سا ہے - انجیل و قرآن وغیرہ یا وید؟ - شرائط مذکور یہ ہیں :-

الہام کی معیار اور شرائط

(۱) الہام کا ابتدائے عالم میں ہونا لازم ہے -

(۲) الہام وہ علم ہے جو ایشور کی طرف سے کسی انسان کے دل میں آوے - اور جس علم کو اسنے کسی دوسرے انسان سے نہ پایا ہو اور نہ کسی کتاب کے مطالعہ وغیرہ سے حاصل کیا ہو -

(۳) ایشور کا اصلی یا سچا الہام وہی ہو سکتا ہے جس میں کوئی بات ایشور کے قائم کئے ہوئے قوانین قدرت کے خلاف نہ ہو اور اس میں ان طبعی اور روحانی علوم کا بیان ہو جو انسان اپنی محدود قوت ذہن یا عقل سے تعلیم پانیکے بغیر از خود حاصل نہیں کر سکتا

(۴) الہامی کتاب میں کسی خاص انسان کا بیان یعنی کوئی قصہ یا کہانی نہیں ہونی چاہیئے ·

(۵) الہام میں وہ ہدایتیں ہونی چاہئیں جن سے سب کی اعلیٰ بہبودی مقصود ہو اور جو انسان کے لئے نہایت ضروری ہوں وہ کسی خاص گروہ یا متنفس کی طرفداری اور رعایت یا حمایت سے پاک اور سب کے لئے یکساں اور پُر انصاف ہونا چاہئے -

(۶) اس کی سب باتیں دوامی یعنی سب زمانوں میں یکساں اثر رکھنے والی اور کبھی منسوخ یا ردیا بے اثر ہونے

[۱] بعض پنڈت اور پروفیسر میکس وغیرہ اہل یوروپ تیتریہ سنہتا یا کرشن یجر وید کے نام سے پانچواں وید بھی مانتے ہیں مگر یہ مثل اس گپ کے جو اس کی پیدائش کی نسبت مشہور کیجاتی ہے بالکل لغو ہے - بات یہ ہے کہ جسکو تیتریہ سنہتا کہتے ہیں وہ صرف ایک براہمن ہے اور جسے شکل یجر وید کہتے ہیں وہی اصلی یجر وید ہے -

والی ہونی چاہئیں۔

(۷) اُس کی صنعت اور الفاظ و معنی کی بندش ایسی ہونی چاہئے جو شانِ ایزدی کی شایاں ہو اور انسان کی تصنیف سے تمیز ہو سکے۔

(۸) وہ بنفسہٖ مکمل ہو اور تکمیل کے لئے محتاج یا بغیر نہو بلکہ اور سب اپنی صداقت اور تکمیل کیلئے اُسکی محتاج ہیں

اگر ان میں سے تمام شرائط پر بہیئت مجموعی یا فرداً فرداً غور کیا جاوے تو ویدوں کے سوا کوئی کتاب الہامی نہیں ٹھہر سکتی۔ کیونکہ

۱۹ - وید ہی دُنیا کی سب سے پُرانی کتاب ہے۔ یعنی جب دُنیا آباد ہوئی اُسی وقت ویدوں کا الہام سب سے پہلے انسانوں یعنی چار رشیوں کو ہوا اور تب سے ابتک اُس کا برابر رواج چلا آتا ہے۔ اگر یورپ کے عالموں کی طرح ابتدائے آفرینش میں جہالت کا زمانہ مانیں تو اس وقت بھی انسان کے ورثہ میں جہالت ہی آتی۔ علم و ہنر کا ہونا ناممکن تھا۔ کیونکہ دیکھا جاتا ہے کہ وحشی قومیں جبتک اُن کے درمیان کوئی شائستہ اور عالم انسان نجاوے خود بخود ہرگز ترقی نہیں کر سکتیں۔ یہ بھی ایشور کی قدرت کاملہ کا ایک ثبوت ہے کہ وید دُنیا کے شروع سے ابتک برابر قائم رہے اُن میں سر مو فرق نہیں آنے پایا۔ وجہ یہ ہے کہ ویدوں کا علم سینہ بسینہ چلا آتا ہے۔ لکھی کتابوں پر ہی دار و مدار نہیں ہے۔ اگر وید کا غذوں میں بند ہوتے تو آجکے دن اُن کا نشان ملنا مشکل تھا۔ دکن میں ابتک رواج ہے کہ براہمن ویدوں کو حرف بحرف زبانی یاد کرتے ہیں۔ اُسکے مقابلہ میں انجیل و قرآن وغیرہ صرف ایک ہی دو ہزار برس کی تصنیفات انسانی ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر پین اور گبن صاحب انجیل کی تصنیف سنہ عیسوی کے شروع میں بتاتی ہیں اور اسی طرح قرآن بھی تقریباً ۱۳۱۵ برس کی تصنیف ہے۔ اسکے علاوہ جین وغیرہ جسقدر نئے متوں کی کتابیں ہیں وہ سب زمانہ حال کی پیدائش ہیں اور اسی وجہ سے وہ قدیم یا سچی نہیں ہو سکتیں۔

۱- ابتدائے دنیا میں ہی

۲۰ - دوسری شرط تب ہی پوری ہو سکتی ہے جبکہ الہام کا سب سے پہلے انسانوں کو ہونا مانا جائے۔ درمیانی زمانہ میں جو شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ ہرگز ایشور کا الہام نہیں ہو سکتا بلکہ تعلیم و مطالعہ کا نتیجہ سمجھا جائیگا۔ ابتدائے آفرینش کے بعد برابر تعلیم اور تصنیف کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور بعد میں جو شخص عالم یا مصنف بنتا ہے وہ ضرور کسی سے تعلیم پانے یا کتابوں کا مطالعہ کرنیکا نتیجہ ہے حضرت محمدؐ اور مسیح وغیرہ جسقدر پیغمبر مانے جاتے ہیں وہ ضرور تعلیم و تربیت پاکر عالموں کی صحبت سے اُس کمالؑ کو پہونچے

۲- الہام دل ہونا چاہئے

ف ۱ - نبوت یا پیغمبری کا دعویٰ روحانی علم کی درمیانی یا ادنیٰ حالت اور تھوڑی سی طاقت یا علم پر غرور ہو جانے سے پیدا ہوتا ہے اور جاہلوں اور وحشیوں کے درمیان ہی اُسکا سکہ جم سکتا ہے۔ اس ملک میں زمانہ حال کے اندر (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۱)

پچھلے جنم کے سنسکاروں (اثر و خیال) کی وجہ سے موجودہ جنم میں تعلیم و تربیت اور مطالعہ کے نتیجے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ پس ذرا سے اشارہ سے بہت کچھ سمجھ جانا۔ تھوڑے سے ہی مطالعہ سے عالم بن جانا۔ چند روزہ یا ایکبار ہی ہدایت پاکر دھرم پر قائم ہو جانا اور دوسروں کو ہدایت کرنے لگنا صرف پچھلے جنم کے ابھیاس (مشق) سنسکار (اثر و خیال) اور مطالعہ کی محنت کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ ایک ہی جنم مانتے ہیں وہ اس بات کو نہیں سمجھتے اور اسی وجہ سے وہ کسی خاص انسان میں جودت طبع۔ ذہن کی رسائی اور قول فعل اور خیال کی پاکیزگی کو معجزہ۔ کرامت یا خرق عادت سے منسوب کرتے ہیں۔ اگر ایک ہی جنم مانا جاوے تو ایک انسان کو بلا محنت کمالات بالا کا حاصل ہو جانا اور دوسرے شخص کو باوجود محنت و مشقت حاصل نہ ہونا ایشور کی ناانصافی پر محمول ہوگا جو ہرگز ٹھیک نہیں ہے۔ پس کئی جنموں کا ماننا اور محنت سابقہ کا نتائج موجودہ پر مانا کرنا ایک نہایت علمی اور معقولیت کی بات ہے جسے راستی شعار اور حق پسند انسان ضرور مانیں گے۔ مگر جن کی طبیعت میں عقل اور اور قانون قدرت کی خلاف تعلیم و ہدایت کا اثر اور ضد و تعصب کی عادت سے غلط خیال جم چکا ہے وہ نہ مانیں تو کچھ عجب نہیں ہے۔ آج بھی یوگ کے مدارج کو طے کرکے انسان درجۂ کمال حاصل کرتے ہیں۔ مگر جب وہ اُستاد کی تعلیم اور کتابوں کے مطالعہ سے تقویت حاصل کر لیتے ہیں تب اُن کو وہ کمال حاصل ہوتا ہے۔ ابتدائے آفرینش میں جبکہ اُس سے پیشتر کوئی معلم انسان یا انسان کی بنائی ہوئی کتاب موجود نہیں تھی اگر کوئی شخص تمام علوم کو اپنے آئینۂ دل میں جلوہ گر دیکھے اور اُن کو بیان کرنا شروع کر دیوے تو وہ آجکل کے کمال یوگ کی مثال نہیں ہوگی۔ بلکہ اُسے ایشور کیطرف سے الہام خاص ماننا پڑیگا۔ پس وید ہی الہام ہے انجیل و قرآن وغیرہ کے لئے کل کتاب نازل ہونیکی وجہ سے اُن کو الہام ماننے کی تردید ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۲۱ - یہہ بات کہ ویدوں میں تمام باتیں ایشور کے باندھے ہوئی قانون قدرت کے مطابق ہیں اور اُن میں تمام طبعی اور روحانی علم بدرجۂ کمال بیان کیا گیا ہے۔ اوّل اس وید بھاشیہ بھومکا کے مطالعہ سے ہی ظاہر ہو جائیگی اور نیز جب تمام و کمال تفسیر وید کو پڑھا جائیگا تو یہہ بات ضرور ہی درجۂ وثوق کو پہونچ جائیگی۔ ویدوں کے سوای دیگر تمام الہامی کتب خود قانون قدرت کے خلاف پیدا ہوئی ہیں اور اُن میں اکثر عقل و قیاس سے باہر باتیں بنام نہاد معجزہ بیان کی گئی ہیں جن کا

۲۳ - قانون قدرت کے خلاف نہو

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۰) اگنی ہوتری اور قادیانی میرزا کا دعویٰ الہام اور نبوت کی ڈینگ اس امر کی زندہ مثالیں ہیں۔ ۱۲

۵ل شق القمر ہونا۔ ہنومان کا سورج نگلنا۔ موسیٰ کے لئے دریا کا ٹھہر جانا اور عیسیٰ کا مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ تمام باتیں ایشور کے باندھے ہوئے قانون قدرت کے خلاف ہیں۔ ایشور کسی خاص انسان کی رعایت کیلئے اپنے قانون کو نہیں بدلتا اُسکا قانون سب کے لئے یکساں ہے اور یہی اُسکے عادل و منصف ہونیکا ثبوت ہے۔

کوئی علمی ثبوت نہیں ملتا -

۲۲- ویدوں میں کہانیوں کا نہ ہونا "مستند و غیر مستند کتابوں" کے مضمون سے ثابت ہو جائیگا اور یہہ کہنا کہ انجیل اور قرآن وغیرہ میں کہانیاں نہیں ہیں گویا روے آفتاب کو مشت خاک سے مکدر کرنے کی کوشش کرنا ہے - آجکے دِن ویدوں کے سوای جن کتابوں کو الہامی مانا جاتا ہی اُن کا بڑا جزو قصہ کہانیاں ہیں اور کہانیوں کا ہونا صاف ثابت کرتا ہی کہ وہ ابتدای عالم سے بہت مدت بعد تصنیف کی گئیں - کیونکہ جن انسانوں کا اُن میں ذکر ہے وہ خود اُن سے پرانی نہیں ہو سکتیں -

(۴- اس میں کہانیاں نہیں)

۲۳- ویدوں کی ایک خاص بات یہہ ہے کہ اُن میں محض اُن باتوں کا بیان ہے جو انسان کے لئے نہایت ضروری ہیں یعنی ویدوں میں زندگی کے ہر مرحلے کے لئے ہدایتیں اور روزانہ فرائض بیان کئے گئے ہیں - بلکہ سایَن آچاریہ وغیرہ اور نیز اہالیان یوروپ کی تو یہی رائے ہے کہ ویدوں میں محض یگیہ کا بیان ہے - پس یگیہ سے پنچ مہا یگیہ (پانچ روزانہ فرائض) اور اشومیدھ (انتظام سلطنت وغیرہ) اور نیز وہ تمام رفاہِ عام کے نیک کام مراد ہیں جن سے سب کی بہبودی اور بہتری مقصود ہو - اس کے خلاف دیگر الہامی کتابوں میں بیگناہ جانوروں کے مارنے اور جہاد وغیرہ سے دُنیا کو دُکھ پہونچانیکی ہدایت بھی پائی جاتی ہے -

(۵- اسمیں مفید و کار آمد ہدایتیں ہیں)

۲۴- ویدوں کی سب باتیں دوامی یعنی سب زمانوں کیلئے یکساں اثر رکھنے والی ہیں - ابتدای آفرینش سے لیکر یدھشٹھر کے زمانہ تک اُن کی ہدایت پر عمل ہوتا رہا اور یہہ زمانہ دُنیا میں امن و امان علوم کی ترقی اور دھرم کے عروج کا زمانہ تھا - مگر مہابھارت کے بعد جب سے ویدوں کا رواج بند ہوا تب سے اب تک برابر دُنیا پر آفتیں نازل ہو رہی ہیں اور آگے بھی جبتک وید کی ہدایت پر عمل شروع نہو گا دُنیا کو امن و راحت نصیب ہونا مشکل ہے - مہابھارت کو جیسا کہ ہم ابھی اوپر ذکر کر چکے ہیں پانچ ہزار برس کے قریب گذرتے ہیں - عام طور پر اس سے پیشتر کا کوئی الہام تسلیم نہیں کیا جاتا - حالانکہ دُنیا کی عمر اس وقت دو ارب کے قریب ہے - پس ظاہر ہوا کہ اس سے پیشتر دو ارب سال کے قریب تک برابر ویدہی کا رواج تھا اور اس عرصہ میں برابر اُس کی تعمیل ہوتی رہی - کبھی اُس کی ہدایتوں کو منسوخ وغیرہ کرنیکی ضرورت نہ پڑی - نہ اب تک وید کا ایک حرف تک بدل سکا - یہہ بات دوسری ہی کہ اب براہ راست اُسپر عمل نہیں ہے - مگر سوامی جی فرماتے ہیں کہ "جسقدر سچا علم و معرفت روی زمین پر کسی کتاب یا کسی کے سینے میں پایا جاتا ہے وہ سب وید ہی سے نکلا ہی" یہہ بالکل سچ ہے کیونکہ وید دُنیا کی سب سے پرانی کتاب ہی - پس ایک طرح دیکھا جاوی تو جو نیک اصول دُنیا میں اس وقت جاری ہیں اور جن پر عمل کیا جاتا ہے وہ سب وید ہی کی تعمیل ہے -

(۶- سب زمانوں میں یکساں اثر پذیر ہیں)

جہاں دیگر ایسی کتابوں میں جو الہامی مانی جاتی ہیں ہزاروں اختلافات ہیں اور ایک دوسرے کو رد کرنیوالے اصول و احکام پائے جاتے ہیں۔ وہاں ویدوں میں ایک بات بھی ایسی نہیں جس کے خلاف دوسری جگہ کچھ اور لکھا ہو یا جو صرف ایک خاص زمانہ تک اثر رکھ کر بعد میں بے اثر ہوگئی ہو۔ ویدوں کے غیر فانی ہونے پر سوامی جی نے اس بھومکا میں بڑی عالمانہ بحث کی ہے جو قابل دید ہے۔ قرآن اور انجیل وغیرہ میں جو باہمی اختلافات ہیں وہ اسقدر مشہور ہیں کہ اُن کے بیان کرنیکی ضرورت نہیں اور نہ اس مختصر دیباچہ ہی میں اُن کی تفصیل کی گنجایش ہے۔

۲۵ - ویدوں میں عروض کا کمال - الفاظ کا کثیر المعانی ہونا - لفظوں کا مصدری یا لغوی معنی رکھنا

۷- انسانی تصنیف سے تمیز ہوسکے

اور الفاظ کی بندش اُن کے الہامی ہونیکا اعلیٰ ثبوت ہیں - یہ بات کمال انسانی کے احاطہ سے باہر ہے جسکا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ اگرچہ آج کے دن سنسکرت زبان میں کوئی پرانی کتاب ایسی نہیں ملتی جسکے مقابلہ میں اُسی طرز پر نئی کتاب نہ لکھی گئی ہو یا خود اُس کتاب کے اندر کچھ تحریف نہ کی گئی ہو۔ مگر وید اس سے بری ہیں[1] - براہمنوں کے مقابلہ میں بناوٹی براہمن - اُپ نشدوں کے مقابلے میں فرضی اُپ نشد - شاستروں کے مقابلہ میں جھوٹے شاستر - الغرض ہر قسم کی کتابیں پرانی کتابوں کے مقابلہ میں سمپردائیوں نے لکھیں[2] اور منوسمرتی وغیرہ کتابوں میں تحریف بھی کی - مگر ویدوں کے مقابلہ میں کوئی نیا وید بنانے یا اُسکے اندر تحریف کرنیکی کسی کو مجال نہیں ہوئی - یہ وجہ نہیں ہے کہ اُن کی عزت و تعظیم کے خیال سے ایسا نہیں کیا گیا - کیونکہ چارواک کیسے بہادر بھی ہندوستان میں ہو چکے ہیں جو ویدوں کو بھانڈوں کی گپ بتا گئے ہیں مگر اُن کی بھی یہ مجال نہ ہوئی کہ جہاں اپنے آگم اور تنتر کے شاستر بنائے - ایک وید بھی اپنے خیالات کا بنا جاتے - بلکہ اصلی وجہ یہی ہے کہ عروض کا وہ کمال اور الفاظ کے لغوی معنی میں قائم رکھنا انسان کی طاقت سے باہر ہے اور ویدوں کی حفاظت کا انتظام الشعور کی قدرت سے ہر زمانہ میں قائم رہتا ہے - تمام علوم جو ساڑھے اُنتیس ہزار سے کم منتروں میں بیان کر دئے گئے اُس کی وجہ یہی ہے کہ لفظوں کو لغوی معنی میں رکھا گیا اور شلیش النکار (صنعت کثیر المعانی) کے ذریعہ

[1] کرشن یجروید کی نسبت ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ وہ صرف براہمن ہے وید نہیں ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ براہمنوں کی عبارت پر بھی اکثر سُور لگا دئے جاتے ہیں - مثلاً جرمنی کے چھپے ہوئے شتپتھ براہمن میں سُور لگے ہوئے ہیں مگر اس سے براہمن وید نہیں بن سکتے کیونکہ سُور سنسکرت کی ہر کتاب پر لگائے جا سکتے ہیں - ۱۲

[2] دیکھا جاتا ہے کہ زمانہ حال میں عوام الناس کو دھوکہ دینے کیلئے ہر نئے مت والے اپنی نئی کتابیں بناتے اور انکو پرانی کتابوں کے نام سے مشہور کر دیا - مثلاً جینیوں کے ہاں اپنی قسم کے پُران اور سوتر وغیرہ پائے جاتے ہیں - ۱۲

سے ایک ہی لفظ سے دس دس علمی باتوں کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ سوامی جی لکھتے ہیں کہ "اگر ایسا نہ کیا جاتا (یعنی صنعتِ کثیر المعانی کو استعمال نہ کیا جاتا) تو کروڑوں شلوک یا منتر اور ہزاروں کتابیں بنا دیتے تب بھی علم کا بیان میں آنا ممکن نہ تھا۔" واضح رہے کہ ویدوں میں اکثر نہایت باریک علمی اصول کو النکاروں یعنی ایسے قدرتی واقعوں کی تمثیل سے جو روزمرہ ہماری آنکھوں کے سامنے واقع ہوتے رہتے ہیں بیان کر دیا ہے جو علم کا درجۂ کمال ہے۔ کیونکہ جب انسان کسی علمی اصول کی تہ کو پہنچ جاتا ہے تب اُسکو یہہ مایہ حاصل ہوتا ہے کہ اُسکو تمثیلوں اور استعاروں میں بیان کر سکے۔ تمثیل یا [illegible] کے ذریعہ سے معمولی عقل کا انسان بھی باریک سے باریک علمی بات کو آسانی سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ نیائے شاستر میں درشٹانت (تمثیل) کی تعریف یہی کی ہے کہ "جس بات میں دنیا کے عام لوگوں اور مُبصّر یعنی دلیل و عقل سے باریک علمی باتوں کو دریافت کرنے یا سمجھنے والوں کی عقل ایک سطح پر آجائے اُسے درشٹانت کہتے ہیں" (دیکھو نیائے شاستر ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۲۵)۔ گویا جسکے ذریعہ سے اعلیٰ سے اعلیٰ علمی اصول عوام الناس کی سمجھ میں آسکیں وہ درشٹانت ہے اور روپک النکار اور اُپما النکار یعنی محض درشٹانت میں اس ہی الیشور کے رحیم کامل ہونیکا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ویدوں میں تمام علمی اصول کا آسان عبارت اور مختصر الفاظ کے اندر مکمل بیان ہونا اِس بات کو ثابت کرتا ہے کہ اُن کا صانع الیشور ہے نہ کہ انسان۔ ویدوں کے سوای اور کسی کتاب میں یہہ نشان نہیں پایا جاتا۔ کس انسان کی مجال ہے کہ صنعت لفظی کے کمال کے ساتھ صنعت معنوی کو نباہ سکے۔ قرآن وغیرہ میں صرف مُسجّع اور مُقفّٰے عبارت ہی۔ عروض کا کچھ تعلق نہیں اور انجیل میں عروض کو دخل ہے۔ پس جس صورت میں ہم عروض کو زبان کا کمال تصور کرتے ہیں تو الہامی کتاب میں اُسکی عدم موجودگی کب گوارا ہو سکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ مروجہ قرآن کے مقابلہ پر فیضی نے بے نقط قرآن لکھا تھا مگر اُسکو کسی نے الہام نمانا۔ انجیل کی بابت تمام دنیا جانتی ہے کہ اُس میں ہزاروں ترمیمیں کی گئیں اور سدھانت کچھ کے کچھ بدل گئے۔ انجیلوں کے تحریف اور سدھانتوں کے بدل جانے سے رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دو بڑے اور سینکڑوں چھوٹے چھوٹے فرقے بن گئے۔ اسکے خلاف آغازِ دنیا سے لیکر اب تک ویدوں میں ایک نقطہ تک کا فرق نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ ویدوں کے سینہ بسینہ چلے آتے کے علاوہ چھند (عروض) بھی اُن کی حفاظت کا باعث ہیں۔ پس جب اِن تمام باتوں پر غور کیا جاتا ہے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ویدوں کے سوای اور کوئی کتاب الہامی نہیں ہو سکتی۔

۲۶ ـ ویدوں میں اُصول کے طور پر تمام علوم کا بیان ہے۔ اکثر لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہہ سوامی جی کی اختراع ہے۔ مگر بات یہہ ہی کہ جو لوگ سوامی جی کی باتوں کو ناقص سمجھا اختیار کرتے ہیں وہ عموماً پرانی

وید بہمہ وجوہ کامل اور مستند بالذات ہے

پُرانے شاستروں سے واقف نہیں ہوتے۔ آجکل اس مُلک میں ویدوں کا رواج نہیں ہے اور اگر اہل یوروپ ویدوں پر کچھ لکھتے ہیں تو اُن کی ہمیشہ یہہ کوشش ہوتی ہے کہ اس مُلک کی موجودہ جہالت اور خصوصاً مذہبی کتابوں کی بےخبری سے ناواجب فائدہ اُٹھایا جاوے۔ اِسلئے جب سوامی جی نے ویدوں کے سچے مطالب کو ظاہر کرنا شروع کیا تو ان کی بات پھیکی پڑنے لگی جسپر غصہ آنا ایک قدرتی نتیجہ تھا۔ پس اگر وہ سوامی جی کو جھٹلانے کی کوشش کریں تو سمجھو کہ اُنھیں ہی بات کی پچ ہے۔ جھوٹے قرار پانیکا خیال اور خصوصاً اپنے مُلک و مذہب کی بیجا حمایت کب گوارا کر سکتی ہے کہ وہ سچ کو مان لیں۔ ویدوں میں تمام علوم کا موجود ہونا گوتم مُنی۔ واتسیاین رشی اور منو مہاراج کے مندرجہ ذیل حوالوں سے ثابت ہے۔

(۱) "وید اسی طرح مُستند ہیں جس طرح آیُروید (علم طب وغیرہ کی علمی کتابیں) مُستند ہیں"۔

[نیائے شاستر ادھیائے ۲۔ اہنک ۱۔ سوتر ۶۷]

(۲) "جو لوگ ویدوں کے مطالب کو کماحقہٗ سمجھنے والے (رشی یا درشٹا) ہوئے ہیں وہی تمام علوم کو ایجاد یا بیان کرنے والے (پرورکتا) ہوئے ہیں"۔ [واتسیاین رشی کی شرح سوتر مذکور پر]

گویا بالفاظِ دیگر رشیوں نے تمام علوم کو ویدوں سے نکالا ہے۔

(۳) "ویدوں میں اننت (بےپایاں) گیان ہے یعنی اگرچہ وید کے الفاظ محدود ہیں مگر بصورتِ معنی وید بےپایاں ہیں"۔ [تیتریہ براہمن]۔

(۴) "چاروں ورنوں کے اصول۔ تینوں لوکوں (یعنی لطیف۔ کثیف اور روشن عالم) کا علم۔ چاروں آشرم کے قواعد۔ ماضی۔ حال اور مستقبل کا حال الغرض سب باتیں ویدوں ہی سے نکلی ہیں"۔

[منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۲۔ شلوک ۹۷]۔

پس جب آریاورت کے تمام اعلیٰ درجہ کے عالم اور خصوصاً ویدوں کے مطالب سمجھنے والے رشی متفق اللفظ اِس بات کو مانتے ہیں کہ تمام علوم ویدوں سے نکلے ہیں۔ تو پھر اُن کے سامنے ویدوں کے بدخواہوں کی رائے کیا وقعت رکھ سکتی ہے۔ اسلئے ثابت ہوا کہ وید بذاتِ خود مکمل ہیں اور تمام دُنیا میں جسقدر علم مشہور و جاری ہوا ہے وہ سب انھیں سے نکلا ہے۔ یہہ بات اِسی سے ظاہر ہے کہ آیُروید وغیرہ چار اُپ وید اور شتپتھ وغیرہ چار براہمن۔ شکشا وغیرہ چھہ وید انگ اور نیائے شاستر وغیرہ چھہ اُپانگ سب ویدوں کے حوالے دیتے ہیں۔

(نوٹ متعلق صفحہ ۱۴) مگر رشیوں نے چلی چنانچہ میکس میولر صاحب اس بات کا ذکر اپنی رگوید سنہتا کی جلد اول کے دیباچہ میں صفحہ ۳۴ پر کرتے ہیں۔

ف اہل یوروپ اگرچہ ویدوں میں تمام علوم کو نہیں مانتے۔ مگر سنسکرت زبان میں تمام علوم کی موجودگی کو تسلیم کرتے ہیں مگر ایک بات کو ماننے سے دوسری بات بھی اُسی میں آ جاتی ہے۔ کیونکہ رشیوں نے تمام علوم کو ویدوں سے ظاہر کیا ہے۔

شنکر آچاریہ جی فرماتے ہیں کہ اگرچہ ویدوں کے مطالب کی تفصیل کیلئے پانینی وغیرہ عالموں نے ویاکرن وغیرہ
شاستر (علمی کتب) بنائے۔ مگر ویدوں میں اس سے بھی زیادہ گیان کا ذخیرہ ہے ۶۶ دمعہ۔ ویدوں میں قرآن
وغیرہ کی طرح دوسری کتابوں کا حوالہ نہیں ہے اور نہ ان میں کوئی بات کسی کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ دنیا
کی کوئی الہامی یا دیگر کتاب ویدوں کی طرح اسقدر مکمل نہیں ہے کہ اس سے تمام علوم پیدا ہو سکیں بلکہ
۶۶ - انجیلیں اپنے ترجموں اور قرآن اپنی حدیثوں اور روایتوں سمیت بھی دنیا کے تمام علم چھوڑ کسی ایک
شاخ کے مخزن ہونیکا بھی دعویٰ نہیں کر سکتے۔

ویدوں کو بامعنی پڑھنے کی ضرورت

۲۷ - ویدوں کو بامعنی پڑھنے کی تاکید خود ویدوں میں کی گئی ہے اور نرکت وغیرہ میں بھی اس امر کی تاکید ہے۔ چونکہ ویدوں میں تمام علوم کو اصول کے طور پر بیان کیا ہے اور پھر انھیں علوم کی تشریح مفصل طور پر وید کے انگوں اور اپانگوں وغیرہ میں کی گئی ہے۔ اسلئے ان کو کما حقہٗ سمجھنے کے لئے لازم ہے کہ اول وید کے انگ اور اپانگ پڑھے جاویں تاکہ ان کے پڑھنے کے بعد وید کے مطالب بخوبی ذہن میں آسکیں۔ ویدوں کے پڑھنے کے لئے جن کتابوں کا اول پڑھنا ضروری ہے ان کو سوامی جی نے "پڑھنے پڑھانے" کے مضمون کے اخیر میں بیان کر دیا ہے۔ اگر انسان اول ان کتابوں کو عبور کر لیوے تو اسکو ویدوں کے سمجھنے کا مادہ حاصل ہو سکتا ہے۔ سنسکرت کی مروجہ کتابیں پڑھنے سے وید سمجھ میں نہیں آسکتے۔ جو لوگ انگریزی ترجموں کے بھروسے پر رہتے ہیں وہ سخت خطا کرتے ہیں۔ کیونکہ اول تو اہل یوروپ اپنے مذہب یعنی انجیل پر کسی کو سبقت دینا گوارا نہیں کر سکتے۔ دوم وہ اسقدر لیاقت نہیں رکھتے کہ ویدوں کے مطالب صحیح صحیح سمجھ سکیں۔ چنانچہ جرمنی کے مشہور فلاسفر شوپن ہائر (Schopenhaur.) صاحب فرماتے ہیں کہ "سنسکرت کتابوں کے ان ترجموں کو دیکھ کر جو انگریزوں نے کئے ہیں مجھے یقین پڑتا ہے کہ انگریز سنسکرت زبان کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ بلکہ ان کو سنسکرت زبان کا صرف اتنا ہی علم ہوتا ہے جتنا کہ ایک کالج کے طالبعلم کو یونانی زبان کا"۔ یعنی مراد یہ ہے کہ سنسکرت کو سمجھنے کے لئے تمام عمر اسی کے مطالعہ میں صرف کرنیکی ضرورت ہے۔ معمولی طور پر اختیاری مضمون کی حیثیت میں سنسکرت کو پڑھنے سے اس میں مہارت پیدا نہیں ہو سکتی۔ سوامی جی ستیارتھ پرکاش میں لکھتے ہیں کہ "جسقدر سنسکرت زبان کا رواج اور ترقی آریاورت (ہندوستان) میں پائی جاتی ہے اتنی کسی دوسرے ملک میں نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ملک جرمنی میں علم سنسکرت کا بہت رواج ہے اور جسقدر سنسکرت میکس مولر صاحب نے پڑھی ہے اتنی کسی نے نہیں پڑھی۔ یہ بات صرف کہنے ہی کی ہے۔ کیونکہ جہاں کوئی بڑا درخت نہیں ہوتا وہاں ارنڈ ہی درخت بن جاتا ہے۔ پس ملک یوروپ میں سنسکرت

کا رواج نہ ہونے کی وجہ سے اہالیانِ جرمنی اور میکس میولر وغیرہ کا تھوڑا سا پڑھا ہوا بھی اُس ملک کے باشندوں کو بہت بڑا نظر آتا ہے۔ مگر آریاورت کی طرف نگاہ کیجاوے تو وہ ادنٰے درجے میں بھی شمار نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ملک جرمنی کے ایک پرنسپل صاحب کی چٹھی سے مجھے معلوم ہوا کہ وہاں زبانِ سنسکرت کی چٹھی کا مطلب سمجھنے والے بھی بہت کم ہیں اور میکس میولر صاحب کی سنسکرت ساہتیہ اور تھوڑا سا وید کا ترجمہ دیکھکر مجھے معلوم ہوا کہ میکس میولر صاحب نے اِدھر اُدھر سے آریاورت کے لوگوں کی بنائی ہوئی شرحیں دیکھکر کچھ تھوڑا یا تھاپی کی ہے" (دیکھو ستیارتھ پرکاش باب ۱۱ کے شروع میں)

پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو معمولی چٹھی کے مطلب کو نہیں سمجھ سکتے وہ ویدوں کو کیا خاک سمجھ سکتے ہیں

۲۸ - کسی عبارت کو مطلب سمجھنے کے بغیر پڑھنا کچھ فائدہ نہیں دیتا اور یہی وجہ ہے کہ اگرچہ بعض پنڈت

بنا مطلب سمجھے پڑھنا بے سود ہے

ویدوں کے منتر طوطے کی طرح پڑھ لیتے ہیں مگر اُن کا مطلب سمجھنے کی وجہ سے اُن پر عمل نہیں کرتے اور جبتک منتروں کے مطلب کو نہ سمجھا جائے تب تک دل میں اثر ہونا یا اُن پر عمل ہونا محال ہے۔ اسی وجہ سے آجکل کے لوگ دھرم سے گرے ہوئے ہیں اور وید پاٹھی بتری "چارپائی بروکتابے چند" ہیں۔

۲۹ - ہمارے ملک کے لوگوں کا اب کچھ ایسا حال ہو گیا ہے کہ اپنے دھرم سے بالکل بیخبر ہیں اور نہ یہہ ہمت

صحیح و معتبر ترجمہ کی ضرورت

ہے کہ محنت کر کے اپنے دھرم کی کتابوں کو اُن کی اصلی زبان میں مطالعہ کریں۔ پنڈت اپنے ٹکے کی فکر میں غلطاں و پیچاں ہیں۔ انھیں اس بات کی فرصت ہی کب ہے کہ اس طرف توجہ دیں بہت زور مارا تو ویاکرن میں سارسوت۔ چندرکا پڑھ لی۔ شیگھر بودھ اور مہورت چکر پڑھکر کمانیکا کافی سامان ہو ہی جاتا ہے۔ بہت شوق ہوا ایک آدھ پران پڑھ لیا اور بھاگوتی پنڈت کہلانے لگے۔ سخت حیرانی کی بات ہے کہ اس ٹوٹی حالت میں ویدوں کے مطالب کا رواج ہو تو کس طرح ہو۔ آخرکار سوامی جی نے سوچا کہ اس زمانہ کی کمزور اولاد کی طاقت اور دماغ کہاں جو ویدوں کے پڑھنے کی ہمت کر سکیں۔ بہتر ہوگا کہ ان کے لیے ویدوں کے مطالب کو آسان سنسکرت میں بیان کر دیا جاوے تاکہ عوام الناس کو ویدوں کے اصلی سدھانت کے سمجھنے کا موقع مل جاوے اور یہہ بات روشن ہو جاوے کہ انگریزی وغیرہ زبانوں کے موجودہ ترجمے ہمیں کسقدر دھوکے میں ڈال رہے ہیں۔ سوامی جی آریاورت کی صرف اُن پنڈتوں کے ترجموں کی تردید کرتے ہیں جو اس زمانہ کی پیدایش ہیں جبکہ موجودہ بناوٹی پران رواج پا چکے تھے وید منتروں کی قدیم تفسیریں جو شتپتھ وغیرہ براہمنوں اور ویدوں کی ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھاؤں میں موجود ہیں۔ اُن کی سوامی جی تردید نہیں کرتے۔ بلکہ اُن کی صرف یہہ کوشش ہے کہ

موجودہ غلط ترجموں کا رواج بند ہو کر اُن قدیم تفسیروں کو دوبارہ از سر نو رواج دیا جاوے۔ پس آجکل کی کمزور آریہ نسل جو روٹی کمانے کے علم یعنی انگریزی وغیرہ کی تعلیم کے بعد اپنے دماغ میں اسقدر گنجائش نہیں دیکھتی کہ قدیم رشیوں کی کتابوں کو پڑھکر ویدوں کے مطالب سمجھنے کی محنت کرے۔ وہ سوامی جی کی تفسیر سے جو نہایت سلیس اور آسان سنسکرت میں کی گئی ہے فائدہ اُٹھا سکتی ہے۔ اُن کو واجب ہے کہ معمولی سنسکرت پڑھیں اور اسقدر لیاقت حاصل کریں کہ سوامی جی کی سنسکرت کو جو نہایت آسان اور فصیح ہے سمجھ سکیں۔ سوامی جی فرماتے ہیں کہ "اوّل تو باقاعدہ براہمنوں اور ویدوں کے انگوں اور اُپانگوں کو پڑھکر وید پڑھنے کی لیاقت حاصل کرنی چاہیے اور اگر یہہ نہ ہو سکے تو ایسی تفسیر کو پڑھکر جسے ان تمام کتابوں کے پڑھے ہوئے عالم نے بنایا ہو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنا چاہیے"۔ پس جہاں ایک طرف ہمیں یہہ معلوم ہے کہ مروجہ تفسیریں یا تو اُن دُنیادار اور خود غرض پنڈتوں نے لکھی ہیں جن کے دماغ میں پُرانوں کی کہانیاں سمائی ہوئی تھیں اور جو وام مارگ وغیرہ متوں کے پیرو تھے یا اُن اہالیان یورپ نے بنائی ہیں جو صریح سائین۔ مہی دھر وغیرہ کا جھوٹا کھانے والے ویدوں کے سخت بدخواہ دشمن اور اپنے مذہب اور کہانیوں سے بھری انجیل کے نئے دین اور ایمان کو تصدیق کر دینے والے ہیں۔ وہاں دوسری طرف ہمیں یہہ بھی یقین ہے کہ شتپتھ وغیرہ براہمن قدیم راستی شعار بےغرض اور حق پرست رشیوں کی بنائی ہوئی کتابیں ہیں اور سوامی دیانند سرسوتی جی جو اُن کی تفسیروں کو اس زمانہ میں سرسبز کرنیوالے ہوئے ہیں۔ خود سچے رشی پاک باطن۔ عالم اور قدیم تفسیروں کے اس زمانہ میں ایک ہی یکتا ماہر تھے۔ علاوہ ازیں جسنے سنسکرت کی بڑی بڑی تین ہزار سے زیادہ کتابیں پڑھی ہوں۔ اُس کے مقابلہ میں چند پُرانوں یا کاویہ وغیرہ کے پڑھے ہوئے پنڈت یا انگریز کیا حقیقت رکھ سکتے ہیں اسلئے سوامی جی کی بنائی ہوئی تفسیر ہی سچی تفسیر ہو سکتی ہے اور ہم اسی اعتقاد سے اُسکو اُردو زبان میں شہرت دینا چاہتے ہیں۔

ویدک دھرم

۲۰ - چونکہ وید دُنیا کی سب سے پُرانی کتابیں ہیں اسی وجہ سے اُن میں حال کی کتابوں کی طرح مذہب وغیرہ کا جھگڑا نہیں ہے۔ ویدوں میں تمام عالمگیر سچائیاں پائی جاتی ہیں کسی خاص مذہب کی تعلیم نہیں پنتھ۔ مت۔ سمپردایہ۔ فرقہ۔ مذہب وغیرہ لفظ اور اُن کی تفریق صرف زمانہ حال کی ایجادوں میں شامل ہے۔ ویدوں میں صرف علمی اور سچی باتیں ہیں۔ پس سچا علم حاصل کرنا۔ دوسروں کو سچائی پر عمل کرنیکی ہدایت کرنا اور خود راستی پر چلنا ویدک دھرم ہے۔ وہ سچائی کیا ہے؟ - اسکا جواب ویدوں کے مطالعہ اور کائنات کا مشاہدہ کرنے سے مِلیگا۔ اُس میں ہر شے کی اصلی حقیقت بیان کی ہے۔ دُنیا کے اندر جسقدر چیزیں نظر آتی ہیں ویدوں میں اُن کی صحیح صحیح ماہیت بیان کی ہے۔ کیونکہ صنایع ایزدی کے علم سے صانع قدرت کا علم ہوتا ہے۔ جب تک

ہمیں کبھی انسان کی کام یا کلام کے دیکھنے یا سُننے کا موقع نہیں ملتا۔ ہم اُس کی نسبت کچھ نہیں جان سکتے اور نہ اُس کی نسبت رائے دے سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر دھرم کا سب سے بڑا مقصد ایشور کو جاننا اور اُس سے ملنا مانا جائے تو لازم ہے کہ ہم اُسکے بنائے ہوئے سامان عالم کا علم حاصل کریں۔ کیونکہ اُس کی غیر متناہی طاقت، علم اور صفات کا صحیح علم صرف اسی طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں منوجی فرماتے ہیں کہ جو سچے دل سے دھرم کو جاننے اور اُسپر عمل کرنیکی خواہش رکھتے ہیں اُن کے لئے وید پرم پرمان (سچے رہبر اور صراط المستقیم) ہیں اُن سے بڑھکر کوئی سند نہیں"۔ [منو ادھیائے ۲۔ شلوک ۱۳]۔

۱۳ - آجکل ایک بڑا دھوکا یہہ دیا جاتا ہے کہ ویدوں میں ایک ایشور کی پوجا نہیں لکھی۔ بلکہ کئی دیوتاؤں کی پوجا یا عناصر پرستی لکھی ہے۔ یہ دھوکا صرف لفظ دیوتا سے واقع ہوا ہے ورنہ ویدوں میں کہیں بھی عناصر پرستی یا مورتی یا دیوتاؤں کی پوجا نہیں ہے۔ ویدوں میں منتر کے مضمون کو دیوتا کہتے ہیں۔ دیوتا منتر کے معنی کو دیپت (ظاہر۔ عیاں یا روشن) اور دیوتن (واضح اور تشریح) کرنیوالے ہیں۔

ویدوں میں ایشور کی پوجا لکھی ہے

ویدوں میں ۳۳ دیوتاؤں کا بیان ہے۔ ایشور۔ جیو اور نیز بڑی بڑی کارآمد و پُرفیض و فائدہ مادی اشیاء مثل اگنی ہوا۔ پانی۔ سورج وغیرہ ویدوں کے دیوتا ہیں یعنی ویدوں میں اِن کی تعریف بیان کی گئی ہے لہ۔ ویدوں میں لفظ دیو یگیہ وغیرہ الفاظ کی طرح کثیر المعنی لفظ ہے۔ اسکو ہر ایسے جاندار یا بیجان شئے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں عمدہ گن (صفت یا تاثیر)۔ نیک اعمال اور عاداتِ حسنہ یا روشنی پائی جاوے۔ اس وید بھاشیہ بھومکا میں سوامی جی نے لفظ دیوتا کے معنی نرکت۔ نگھنٹو وغیرہ کے حوالے سے بالکل صاف کردئے ہیں اور شت پتھ براہمن کے حوالے سے یہہ بھی دکھا دیا ہے کہ سچا اُپاسیہ دیو (معبودِ مُطلق) صرف ایک پرمیشور ہی ہے کیونکہ پرمیشور کو بھی دیو کہتے ہیں۔ جو حوالے سوامی جی نے اس بھومکا میں دئے ہیں اُن کے مطابق لفظ دیو کے معنی ایشور۔ عالم۔ حواس۔ عناصر وغیرہ ہوتے ہیں۔ ایک ہی لفظ کے کئی معنی ہونا ویدوں سے خصوصیت رکھتا ہے۔ اسکو شلیش النکار یعنی صنعت کثیر المعانی کہتے ہیں اور مضامینِ وسیع کو مختصر الفاظ میں بیان کرنے کے لئے اِس صنعت کا استعمال کرنا نہایت لازمی ہے۔ اسی طرح الفاظ اگنی۔ وایو۔ اِندر۔ برہسپتی۔ متر۔ ورن۔ یم۔ کال۔ پُرش۔ یگیہ۔ برہم۔ سوم وغیرہ بھی کثیر المعانی لفظ ہیں۔ چونکہ ویدوں میں ظاہری یا مادی (ویوہارک) اور باطنی یا روحانی (پرمارتھک) دونوں مضامین کا بیان ہے اور اُن میں بھی پرمارتھک (باطنی یا روحانی علم) مُقدم ہے۔ اِس لئے

لہ ویدوں میں بیجان اشیاء کے لئے ضمیر حاضر کا آنا ایک قاعدہ استثنائی ہے جو ویدوں سے مخصوص ہے اِس بات کو ہم فقرہ ۱۵ میں قدیم کُتب کے حوالوں سے بیان کریں گے۔

اُن سب الفاظ سے اوّل ایشور مُراد ہے اور دوم درجہ پر آگ وغیرہ دُنیوی اشیاء۔ سوامی جی نے قدیم تفسیروں اور شاستروں کے حوالے سے ان الفاظ کے معنے پرمیشور ثابت کر دئے ہیں اس لئے ہمیں اُن کی نسبت یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۲۲ - مگر اس امر کا بیان کرنا ضروریات سے ہے کہ جو ترجمے ویدوں کے آجکل مروّج ہیں اُن میں مترجموں کے اپنے ذاتی خیالات اور اُن کے مذہبی عقائد کا بہت کچھ دخل پایا جاتا ہے[1]۔ مثلاً انگریز جب کبھی یگیہ کا ترجمہ کرتے ہیں تو قربانی ہی کرتے ہیں اور مسلمان بھی یگیہ کا مطلب قربانی ہی سمجھتے ہیں۔ اور کیوں نہ ہو اُن کے دماغ میں اپنے مذہب کی باتیں بھری ہوئی ہیں۔ یگیہ کی نسبت سوامی جی نے اِس بھاشیہ بھومکا اور نیز تفسیر وید کے اندر دلائل اور حوالوں سے بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ یگیہ سے محض رفاہِ عام کے نیک کام مراد ہیں۔ مثلاً روزانہ پانچ فرائض کا نام پنچ مہا یگیہ ہے اور ان سے ویدوں کا پڑھنا۔ ایشور کا دھیان کرنا۔ ہوَن وغیرہ کی صفائی کے لئے یعنی خوشبودار مُقوّی شیریں اور دافعِ مرض اشیاء کو آگ میں ڈالنا۔ گھر آئے مہمان۔ عالم۔ بزرگ اور دھرم کی تعلیم دینے والوں کی خاطر تواضع کرنا۔ ماں باپ کی خدمت اور اُن کی ناحیات روٹی کپڑے سے تواضع اور خبرگیری رکھنا۔ غریبوں مریضوں۔ جانوروں اور پرندوں وغیرہ کی امداد و پرورش کرنا مراد ہے۔ اِسی طرح اشومیدھ سے انتظام سلطنت مُراد ہے۔

ویدوں کی تفسیر میں ذاتی اعتقاد کا دخل

۲۳ - دور کیوں جائیں ہو۔ ویدوں کی قدیم تفسیروں کو دیکھو چنانچہ شت پتھ براہمن میں لفظ یگیہ کے اسقدر معنی لکھے ہیں:—

یگیہ قربانی نہیں ہے

نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا	نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا
۱	ورات	محیطِ کل ایشور	۱	۱	۱	۲۲	۶	تری ودیا	چاروں وید	۱	۱	۴	۲
۲	کرم	عمل یا فعل	۱	۱	۲	۱	۷	سیرو	ریڑھ کی ہڈی	۱	۱	۶	۱۷
۳	واک	زبان یا کلام	۱	۱	۲	۲	۸	سموتسر	سال	۱	۲	۳	۱۳
۴	ان	اناج۔ غذا	۱	۱	۲	۶	۹	پُرش	جیو یا پرمیشور	۱	۳	۵	۱
۵	وِشنو	محیطِ کل ایشور	۱	۱	۲	۱۳	۱۰	وسو	عالم	۱	۵	۴	۹

[1] ویدوں کے ترجمہ میں ذاتی رای یا اعتقاد کا دخل مہابھارت کے بعد سے چلا ہے۔ چنانچہ مہابھارت میں کئی ایک کتھا آتی ہے جس میں ویدک لفظ آج پر بحث ہے۔ رشی اس کے معنی ان بتاتے تھے اور دوسرا گروہ بکرا۔ راجہ اُپریچر نے رعایت سے گروہ ثانی کے حق میں فیصلہ دیا اور اس جھوٹ کی سزا میں وہ زمین کا پیوند ہو گیا۔ دیکھو شانتی پرب۔ موکش دھرم۔ ادھیائے ۱۶۳۔

نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا	نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ کانڈ	پاٹھک	براہمن	کنڈکا
۱۱	شمہ	اناج یا بجر	۲	۵	۱	۴۲	۱۵	صہا	ستوتی	۶	۲	۳	۱۷
۱۲	وات	ہوا	۳	۱	۳	۲۶	۱۶	آجیہ	گھی	۱۳	۳	۵	۱۸
۱۳	آپ	پانی	۳	۷	۱	۱	۱۷	تکر	ہون	۱۳	۱	۲	۹
۱۴	آہوتی	ہون کا سامان	۴	۲	۳	۲	۱۸	سوم	ایک سبز ترکاری	۱۳	۱	۳	۱۲

پس ویدوں کے صحیح ترجمہ کرنے کے لئے لازم ہے کہ لفظ یگیہ کے موقع موقع کے مناسب ان اشعارہ معنوں میں کوئی معنی کیئے جاویں۔ اب انگریزوں اور مسلمانوں سے پوچھنا چاہیئے کہ تم قربانی کہاں سے کھینچ لائے؟ یگیہ سے قربانی ہرگز مراد نہیں ہے اور نہ اسکے کسی معنی میں ایسی بات پائی جاتی ہے جس سے قربانی کا خیال پیدا ہوسکے۔ قربانی جیسی کریہہ اور بے رحم رسم کا ویدوں کے سر منڈھنا اُن کی ذاتی عقیدے کا اثر نہیں ہے تو کیا ہے اور اُسپر خوبی یہہ ہے کہ ویدوں کے قدیم مفسر صاف صاف کہہ رہے ہیں کہ

वनस्पतयोहि यज्ञिया नहि मनुष्या यज्ञेरन्यद्वनस्पतयो नस्युस्तस्माद ह वनस्पतियज्ञिय इति ॥ शतपथ० कां० ३ प्र० २ ब्रा० १ मं० ९

"یگیہ میں صرف نباتات پڑتی ہیں۔ انسان ہرگز اُس چیز سے یگیہ نکرے جو ونسپتی یعنی از قسم نباتات نہ ہو۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نباتات ہی یگیہ کرنیکی چیز ہے۔"

[شت پتھ براہمن - کانڈ ۳ - پرپاٹھک ۲ - براہمن ۱ - کنڈکا ۹]

اسی طرح آشولاین گرہیہ سوتروں میں لکھا ہے کہ होम्यंच मांस वर्जम् ॥ ६ ॥ یعنی ہوم کرنے کے لائق سب چیزیں ہیں مگر مانس (گوشت) ہوم کی چیز نہیں ہے۔

پس جو لوگ کہتے ہیں کہ پرانے زمانہ میں یگیہ کے موقع پر جانور مارے جاتے تھے وہ دکھائیں کہ پرانی تفسیروں میں کہاں لکھا ہے کہ اس طرح کیا جاوے۔ یہ صرف اُن کی ذاتی اعتقاد کی جھلک ہے ورنہ ویدوں میں کہیں بھی جانوروں کو مار کر قربانی کرنیکا ذکر نہیں ہے۔

۱۴ - اہل یورپ ویدوں میں لفظ سوم کو دیکھکر لکھ مارتے ہیں کہ ویدوں میں شراب کا ذکر ہے۔

سوم شراب نہیں ہے

کوئی اُن سے پوچھے کہ سوم کے معنی شراب کہاں لکھے ہیں؟ تو چپ ہیں کوئی حوالہ نہیں دیسکتے۔ وجہ یہہ ہے کہ خود شراب پیتے ہیں تو یہہ کب گوارا ہے کہ پرُ ودھی خالی رہیں۔ مگر اُن کے ایسے ایسے گندے چھینٹے اُڑانے سے کیا ہوتا ہے۔ سچے علوم کا سورج ذاتی عیوب کی دھول سے نہیں ڈھک سکتا۔ آیُروید یعنی سشرت (علم طب کی مستند کتاب) کو کھولکر دیکھو کہ اُسکے چکتسا ستھان ادھیائے ۲۹ میں کیا لکھا ہے؟

سوم دراصل ایک رسائنک (کیمیائی) اثر رکھنے والی بیل ہوتی ہے جسکے رس کو سونے کی سوئی سے چھید کر پیا جاتا تھا - اسکے پینے سے لکھا ہے کہ جسم کی کھال اُتر جاتی تھی اور نیا گوشت اور پوست آکر انسان کی شکل بالکل بدل جاتی تھی - گویا انسان کا جسم از سر نو تیار ہوتا تھا اور اُس کی عمر نہایت دراز ہو جاتی تھی - اُسکے پیدا ہونے کے مقامات اکثر پہاڑ یا پہاڑی جھیلیں اور دریا بتائے ہیں اور اُن کا پتہ بھی دیا ہے - ہمنے پتر یگیہ کے مضمون میں لفظ سوم پر ایک مختصر سا حاشیہ صفحہ کے تحت میں دیا ہے اُس میں اُن مقامات کے نام اور بیل کی شکل کا بیان بھی درج ہے - شاید آجکل یہہ بیل نہیں ہوتی یا اگر ہوتی ہے تو اُسکا پہچاننا اور دستیاب ہونا مشکل ہے - گر کچھ ہو اُسکے استعمال کی جو شرائط لکھی ہیں اُن کو پڑھکر ہی خوف معلوم ہوتا ہے پھر اُن پر عمل کرنے کا تو ذکر ہی کیا ہے -

سوم کی نسبت اہالیان یوروپ کی رائے

۳۵ - اہالیان یوروپ کا سوم کی نسبت اِسی قدر اختلاف بیان ہے جسقدر ویدوں کی تاریخ کی نسبت چنانچہ مسٹر جارج واٹ (George Watt.) صاحب اپنی کتاب ڈکشنری آف ایکانامکل پروڈکٹس آف انڈیا "(Dictionary of Economical Products of India)" کی جلد ۳ صفحہ ۲۴۶ تا ۲۵۱ میں لفظ (Ephedra.) کے نیچے لکھتے ہیں کہ یہہ ایک مستقیم القامت چھوٹی جھاڑی ہوتی ہے جو یوروپ - ایشیا کے منطقہ معتدلہ اور جنوبی امریکہ میں پائی جاتی ہے - اُسکی آٹھ دس قسمیں ہیں - ہندوستان میں اس کی ایک قسم ہمالیہ پر پائی جاتی ہے اور دو قسمیں گڑھوال سے افغانستان و ایران تک اور پنجاب - راجپوتانہ اور سندھ میں ملتی ہیں - پارسی لوگ اسی ایران سے بمبئی لاتے ہیں اور اُسے ہوم کہتے ہیں اور اُسی وجہ سے اُسکو سنسکرت کے لفظ سوم سے نسبت دی گئی ہے - منکس میولر صاحب لکھتے ہیں کہ اِس پودے کو بھینچکر عرق نکالا جاتا تھا اور اُس میں دودھ اور شہد ملا کر جوش دیا جاتا تھا جس سے وہ نشیلا عرق بن جاتا تھا - عموماً خیال کیا جاتا ہے کہ آجکل سوم نہیں ملتا چنانچہ گرہیہ سوتروں اور براہمنوں میں بھی لکھا ہے کہ اصلی سوم کا ملنا مشکل ہے اور اُس کی بجای کوئی اور پودا استعمال کرنا چاہئے - راکس برگ (Rox Burgh) صاحب اُسکو "Sarcostemma brevistigma" بتاتے ہیں اور ڈتھی (Dathie.) صاحب اُسکو "Seteria Glanca" گھاس بتاتے ہیں - ڈاکٹر اچیسن (Dr Aitchison.) صاحب کہتے ہیں کہ شمالی بلوچستان میں اسے اُم یا اُما کہتے ہیں - کشمیر میں ایک جنگلی انگور کی قسم کو اُم یا اُمبر کہتے ہیں - مگر اُسکو انگور سمجھنا غلطی ہے - ڈاکٹر ڈائی موک (Dymock.) صاحب اسے (Periploca Aphylla) بتاتے ہیں - ہمیں نے (Ephydra vulgaris.) نام کا پودا منگوا کر امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ اُسکا تلخ ذائقہ تھا

اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرق کشی میں اسی طرح کام آتا ہوگا جس طرح کہ آجکل شراب کشی میں کیکر کا کس کام آتا ہے (شاباش) مگر جیسا کہ سیکس میولر صاحب اِس پودے کو بیان کرتے ہیں ویسا کوئی پودا نہیں ملتا (کیوں ملتا ہے!) آکھ بھی جیسے سنسکرت میں ارک اور عربی میں عُشر کہتے ہیں منشی اثر رکھتا ہے اور شاید افغانستان کے انگور ہی سوم ہوں"۔ آخر میں رائٹ صاحب لکھتے ہیں کہ "میں نے کئی عالموں سے سوم کی بابت دریافت کیا تو انھوں نے حسب ذیل رائیں دیں :-

(۱) ڈاکٹر ڈائی موک نے ژند اوستا پڑھکر رای دی کہ ہوم یا سوم صرف عرق کا جزو تھا - پارسی کہتے ہیں کہ ہوم کبھی نہیں مرجھاتا -

(۲) ڈاکٹر رائس (Dr Rice) صاحب جو سنسکرت کے عالم بیان کئے جاتے ہیں رائے دیتے ہیں کہ میں اس کوشش میں ہوں کہ سوم کو معمولی نیشکر (گنا) ثابت کروں - لیکن میں اُن اعتراضوں کا جواب نہیں دیکھتا جو میری اس رائے کے خلاف ہیں تاہم جو ہیئت اِس پودے کی بیان کیجاتی ہے اُس سے وہ نیشکر یا کوئی جوار کی قسم پائی جاتی ہے

(۳) ڈاکٹر راجیندر لعل متر نے ایکبار گورنمنٹ ہند کو لکھا کہ سوم عرق بنانے میں ایک ایسا ہی جزو تھا جیسا کہ ولایت میں Hops کے پودے Beer (بوزہ) شراب کے جزو ہوتے ہیں - ویدوں کے براہمنی زمانہ میں سوم لفظ کا صرف آلنکار کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا"۔

۴۶ - الغرض انگور سے لیکر جوار تک سوم سمجھا جاتا ہے جو آجکل کے عالموں کے نزدیک شاید کوئی بڑا فرق نہیں ہے - مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اِن الٹکل تجویزوں اور ضحکوں کا نشانہ ویدوں ہی کو کیوں بتایا جاتا ہے ؟ - کیا اتنی بات کہنے میں شرم آتی ہے کہ سوم کی نسبت ہمکو صحیح علم نہیں ہے - ممکن ہے کہ آجکل یہ بیل پیدا ہی نہ ہوتی ہو -

اور اُسکی غلطی

۴۷ - شتپتھ براہمن میں لفظ سوم کے ۱۶ معنی لکھے ہیں جو نقشہ مندرجہ صفحہ ۲۴ سے عیاں ہیں -

سوم کے اصلی معنی

---

۵۱ اہل یوروپ ہمیشہ ویدوں کی تمام باتوں میں الٹکل سے کام لیتے ہیں - یہانتک کہ تنگ آکر میکسمیولر کو سائن بھاشیہ سہت رگوید طبع کراتے ہوئے اپنے دیباچہ انگریزی کے صفحہ ۲۷ کے فٹ نوٹ کے اخیر میں مجبوراً یہ لکھنا پڑا کہ "فرضی دعوے اور بناوٹی الٹکلوں نے ویدوں کے مطالعہ کا بازار کاسد کر دیا اور افسوس ہے کہ ویدوں کے متعلق بڑی بھاری تعداد الٹکل تجویزوں کی چھاپے میں آچکی ہے"۔

نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن: کانڈ	ادھیائے	براہمن	کنڈیکا	نمبر شمار	سنسکرت معنی	اردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن: کانڈ	ادھیائے	براہمن	کنڈیکا
۱	بھراٹ	روشن یا منور بالذات پرمیشور	۳	۲	۳	۹	۹	شری	اقبال و حشمت	۴	۱	۳	۹
۲	ریت	ویریہ قوت وغیرہ	۳	۲	۵	۱	۱۰	یش	ناموری شہرت	۴	۲	۳	۹
۳	کشتر	بلوان یا کشتریہ ورن	۳	۲	۵	۸	۱۱	پرجاپتی	محافظ مخلوقات پرمیشور	۵	۱	۵	۲۶
۴	لتا	ایک بیل جو بہت پھیلی ہوئی ہو	۳	۳	۱	۷	۱۲	اگنی	آگ	۱۱	۳	۱	۷
۵	انّ	اناج۔ غلّہ	۳	۳	۱	۲۸	۱۳	چندرما	چاند	۱۲	۱	۱	۲
۶	دیو	عالم	۳	۳	۴	۱۳	۱۴	اوشدھی	نباتات	۱۳	۱	۱	۲
۷	ورتر	بادل	۳	۳	۴	۱۴	۱۵	یگیہ	جسقدر عملی نیکیاں ہیں وہی سب سمجھی جاتی ہیں	۱۴	۱	۳	۲۳
۸	راتری	رات	۳	۳	۵	۱۵	۱۶	راجا	بادشاہ	۱۴	۱	۳	۱۲

پس ویدوں میں لفظ سوم کے معنی محل و موقع کے مناسب اِن سولہ[16] میں سے کوئی ایک لئے جائیں گے۔ جائے غور ہے کہ ویدوں کی قدیم تفسیروں میں سوم کے معنی ایشور۔ عالم۔ چاند اور نباتات وغیرہ لکھے ہیں مگر زمانہ حال کی زبردست تحقیقات سے جس میں ذاتی عقیدہ۔ الکل اور تخمینہ کا غایت درجہ دخل ہے سوم کے معنی انگور نیشکر اور جوار وغیرہ ہوتے ہیں۔ (ع) ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا؟

مہی دھر کے گندہ خیالات

۳۸ - اِسی طرح مہی دھر نے اپنے وام مارگی اعتقاد کے مطابق جو ویدوں کے منتروں کا ترجمہ کیا ہے وہ اسقدر ناشائستہ ہے کہ ہمیں بھی اُسکو اُردو زبان میں لکھنے سے عار آئی۔ اُس کا نمونہ سوامی جی نے "تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث" کے مضمون میں دیا ہے ہمنے اس مقام پر مہی دھر کی سنسکرت تفسیر کو فارسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اگر اُس میں کوئی شرمناک بات ہے تو اُسکے ذمہ دار ہندو لوگ ہیں نہ کہ آریہ۔ کیونکہ مہی دھر ہندو مذہب کا حامی ہے۔

سائن کی غلط فہمیاں

۳۹ - اِسی طرح سائن وغیرہ زمانہ حال کے پورانک پنڈتوں نے پران کی کتھاؤں کو جو اُن کے ذہن میں سمائی ہوئی تھیں جگہ جگہ ویدوں میں داخل کر دیا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں وید کے النکاروں کو فسانہ اور ناٹک نویسی کی مشق کے لئے زمین بنایا گیا ہو۔ مگر زمانہ حال میں اُن ناٹک اور کتھاؤں کی کتابوں نے ہمارے ملک کے پنڈتوں کے دلوں میں اس درجہ گھر کر لیا ہے کہ اُنھیں مرض یرقان کی بیماری کی طرح ہر طرف کتھائیں ہی کتھائیں نظر آتی ہیں۔ چنانچہ سائن وغیرہ نے جہاں کہیں کسی منتر میں اِندر۔ گوتم۔ اہلیا۔ اُشا۔ اہی۔ ورتراسُر۔ گندھرو اور اپسرا وغیرہ لفظ دیکھے۔ فوراً پران کی کتھا کو

نقل کردیا- حالانکہ اُن کے ترجمہ کے بموجب بھی خاص منتروں کی لفظوں سے وہ کتھا نہیں نکلتی - مگر انھیں اس سے کیا مطلب اپنے اظہار علم و واقفیت کے شوق میں پُران کی جو کتھا اُس لفظ سے بال برابر بھی تعلق رکھتی نظر آئی فوراً اُسکو دھر گھسیٹا- اِندر- اہلیا - گوتم - اُشا - اہی - ورِتراسُر - توشٹا وغیرہ کی نسبت سوامی جی نے "مستند و غیر مستند کتابوں" کے مضمون میں قدیم تفسیروں کے حوالوں سے ثابت کردیا ہے کہ اِن سے سورج - رات - چاند شفق بادل وغیرہ مُراد ہیں- لفظ اگنی - وایو - سرسوتی - اشو وغیرہ کی نسبت بھی سوامی جی نے معاملہ کو صاف کردیا ہے

۴۰ - یم - گندھرو - اور اپسرا کی نسبت ذیل میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں -

یم گندھرو اور اپسرا کیا ہیں؟

یم کے معنی حسب ذیل ہیں :-

(۱) رِتو (فصل) رگوید- منڈل ۱- سوکت ۱۶۴- منتر ۱۵

(۲) واچی (پرتھوی) رگوید ۲ - ۵ - ۱ (۳) اگنی (آگ) رگوید ۱۰ - ۱۴ - ۱۳

(۴) وایو (ہوا) یجروید- ادھیائے ۸ - منتر ۵۷ (۵) وِدیُت (بجلی) یجروید- ۸ - ۵۷

(۶) سُوریہ (سورج) یجروید ۸ - ۵۷ (۷) واین (بیگوان تیز رو یعنی ہوا وغیرہ) رگوید ۸ - ۲۴ - ۲۲

(۸) ماترِشوا (الیشور) رگوید ۱ - ۱۶ - ۴۶

لفظ گندھرو کے معنی شتپتھ براہمن میں حسب ذیل لکھے ہیں :-

نمبر شمار	سنسکرت معنی	اُردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن: کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا	نمبر شمار	سنسکرت معنی	اُردو معنی	حوالہ شتپتھ براہمن: کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا
۱	وات	ہوا	۹	۳	۳	۱۰	۴	اگنی	آگ	۹	۳	۳	۷
۲	من	دِل	۹	۳	۳	۱۲	۵	سُوریہ	سورج	۹	۳	۳	۸
۳	یگیہ	اِسکی معنی اوپر لکھ چکے ہیں	۹	۳	۳	۱۱	۶	چندرما	چاند	۹	۳	۳	۹

اور اپسرا کے معنی شتپتھ براہمن کے بموجب یہ ہیں :-

نمبر شمار	سنسکرت معنی	اُردو معنی	کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا	نمبر شمار	سنسکرت معنی	اُردو معنی	کانڈ	پرپاٹھک	براہمن	کنڈکا
۱	اوشدھی	نباتات	۹	۳	۳	۷	۴	آپ	پانی	۹	۳	۳	۱۰
۲	مرچی	کرنیں	۹	۳	۳	۸	۵	رگ، سام	رگ وید اور سام وید	۹	۳	۳	۱۲
۳	نکشتر	ستارے	۹	۳	۳	۹							

گندھرو اور اپسرا کے اِن معنوں کا مروجہ معنوں سے مقابلہ کیجئے - آجکل ناٹکوں اور پُرانوں میں گندھرو اور اپسرا سے اِندر سبھا کے دیو اور پری مُراد لیتے ہیں- پس اگر آجکل کے پنڈت کاویوں - ناٹکوں اور پُرانوں کو پڑھکر ویدوں میں بھی ان لفظوں کے ایسے ہی معنی لیں تو کچھ تعجب نہیں- کیونکہ اُن کے سر میں

سی باتیں بھری ہیں - براہمنوں وغیرہ قدیم کتابوں کا انھوں نے کبھی خواب میں بھی مطالعہ نہیں کیا - اسی طرح اور بہت سی الفاظ کے معنوں کی نسبت غلط فہمی ہے - یہاں صرف مثال کے طور پر چند لفظ لکھے گئے کیونکہ تمام متنازعہ الفاظ پر بحث کرنیکی یہاں گنجائش نہیں ہے

۴۱ - اسلئے اگر ویدوں کے صحیح معنی تک پہونچنا مطلوب ہے تو لازم ہے کہ

صحت معنی کس طرح ہو؟

(۱) انسان کو اپنے ذاتی عقیدے ویدوں کا ترجمہ کرتے وقت دور رکھدینے چاہئیں -

(۲) پران کی کتھاؤں کو دل سے بھلا دینا چاہئے - اور

(۳) ویدوں کی قدیم تفسیریں - اشٹادھیائی - نرکت اور نگھنٹو وغیرہ لغتوں ہی مدد لیکر ترجمہ کرنا چاہئے جب تک ایسا نہ کیا جاویگا ویدوں کا صحیح صحیح منشاء و مطلب ہرگز سمجھ میں نہ آسکے گا -

اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ساین آچاریہ وغیرہ پنڈتوں اور میکس مولر وغیرہ انگریزوں کی تفسیریں بالکل غلط ہیں - کیونکہ وہ شرائط بالا کو پورا نہیں کرتیں -

۴۲ - اب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں کہ ویدوں کے سمجھنے کے لئے کس کس بات کی ضرورت ہے ؟

ویدوں کے سمجھنے کیلئے ضروری شرائط

یاسک آچاریہ جی نرکت میں لکھتے ہیں کہ

" منتروں کے الفاظ کے معنی پر غور کرنا چنتا کہلاتا ہے - ویدوں کا صحیح منشا سمجھنے کے لئے ترک (دلیل) کرنی چاہئے - دلیل کیساتھ منتروں کے معنی پر غور کرنیکا نام اُوہا ہے - منتر کو ایک بار سنتے ہی معنی کردینا یا محض دلیل پر حصر کرنا کافی نہیں ہے - بلکہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے ربط کو دیکھکر معنی کرنی چاہئیں - صرف تپ (محنت و ریاضت) کرنیوالے رشیوں کو ویدوں کے معنی کا علم ہوسکتا ہے جن میں تپ یا رشی کی صفت نہیں اور جو بدنہاد جاہل ہیں اُن کو ویدوں کے مطالب کا قرار واقعی علم نہیں ہوتا - جبتک انسان کو مقدم و موخر کے سمجھنے کی لیاقت حاصل نہو جاوے اور وہ منتروں کی معنی کو اپنے ذہن میں صاف نکرلیوے یا جبتک انسان اپنے محنتوں میں بلحاظ مہارت علوم قابل تعریف اور اعلیٰ درجہ کا عالم نہو جاوے تب تک وہ اچھی طرح اُوہا کر کے عمدہ دلیل کیساتھ ویدوں کی معنی کو بیان نہیں کرسکتا - رشی وہی ہے جو ترک (دلیل) کے ذریعہ سے سچ اور جھوٹ کی تمیز کر سکے - ترک ہی رشی ہونے کا نشان ہے اور منتروں کی معنی کی چنتا (غور) اور اُوہا (خوض و فکر) کرنے ہی کو ترک (دلیل) کہتے ہیں - پس جو صاحب عقل و تمیز اور علم و فضل سے ماہر انسان ویدوں کی معنی پر فکر و خوض کرتا ہے اُسی پر آرش دیاکھیان یعنی رشیوں کی کی ہوئی تفسیر وید کا منشاء عیاں و روشن ہوتا ہے - مگر کم علم - کوتاہ عقل - پر تعصب انسان کی سوچی ہوئی بات انارش یعنی جھوٹ ہوتی ہے کسی کو اُسے نہ ماننا چاہئے - کیونکہ انرتھ یعنی

اصل سے گمراہ ہونیکی وجہ سے اُن کی قدر کرنا بھی لوگوں کو گمراہی کا باعث ہوگا"۔ [نرکت ادھیائے ۱۳۔ کھنڈ ۱۲]
یاسک آچاریہ کا یہ قول بالکل ٹھیک ہے۔ دراصل جس کسی نے ویدوں کی تفسیر شرائط بالا کو پورا کئے بغیر کرنیکی جرات کی ہے وہ ہمیشہ گمراہی میں پڑ کر دوسروں کی گمراہی کا باعث ہوا ہے۔ آج کے دن ویدوں کی نسبت جو غلط فہمیاں ہو رہی ہیں وہ انھیں حضرات کی کوشش کا نتیجہ ہے۔

۴۳ - یاسک آچاریہ کے مندرجہ بالا حوالے کے بموجب ویدوں کے صحیح منشا کو سمجھنے کے لئے حسب ذیل شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے:-

اُن کا خلاصہ

(۱) تفسیر کرنیوالا رشی ہو۔
(۲) وہ تپ (ریاضت الٰہی) کرنے والا ہو۔
(۳) چنتا (غور) اُوہا (خوض وفکر) اور دلیل سے کام لے۔
(۴) مقدم و موخر سمجھنے کی لیاقت رکھتا ہو۔
(۵) منتروں کے معنی اول سے کے اپنے ذہن نشین ہو جائیں۔
(۶) اعلیٰ درجہ کا عالم اور ویدوں کے علم میں سب پر سبقت رکھتا ہو۔
(۷) کم علم۔ کوتاہ عقل اور متعصب نہ ہو۔
(۸) سچ اور جھوٹ کی تمیز کر سکتا ہو۔

۴۴ - اِن آٹھوں شرائط پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ حال کے عالم عموماً ان شرائط کو پورا نہیں کر سکتے۔ وہ اپنے پیٹ کی غلام بن رہے ہیں اور تپ کے نام سے انکو تپ چڑھتی ہے۔ دلیل اور فکر وخوض کو تو اُنھوں نے اُسی دن بالائے طاق رکھدیا تھا جسدن اُن کی عقل مارنے کے لئے بناوٹی پُران بن گئے تھے۔ اور پرانوں میں ہزاروں فرودھ (اختلافات) اور اجتماع ضدین کی روزانہ مشق و تجربہ نے اُن کی عقلوں کو اسدرجہ بگاڑ دیا ہے کہ اب اُن میں مقدم و موخر یا سچ اور جھوٹ تمیز کرنیکی طاقت ہی نہیں ہے کم علمی اور کوتاہ عقلی اُن کی پیشانی سے ٹپکتی ہے۔ اہل یوروپ کی سب سے بڑی لیاقت تعصب کرنا اور سچ کو جھوٹ بنا دینا ہے۔ منتروں کی معنی کو سمجھنے کے بجائے وہ خود دانستہ بگاڑنا اور بے معنی بتانا چاہتے ہیں تاکہ لوگوں کا اعتقاد ویدوں سے پھر کر انجیلی کہانیوں میں پھنس جائے۔ تپ اور یوگ کے تو وہ معنی ہی نہیں سمجھتے۔ بلکہ اُن کے نزدیک ایسی باتیں عقل کا فتور اور نا شائستگی کا نشان ہیں۔ اُن کا بڑا غور وفکر اور دلیل اس بات پر ختم ہوتی ہے کہ انجیل کی کہانیوں کو کسی طرح اُبھار کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھایا جاوے اور وید کی علمی باتوں کو پہاڑ کی چوٹی پر سے اس بیدردی کے ساتھ نیچے پٹکا جاوے

حال کے مفسروں کی ناقابلیت

کہ وہ نیچے گر کر چور چور ہو جاویں اور اس ملک کے بھولے بھالے لوگ ان کو اپنے پاؤں میں روندیں اور اس کی گری ہوئی حالت پہ ہنسیں اور ناک چڑھائیں - خیر یہہ بھی زمانہ آنا تھا۔ اگر خوش قسمتی کی بات ہے کہ ویدوں کو اپنے اصلی درجے پر پہونچانے کے لئے اس زمانہ میں پھر ایک رشی نے جنم لیا -

۴۵ - سوامی دیانند سرسوتی جی اِس زمانہ میں ویدک وِدیا (علم وید) کے ایک ہی بے مثل عالم ہوئے ہیں

سوامی دیانند کی قابلیت ۱- بلحاظ صداقت

وہ اعلیٰ درجے کے سچے تھے - سچائی اُن کی ذات سے خاص نسبت رکھتی تھی - وہ دُنیا دار نتھے اور اسی وجہ سے اُنھوں نے دُنیا دار عالموں کی طرح خوشامد کرنا پسند نہ کیا - اپنی راستگوئی کی بدولت ایک جہان کو اپنا دشمن بنالیا - سچائی کے سامنے اُنھوں نے اپنی جان کو عزیز نہ سمجھا - وہ اس مقولہ کے بڑے پکے پابند تھے کہ

सत्यमेव जयति नानृतं सत्येन पन्था विततो देवयान:

"سچ ہی کی فتح ہے نہ کہ جھوٹ کی - سچے دھرماتما اور گیانی لوگ سچائی کے راستے پر چلتے ہیں اور کبھی سچائی سے باہر پاؤں نہیں رکھتے" جب آپنے پرم وِدْوان اور ویاکرن کے سورج شری سوامی ورجانند سرسوتی جی سے اشٹادھیائی - مہابھاشیہ اور ویدانت سوتروں کی تعلیم پاکر ویدوں کی کنجی حاصل کی تو گرو جی نے آپ سے بطریق گرو دکشنا یہ عہد لیا کہ

"(۱) دیش کا اُپکار (مُلک کی بہبودی) کرو -

(۲) ستیہ شاستروں (سچی علمی کتابوں) کا اُدّھار کرو یعنی اُنھیں از سر نو رواج دو -

(۳) مت متانتر - یعنی مختلف فرقوں کی جہالت کو دور کر کے ویدک دھرم کو پھیلاؤ -"

اس عہد کو جس دیانت داری سے سوامی دیانند سرسوتی جی نے جان پر کھیل کر پورا کیا اُسکو ایک عالم جانتا ہے - ہماری بیان کرنیکی ضرورت نہیں اِس سے بڑھکر وعدہ وفائی اور سچائی کا خیال اور کیا ہو سکتا ہے - پس شتپتھ براہمن کے بموجب وہ دیو یعنی دیوتا کے درجے پر ممتاز تھے - کیونکہ دیوتا کی صفت صرف سچائی بتائی ہے - جو جھوٹ اور خوشامد کو چھوڑکر سچائی کو اختیار کرتا ہے وہ ہی دیو ہے -

۴۶ - سوامی دیانند سرسوتی جی نے قدیم شاستروں کا بہت کچھ مطالعہ کیا تھا - وید اُن کے نوک زبان تھے

۲- بلحاظ علمیت

اسکے علاوہ وہ لکھتے ہیں کہ "میں تین ہزار کتابوں کو پڑھنے کے لائق سمجھتا ہوں" جسکو معنی یہہ ہیں کہ اُنھوں نے خود تین ہزار سے کئی گنی زیادہ کتابیں پڑھی تھیں اس زمانہ میں جبکہ صرف ایک شاستر یا معمولی کتاب کے پڑھ لینے پر انسان بڑا بھاری پنڈت مشہور ہو جاتا ہے تو سوامی جی کیسے عالم کا کیا درجہ ہونا چاہئے ؟ - اُنہوں نے علم کے شوق میں تمام دُنیوی راحت کو ترک کیا - بیس اکیس ۲۱ برس کی عمر میں جبکہ اس وقت

جبکہ آپ کی بیاہ کا سامان ہو رہا تھا سامانِ عشرت ۔ خاندانی دولت ۔ اور موروثی حکومت پر لات مار کر گھر سے چل نکلے اور موکش کی لگن میں سنیاس لیا اور شیر اور ریچھوں سے بھرے ہوئے لق و دق جنگلوں اونچی گھاٹیوں اور برفانی پہاڑوں پر یوگیوں کو تلاش کرتے پھرے اور یوگ سیکھا ۔ اور جہاں وِدیا (علم) اور دھرم کی بات دیکھی وہیں سے حاصل کی ۔ تمام عمر گیان (علم و معرفت) کے حصول میں صرف کی ۔ ایک بار اَتی ویراگ کی حالت میں ارادہ ہوا کہ برف میں گل کر قیدِ جسم سے آزادی پاویں ۔ مگر پھر دل سے آواز آئی کہ اس طرح مرنے سے کیا حاصل ہے ۔ دُنیا میں آئے ہیں تو گیان کی تکمیل کرنی چاہئے ۔ کیونکہ تلوکار اُپ نشد میں کہا ہے کہ

इह चेदवेदीदथ सत्यमस्ति नचेदिहवेदीन्महतीविनष्टिः॥ केनोप० खं० २।५

"اُسی جنم میں اُس ایشور کا گیان حاصل کر لیا تو سمجھو جنم سپھل کر لیا ۔ نہیں تو جنم اکارت ہے"

چنانچہ آپ نے سچ مچ گیان کی تکمیل کی اور یوگ سمادھی میں ایشور کا درشن بھی کیا ۔

۴۷ ۔ راجپوتانہ میں آپ کو ایک بڑی بھاری آمدنی کی گدی ملتی تھی ۔ مگر دھرم اور موکش کی پیاس سے کی دھن سے کیا مطلب برآری ہوتی ہے ۔ اُسکے نزدیک

नैवब्रह्मानंद वित्तेनतुल्यं लोकवित्तंकदाचिद्भवितुमर्हति

(۴۷ دنیوی تعلق عزت و دولت سے استغنائی کی وجہ سے)

"وصالِ برہم کے سرور کے مقابلہ میں دُنیوی دولت و حشمت ہیچ و ناچیز ہے" ایک گدی کیا اگر سات اقلیم کا راج بھی اُن کو ملتا تو وہ نچکیتا کی طرح اُس پر بھی لات مارتے ۔ اُن کو دُنیوی عزت کی خواہش نہ تھی کیونکہ وہ اپنی آتما میں اچھی طرح سے جانتے تھے کہ

यस्य परमेश्वरे प्रतिष्ठास्ति तस्यान्याः सर्वाः प्रतिष्ठा नैव रुचिता भवन्ति

"جسکی عزت پرمیشور کی نظر میں ہے پھر اُسکو دُنیوی عزت کی ضرورت نہیں" نہ اُن کو اولاد کی تمنا تھی تمام عمر برہمچریہ کا عہد قائم رکھنا خصوصاً اس زمانہ میں عمدہ درجہ کا کمال ہے ۔ شتپتھ براہمن میں لکھا ہے کہ ایشور کی لگن میں سنیاس لینے والے اعلیٰ درجہ کی عارف یعنی ایشور کو جاننے والے براہمن پورے عالم اور تمام شکوک کو مٹانیوالے گیانی گرہ آشرم یعنی اولاد کی خواہش نہیں کرتے ۔ وہ علم کے نور اور معرفت کی سُرور میں مست ہو کر کہتے ہیں کہ ہم اولاد کو کیا کریں گے ؟ یہ آتما اور پرمیشور ہی ہمارا منزلِ مقصود یعنی دلی مطلوب ہے ۔ ایسے گیانی لوگ ۔ اولاد کی خواہش ۔ دولت و حشمت کی لالچ اور دُنیوی عزت کی تمنا چھوڑ کر (ویراگ یا پاپ سے نفرت) کر کے سنیاس لے لیتے ہیں جسکو صرف پرمیشور کو پانے یعنی موکش حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے ۔ اُس کی یہ تینوں خواہشیں مٹ جاتی ہیں" (کانڈ ۱۴ ۔ ادھیائے ۷ ۔ براہمن ۲) ۔ پس وہ سچے سنیاسی گیانی ۔ برہم کے جاننے والے اور موکش کی راہ پر چلنے والے تھے ۔

۴۸ ۔ جس طرح وہ دراز قامت ۔ قوی ہیکل اور توانا تھے اُسی طرح دلیل اور بحث کی بھی دھنی تھے ۔ اُنکی زبردست

۴۸- بلحاظ قوت وصحت دلیل

دلیل کے سامنے اچھے اچھے پنڈتوں کے مُنہہ بند ہو جاتے تھے۔ کیسا ہی زبردست بولنے والا کیوں نہ ہو اُن کے سامنے پھیکا پڑ جاتا تھا۔ گویا وہ سچ مچ زمانۂ قدیم کے مہرشیوں کے نمونہ تھے۔ رگ وید میں لکھا ہے کہ "جو شخص ویدوں کو معنی کے علم کے ساتھ پڑھا ہوتا ہے اُسکو کوئی شخص خواہ کیسا ہی سخت جرح کے سوال جواب کرنیوالا۔ فتنہ انگیز۔ سخت مُخالف۔ نُکتہ چیں اور مُعترض حریف کیوں نہ ہو تنگ یا لاجواب نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اُس کی زبان سچے علم سے آراستہ۔ حاضر جواب اور نیک اوصاف سے پیراستہ ہوتی ہے۔" (منڈل ۱۰۔ سوکت ۱۷۔ منتر ۵)

پس سوامی جی کا دلیل میں زبردست ہونا اور سب کو لاجواب کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ سچے مہرشی یعنی ویدوں کے مطالب کو صحیح صحیح سمجھنے والے تھے۔ الغرض ویدوں کی صحیح تفسیر کرنیوالے کے لئے جن شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے وہ سب سوامی جی میں یکجا موجود تھیں۔ اسلئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اُن کی تفسیر صحیح اور مُستند ہے۔

۴۹- اسکے مقابلہ پر جب ہم ساین۔ مہی دھر وغیرہ کی طرف دیکھتے ہیں تو اُن میں ایک بات بھی رشی پن کی نہیں پائی جاتی۔

ساین مہیدھر وغیرہ الفاظ شرائط مذکورہ سے قاصر ہیں

ساین کی نسبت لکھا ہے کہ وہ پندرھویں یا چودھویں صدی میں گذرا ہے۔ مادھوا سکا بڑا بھائی وجے نگر مہاراجہ بُکّ اوّل کے دربار میں وزیر اعظم تھا۔ کہتے ہیں کہ ساین اور مادھو نے ملکر رگ وید کی تفسیر لکھی تھی۔ مادھو نے سروَ درشن سنگرہ تصنیف کیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناستک (ایشور کی ہستی سے منکر) تھا۔ چنانچہ اُسنے کتاب مذکور میں چارواک مت کا سب سے اوّل اور بدھ اور جَین مت کا دوم اور سوم درجے پر بیان کیا ہے۔ پس جس تفسیر میں ایشور کے نہ ماننے والے اور خوشامد کی عادت اور دُنیوی عزت کے پابند شخص کا دخل ہو تو اُسکے بالکل صحیح ہونے کی کب اُمید ہو سکتی ہے۔ مانا کہ ساین اچھا پنڈت تھا مگر اعتقاد کو کیا کیجئے۔ اور ہم ابھی کہہ آئے ہیں کہ ہر تصنیف یا ترجمہ میں مُصنّف کے ذاتی اعتقاد کا بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔ اسی طرح مہی دھر کی بابت اگرچہ کچھ پتہ نہیں مگر اُس کی تفسیر اُس کے خیالات کا عُمدہ عکس ہے۔ مہی دھر نے یجروید کی تیئیسویں ادھیائے کے بعض منتروں کا جو ترجمہ کیا ہے اُس سے اُسکا رِند اور عیّاش ہونا بالکل ظاہر ہے۔ پس اُس کے ترجمے سے بھی صحت اور صداقت کی اُمید رکھنا بالکل فضول ہے اور یورپ کے فرضی سنسکرت دان عالموں یعنی انجیل کے مُقلّدوں اور اُس کی خاطر وید کی مذمّت کرنیوالوں اور اپنے مُلک کی خیرخواہی میں تمام دُنیا کو وحشی بتانیوالوں سے صحیح ترجمہ کی اُمید رکھنا ایسی بات ہے جیسے شیر سے گائیوں کی حفاظت کرنے کی اُمید رکھنا۔

اسلئے بقولِ یاسک آچاریہ قدیم رشیوں، منیوں یا زمانۂ حال کے سچے رشی یعنی سوامی دیانند سرسوتی جی کی تفسیر ہی صحیح اور درست ہے۔ اُن کے علاوہ باقی سب تفسیریں آنارش یعنی غلط ہیں۔

۵۰ - جب یہہ ثابت ہو چکا کہ ایشور نے ویدوں کو دُنیا کے شروع میں چار رشیوں کی آتما کے اندر ظاہر کیا اور اُن میں تمام علوم موجود ہیں۔ تو اُسکا لازمی نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ بعد میں جسقدر علم دُنیا میں جاری ہوا اُسکا مخزن وید ہی ہیں۔ پس دیکھا جاتا ہے کہ ویاکرن (علم صرف و نحو) بھی ویدوں سے لیا گیا۔ پانینی مُنی کے سوتروں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ویدوں کو ویاکرن کے تابع نہیں سمجھتے بلکہ ویاکرن کو ویدوں کے تابع سمجھتے ہیں۔ اِسی وجہ سے اُنھوں نے لوکک (دُنیوی استعمال میں آنیوالے) الفاظ کے لئے قواعد لکھنے کے علاوہ چند ایسے قواعد بھی لکھے ہیں جو ویدوں کے الفاظ سے خصوصیت رکھتے ہیں۔ یاسک آچاریہ نے بھی نِرکت اور نگھنٹو میں ویدوں کی چند خصوصیتوں کا بیان کیا ہے جنکو آجکل کے انگریزی سنسکرت داں وید منتروں کا ترجمہ کرتے ہوئے بالکل بھلا دیتے ہیں۔ یا تو یہہ بات ہے کہ وہ اِن قواعد کو جانتے نہیں یا یہ کہ وہ دانستہ اُن کی طرف سے آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ بظاہر قیاسِ ثانی غالب ہے۔ عام پنڈت بھی ویدوں کے الفاظ کے متعلق اِن خاص قواعد کا خیال نکر کے لوکک (دُنیوی استعمال میں آنیوالے) الفاظ کے مطابق ویدوں کے الفاظ کا بھی ترجمہ کرنے لگ جاتے ہیں جسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ منتروں کا اصلی منشاء بالکل فوت ہو جاتا ہے۔ ویدک الفاظ کے معنی معمولی ویاکرنوں کے ذریعہ سے ہرگز نہیں ہو سکتے۔ پس لازم ہے کہ اوّل ہم اُن خاص قواعد کا علم حاصل کریں جو ویدوں سے خصوصیت رکھتے ہیں تاکہ ہمیں ویدوں کے معنی کو صحیح صحیح سمجھنے کی طاقت حاصل ہو۔

ویدو ویاکرن کے تابع نہیں

۵۱ - سوامی جی نے اس بھومکا میں اس قسم کے بہت سے قواعد لکھے ہیں۔ اُن میں سے چند بڑے بڑے قواعد کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ وید پڑھنے کے شائقین اُن سے آگاہ ہو کر غلط ترجموں کے دھوکے میں نہ پڑیں اور اُن کو صحیح تفسیر کے پہچاننے کی کسوٹی حاصل ہو۔ قواعد مذکور مختصر طور پر یہہ ہیں:- (۱) وید کے ہر جُملہ میں برابر اُسی پرمیشور کا بیان ہے۔ کہیں صراحتاً اور کہیں کنایتاً (دیدانت درشن ادھیائے ۱)

ویدک الفاظ کی خصوصیتیں

(۲) جس منتر میں جن اعمال یعنی اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک تمام یگیوں اور نیز علم صنعت کا بیان ہوتا ہے اُس منتر کا وہی دیوتا ہوتا ہے۔ وید میں اعمال کے اعلٰی نتیجے یعنی موکش کا بیان ہے۔ (نِرکت ادھیائے ۲ کھنڈ ۲)

(۳) منتر سے جس مضمون کو واضح کیا جاتا ہے وہی اُس منتر کا دیوتا ہوتا ہے۔ منتر تین قسم کے ہوتے ہیں پروکش کرتا - پرتیکش کرتا - اور آدھیا تمکیہ - پروکش کرتا وہ منتر ہیں جن کا مضمون کوئی غیر محسوس شے ہو۔ پرتیکش کرتا وہ ہے جسکا مضمون محسوس یا ظاہر نظر آتا ہو - اور آدھیا تمکیہ ایشور یا جیو کی بیان

کرنیوالی منتروں کو کہتے ہیں (نرکت ادھیائے ۷- کھنڈ ۱)

(۴) جہاں کوئی خاص دیوتا نظر نہ آتا ہو وہاں نگیہ[ف۱] دیوتا ہوتا ہے یا یگیہ کا کوئی جزو مگر اہلِ لغت عالموں کی رائے میں ایسے منتروں کا دیوتا اِنسان ہوتا ہے۔ بعض منتر کام دیوتا والے ہوتے ہیں یعنی اُن میں دُنیوی مُرادات کا مضمون ہے۔ کہیں دیو (ایشور) دیوتا (مضمون) ہوتا ہے۔ کہیں کرم (عمل)۔ کہیں ماں۔ کہیں باپ۔ کہیں عالم۔ کہیں اتتھی۔ کیونکہ ان سب میں دُنیا کی بہبودی وغیرہ کرنا دیوتا پن ہے (نرکت ۷، ۴)

(۵) جسقدر دیوتا دُنیوی کاروبار کے سرانجام کیلئے مُفید یا کارآمد ہیں اُن میں آتما مُقدم و افضل دیوتا ہے باقی سب دیوتا اُسی ایک آتما (پرمیشور) کے پرتی انگ (مظہراتِ جُزوِ قُدرت) ہیں یعنی وہ اُس کی جُزوی قُدرت کو ظاہر کرتے ہیں۔ (نرکت ادھیائے ۷- کھنڈ ۴)۔

(۶) صرف منتر سُنکر یا محض تَرک (حُجت و دلیل) سے منتروں کا ترجمہ نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ محل وموقع کے مُناسب مُقدم و موخر کا ربط دیکھکر معنی کرنے چاہئیں جو رشی اور تپ کرنیوالے نہیں ہیں اُن ناپاک باطن جاہلوں کو منتروں کا اصلی منشاء معلوم نہیں ہوسکتا۔ جبتک انسان مُقدم و موخر کو سمجھنے کی لیاقت حاصل نکرے اور منتروں کے معنی کو اپنے ذہن میں اچھی طرح صاف نکرے اور بلحاظ کمالِ علم اپنے ہمجنسوں پر شرف وسبقت حاصل نکرے تب تک وہ اچھی طرح اُوہا (خوض وفکر) اور معقول تَرک (دلیل) سے وید کے معنی بیان نہیں کرسکتا۔ (نرکت ادھیائے ۱۳- کھنڈ ۱۲)

(۷) اندر۔ متر۔ ورُن۔ اگنی۔ دِویہ۔ سُپرن۔ گرتمان۔ یم۔ ماترشوا۔ پرمیشور کے نام ہیں۔
(رگوید- منڈل ۱- سُوکت ۱۶۴- منتر ۴۶)

مگر اہلِ یورپ جن کے دماغ میں یونانی دیوتاؤں کی کہانیاں بھری رہتی ہیں۔ اُن کو آگ پانی وغیرہ کا دیوتا کہتے ہیں جو سخت غلطی ہے۔ اور یہی کیفیت اُن پنڈتوں کی ہے جن کے دماغ میں ہر وقت پرانوں کی کہانیاں سمائی رہتی ہیں۔

(۸) اُسی اگنی کو بزرگ وجلیل آتما (پرمیشور) کہتے ہیں۔ اُسی ایک آتما (پرمیشور) کو دانشمند اِندر۔ متر۔ ورُن وغیرہ ناموں سے پُکارتے ہیں (نرکت ادھیائے ۷- کھنڈ ۱۸)

(۹) پروکش (غیر محسوس) اشیاء کے لئے ضمیر غائب۔ پرتیکش (محسوس وظاہر) کے لئے ضمیر حاضر اور آدھیاتمک (روحانی مضامین یعنی جیو یا ایشور) کے لئے ضمیر متکلم آتی ہے۔ اور جہاں بیان کی جانیوالی شئے ظاہر ومحسوس ہوتی ہے۔ وہاں اور جہاں تشریح طلب شئے غیر محسوس یا غائب اور بیان بالتعریف کرنیوالا

ف۱ دیکھو لفظ نگیہ کے معنی جو پیچھے فقرہ ۳۳ میں دئے گئے ہیں۔

ظاہر و محسوس ہو وہاں بھی ضمیر حاضر آجاتی ہے - بیجان اشیاء کے لئے ضمیر غائب آتی ہے اور جاندار یا ذی شعور کے لئے ضمیر حاضر و متکلم آتی ہے - ویدوں میں ایک خاص بات یہ ہے کہ ظاہر و محسوس بیجان یا غیر ذی شعور اشیاء کے لئے بھی ضمیر حاضر آتی ہے - (نرکت ادھیائے ۷ - کھنڈ ۱ و ۳)

(۱۰) معنی لینے میں وبھکتی کا خیال نہیں کیا جاتا بلکہ جس وبھکتی کو مان کر معنی ٹھیک بیٹھ سکتے ہوں وہی وبھکتی لی جاتی ہے - (مہابھاشیہ - اشٹادھیائی - ادھیائے ۱ - پاد ۱ - سوتر ۵۶ پر) -

واضح رہے کہ اس قسم کے قاعدوں پر اہل فرنگ سوامی جی سے بہت جلتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ایسے قاعدوں سے فائدہ اُٹھا کر سوامی جی نے ویدوں کے بہت کچھ معنی بدل ڈالے - مگر سوال یہ ہے کہ جب ان قاعدوں کو قدیم اور مستند رشی اور منی بیان کر چکے ہیں تو ان سے فائدہ کیوں نہ اُٹھایا جاوے ؟ - اور فائدہ اُٹھانے والے برے کیوں بنتے ہیں ؟ -

(۱۱) ایک ہی لفظ کے کئی معنی اور کئی الفاظ ہم معنی ہوتے ہیں (مہابھاشیہ - اشٹادھیائی ۱-۳-۵۴ پر)

(۱۲) اُپ سَرگ (علامت ماقبل فعل) اور فعل میں فاصلہ بھی ہو جاتا ہے - اُپ سرگ آگے یا پیچھے دور جملہ پر بھی آجاتی ہے - (وارتک اشٹادھیائی ۱-۴-۸۰ پر)

(۱۳) شَشٹھی (مضاف الیہ) - چترتھی (مفعول لہٗ) کے معنی دیتی ہے اور چترتھی ششٹھی کے - (اشٹادھیائی ۲-۳-۶۲ سے وارتک)

(۱۴) وبھکتیوں میں تغیر و تبدل ہو جاتا ہے یعنی کسی وبھکتی کو کسی وبھکتی کے معنی میں لے سکتے ہیں -

(۱۵) فعل کا تغیر و تبدل ہو جاتا ہے یعنی فعل واحد کی جگہ جمع اور جمع کی بجائے واحد وغیرہ ہو جاتا ہے -

(۱۶) حروف کا بدل ہو جاتا ہے یعنی کسی حرف کو کسی حرف سے بدل لیتے ہیں - ....

(۱۷) تذکیر و تانیث کا بدل ہو جاتا ہے یعنی مذکر کی جگہ مونث اور مونث کی جگہ مذکر آجاتا ہے -

(۱۸) ضمیروں کا ادل بدل ہو جاتا ہے یعنی غائب کی جگہ حاضر اور حاضر کی جگہ متکلم وغیرہ ہو جاتا ہے -

(۱۹) زمانہ کا تغیر و تبدل ہو جاتا ہے مثلاً حال کی جگہ ماضی اور ماضی کی جگہ حال کا آجانا وغیرہ

(۲۰) فعل لازمی کی جگہ متعدی آجاتا ہے - ....

(۲۱) فعل متعدی کی جگہ لازمی آجاتا ہے - ....

(۲۲) سُور (حرکات یا سُر) بدل جاتے ہیں - ....

(۲۳) کَرتری (فاعل) کا تغیر و تبدل ہو جاتا ہے - ....

(۲۴) علامت یڑ کا تغیر تبدل ہو جاتا ہے - ....

(مہابھاشیہ اشٹادھیائی ۳-۱-۸۵ پر)

(۲۵) ویدوں میں فعل مستقبل عہد واقرار اور شک و احتمال کو بھی ظاہر کرتا ہے (اشٹادھیائی ۳-۴-۷)

(۲۶) مصدروں کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں یعنی جو معنی دھاتو پاٹھ میں لکھے ہیں ان سے بھی زیادہ معنی ہوتے ہیں۔ (مہابھاشیہ اشٹادھیائی ۱-۳-۱ پر)

(۲۷) لفظ مقدم نہیں ہے بلکہ معنی مقدم ہیں۔ (اشٹادھیائی ۱-۱-۴۴ پر)

(۲۸) اُنادی کوش وغیرہ میں تمام سنسکرت علامتوں کا مکمل مجموعہ نہیں ہے۔

(۲۹) دھاتو پاٹھ وغیرہ میں تمام مصدر مکمل درج نہیں ہیں۔

(۳۰) اشٹادھیائی وغیرہ میں مختلف الفاظ بنانے کے متعلق جسقدر قاعدے درج ہیں انہیں پر قواعد کا خاتمہ نہیں ہے۔

(۳۱) تمام الفاظ مصدر سے نکلے ہیں اور شاکٹاین رشی بھی ایسا ہی مانتے ہیں اس لئے تمام الفاظ کو اُن کے لغوی یا مصدری معنی میں لینا چاہئے (یہ قاعدہ بھی آجکل اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے)

(۳۲) اگر کسی مشہور لفظ میں علامت یا مصدر معلوم نہ ہوتا ہو تو نئی علامتیں اور نئے مصدر بنا لینے چاہئیں یعنی مصدر کو دیکھکر علامت کا اور علامت کو دیکھکر مصدر کا قیاس کر لینا چاہئے۔

(۳۳) ہر لفظ کے پہلے جزو میں مصدر اور آخری جزو میں علامت ہوتی ہے۔

(مہابھاشیہ اشٹادھیائی ۳-۱-۱ پر)

اسکے علاوہ علامتوں وغیرہ کے متعلق بہت سی استثنائیں اشٹادھیائی میں لکھی ہیں جو ویدوں سے مخصوص ہیں۔

۵۴ - میں یقین کرتا ہوں کہ جو شخص ان ۳۳ قواعد کی پوری پوری پابندی کے ساتھ ویدوں کا ترجمہ کریگا وہ کبھی غلطی میں نہ پڑیگا - سوامی جی نے ویدوں کی تفسیر میں اِن سب باتوں کا پورا پورا خیال رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ جبکبھی منتر کی تفسیر کرتے ہیں تو ایک ایک لفظ کی تشریح کئی کئی فقروں میں کرتے ہیں مگر اُن میں سے کوئی بات اُس لفظ کے معنی سے باہر نہیں ہوتی جس مصدر (دھاتو) سے وہ لفظ بنا ہے اُسکے ایک ایک معنی کو اکثر ایک ایک فقرہ سے ظاہر کیا ہے - بعض ناواقف لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ سوامی جی نے اپنی طرف سے بات بڑھادی - مگر اُن کا یہ خیال غلط ہے - اس لئے اُن کی تفسیر بالکل صحیح ہے - مگر سائن - مہی دھر یا میکس میولر وغیرہ ان قواعد کی پرواہ نہیں کرتے - اہل یوروپ تو ان قواعد کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں - ویدوں کو لغو ٹھہرانے کے لئے اُن کا

اوراُن کی پابندی کی ضرورت

له میرا تجربہ ہے کہ اگر اوّل ہر لفظ کے معنی نشت (نرکت) نگھنٹو - ایتریہ - گوپتھ - اور سام - براہمن اور نرکت نگھنٹو اُنادی کوش - دھاتو پاٹھ - گن پاٹھ وغیرہ کے موجب لکھے جائیں تو منتروں کے صحیح ترجمہ کرنے اور اُن کے علمی مطالب کے سمجھنے میں بڑی آسانی ہو جاتی ہے -

ہمیشہ یہی شیوہ ہے کہ ان قواعد کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کر دیتے ہیں اور پُرانوں اور دیگر کتابوں کی طرح ویدوں کا ترجمہ کرنے بیٹھ جاتے ہیں اِسی وجہ سے اُن کا ترجمہ بالکل غلط ہے۔

۵۳ - ویدوں کے قدیم ثابت ہونے سے سنسکرت زبان کا قدیم ہونا خود بخود ثابت ہے۔ اسکے علاوہ سنسکرت زبان کا مکمل اور شائستہ ہونا اُسکے نام ہی سے ظاہر ہے۔ کیونکہ لفظ سنسکرت کے معنی مانجھی ہوئی یا شستہ و باقی عمدہ زبان ہیں۔ اِس زبان میں جو کمال و خوبی ہے تمام دُنیا اُسکی شاہد ہے۔ سب قوم کے عالم اُس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں چنانچہ سر ڈبلیو جونز لکھتے ہیں کہ "سنسکرت زبان نہایت شستہ۔ یونانی سے زیادہ مکمل۔ لاطینی سے زیادہ وسیع اور اِن دونوں سے عمدہ نفیس اور برتری تعلق رکھنے والی ہے۔ مگر مصداق آنکہ (ع) اُسے روشنی طبع تو بر من بلا شدی" اُس کی خوبیاں اُسی کی تباہی کا باعث بنگئیں سچ ہے جب کسی قوم پر زوال آتا ہے تو ملک کی زبان کا بگڑ جانا اُسکا پیش خیمہ ہوتا ہے دوسری کی تو شکایت ہی کیا ہے؟ - اپنے ہی ملک کے لوگ اِس زبان سے ناآشنا اور اس کے قدیم لغوی معنوں سے اسقدر ناواقف ہو گئے کہ اب اُن کو ظاہر کیا جاتا ہے تو اُنھیں یقین نہیں آتا میکسمیولر وغیرہ اہل یوروپ سنسکرت کو اگرچہ سب زبانوں کی ماں نہیں مانتے تاہم یونانی و لاطینی وغیرہ زبانوں کی بڑی بہن مانتے ہیں۔ مگر ماں کا اُنھیں بھی پتہ نہیں۔ اسلئے ماں کی عدم موجودگی میں بڑی بہن ماں کی برابر ہے۔ اِس دلیل سے سنسکرت زبان ہی کو سب پر سبقت ہے۔

سنسکرت زبان کی دیگر زبانوں پر فوقیت

۵۴ - ڈارون۔ ہکسلی۔ ٹیچ وڈ وغیرہ زبانوں کو انسانی ایجاد مانتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ "معمولی چیخوں اور ہُو ہا وغیرہ سے ترقی کرتے کرتے زبانیں بن گئیں"۔ مگر اُن کی یہہ رائے مثل اُنکی اِس رائے کے کہ "بندر سے ترقی کرتے کرتے اِنسان بن گیا" بالکل بیہودہ ہے۔ چنانچہ آر۔ سی۔ ٹرنچ۔ نائر۔ اور پاٹ وغیرہ اس کی بالکل تردید کرتے ہیں۔ موخر الذکر گروہ زبان کی جڑوں (دھاتووں) کو قدرتی مانتا ہے۔ اُسکا خیال ہے کہ کوئی نئی رُوٹ (Root.) یعنی دھاتو پیدا نہیں ہو سکتی۔ میکسمیولر اِس بات کو مانتا ہے کہ دُنیا میں اوّل سب اِنسانوں کی ایک ہی زبان تھی مگر وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ وہ کیا زبان تھی؟ اہل یوروپ عموماً یہ خیال کرتے ہیں کہ انسان کی اصلی قدیم زبان اب معدوم ہو گئی۔ صرف اُس کی اولادیں یادگار رہگئی ہیں جن میں سے سنسکرت سب سے بڑی بہن ہے"۔ مگر یہہ اُن کی سخت غلطی ہے۔ کیونکہ ویدوں کی زبان جو کسیقدر عام سنسکرت زبان سے مختلف ہے سب زبانوں کی ماں یا مخرج ہے۔ کیونکہ پروفیسر میکسمیولر صاحب بھی سمیٹک وغیرہ زبانوں کو سنسکرت سے جُدا مانتے ہوئے ایک مقام پر تسلیم کرتے ہیں کہ آرین زبان کی دھاتو ملحاظ شکل و معنی سمیٹک وغیرہ زبانوں سے ملتی جُلتی ہیں۔ پس سنسکرت کو سب سے قدیم ماننے میں کوئی

زبان کی اصلیت

بھی اعتراض نظر نہیں آتا۔

میکسمیولر صاحب نے اب پنڈتوں کی تحقیقات کے بعد مان لیا ہے کہ ہر لفظ میں دھاتو مقدم ہے اور معنی میں دھاتو یعنی مصدر کا پورا پورا تعلق رہتا ہے۔ دراصل لفظ کا اُسکے معنی کے ساتھ ویسا ہی قدرتی تعلق ہے جیسا کہ آگ کو حرارت یا روشنی کے ساتھ۔ اس امر کی مفصل بحث نروکت اور مہابھاشیہ میں دیکھنی چاہئے۔

اہل یوروپ کیلئے سنسکرت سیکھنا آفت ہے،

۵۵ - سنسکرت زبان کو اہلِ یوروپ نہایت مشکل سمجھتے ہیں ہم اوپر دکھا چکے ہیں کہ عالمانِ یوروپ سنسکرت کی پورے چھوڑ ادھورے بھی عالم نہیں ہیں خصوصاً ویدوں کے منتر سمجھنے کیلئے جسقدر علم درکار ہے اُن میں اُس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں ہے۔ اس کی دو وجہ ہیں اوّل تو وہ اس علم کو حاصل نہیں کر سکتے۔ دوم اگر حاصل بھی کر سکیں تو وہ دیدہ ودانستہ خصوصاً اُن قواعد کی طرف سے آنکھ پھیر لیتے ہیں جو ویدوں کے معنی پر روشنی ڈال سکتے ہیں۔ وید تو درکنار اہل یوروپ معمولی سنسکرت کو دیکھکر گھبراتے ہیں اور اُسکو پڑھنا پہاڑ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ سر مونیر ولیمس لکھتے ہیں کہ "سنسکرت زبان کی ویاکرن (علم صرف ونحو) کو زباندانی کے کمال کا وسیلہ ہونے کے بجائے پنڈتوں نے بجائے خود کمال بنا دیا اُس میں اسقدر نکات اور باریکیاں رکھی ہیں کہ سخت پیچیدہ علم بنگیا اور اصطلاحات کی وہ خاردار باڑ لگائی کہ اُس میں داخل ہونا مشکل ہے۔ نہ صرف قواعد بلکہ زبان بھی اسقدر سخت بنائی گئی کہ اُس کا نام بھی سنسکرت یعنی کلام بہمہ وجوہ مکمل رکھا گیا" (دیکھو انڈین وزڈم کا دیباچہ) سنسکرت پر یہ بہت اچھا طعنہ ہے کہ زبان کو سخت بنا کر اُسکا نام سنسکرت رکھدیا۔ اتنی عقل نہیں کہ زبان کا نام اُس کی خوبی یا صفت کو ظاہر کیا کرتا ہے۔ سنسکرت دراصل مکمل اور شایستہ زبان ہے۔ بُرائی کیلئے سنسکرت نام نہیں رکھا۔ کول بروک صاحب لکھتے ہیں کہ "استثناؤں کا بے انتہا سلسلہ قواعدِ کلیہ کو اتنی دور پھینک دیتا ہے کہ طالب علم اُن کے تعلق اور باہمی لگاؤ کو یاد نہیں رکھ سکتا۔ وہ ایک پیچ در پیچ بھول بھلیاں میں بھٹکتا پھرتا ہے اور جہاں ذرا پتہ چلنے لگتا ہے تو اصلی بات فوراً دل سے بسر جاتی ہے۔ الغرض ہمیشہ اسی سراسیمگی میں غلطاں وپیچاں رہتا ہے" اسی پر سنسکرت کا دعویٰ!۔ ویدوں کا ترجمہ کرنے کے لئے یوں ہی لپک پڑے!۔ افسوس ہے کہ اہلِ یوروپ سنسکرت زبان کے سمجھنے کی نسبت اپنی کمزوری و ناقابلیت کو ایسے صاف لفظوں میں تسلیم کرتے ہوئے پھر بھی ویدوں کے مترجم بننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ پرانے زمانے میں سب ویاکرن اور مہابھاشیہ کو زبانی یاد کیا جاتا تھا کیونکہ جب تک کتابیں زبانی یاد نہ ہوں تب تک کام نہیں چل سکتا۔

۵۶ - پروفیسر گولڈسٹکر صاحب پانینی رشی کی ویاکرن کو زبانِ سنسکرت کا علم الاشیاء بتاتے ہیں اور پروفیسر

سنسکرت زبان کے صرف و نحو کا کمال

ونیز ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پانینی رشی کی اشٹا دھیائی ایسی وقیق اور عجیب و غریب علمی تصنیف ہے کہ دُنیا بھر میں کوئی کتاب اُس کی ہمسری نہیں کر سکتی اور کسی ملک کی صرف و نحو اُس سے لگا نہیں کھا سکتی - وہ پانینی ویاکرن کو علم صرف و نحو کا جبر و مقابلہ بتاتے ہیں -

۵۷ - زبان کا کمال یہہ ہے کہ اُس میں سب علم موجود ہوں پس اس لحاظ سے سنسکرت دُنیا بھر کی زبانوں سے زیادہ مکمل ہے - کیونکہ اس میں تمام علوم موجود ہیں مگر یہہ سوال ہو سکتا ہے کہ جس حد تک ویدوں میں تمام علوم سنسکرت زبان میں موجود تھے تو پھر زمانۂ حال کی ایجادیں کہاں جائیں گی -

سنسکرت کے مکمل ہونے کا ثبوت

اِسکا جواب یہہ ہے کہ دُنیا میں کوئی بات بھی کبھی ایجاد نہیں ہوتی اب جو کچھ ہوتا ہے وہ وہی ہے جو ہو چکا ہے اور آگے بھی وہی ہوگا - علم کو اب نئی ایجاد بتانا بڑی سخت غلطی ہے - جس شے کو ہم علم کہتے ہیں وہ ایشور کے بنائے ہوئے قوانین کا بیان ہے - یہہ بات نہیں ہے کہ جب نیوٹن نے کشش ثقل کا اُصول دریافت کیا تو کشش ثقل ایجاد ہو گئی - بلکہ کشش ثقل ہمیشہ سے موجود تھی اور اُسکا علم قدیم سے موجود تھا - ویدوں سے ایکر رشیوں نے اُسے جیوتش شاستروں میں بیان کیا - ریل جہاز - غُباروں، ارتار کے متعلق سوامی جی نے کئی وید منتر اس بھاشیہ بھومکا میں دئیے ہیں - وِمان (غُبارہ) اور جہاز وغیرہ کا ذکر سنسکرت کی کتابوں میں لاکھوں جگہ آتا ہے - شکر نیتی میں جہاز کے محصول کا قانون ہے - مہابھارت میں ذکر ہے کہ راجہ اوپری چر ہمیشہ وِمان (غُبارہ) میں سفر کیا کرتا تھا -

بھوج پربندھ میں لکھا ہے کہ

घट्यैकया क्रोशदशैकमश्वः सुकृत्रिमो गच्छति चारुगत्या ।
वायुं ददाति व्यजनं सुपुष्कलं विना मनुष्येण चलत्यजस्रम् ॥ भोजप्रबं०

" ایک اشوبان (دُخانی گاڑی) کلوں اور پیچوں والی ایسی بنائی گئی تھی جو ایک گھڑی میں گیارہ کوس (گویا ایک گھنٹہ میں ساڑھے ستائیس کوس یا ۵۵ میل) چلتی تھی - اسکے علاوہ ایک پنکھا بنایا گیا تھا جو کل کے ذریعہ سے خود بخود چلتا تھا اور خوب زور سے ہوا دیتا تھا " - کیا کوئی راستی پسند انسان اس حوالے کے موجود ہونے پر کہہ سکتا ہے کہ اس ملک میں کبھی ریل یا کلیں نہ تھیں -

اکثر لوگ سوامی جی پر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں کہ سوامی جی نے زمانۂ حال کی ایجادیں دیکھکر تک بلا دی ورنہ سنسکرت زبان کی پُرانی کتابوں میں صنعت و ہُنر کی باتوں کا نام و نشان ہی کہاں ہے - جو لوگ توپ اور بندوق کو سوامی جی کی من مانی گھڑت خیال کرتے ہیں وہ ذرا آنکھیں کھول کر شکر نیتی کے چوتھے ادھیائے میں شلوک ۱۰۲۴ لغایت ۱۰۴۳ میں بندوق اور توپ کا بیان اور اُن کی بناوٹ کی ترکیب

پڑھیں اور نیز تیر تلوار۔ گُرز۔ گولہ بارود۔ زرہ بکتر وغیرہ دیگر سامانِ حرب کا بیان اور جنگ کے قواعد اُسی ادھیائے کے شلوک ۱۰۴۵ لغایت ۱۳۴۳ میں پڑھکر دیکھیں کہ اُس زمانہ میں زمانۂ حال سے زیادہ ترقی تھی یا کم؟۔ مجھے تو یقین ہے کہ اُس زمانہ میں ہر قسم کا سامان اب سے بھی عُمدہ موجود تھا۔ چنانچہ شکر نیتی ادھیائے ۴ کے شلوک ۲۶۴ وغیرہ میں ۳۲ وِدّیاؤں (علوم) اور ۶۴ کلاؤں (صنعتوں یا ہنروں) کا ذکر موجود ہے۔ صرف زمانہ کا ہیر پھیر ہے کہ وہی مُلک جسکی نسبت منوجی لکھتے ہیں کہ "دُنیا کے تمام لوگ ہر قسم کا علم و ہُنر اِس مُلک کے براہمنوں سے آکر سیکھیں"۔ (منوسمرتی ادھیائے ۲۔ شلوک ۲۰) اب اپنے باپ دادا کے علم کو بُھلاکر دوسری قوموں کا دست نگر ہو رہا ہے۔ نہ معلوم آجکل کے براہمن بزرگوں کی چال کیا سمجھتے ہیں۔ کیا نہیں سمجھتے کہ اُن کے بُزرگ اُن کی طرح مکروفریب سے لوگوں کو ٹھگ کر اپنا پیٹ بھرتے تھے۔ یا اپنا وقت علم و ہُنر میں لگاتے تھے۔ پُرانی کتابوں میں اُن کے علم و ہنر کا بیان دیکھنے سے تو یہی یقین ہوتا ہے کہ وہ علم و ہُنر دوست تھے ان کی طرح سُست و کاہل بیٹھکر دوسروں کا مال کھانا اُن کا شیوہ نہ تھا۔ پس اس زمانہ کے براہمنوں کو شرم آنی چاہیئے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اُن کے بُزرگ دُنیا بھر کو علم و ہُنر کی تعلیم دیتے تھے یا اب یہہ زمانہ ہے کہ اُن کی اولاد دھرم کرم سے محروم اور علم و ہُنر کی دُشمن ہو کر صرف باپ دادا کے نام پر مانگ کر پیٹ بھرتی ہے۔ لوگوں کا زمانۂ قدیم کی طرح اب بھی اُن پر ویسا ہی اعتقاد چلا آتا ہے ورنہ اُن میں اُن کے بُزرگوں کا ایک بھی نشان نہیں ہے۔ عزت اور دان کا مستحق بننے کے لئے انھیں اپنے بزرگوں کی طرح علم و ہُنر بھی سیکھنا چاہیئے۔ کیونکہ (ع) میراثِ پدر خواہی علمِ پدر آموز۔ اپنے مُلک کے بھائیوں کو اس طرح طعنہ دینے سے ہمیں اُنھیں کا سُدھار مقصود ہے۔ کاش! کہ اُنھیں کبھی اپنے بزرگوں کی میراث علمی کا خیال آوے اور وہ ہمارے سر سے اس کلنک کو اُتارنے کے لئے آمادہ ہوں کہ ہم صرف بزرگوں کی بڑائی پر شیخی مارتے ہیں خود کُچھ بھی کرکے نہیں دکھا سکتے۔ دراصل ہم اپنی موجودہ حالت میں غیر مُلک والوں کی زبان سے اپنی تعریف سنکر سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ اہلِ یورپ اور یونان وغیرہ کے مورخ ہمارے بزرگوں کی علم و ہُنر اور شائستگی کی بابت شہادت دیتے ہیں اور ہم اُسے پڑھ پڑھ کر شرم کھاتے ہیں۔

ایشور سے دُعا ہے کہ اِس مُلک میں پھر علم و ہُنر کی روشنی پھیلے اور پُرانے علمی فیلسوفوں کی ریاضت کرنیوالے آریہ پھر اِس مُلک میں پیدا ہوں۔

۵۸ - پروفیسر میکس میولر صاحب اپنے ترجمہ رگوید کے دیباچہ میں صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ "ویدوں کے (یورپ کے عالموں کا ویدوں کی نسبت لاعلمی کا اقرار) ریویو (تنقید) تم جانتے ہیں کہ منتر کے منتر ایسے موجود ہیں جن کا مطلب ابتک ٹھیک ٹھیک سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اکثر الفاظ ایسے ہیں جن کے معنی لگانے میں ہم صرف اٹکل سے کام لے سکتے ہیں

ممکن ہے کہ اگر عرصہ دراز تک ویدوں کا مطالعہ لگاتار جاری رہا تو کسی زمانہ آیندہ میں اُن کا مطلب نکل سکیگا"
پھر صفحہ ۱۳ پر یوروپ کے بیدک عالموں کی شکایت کرتے ہوئے پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ "اکثر خود غرضی - کینہ بلکہ جھوٹ سے کام لیا جاتا ہے اور اسی طرح علمی ترقی رُک جاتی ہے"۔ معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر میکسمیولر صاحب دیگر یورپ میں سنسکرت والوں کے مقابلہ میں لایق اور ایماندار ہیں کیونکہ وہ اپنے ترجمہ کے صحیح ہونیکا دعوےٰ نہیں کرتے بلکہ خود اپنی لاعلمی کے مُقر ہیں اور صحیح ترجمہ کے لئے مزید تحقیقات اور مطالعہ کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔

۵۹ - آگے صفحہ ۱۵ پر پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ "ویدوں کے کئی ترجمے موجود ہیں (۱) سائن کا ترجمہ جو ہندوستانی روایت کا نمونہ ہے (۲) لینگ لوئے (Langlois) کا پُر لیاقت ترجمہ جس میں صحت کا بالکل خیال نہیں ہے - بلکہ صرف طبع آزمائی کی گئی ہے اور اٹکل ہی سے کام لیا ہے (۳) بینفی (Benfey) صاحب کا عالمانہ ترجمہ جس میں بعض الفاظ کا بڑی محنت سے پتہ لگایا گیا ہے - مگر باقی الفاظ کا ترجمہ یا تو سائن کے مطابق کیا گیا ہے یا اپنی طرف سے معنی گھڑے گئے ہیں اسکے علاوہ (۴) پروفیسر ولسن (Wilson) (۵) سٹیونسن (Stevenson) (۶) پروفیسر روتھ (Roth) اور (۷) پروفیسر بولنسن (Bollenson) صاحب کے ترجمے بھی ہیں" جن میں سے کوئی بھی صحیح ہونے کا دعوےٰ نہیں کرسکتا - کیونکہ پروفیسر میکس مُیولر صاحب خود مانتے ہیں کہ "ان ترجموں میں مترجموں کی ذاتی رایوں کا بہت کچھ دخل ہے اور اکثر لفظوں کے معنی صرف اٹکل پچو کئے گئے ہیں"۔ بعض ایسے متعصب عیسائی بھی ہیں جو ویدوں کے لفظ انگرس (پران) کو اینجل (Angel) یعنی فرشتہ بتاتے ہیں (دیکھو صفحہ ۱۹ دیباچہ میکس مُیولر)

ویدوں کے مروجہ ترجموں کے بنانیوالے

۶۰ - آگے صفحہ ۱۶ پر پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ "ویدوں کے بہت سے الفاظ ابھی تک حل طلب ہیں اور یہہ ایسے لفظ نہیں ہیں جو کبھی کبھی آتے ہوں بلکہ اکثر ایسے لفظ ہیں جو بالکل معمولی ہیں اور بار بار آتے ہیں"۔ شاید پروفیسر صاحب کا اشارہ - دیوتیا - اِندر - اگنی - وایو وغیرہ کی طرف ہی جس کی نسبت ہم ابھی مفصل بحث کرچکے ہیں اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوروپ کے سنسکرت والوں کو ابھی ویدوں کی معمولی ابتدائی باتوں پر بھی عبور حاصل نہیں ہوا ہے - پروفیسر صاحب صفحہ ۱۹ پر لکھتے ہیں کہ "اب اسقدر ترقی ہوگئی ہے کہ اسبات کی پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ کس شخص نے اوّل مرتبہ یہہ دریافت کیا تھا کہ لفظ دیو کے معنی صرف ڈوائن (Divine) (الٰہی) نہیں ہیں بلکہ روشن وچمکدار بھی ہیں"۔ بیشک یہہ سوامی دیانند سرسوتی جی کی فتح کا نشان ہے کہ اب اہالیان یوروپ کی آنکھیں بھی کھلنے لگیں اور وہ چپ چاپ کسی کی بات کو مانتے چلے جاتے ہیں -

سوامی دیانند کے فتح کے آثار

۴۱ - اب ہم وید کے مروّجہ ترجموں کا سوامی دیانند سرسوتی کے ترجمے کے ساتھ مقابلہ کر کے دکھاتے ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ خود اپنی طرف سے کوئی منتر مثال کے لئے تلاش کریں بلکہ رگوید کے جن دو منتروں کا مقابلہ پروفیسر میکس مُولر صاحب نے اپنے دیباچہ کے صفحہ ۲۲ تا ۲۶ پر کیا ہے اور جنکی مروّجہ ترجموں کا پروفیسر صاحب نے خود مقابلہ کر کے دکھایا ہے اُن میں سے بوجہ عدم گنجائش صرف پہلے ایک منتر کو نمونہ کے طور پر لیتے ہیں۔ صرف اسقدر ایزادی کی جاویگی کہ اخیر میں ہم سوامی دیانند سرسوتی جی کی سنسکرت ترجمے کا جو اُن کے رگوید بھاشیہ میں درج ہے یہاں اُردو میں لفظ بلفظ ترجمہ کر کے دکھا دیں گے تاکہ ناظرین خود اس بات کا انصاف کریں کہ کونسا ترجمہ قدیم تفسیروں اور ویاکرن کے مطابق مدلّل صحیح اور قرینِ عقل ہے۔

مختلف ترجموں کا مقابلہ

۴۲ - منتر مذکور رگوید منڈل ۱ - ادھیاے ۲ - سوکت ۴ کا پانچواں منتر ہے جسکے الفاظ یہ ہیں :-

نمونہ کا منتر

उत ब्रुवंतु नो निदो निरन्यतश्चिदारत। दधाना इंद्र इद्दुवः ॥ ऋ० १।२।४।५

اس منتر کا پد پاٹھ یعنی سندھی کھولکر یعنی ایک ایک لفظ کو جدا جدا کر کے پد پاٹھ بنایا جاوے تو اس طرح ہوتا ہے -

پد پاٹھ

उत। ब्रुवंतु। नः। निदः। निः। अन्यतः। चित्। आरत। दधानाः। इन्द्रे। इत्। दुवः ॥

۴۳ - انگریزی میں اس منتر کا ترجمہ اوّل پروفیسر میکس مُولر صاحب نے خود کر کے دکھایا ہے اور اسکے بعد سایَن کا ترجمہ دیا ہے - مگر چونکہ ہم سایَن کو یورپ کے سنسکرت دانوں کا گُرو سمجھتے ہیں اس لئے اوّل اُسی کا ترجمہ درج کریں گے - میکس مُولر صاحب نے سایَن کا ترجمہ مختصر طور پر لکھا ہے وجہ یہ ہے کہ اہل یورپ معمولی کتابوں کی طرح وید کے منتروں کا ترجمہ فقرہ کا فقرہ میں کرتے ہیں یعنی منتر کے ایک ایک لفظ کے مقابلہ میں ایک ہی ایک انگریزی لفظ رکھ دیتے ہیں خواہ وہ لفظ منتر کے اصلی لفظ کے معنی کو پورا پورا ادا کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ اسکے خلاف آریہ ورت پنڈت ہر لفظ کی تشریح اکثر ایک ایک فقرہ سے دیتے ہیں تاکہ مطلب کی پورا پورا ادا ہونے میں کمی نہ رہے - اسلئے ہم سایَن کا ترجمہ بھی سوامی جی کی ترجمہ کی طرح اُن کے اصلی سنسکرت سے لفظ بلفظ کریں گے

ترجمہ کرنے کے مختلف طریقے

۴۴ - (۱) سایَن نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے :-

سایَن کا ترجمہ

"नो ہمارے متعلقین یعنی رِتوِج (جو محذوف ہے) ब्रुवन्तु بولیں اور इन्द्र اندر کی (स्तुवन्तु تعریف کریں) उत نیز اے निदो نندا (مذمت) کرنیوالے لوگو! اس جگہ سے نِرارت چلے جاؤ - अन्यतश्चित् دوسرے مقام سے بھی چلے جاؤ کیسے ہیں وہ رِتوِج इन्द्रे اندر میں پرچریا کرتے ہوئے لفظ इत् یقین یا تحقیق کے لئے ہے - یعنی ہمیشہ اندر کی پرچریا (خدمت یا عبادت) کرتے ہوئے (दुवः दधाना: - तिष्ठन्तु قائم ہوں)"

۶۵ - مناسب ہوگا کہ لگے ہاتھ ہم ہر ترجمے کی نسبت چند کیفیت طلب باتوں کو بھی ظاہر کر دیں چنانچہ اس ترجمے

اور اُس پر اعتراض

میں حسب ذیل باتیں قابل اعتراض ہیں۔ (۱) لفظ नो سے رِتوج کس طرح مفہوم ہوتے ہیں؟ اُس کی بابت سائن نے کوئی حوالہ درج نہیں کیا (۲) اِندر لفظ کا کچھ ترجمہ نہیں کیا۔ حالانکہ یاسک آچاریہ کے بموجب ویدوں کی تمام الفاظ یوگک ہیں یعنی اُن کو اپنے اپنے مصدر کے مطابق معنی کرنی چاہئیں کوئی لفظ روڑھی یعنی جامد یا اسم معرفہ نہیں ہے۔ پس اِندر کو کسی انسان یا دیوتا کا نام سمجھکر اسم معرفہ خیال کرنا غلطی ہے (۳) منتر میں لفظ स्तुवन्तु (تعریف کریں) کہیں نہیں ہے۔ یہ کہاں سے آیا؟ - کیا اِس کی یہ وجہ نہیں ہے کہ سائن اِندر کو ایک دیوتا سمجھتا ہے اور اُس کے لئے स्तुवन्तु اپنی طرف سے ڈالا گیا ہے۔ سائن کی کھینچا تانی اسی سے ظاہر ہے کہ اُسے اندر کو دیوتا قرار دینے کے لئے ایک لفظ اپنی طرف سے گھڑنا پڑا۔ (۴) لفظ निद: (نِندا کرنیوالے) ندا میں نہیں ہے۔ بلکہ پرتھما (حالت فاعلی) میں ہے۔ (۵) لفظ तिष्ठतु (قائم ہوں) بھی سائن آچاریہ نے اپنی طرف سے ڈالا ہے۔ اصل منتر میں نہیں ہے۔ پس سائن آچاریہ کا ترجمہ صریح بناوٹی معلوم ہوتا ہے

۶۶ - اس سے آگے ہم پروفیسر میکسمیولر اور دیگر یوروپین سنسکرت دانوں کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

۲- پروفیسر میکسمیولر کا ترجمہ

(۲) پروفیسر میکس میولر صاحب کا ترجمہ :—

"خواہ ہمارے دشمن کہیں۔ تم جو صرف اندر کی پوجا کرتے ہو دوسری جگہ چلے جاؤ"۔ گویا میکس میولر صاحب کے خیال میں اس منتر کے اندر بات پوری نہیں ہوئی ہے اور وہ اُس کی تکمیل اگلے منتر سے کرتے ہیں جس کا ترجمہ اُنھوں نے اِس طرح کیا ہے "یا خواہ اے زبردست! سب لوگ ہم کو مبارک کہیں ہم ہمیشہ اندر کی حفاظت میں رہیں"۔ مگر اُن کا خیال غلط ہے۔ کیونکہ یہ منتر بجائے خود مکمل ہے جس کی یہ دلیل ہے کہ اس منتر پر ورگ ختم ہوتا ہے اور اس سے اگلے منتر سے نیا ورگ چلتا ہے میکس میولر صاحب کا ترجمہ دیکھکر بڑا سخت تعجب آتا ہے۔ ترجمہ میں منتر کے پورے الفاظ بھی نہیں آتے۔ قطع نظر اس کے ترجمہ کچھ اس طرح پر کیا ہے کہ کچھ پتہ نہیں لگتا کہ کس لفظ کا کیا ترجمہ ہوا؟ - ہم نہیں جانتے کہ "تم جو صرف اِندر کی پوجا کرتے ہو" کہاں سے آگیا؟ - ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ الفاظ "تم جو صرف" پروفیسر صاحب نے فقرہ بنانے کے لئے اپنی طرف سے ڈالے ہیں۔ اور इन्द्रे दुवः दधाना: جس کا ترجمہ سائن آچاریہ نے "اندر کی پرچریا (پوجا) کرتے ہوئے" کیا ہے۔ اُس کا ترجمہ آپ "تم جو صرف اِندر کی پوجا کرتے ہو" کرتے ہیں - اور لفظ अन्यत: (دوسری جگہ سے) کا جو پنچمی (مفعول منہ) ہے آپ "دوسری جگہ کو" یعنی مفعول میں ترجمہ کرتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یوروپ کے سنسکرت دان ویدوں کی سنسکرت تو درکنار معمولی سنسکرت

بھی نہیں سمجھ سکتے۔ اِن سے تو ساین آچاریہ ہی اچھا ہے۔ کیونکہ وہ معمولی فعل فاعل مفعول وغیرہ کی تو غلطیاں نہیں کرتا۔ اگر اُسکے ترجمے میں کوئی غلطی ہے تو یہی ہے کہ وہ اِندر وغیرہ الفاظ کا دیوتاؤں کے نام سمجھکر ترجمہ نہیں کرتا اور منتر کے ترجمے میں اپنے خیالات کے مطابق ایک آدھ لفظ بڑھاکر بات پوری کر دیتا ہے۔ مگر یوروپ کے سنسکرت دانوں کی کچھ اور ہی کیفیت نظر آتی ہے۔ وہ ساین کی غلطیوں پر اور بھی ترقی کرتے ہیں اور اپنے زعم میں یہہ خیال کرتے ہیں کہ چلو ہمیں بھی ساین کو اصلاح دینے کی لیاقت ہو گئی۔ مگر اس میں ذرا شبہہ نہیں کہ یہہ لوگ ساین سے بھی زیادہ ویدوں کے معنی کو بگاڑتے ہیں۔ ساین کو آگے رکھکر یہہ ویدوں میں دیوتاؤں کی پوجا اور منتوں کے جھگڑے ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

۶۷ - یہی کیا ہے آگے دیکھئے! پروفیسر میکس مُیولر صاحب سے بھی بڑھکر منتروں کے بوجھ بجھکڑ موجود ہیں۔ چنانچہ (۳) پروفیسر وِلسن صاحب اسی منتر کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں :۔

۳۔ پروفیسر وِلسن کا ترجمہ

"ہمارے کارپرداز (= رِتوِج ؟) اِندر کی پوجا کرتے ہوئے کہیں کہ اے مذمت کرنیوالو اِس جگہ سے اور نیز دوسری جگہوں سے (جہاں اِندر پوجا جاتا ہے) دور ہو"۔

یہ ترجمہ ساین کی نقل ہے جہاں ایک آدھ ترمیم کی ہے وہ چنداں قابلِ لحاظ نہیں۔ اسلئے اسپر بھی وہی کیفیت عائد سمجھنی چاہئے جو ہم اوپر ساین کی نسبت لکھ چکے ہیں۔

۶۸ - (۴) پروفیسر لینگ لوئے نے اِس منتر کا ترجمہ فرینچ (French فرانسیسی) زبان[۵] میں اس طرح کیا ہے :۔ "وہ (جو ہمارے دوست ہیں) اِندر کو مناتے ہوئے یہہ کہیں کہ تم جو ہمارے دشمن ہو یہاں سے چلے جاؤ"۔

۴۔ پروفیسر لینگ لوئی کا ترجمہ

یہہ ترجمہ بھی ساین کے قدم بقدم ہے اور میکس مُیولر صاحب خود ہی تصدیق کرتے ہیں کہ لینگ لوئے کا ترجمہ عموماً اصل سے دور اور صرف طبع آزمائی کا نتیجہ ہوتا ہے۔

۶۹ - (۵) سٹیوِنسن صاحب کا ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

۵۔ سٹیونسن صاحب کا ترجمہ

"سب لوگ ملکر پھر اِندر کی تعریف (سُتتی) کریں۔ اے ناپاک ہنسنے والو جب تک ہم اِندر کی رسمیں پوری کریں تم یہاں سے اور دوسری جگہ سے چلے جاؤ"۔

یہہ سب سے بڑھکر ہے "سب ملکر پھر اِندر کی تعریف کریں" یہ الفاظ سٹیونسن صاحب نے اپنے گھر سے لائے ہونگے کیونکہ وید منتر میں ان الفاظ کے مقابل سوا اِندر کے اور کوئی لفظ نظر نہیں آتا۔ "جبتک ہم اِندر کی رسمیں پوری کریں" بہت عمدہ ترجمہ ہے جس میں نہ دیاکرن کا خیال ہے نہ سطاب کا یہاں سب کام الکل سے

[۵] ریورنڈ ہیگ صاحب ایم اے ایس پی جی مشن کرنال کی عنایت سے یہ ترجمہ براہ راست فرینچ زبان سے کیا گیا ہے۔

ہی چلتے ہیں۔ منتر کے دو لفظ لئے اور باقی عبارت اپنی طرف سے گھڑ دی پس مندرجہ بالا فقرہ ۳ ہم و فقرہ ۵ (۶) کے مطابق ایسے لوگ کبھی منتروں کے مطلب کو نہیں سمجھ سکتے ۔

۷۰ - (۶) پروفیسر ہنفی صاحب اس منتر کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں :—

۶۔ پروفیسر ہنفی کا ترجمہ

" نندا کرنے والے کہیں ان کو ہر کسی نے خارج کر دیا ہے ۔ اسلئے یہہ صرف اِندر کو مانتے یا پوجتے ہیں ۔"

واہ کیا خوب ! سب جگہ سے خارج ہو کر اِندر کی پوجا کرنے کے کچھ گہرے معنی معلوم ہوتے ہیں جو شاید ہنفی صاحب ہی کو معلوم ہیں۔ دیوتاؤں کی پوجا میں جھگڑے پڑ کر لڑائیاں ہونگی تو ان کا کیا بگڑتا ہے۔ اسی ملک کے لوگوں کا نقصان ہو گا ۔ ایک دیوتا کو چھوڑ کر دوسرا دیوتا پوجنا شروع کر دینا نئی ایجاد ہے گویا مترجم صاحب کی کوشش ہے کہ ایسی بیہودہ باتوں کو کسی نہ کسی طرح ویدوں میں ثابت کیا جاوے ہم نہیں جانتے کہ ویدوں کے اندر بیہودہ باتیں بھر دینےکی اس سے بڑھکر اور کیا کوشش ہو سکتی ہے ؟ - جائے غور ہے کہ " ہر کسی نے خارج کر دیا ہے " کہاں سے آن کودا ؟ - بظاہر ہنفی صاحب ان الفاظ سے निरायत کا ترجمہ کرتے ہیں ۔ جسکے صحیح معنی " چلے جاؤ " (فعل امر) ہیں ۔ جس شخص کو سنسکرت کے علم صرف و نحو کا اتنا بھی علم نہیں کہ امر و ماضی قریب میں تمیز کر سکے اس سے کب امید ہو سکتی ہے کہ ویدوں کا صحیح ترجمہ کر سکے ۔

۷۱ - (۷) میکس میولر صاحب لکھتے ہیں کہ " پروفیسر روتھ نے اس منتر میں لفظ : अन्यतः کا ترجمہ " کسی دوسری جگہ کو " کیا ہے ۔ اسلئے انکا اس لفظ کا ترجمہ میرے ترجمے سے ملتا ہے ۔ مگر بعد میں دوسری جگہ روتھ صاحب نے اس لفظ کا ترجمہ " تم کسی اور چیز کو نظر انداز کرتے ہو " کیا ہے

۷۔ پروفیسر روتھ کا ترجمہ

میکس میولر صاحب کی باتوں پر ہنسی آتی ہے کہ اپنی تائید دوسرے یورپین عالموں سے کرانا چاہتے ہیں اور خوبی یہہ ہے کہ لفظ : अन्यतः میں دونوں غلطی کھاتے ہیں درحقیقت : अन्यतः پنچمی (مفعول منہ) ہے اور اسکے صحیح معنی " دوسری جگہ سے " ہیں ۔ " کسی دوسری جگہ کو " ترجمہ کریں تو دوتیا (مفعول بہ) بنجاتا ہے جو سنسکرت زبان کے لحاظ سے بالکل غلط ہے ۔ مگر کمال یہہ ہے کہ روتھ صاحب اسی لفظ کا ترجمہ کہیں " تم کسی اور چیز کو نظر انداز کرتے ہو " کرتے ہیں ۔ ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملّا ٭ کارِ طفلاں تمام خواہد شد

۷۲ - (۸) پروفیسر لوڈونگ صاحب کی نسبت میکس میولر صاحب لکھتے ہیں :-

۸۔ پروفیسر لوڈونگ کا ترجمہ

" پروفیسر لوڈونگ (اپنی کتاب اورینٹ اینڈ ایکسیڈینٹ { Orient Und Occident }

کی جلد ۲ صفحہ ۴۶۲ پر) پروفیسر رُوتھ صاحب کے دوسرے ترجمے کو لیکر یہہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ "کچھ اور چیز جو نظر انداز کیجاتی ہے"۔ اُس سے "اِندر کو چھوڑکر باقی سب دیوتاؤں کی پُوجا" مُراد ہے۔ یہ سب سے بڑھکر بوجھ بجھکر نکلے۔ اِس قسم کے ترجموں کو دیکھکر دل پر بڑا سخت صدمہ گذرتا ہے۔ نہ معلوم یوروپ کے سنسکرت داں ویدوں کو کھیل سمجھتے ہیں کہ جدھر چاہی اُدھر کل گھما دی۔ اس میں ذرا شبہہ نہیں کہ وید کے متعلق اُن کی تحقیقات اور رائیں بالکل فرضی۔ بناوٹی اور پُر تعصب ہیں۔ اِلیشور ان سے پناہ میں رکھے۔ یہ لوگ اپنی آتما کا خون کرکے ویدوں کے صحیح اور معقول معنی کو بگاڑنا چاہتے ہیں۔

۷۳ - یوروپ کے سنسکرت داں اور خصوصاً "ویدک عالم" زمانۂ حال کے چارواک ہیں۔ ویدوں کی بے عزتی اور بدنامی اُن کا دِلی مقصود ہے اور اِس مقصد کے پورا کرنے میں اُنھیں کسی بُرے سے بُرے ذریعہ کو استعمال کرنے سے دریغ نہیں۔ خرابی یہہ ہے کہ ان سنسکرت زبان اور خصوصاً ویدک سنسکرت سے ناواقف۔ وید کے سخت دُشمن اور متعصب لوگوں کے ترجمے کو ہماری مُلک کے بھولے بھالے بھائی جو خود سنسکرت سے ناآشنا ہیں صحیح سمجھتے ہیں۔ اُنھیں خود تحقیقات کا مادہ نہیں انگریزی ترجمے دیکھکر یقین کر لیتے ہیں کہ سچ مچ ویدوں میں دیوتاؤں کی کہانیاں لکھی ہیں۔ مگر وہ ذرا آنکھ کھولکر دیکھیں کہ دیوتاؤں کی کہانیاں کس طرح گھڑی جاتی ہیں۔ ایک شخص غلط ترجمہ کرتا ہے۔ دوسرا اُس سے فائدہ اُٹھا کر فوراً ایک نئی تاویل نکالتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک لمبی چوڑی کہانی طیار ہوجاتی ہے۔ دیکھو یہاں پروفیسر لوڈوِگ صاحب نے رُوتھ صاحب کے لفظ अन्यत: کے غلط ترجمے سے کس طرح فائدہ اُٹھایا ہے۔ ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ اس لفظ کے معنی صرف "دوسرے سے" یا "دوسری جگہ سے" ہیں اِس سے زیادہ اور کچھ معنی نہیں۔ اسپر رُوتھ صاحب نے کھینچ کھانچکر "تم کسی اور چیز کو نظر انداز کرتے ہو" بنایا۔ اسپر لوڈوِگ صاحب نے ترقی کرکے یہہ بات گھڑ دی کہ अन्यत: کے معنی "تم اندر کو چھوڑکر باقی سب دیوتاؤں کی پُوجا کو نظر انداز کرتے ہو" ہیں۔ نہ معلوم ان لوگوں نے آپس میں صلاح کر رکھی ہے کہ میں یہہ گھڑوں گا اور تُم اُسپر یہہ بات گھڑنا۔ یا یہ ان کی لاعلمی کا نتیجہ ہے۔ مگر کچھ ہو ہمیں اس بات پر سخت افسوس آتا ہے کہ اِن کے ہاتھ میں ویدوں کی شامت آگئی۔ نہ معلوم یہہ کیا کچھ کرکے رہیں گے۔ دراصل یہہ سب باتیں ہمیں جاہل اور وحشی بنانیکی ہیں۔

اہالیان یورپ کے ترجموں پر عام رائے

۷۴ - ناظرین کو مندرجۂ بالا آٹھ ترجموں کے دیکھنے سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ وہ ایک دوسرے سے کسقدر مختلف ہیں اور ایک مترجم دوسرے مترجم کو کس طرح ملامت کرتا ہے۔ پس تو ان ترجموں کے نامعتبر اور غلط ہونیکی بابت اِسی قدر ثبوت کافی ہے مگر ہم سوامی دیانند سرسوتی جی

مندرجۂ بالا ترجموں کا سوامی جی کے ترجمہ سے مقابلہ

کے ترجمے کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اُنکا بالکل ناقص بیہودہ اور غلط ہونا اور بھی اچھی طرح ظاہر ہو جائیگا۔

۷۵- (۹) سوامی دیانند سرسوتی جی اِسی منتر کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں :-

۹- مہرشی دیانند کا ترجمہ

(ا) پدارتھ (لفظی ترجمہ) " उत بالتحقیق तु वं नु تمام علوم کا اُپدیش کریں न: ہمکو निद: نِندا (مذمّت) کرنیوالے नि: ہمیشہ अन्यत: کسی ایک مقام سے चित् دوسری جگہ आरत چلے جاویں- دھارن (قائم) کرنیوالے इन्द्रे اعلیٰ حشمت و دولت کے مالک پرمیشور میں इत (یعنی इन:) پہنچاتے ہیں दुव: پرچریا (عبادت) کو"

(ب) انّ وَیارتھ (بامحاورہ ترجمہ) " جو لوگ اِندر یعنی پرمیشور میں پرچریا (عبادت) کو قائم کرتے ہیں اور جو تمام علوم- دھرم اور پرشارتھ (محنت و تدبیر) میں قائم ہیں وہ بالتحقیق ہمیں تمام علوم کا اُپدیش کریں اور جو دوسرے ناستک[ا] (ایشور کی ذات سے منکر) نِندا کرنیوالے جاہل اور مکار ہیں وہ سب اس جگہ سے کسی دوسری جگہ دور چلے جاویں اور اُس دوسری مقام سے بھی کسی دوسری جگہ چلے جاویں- یعنی اَدھرمی (پاپی) لوگ کہیں بھی نہ رہنے پاویں"-

ناظرین ذرا انصاف سے دیکھیں کہ یہہ ترجمہ معقول اور صحیح ہے یا اوپر کے ترجمے؟- لفظ इन्द्रे کا ترجمہ سوامی جی نے اُسکے مصدری معنی کے لحاظ سے " ایشور میں" یا علوم- دھرم اور پرشارتھ میں" کیا ہے- اور अन्यत: کا ترجمہ " کسی دوسرے مقام سے" کیا ہے-

ہمنے اس ترجمہ میں ویاکرن کے حوالے نہیں دئے- کیونکہ ویاکرن کے لحاظ سے سوامی جی اور ساین کا ترجمہ تقریباً مطابق ہے- زیادہ تر " اِندر" لفظ پر جھگڑا ہے ساین اِندر کو دیوتا سمجھتا ہے اور سوامی جی اُس سے ایشور یا صاحب دولت و حشمت یا اہلِ علم محنت وغیرہ مُراد لیتے ہیں جو حسب ذیل قدیم کتابوں کے حوالوں سے ثابت ہے -

(۱) اُنادی کوش پاد ۲- سوتر ۲۸ میں لکھا ہے کہ " جو پرم ایشوریہ وان (اعلیٰ دولت حشمت اقبال و علم کا مالک) ہو اُسے " اِندر" کہتے ہیں اور اُسکے معنی طاقتور صاحب اقتدار- انتر آتما (جیو) اور سورج اور بجلی کے بھی ہیں"-

(۱) نگھنٹو ادھیاے ۵ کھنڈ ۴ میں لفظ " اِندر" کے معنی عالم- جیو- یا ایشور بتائے جائیں-

(۳) نِرکت ادھیاے ۱۰- کھنڈ ۸ میں لکھا ہے کہ " इन्द्रते वैश्वर्य कर्मणो " لفظ " اِندر" کے معنی صاحب حشمت و اقتدار یا اہلِ علم و دولت ہیں- پس اُس سے صاحب اقتدار و علم انسان یا قادرِ مطلق

ا نستی منو جی میں وید کی نِندا کرنے والے کو ناستک بتایا ہے नास्तिको वेद निन्दक: ॥

پرمیشور مراد ہے۔

(۴) تریکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۳ میں "اندر" لفظ کے معنی ایشور بتائے ہیں

اب ہم اس مقابلہ کو یہیں ختم کرتے ہیں اور اس بات کو ناظرین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں کہ ان نو ترجموں میں سب سے زیادہ معقول صحیح ۔ مُدلّل اور معتبر کون سا ترجمہ ہے اور ہم ان میں سے کس پر بھروسہ کرنے سے بہبودی کی توقع رکھ سکتے ہیں؟ ہم اُمید کرتے ہیں کہ حق پسند اور منصف مزاج ناظرین ضرور ہمارے ساتھ اس امر میں متفق ہوں گے کہ مروّجہ ترجموں میں فتح سوامی جی کے نام ہے۔

۷۶ - قاعدہ کی بات ہی کہ چمگادڑ کو روشنی بُری معلوم ہوتی ہے۔ حالانکہ روشنی بنفسہ قابل نفرت شئی نہیں ہے عرصۂ دراز کے تعلق یا عادت سے انسان جیل کے ۳۰ سال کے بوڑھے قیدی کی طرح قید خانہ کیسی بُری چیز کے ساتھ بھی مانوس ہو جاتا ہے جس طرح آریاورت کے لوگ عرصۂ دراز کے رواج کے باعث ہندو کہلانیکے اسقدر عادی ہو گئے ہیں کہ اب انھیں یہہ لفظ قابل نفرت یا مکروہ معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ اُسکے خلاف آریہ کیسے بزرگ شریف اور پُر فخر و عزت نام سے پکارا جانا اُنھیں مکروہ اور قابل نفرت معلوم ہوتا ہے۔ اُسی طرح یہاں کے لوگ تقریباً پانچ ہزار برس کی عرصہ سے ویدوں کا رواج بند ہو جانے کے باعث اپنے قدیم دھرم کو اسقدر بھول گئے ہیں کہ اب وہ اُنھیں ایسا معلوم ہوتا ہے اُسے سُن یا دیکھکر نہ صرف طبیعت نفرت کرتی ہے۔ بلکہ اُسکا اصلی اور سچی ہیئت میں پیش کرنیوالا دشمن نظر آتا ہے۔ بد رسوم۔ وہمی خیالات اور غلامی کا طوق عرصۂ دراز کے اُنس و تعلق سے اُنھیں پیارا معلوم ہوتا ہے جس طرح عادی جھوٹ بولنے والا جسکی جھوٹ کی بدولت روزی چلتی ہو جھوٹ کو اپنا عزیز بلکہ محسن سمجھتا ہے اور ہزار سچی نصیحت کرنے پر بھی اُسے چھوڑنے اور سچ کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا من وعن وہی کیفیت آجکل کے عالموں کی ہوئی ہے۔ جب سوامی جی کیسے سچے رِشی نے پانچہزار برس کے بعد پھر ویدوں کی اصلی سدھانتوں کو پھیلانا شروع کیا تو لوگوں کی آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو جانیکے باعث ویدوں کی پُر آب و تاب سچائی سے چُندھیا گئیں اور اُنھیں وہ سچائیاں ایسی بُری معلوم ہونے لگیں کہ وہ اُس روشنی کو روکنے کے لئے پردے تاننے اور دروازے بند کرنے لگے۔ چنانچہ سوامی جی کے وید بھاشیہ پر کئی لوگوں نے اعتراض کر کے اس بات کا ثبوت دیا کہ وہ زمانۂ حال کی گری ہوئی حالت سے نکلکر یک لخت ویدوں کی سچائیوں کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

سوامی جی کے وید بھاشیہ پر اعتراض

۷۷ - ہم یہاں مختصر طور پر ان اعتراضوں اور نیز اُن کے جوابوں کو جو سوامی جی اپنی حیات میں دے چکے تھے درج کرتے ہیں۔ ان اعتراضوں کے پیدا ہونیکی وجہ یہہ ہوئی کہ سوامی جی نے اپنا وید بھاشیہ

اعتراض ہونیکی وجہ

گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں بدیں غرض ارسال کیا تھا کہ اُسے محکمہ تعلیم کے کورس میں داخل کیا جاوے -
گورنمنٹ پنجاب نے اُس پر سینٹ کی رائے طلب کی سینٹ نے سنسکرت کی پروفیسروں اور پنڈتوں سے رائے
مانگی - ظاہر ہے کہ وہ کب حق میں رائے دینے والے تھے - سوامی جی نے خود اُنہیں کی وہمی خیالات کی جڑ
کاٹنے کے لئے ویدوں کا بھاشیہ کیا تھا - پنڈت اور پروفیسر جن کے دماغ روزمرہ کاوئوں - ناٹکوں -
اور اسی قسم کے گندہ مضامین کے مطالعہ اور درس وتدریس سے خراب ہو جاتی ہیں وید کیسے پاک خیالات اور
علمی سچائیوں کی کتاب کو کب سمجھ سکتے ہیں - گورنمنٹ نے بھی "بلی دودھ کی رکھوالی" کی مثل کی - نتیجہ یہ
ہوا کہ پروفیسروں اور پنڈتوں نے اُس پر اعتراض کئے جن سے اُن کی ویدوں کی نسبت سخت قطعی لاعلمی اور تعصب
ٹپکتا ہے -

۷۸ - مسٹر گریفتھ صاحب ایم - اے پرنسپل بنارس کالج کے اعتراضوں کا جواب دیتے ہوئے سوامی جی Griffith

مسٹر گریفتھ صاحب کا اعتراضوں کا جواب

لکھتے ہیں کہ " اگر مسٹر گریفتھ صاحب کی پاس وہ پرانے بھاشیہ (شرح) یا پرمان (حوالے)
جو میں نے دئے ہیں ہوتے تو وہ اپنی موجودہ رائے کے خلاف رائے دیتے - ساین - مہی دھر
اور اُوٹ کے بھاشیہ زمانۂ قدیم کی تفسیروں سے مختلف ہیں - میکس میولر اور ولسن صاحب نے تقریباً اُنھیں کا
ترجمہ کیا ہے اسلئے وہ بھی مستند نہیں - گریفتھ صاحب وغیرہ بھی اُنھیں کو مستند مانتے ہیں اس لئے اُن کو
مغالطہ ہوا ہے - آپ الزام دیتے ہیں کہ میں نے لفظوں کے وہ معنی لئے ہیں جن سے میرا مطلب نکلتا ہے - یہہ
اعتراض ٹھیک نہیں ہے - کیونکہ میں نے ہر جگہ ایتریہ - شت پتھ براہمن - نروکت اور اشٹا دھیائی وغیرہ
کے حوالے دئے ہیں - میری خیال میں مسٹر گریفتھ صاحب نے میری کتابوں کو پورا پڑھنے کے بغیر ہی رائے دی ہے
ورنہ وہ میری محنت کو رائگاں نہ سمجھتے - آخر میں گریفتھ صاحب نے لکھا ہے کہ "منتروں میں بہت سی دیوتاؤں
کا ذکر ہے - ایک ایشور کا ذکر نہیں" - اس کی تردید میں کولبروک (Cole brook.) - چارلس کولمین
(Charles Coleman.) - ریورنڈ گیرٹ (Revd: Garrett.) اور میکس میولر کے مفصلہ
ذیل حوالے کافی ہیں :—

(۱) "ہندوستان کا پرانا مذہب جو ہندوستان کی مقدس کتاب وید پر مبنی ہے صرف ایک ہی خدا کو
مانتا ہے " (کولبروک صاحب کی کتاب " ویداز ") -

(Hindu Mythology)

(۲) "ویدوں کا مذہب ایک خدا پر اعتقاد رکھنا اور اُس کی اُپاسنا کرنا ہے" (ہندو مائیتھولوجی مصنفہ چارلس کولمین)
(۳) وید صرف ایک ہی ایشور کو مانتا ہے جو قادر مطلق بے انتہا و ابتدا - قایم بالذات اور مالک جہان ہے "
(بھگود گیتا ترجمہ ریورنڈ گیرٹ)

(۴) اسی سوکت میں ایک منتر ہے جو کھلے طور پر ایشور کی ہستی کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ ایشور کئی ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ اُسکو اِندر۔ اگنی۔ متر۔ ورُن کہتے ہیں۔" (ہسٹری آف اینشنٹ سنسکرت لٹریچر History of ancient Sanscrit Literature مصنفہ میکس میولر صفحہ ۵۶۷)

۷۹ - مسٹر ٹانی صاحب ایم۔ اے۔ پرنسپل پریزیڈنسی کالج کلکتہ کے اعتراضوں کے جواب میں سوامی جی لکھتے ہیں کہ "رگوید کے پہلے منتر میں لفظ "اگنی" کا ترجمہ ٹانی صاحب آگ کرتے ہیں۔ لیکن وہ اپنی پہلے سے قایم کی ہوئی رائے سے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ آگ کبھی کسی رشی نے نہیں پوجی۔ جہاں دنیوی کاروبار کا ذکر ہے وہاں اس سے آگ مراد ہے اور پرارتھنا اور اُپاستا کے موقع پر اس سے ایشور ہی مراد ہوتی ہے۔ یہ میری گھڑت نہیں بلکہ یہ دونوں معنی براہمنوں اور نرکت میں صاف صاف لکھے ہیں۔

مسٹر ٹانی صاحب کے اعتراضوں کا جواب

۸۰ - پنڈت گورپرساد ہیڈ پنڈت اورینٹل کالج لاہور کا جواب سوامی جی نے اس طرح دیا تھا:۔

۳۔ پنڈت گورپرساد کے اعتراضوں کا جواب

"مجھپر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں اپنا نیا مت گھڑتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس بات سے اُس کی ویدوں کے بارہ میں ناواقفیت ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر اُسنے پرانے بھاشیہ پڑھے ہوتے تو جو حوالے میں درج کرچکا ہوں اُن کے مقابلہ میں کبھی ایسا نہ کہتے۔ مجھپر پرسمئی پد کی جگہ آتمنے پد کے استعمال کرنیکا الزام لگایا ہے۔ حالانکہ میں نے اپنے विदामहे وِدامہے کے صحیح استعمال کی بابت اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۳۔ سوتر ۴۷ کا حوالہ دیدیا ہے۔"

۸۱ - پنڈت رکھی کیش سیکنڈ ٹیچر اورینٹل کالج لاہور کے اعتراض کی نسبت سوامی جی لکھتے ہیں کہ

۴۔ پنڈت رکھی کیش کے اعتراضوں کا جواب

"معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت رکھی کیش نے پنڈت گورپرساد کی پیروی کی ہے۔ اسلئے اُسکے اعتراضوں کا جواب بھی آچکا۔ لفظ उपचकृत کے صحیح استعمال کی بابت میں اُسکو صرف اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۳۔ سوتر ۳۲ کا حوالہ دیتا ہوں۔"

۸۲ - پنڈت بھگوانداس اسسٹنٹ پروفیسر سنسکرت گورنمنٹ کالج لاہور کے اعتراضوں کے جواب میں سوامی جی لکھتے ہیں کہ "پنڈت بھگوانداس کسی نئی بات کا ذکر نہیں کرتا اس لئے میں جو کچھ پہلے لکھ چکا ہوں اُسی کی طرف توجہ دلاتا ہوں"

۵۔ پنڈت بھگوانداس کے اعتراضوں کا جواب

اِن اعتراضوں کا جواب ختم کرکے آخر میں سوامی جی نے گورنمنٹ کو یہ بھی لکھا تھا کہ "اِن تمام اعتراضوں کا زور میرے وید بھاشیہ کے سکولوں میں جاری نہ ہونیکے لئے لگایا گیا ہے۔ مگر رائے دہندگان غلطی پر ہیں۔ میرا بھاشیہ مہابھارت سے پہلے بھاشیوں کی مدد سے یوروپین سنسکرت دانوں کی خلاف تحقیقات

کا ایک زبردست مادّہ پیدا کریگا - مگر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے - پنڈتوں کو اپنے ٹکے کی اور اہالیان یوروپ کو اپنی انجیل کی عزت مدِّ نظر تھی - وہ سچائی کیسی تلخ شے کو کب گوارا کر سکتے تھے - اسلئے کچھ نتیجہ نہ نکلا -

۸۳ - اخبار انڈین مرر مورخہ ۳ر نومبر سنہ ۱۸۸۱ء میں انہیں اعتراضوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اخبار مذکور کا

انڈین مرر کی رائے

اڈیٹر آخر میں لکھتا ہے کہ "بہرحال پُرانی وصداقت کی زمانہ کی باتوں کو از سرِ نو قائم کرنے کے لئے اُن (سوامی دیانند جی) کی کوشش کچھ نہ کچھ نیک نتیجہ ضرور پیدا کریگی - اور اس مباحثہ کی رگڑ سے نکلی ہوئی سچائی کی چنگاری سینکڑوں موجودہ تحریکوں کے مقابلہ میں پُرانی وضع کے ہندوؤں کے مذہبی اعتقادوں کو ہلانے کے لئے بہت بڑا کام دیگی "

۸۴ - تھیوسوفسٹ مارچ سنہ ۱۸۸۱ء میں مسٹر اے - او - ہیوم (A. O. Hume.) صاحب نے حسبِ ذیل اعتراضات کئے :-

(۱) مسٹر ہیوم کے اعتراضات

"(۱) وید کلامِ الٰہی و بے خطا نہیں ہیں -

(۲) ویدوں میں اختلافات کیوں ہیں ؟

(۳) سوامی دیانند کا وید بھاشیہ تب سچا ہو سکتا ہے جب دیانند جی خود ایشور کے برابر ہوں "

اِن اعتراضوں کا جواب سوامی جی نے اس طرح دیا تھا :-

"(۱) مسٹر ہیوم صاحب نے اپنے دعویٰ کی تائید میں کوئی خاص دلیل یا ثبوت نہیں دیا - اگر کوئی غلطی نکال کر پیش کی جاتی تو جواب دیا جاتا - اگر کوئی ہزار روپیہ کی تھیلی کو بالکل کھوٹی بتادے تو دوسرا کب مان سکتا ہے تا وقتیکہ اُس میں سے ایک روپیہ بھی کھوٹا نکالکر نہ دکھایا جاوے - اُن کو واجب تھا کہ کوئی منتر نکالکر دکھاتے تاکہ اُسکا جواب دیا جاتا -

(۲) آپنے کوئی اختلافات نہیں بتائے - اگر مختلف علوم کا بیان ہونے سے اختلاف نظر آتا ہے تو وہ اختلاف نہیں ہوتا - مثلاً صرف و نحو - لغت - عروض - ہیئت - ہندسہ - اصولِ جہانداری موسیقی - صنعت و ہنر وغیرہ - الغرض شئی سے لیکر ایشور تک تمام باتوں کا علم ویدوں میں بشکل اصول موجود ہے - اسلئے مختلف منتر مختلف علوم کو بیان کرتے ہیں - اگر اس کو سوائے اور کسی اختلاف سے مراد ہے تو وہ بیان کرنا چاہیئے -

(۳) میں ایشور نہیں - بلکہ ایشور کا اُپاسک (عبادت کرنیوالا) ہوں - ایشور نے ویدوں کو جگت کی بھلائی کے لئے ظاہر کیا ہے - اسلئے میں پُرو رعایت اُن کے صحیح معنی کو بیان کرتا ہوں - اگر

کہیں مجھ سے غلطی ہوئی ہو تو میور صاحب ظاہر کریں بڑے افسوس کی بات ہے کہ آجتک کوئی بھی ایک غلطی وید بھاشیہ کی نہ نکال سکا۔ فضول تضیع اوقات کیلئے بے بُنیاد و بلا حوالہ اعتراض کر دیتے ہیں"۔ آخر میں سوامی جی نے یہہ بھی لکھا کہ "اگر تھیوسوفی کے مُہتمم ایسی باتیں کریں تو کیا تعجب ہے کیونکہ وہ ایشور سے مُنکر بودھ مت کے پیرو۔ اور بھوت پریت۔ چڑیلوں کو ماننے والے ہیں ۔ افسوس! کہ پرمیشور کو جو ہر طرح علم و عقل سے ثابت ہے نہ مان کر بھوت پریت اور مُردوں کے جھگڑے میں پھنسکر بھولے بھالے آدمیوں کو پھنسانا اور اپنے تئیں سُدھارنیوالا سمجھنا کیتنی بڑی بیعقلی کی بات ہے"۔

۷- پنڈت مہیش چندر کے اعتراضات

۸۵ - اخیر میں پنڈت مہیش چندر نیایہ رتن قائیم مقام پرنسپل سنسکرت کالج کلکتہ نے سوامی جی کے بھاشیہ پر اعتراض کئے۔ اِن اعتراضوں کا جواب سوامی جی نے بھرانتی نوارن نام کتاب کے ذریعہ سے سموت ۱۹۴۰ وکرمی میں دیا تھا۔ جو اُس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوگا۔ کتاب مذکور کے دیباچہ میں سوامی جی فرماتے ہیں کہ "اُس وید بھاشیہ پر پہلے آر۔ گریفتھ۔ سی۔ ایچ۔ ٹانی اور پنڈت گورپرساد وغیرہ نے اپنے اپنے زعم میں اعتراض کئے۔ جنکا جواب اچھی طرح دیا جاچکا ہے۔ اب پنڈت مہیش چندر نیایہ رتن نے خالی سن کے گولے چلائے ہیں اگرچہ ایسے اعتراضوں کا جواب دینا اوقات عزیز کو ضایع کرنا ہے۔ مگر چونکہ اُن کے جواب دینے میں دو فائدے ہیں یعنی اوّل یہہ بات ثابت ہو جائیگی کہ ایشور کے بنائے ہوئے علوم حقیقی کے مخزن ویدوں میں کئی پرمیشوروں کی پُوجا نہیں ہے اور دوسرے آیندہ کے لئے لوگوں کو معلوم ہوجائیگا کہ ایسے فضول اعتراضوں سے بیش بہا وقت کو ضایع کرنے کے سوائے دوسرا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اسلئے اُن کا جواب دیا جاتا ہے .... میں نے دُنیا کی بھلائی کے لئے وید بھاشیہ کو بنانا شروع کیا ہے جو قدیم رشیوں کی شرح اور دیگر سچی کتابوں کے حوالوں سے کیا جاتا ہے۔ اِس بات کی تصدیق کے لئے وہ کتابیں موجود ہیں۔ مگر دُنیا میں یہہ اُلٹی ریت ہے کہ جیسے کوئی نیک کام کیا ہو۔ یا جو نیک کام کرتا ہو اُسے دیکھکر ایسے خوش نہیں ہوتے جیسے کہ بُرائی کے کام یا نُقصان کو دیکھکر خوش ہوتے ہیں۔ اگر میں صرف دُنیا کا خوف کرتا اور اُس علیم کُل پرمیشور کا جسکے ہاتھ میں کُل اِنسانوں کی موت اور زندگی اور سُکھ دُکھ ہے کُچھ خوف نکرتا تو میں بھی ایسے ہی جھگڑوں میں پھنس جاتا۔ میں تو اپنا تن من اور دھن سب سچائی کے ظاہر کرنے کے لئے نذر کر چکا ہوں۔ مجھ سے خوشامد کر کے خود غرضی کا کام نہیں ہوسکتا۔ دُنیا کو فائدہ پہونچانا ہی مجھے دُنیا کی شہنشاہی کی برابر ہے میں نے اُس قادر مُطلق۔ سب سچا ہوں کے جاننے والے۔ عادل مُطلق پرمیشور کے آگے سر جھکا کر اور اُس کی مدد کے سہارے اور بھروسے پر یہہ نیا کام شروع کیا ہے"۔

ناظرین مذکورۂ بالا تحریر سے خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہہ باتیں کیسی گہری بیچاپی سی بھرے ہوئے دل سے نکلی ہیں

۸۶ - اسکے علاوہ سوامی جی کے بعد بھی اکثر اعتراض ہوتے رہے جن کے جواب اکثر آریہ پنڈت دیتے رہے ہیں - دیکھو بھاشیہ بھید، مکبندرو پراسکے پرتکھیہ - دویتیہ ایشم اور آریہ سدّھانت وغیرہ - ان سب اعتراضوں اور اُن کے جوابوں کو ہم یہاں بوجہ عدم گنجائش درج نہیں کر سکتے - میرے خیال میں اب تک کوئی اعتراض ایسا نہیں کیا گیا ہے جسکا جواب سوامی جی نے وید بھاشیہ یا اُسکی بھومکا میں پیشتر سے نہ دیدیا ہو - بات صرف یہہ ہے کہ تعصب اور ضد کی وجہ سے اعتراض کرنیوالے اعتراض کرنے سے پہلے سوامی جی کی کتابوں کو غور سے نہیں پڑھتے یا اگر پڑھتے ہیں تو خود غرضی میں پھنس کر سنسکرت زبان اور خصوصاً ویدک سدّھانتوں سے ناواقف لوگوں کو اپنی غلط بیانی سے یا جھوٹی اور غیر مستند کتابوں کے حوالے وغیرہ دھوکے میں ڈالتے ہیں

دیگر متفرق اعتراضات

۸۷ - سوامی دیانند جی نے اپنی عمر کے آخری ۲ یا ۳ برس کے اندر بہت سی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے اُن کا سب سے بڑا کام وید بھاشیہ (تفسیر وید) ہے - جس کی بھومکا (تمہید) کا دیباچہ ہم اب لکھ رہے ہیں یہہ رگویدآدی بھاشیہ بھومکا بجائے خود قریباً چار سو صفحہ کی کتاب ہے - اِس کتاب میں ویدوں کے سدّھانتوں کو سنسکرت زبان میں بڑی خوبی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور خصوصاً اُن سدّھانتوں کو جن کی نسبت آجکل کے عالموں کے درمیان تنازعہ ہے قدیم کتابوں کے حوالوں اور عقلی دلائل سے اچھی طرح ثابت کیا گیا ہے - مگر بڑے افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ اگرچہ سوامی جی نے اپنی کتابوں میں بڑی بڑی عقلی دلیلوں اور قدیم مستند کتابوں کے حوالوں سے ویدک سدّھانتوں کو بڑی تفصیل و خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے - مگر لوگ اُن کو مطالعہ نہیں کرتے اکثر معترض لوگ سنی سنائی بات پر یقین کر کے مخالفانہ بحث کرنے لگ جاتے ہیں اور آریہ لوگ بھی زیادہ تر سنسکرت اور آریہ (ہندی) بھاشا سے ناآشنا ہونیکے سبب مطالعہ سے محروم رہتے ہیں پس اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ سوامی جی کی کتابوں کو بامحاورہ سلیس اُردو زبان میں ترجمہ کیا جاوے - اور چونکہ سوامی جی کی تصنیفات میں وید بھاشیہ بھومکا بلحاظ توضیح سدّھانت نہایت مفید اور ضروری کتاب ہے اسلیے ہم یقین کرتے ہیں کہ اس کتاب کا اُردو زبان میں ترجمہ کرنا نہایت فائدہ مند ہوگا -

وید بھاشیہ بھومکا اور اسکے ترجمہ کی ضرورت

۸۸ - دراصل یہہ کتاب سوامی جی نے سنسکرت زبان میں لکھی تھی مگر اُسکا ترجمہ آریہ (ہندی) بھاشا میں بھی ساتھ ساتھ دیا ہوا ہے - یہہ بھاشا کا ترجمہ اصلی سنسکرت کا پورا پورا ترجمہ نہیں ہے کیونکہ اکثر سنسکرت کی عبارت کا مختصر مطلب بیان کر دیا ہے اور بعض جگہ عبارت کی شرح

اصلی کتاب سنسکرت میں ہے

اصل سے زیادہ بھی کردی ہے اور ایک دو مقام پر سوامی جی نے آپ نشدوں یا شاستروں وغیرہ کے حوالے دیکر اُن کے آسان ہونیکی وجہ سے یہہ بھی لکھدیا ہے کہ اُن کا ترجمہ پراکرت (ہندی) بھاشا میں دیکھ لینا چاہئے۔

الغرض ترجمہ اصل سے بہت کم۔ مختصر اور ناکمل ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہہ بھاشا کا ترجمہ سوامی جی نے خود نہیں کیا تھا بلکہ پنڈت بھیم سین۔ پنڈت جوالادت وغیرہ نے تیار کیا تھا۔

اسلئے سنسکرت سے ترجمہ کیا گیا

۸۹ - بوجوہات بالا ہمنے یہی مناسب سمجھا کہ براہ راست سوامی جی کی سنسکرت سے ترجمہ کیا جاوے تاکہ عوام الناس کو سوامی جی کی تحریر انہیں کے الفاظ و محاورہ میں پڑھنے کا موقع مل سکے [illegible] ایک طرح ہمارا ترجمہ بالکل ایک نئی کتاب ہوگی۔ کیونکہ ہمارے خیال میں اس کتاب کو شاید ہی کسی نے اصل سنسکرت میں پڑھا ہوگا جس کی وجہ یہہ ہے کہ اوّل تو آجکل سنسکرت داں بہت کم ہیں اور پھر اُن میں بھی بھاشا کا ترجمہ موجود ہوتے ہوئے اصل کو پڑھنے کی تکلیف اٹھانیوالے بہت کم نظر آتے ہیں اسلئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ عوام الناس اس ترجمہ کو جو بلا واسطہ سوامی جی کی سنسکرت سے انہیں کی زبان اور محاورہ میں کیا گیا ہے بڑے شوق سے پڑھیں گے۔

مترجم کی مشکلات

۹۰ - ترجموں اور خصوصاً سنسکرت زبان کے ترجموں میں صحیح مطلب کو ادا کرنے کے لئے لفظ کی جگہ لفظ رکھدینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ ایسا کرنے کے لئے [illegible] (۲۶) [illegible] اس امر کی ضرورت ہے کہ اوّل مطلب کو خود مترجم اپنے ذہن میں صاف کرے اور پھر اسکو دوسری زبان میں اس طرح بیان کرے کہ جو مطلب مصنف کا ہے وہ ظاہر کرنا مطلوب ہے بخوبی ادا ہو جاوے۔ اگرچہ سوامی جی کی سنسکرت نہایت آسان اور فصیح ہے تاہم اُن کے خیالات کو کسی دوسری زبان میں ادا کرنے کے وقت اس امر کا خیال رکھنا نہایت لازمی ہے کہ جن الفاظ کو وہ قدیم زمانہ کے مصنفوں اور قواعد کے مطابق اُن کے مروجہ معنوں سے مختلف معنوں میں استعمال کرتے ہیں اُن کا پورا پورا لحاظ رکھا جاوے جس شخص نے قدیم کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا ہے اور نہ سوامی جی کی کتابوں کو غور سے پڑھا ہے۔ اغلب ہے کہ اس بارہ میں دھوکا کھاوے اور مذکورہ بالا قسم کے جہاں تہاں لفظوں کے معنی کرنے میں غلطی کرے بالخصوص جن لوگوں نے ویدک الفاظ کی خصوصیتوں کے سمجھنے پر محنت نہیں کی ہے اور نہ قدیم تفسیروں کے مطابق ویدوں کے سدھانتوں کو معلوم کرنیکی تکلیف کی ہے اُن سے ہرگز امید نہیں ہو سکتی کہ سوامی جی کی کتابوں کا صحیح ترجمہ کر سکیں۔

۹۱ - سوامی جی کا ہمیشہ یہہ قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی وید وغیرہ کے پرمان (حوالہ) کا ترجمہ کرتے ہیں تو لفظ

(۲۶) [illegible] ماہ دسمبر ۱۸۵۷ء۔

سوامی جی کے اصول

کی جگہ لفظ نہیں رکھتے۔ بلکہ ایک ایک لفظ کی تشریح اکثر ایک ایک اور بعض اوقات ایک سے بھی زیادہ فقروں میں کیا کرتے ہیں۔ جو لوگ سوامی جی کے اس اصول سے واقف نہیں ہیں ممکن ہے کہ ان کو دھوکا ہو اور وہ یہ خیال کریں کہ سوامی جی نے اپنی طرف سے بات بڑھا دی۔ مگر دراصل یہ بات نہیں ہے کیونکہ سوامی جی اپنی تشریح میں کوئی بات ایسی نہیں کہتے جو پرمان کے لفظوں سے نہ نکلتی ہو۔ جو شخص کسی مضمون کی تہ کو پہنچ جاتا ہے تو وہ اس میں سے ایسی ایسی باریک باتوں کو نکال لیتا ہے جو سرسری نگاہ سے پڑھنے والے کبھی دھیان میں نہیں لا سکتے۔ چونکہ سوامی دیانند جی سچے رشی تھے۔ اسلئے وہ منتروں یا قدیم کتابوں کے حوالوں کا ترجمہ کرتے ہوئے اکثر ایسے اصول کی طرف اشارہ کر جاتے ہیں جو گہری نگاہ سے غور کرنے پر اس کے اندر موجود پائے جاتے ہیں۔

سوامی جی کا کلام پرمان رشیوں کی ...

بعض لوگ سوامی جی کے منتقہ یا تحریر پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ سوامی جی نے مطلب نہیں سمجھتے یا کچھ کمی بیشی یا تغیر و تبدل کر دیتے ہیں جو درست نہیں ... کا ثبوت دینا ہے۔ اسلئے سوامی جی کی کسی تحریر پر اعتراض کرنے سے پہلے اس امر کی تحقیق پہلے کر لینا چاہئے۔ بلا سوچے سمجھے اُن کی کسی لفظ یا ... محاورہ۔ سدھانت یا ... پوری پوری وجہ واقعی اختلاف کی نہ پائی جائے حرف گیری کی جرأت کرنا باعث ندامت ہوگا۔ یہ یاد رہے کہ سوامی جی کی تحریر سوتہ پرمان (مستند بالذات) نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے سدھانت کے مطابق ویدوں کے سوائے کوئی دوسرا کلام مستند بالذات نہیں ہو سکتا۔ اگر ہم جس طرح براہمنوں۔ ویدانگوں۔ اُپنشدوں اور شاستروں وغیرہ کو پرتہ پرمان یعنی مستند کے لئے ویدوں کی تصدیق کا محتاج مانتے ہیں اسی طرح سوامی جی کا کلام بھی پرتہ پرمان ہے۔ سوامی جی کی تصنیفات مانش گرنتھ (معمولی انسانوں کی تصنیفات) نہیں ہیں بلکہ آرش گرنتھ (رشی کی بنائی ہوئی کتابیں) ہیں جن کو ہم بزبان رشی سوامی ورجانند جی سچا رہنمائے انسان بناتے ہیں۔

ہمارے ترجمہ کے اصول

۴۹ - ہمارے ترجمے کے اصول وہی ہیں جو ستیارتھ پرکاش کے تیسرے باب کی ترجمہ میں استعمال کئے تھے۔ چنانچہ ہم اپنے ترجمہ کے چند ضروری اصول کو عوام الناس کی اطلاع کیلئے یہاں درج کرتے ہیں :-

(۱) بڑی کوشش اس بارہ میں کی گئی ہے کہ مصنف کا صحیح اور اصلی منشاء سلیس اور بامحاورہ اردو میں بیان کیا جاوے۔

(۲) سنسکرت زبان اور خصوصاً ویدک سدھانت کی اصطلاحی الفاظ کو اصلی صورت میں رکھا ہے۔ مگر

لہ دیکھو فقرہ ۳۴ -

اُن کی پوری پوری تشریح کر دی گئی ہے اور کوئی لفظ سنسکرت زبان کا ایسا نہیں رکھا جسکے معنی یا تشریح نہ کر دی گئی ہو۔

(۳) سوامی جی کے اُن معنوں کو جو وہ خاص خاص ویدک یا دیگر الفاظ سے منسوب کرتے ہیں بڑی احتیاط کے ساتھ قایم رکھا ہے۔

(۴) ترجمے میں کسی قسم کی ذاتی مداخلت نہیں کی ہے۔

(۵) سوامی جی کی عبارت۔ محاورہ اور مضمون کی ترتیب کو بڑی کوشش سے قایم رکھا گیا ہے۔

(۶) ہر فقرہ کا مضمون مختصر الفاظ میں بطور حاشیہ داخلی لکھا گیا ہے۔

(۷) جہاں عبارت مشکل اور دقیق تھی یا اعتراض یا شک پیدا ہونیکا احتمال تھا وہاں نیچے مفصل نوٹ دیا گیا ہے۔ اسکے علاوہ اصلی مضمون کی تائید و تشریح کیلئے بھی سینکڑوں نوٹ دئے گئے ہیں۔

(۸) دوسری کتابوں کے پرمان (حوالے) جو سوامی جی نے اس کتاب میں دئے ہیں اُن کو ہر جگہ سنسکرت میں نہیں لکھا۔ مگر جہاں خاص طور پر ضرورت سمجھی گئی اُن کو سنسکرت میں لکھدیا گیا ہے۔

(۹) حوالوں کا پورا پتہ دیا گیا ہے اور جہاں اصلی کتاب میں حوالوں کا پتہ درج ہونے سے رہگیا تھا اُن کو بھی بڑی محنت سے تلاش کر کے لکھدیا گیا ہے۔

(۱۰) جہاں کسی مضمون میں اسی کتاب کے دوسرے مضمون کا حوالہ یا ذکر آیا ہے وہاں اُس صفحہ کا نمبر جسپر وہ دوسرا مضمون درج ہے لکھدیا گیا ہے۔

(۱۱) مہی دھر کی ناشایستہ تفسیر کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا گیا ہے۔ کیونکہ اُسکو اردو زبان میں لکھنا ناموزوں معلوم ہوتا تھا۔ سنسکرت میں اس قسم کی تحریریں وام مارگ کی عنایت کا نتیجہ اور پورانکوں کے لئے سخت شرمساری کا باعث ہیں۔

(۱۲) ایک مفصل فہرست مضامین کتاب ہذا کے شروع میں لگا دی گئی ہے۔

۹۴ - واضح رہے کہ رگوید بھاشیہ بھومکا میں ویدک سدھانتوں کی تائید میں دوسری کتابوں کے حوالے دینے سے سوامی جی کی یہ مُراد نہیں ہے کہ وہ دوسری کتابوں کی شہادت کے محتاج ہیں بلکہ اس امر کا ظاہر کرنا مقصود ہے کہ اُن کتابوں میں ویدوں کے مضامین کی شرح کی گئی ہے اور ویدوں کے صحیح منشاء سمجھنے کے لئے ان کتابوں کا پڑھنا لازمی ہے ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ سنسکرت زبان کی تمام علمی کتابیں ویدوں سے اخذ کر کے لکھی گئی ہیں اس لئے ویدوں کی شرح کے لئے اُن کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ لفظ لفظ کے لئے اِن پُرانی کتابوں کے بیشمار حوالے

بھومکا میں دوسری کتابوں کے حوالے

درج کرنے سے سوامی جی کا یہی مطلب ہے کہ تمام دُنیا کو یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں گھڑتے۔ بلکہ ویدوں کے سِدّھانتوں کو جس طرح سے کہ وہ قدیم کتابوں میں بیان کئے گئے ہیں ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسپر بھی اگر دُنیا اُن کی باتوں کو نئی۔ انوکھی اور بناوٹی سمجھے تو یہ صریحًا اس امر کا ثبوت ہے کہ وہ ویدوں کی قدیم تفسیروں سے ناواقف ہے۔

مضامین کی ترتیب

۹۵ - وید بھاشیہ بھومکا کی اصلی ہیئت قایم رکھنے کے لئے ہمنے کسی جگہ مضمون کی ترتیب کو نہیں بدلا اور نہ اُسکے بدلنے کی چنداں ضرورت تھی۔ کیونکہ مضامین اکثر با ترتیب ہیں البتہ چند مضامین حسب موقع مختلف سُرخیوں کے نیچے چلے گئے ہیں۔ مثلاً ہون کا بیان اوّل "مضامین وید" کے نیچے کرم کانڈ کے مضمون میں آیا ہے اور پھر پنچ مہا یگیہ کے مضمون میں دوسری یگیہ یعنی اگنی ہوتر کا ذکر کرتے ہوئے ہون کرنیکا طریقہ اور ہون کے منتر درج کئے گئے ہیں اس دوسرے مقام پر ہمنے ہون کی سامگری بھی لکھدی ہے۔ اس طرح اس مضمون کے متعلق پوری پوری واقفیت حاصل کرنیکے لئے ناظرین کو ان دونوں مقام کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ اِسی طرح اگرچہ "ورن آشرم کا بیان" ایک علیحدہ مضمون ہے تاہم کچھ باتیں ورن آشرم کے متعلق "تحصیل علم کے استحقاق وعدم استحقاق کی بحث" کے آخری حصہ میں بیان کی گئی ہیں۔ پس اس مضمون کی تکمیل کے لئے بھی ان ہر دو مقامات کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ "مضامین وید" کی بحث میں ویدوں کے چار مضمونوں میں سے خصوصاً وگیان کانڈ اور کرم کانڈ کو بیان کیا ہے اور اُپاسنا کانڈ کو "ایشور ستتی۔ پرارتھنا۔ اُپاسنا ودیا۔ یاچنا اور سمرپن" کے مضمون میں مفصّل بیان کیا ہے اور گیان کانڈ جو کہ ایک عام اور بہت وسیع مضمون ہے "پیدائش عالم" "زمین وغیرہ اجرام کی گردش"۔ "کشش باہمی اجسام"۔ "روشن وغیر روشن اجرام"۔ "علم ریاضی"۔ جہاز وغبارہ وغیرہ کا علم"۔ "علم تار برقی"۔ "اُصول طب" وغیرہ میں بخوبی آگیا ہے۔ اِس لئے اس مضمون کو بھی مکمّل سمجھنا چاہئے۔ اسکے سوای باقی سب مضامین اپنی اپنی جگہ مکمّل ہیں۔

ویاکرن کا مضمون

۹۶ - ویاکرن کے اُن سوتروں کا جو ویدوں سے خصوصیت رکھتے ہیں ترجمہ کرنے میں ہمنے ویدانگ پرکاش سے مدد لی ہے۔ کیونکہ بھاشا میں اُن کی تشریح بالکل نامکمّل ہے اور بعض جگہ بالکل ترجمہ ہی نہیں کیا ہے۔ اسلئے جہاں کسی سوتر کے متعلق کوئی تشریح یا مثال بھومکا سے علاوہ لکھی گئی ہے وہ ویدانگ پرکاش کی سمجھنی چاہئے۔ پہلے ادھیاے کے سوتروں کو ترجمہ کرتے ہوئے ہم نے مہابھاشیہ کو دیکھ لیا ہے کیونکہ اس ادھیاے کے سوتروں کے متعلق سوامی جی نے صرف مہابھاشیہ کے ٹکڑے حوالے کے طور پر لئے ہیں اصلی سوتروں سے چنداں تعلق نہیں ہے۔ آدھیاے ۳ لغایت ۸

کے جسقدر سوتر سوامی جی نے لکھے ہیں وہ بجز دس بارہ سوتروں کے سب کے سب ویدانگ پرکاش میں آچکے ہیں چنانچہ ہم ناظرین کی سہولیت کے لئے نیچے ایک نقشہ میں ہر سوتر اور اسکے سامنے ویدانگ پرکاش کے رسالے اور اس صفحہ کا پتہ جہاں وہ سوتر لکھا گیا درج کرتے ہیں -

سوتر اشٹادھیائی			[illegible]	[illegible]	سوتر اشٹادھیائی			[illegible]	[illegible]	سوتر اشٹادھیائی			[illegible]	[illegible]
ادھیائے	پاد	سوتر			ادھیائے	پاد	سوتر			ادھیائے	پاد	سوتر		
۲	۳	۶۳	کارکیہ	۳۲	۳	۴	۹	آکھیاتک	۲۵۵	۵	۲	۱۲۳	سترین	۱۳۵
۲	۴	۳۹	پاربھاشک	۲۷	۳	۴	۷	〃	۹	۵	۲	۹۴	〃	۱۳۱
۳	۴	۷۳	آکھیاتک	۱۱۵	۳	۴	۹۴	〃	۱۰	۵	۴	۱۰۳	ساماسک	۱۳
۲	۴	۷۶	〃	۱۳۹	۳	۴	۹۵	〃	۱۹	۹	۱	۹	آکھیاتک	۱۰۳
۳	۱	۳۴	〃	۱۰	۳	۴	۹۹	〃	۱۹	۶	۱	۱۲۷	سندھی	۶۲
۳	۱	۸۴	〃	۱۷۸	۳	۴	۹۷	〃	۱۰	۷	۱	۱۰	نامک	۸
۳	۲	۸۸	〃	۳۱۲	۳	۴	۹۸	〃	۱۱	۵	۱	۳۹	〃	۶۴
۳	۲	۱۰۵	〃	۳۲۹	۳	۴	۹	〃	۳۷۵	۳	۴	۷۸	آکھیاتک	۱۳۴
۳	۲	۱۰۶	〃	۳۳۰	۴	۴	۱۳	〃	[illegible]	[illegible]	۳	۸	〃	۷۸
۳	۲	۱۰۷	〃	۳۳۲	۳	۴	۱۳	〃	۳۷۶	۸	۳	۴۵	〃	[illegible]
۳	۲	۱۲۰	〃	۳۱۳	۳	۴	۱۴	〃	۳۷۷	۸	۳	۳۳	آکھیاتک / نامک	۱۱۱ / ۹۸
۳	۳	۱۱۳	〃	۳۷۸	۴	۱	۲۹	سترین	۱۲	۸	۳	۳۶	سندھی	۸۶
۳	۳	۱۲۹	〃	۳۷۴	۴	۱	۴۶	〃	۱۶	۳	۳	۱	نامک / آکھیاتک	۱ / ۳۳۴
۳	۳	۱۳۰	〃	۳۷۴	۴	۴	۱۱۰	〃	۹۶					

۹۷ - اگرچہ یہ ترجمہ بڑی محنت و جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے - تاہم انسان آخر انسان ہے - کوئی انسانی کام خطا سے بری نہیں ہوسکتا - میں اپنی زبان دانی کے نقص اور علم و عقل کے قصور کا خود معترف ہوں - حتی الامکان یہی کوشش کی گئی ہے کہ سوامی جی کے منشاء کو اردو زبان میں ادا کیا جاوے لیکن اگر زبان کے نقص اور اپنے علم کی کمی کی وجہ سے میں سوامی جی کے منشاء کو پورا پورا ظاہر کرنے سے قاصر رہکر صرف اسکو تھوڑی درجے تک ادا کرنے میں کامیاب ہوا ہوں تب بھی میں اپنی محنت کو رائگاں نہیں سمجھتا - کیونکہ اگرچہ ترقی کے لئے ہمیشہ ہر جگہ گنجایش ہے مگر ہمارا فرض ویدوں کی سچائیوں کو سب کے دلوں تک پہونچا کر سچے مہرشی کی آرزو کو پورا کرتا ہے -

معذرت

۹۸ - اگر طبع اول کی ہزار جلدیں بہت جلد فروخت ہوگئیں تو میرا ارادہ ہے کہ اس ترجمہ کو پھر دوسری

طبع ثانی کا ذکر | مرتبہ چند ترمیموں اور ایزادیوں کے ساتھ چھپوائی جائے۔ میں دوست اور قدردان آریہ بھائیوں سے میری بہ التماس ہے کہ جہاں اس ترجمہ میں کوئی نقص یا غلطی دیکھیں یا اس میں کسی قسم کی ترقی کی ضرورت پاویں تو براہِ عنایت مجھے اطلاع بخشیں تاکہ بارِ دوم میں اس کے مطابق درستی ترمیم یا ایزادی کردی جاوے۔

۹۹ - میں پنڈت بھیم سین شرما ایڈیٹر آریہ سدھانت اور پنڈت تلسی رام سوامی ایڈیٹر وید پرکاش کا
شکریہ امداد | تہِ دل سے مشکور ہوں کہ انھوں نے "وید کے غیر فانی ہونے کے مضمون" کے متعلق میرے لئے چند حوالوں کا ترجمہ کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی اور نیز "النکار" کے متعلق چند مثالوں کی تشریح میں اپنی علمی لیاقت اور سنسکرت زبان کی وسیع واقفیت سے امداد بخشی۔

۱۰۰ - آخر میں میں لالہ کشن سروپ صاحب کی امداد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اُن کا جو احسان میرے سر پر ہے
لالہ کشن سروپ صاحب کا احسان | میں اس کو پورا پورا ادا نہیں کر سکتا۔ فی الواقع اگر آپ مجھے اس کتاب کے ترجمہ کرنے کی تحریک و ترغیب نہ دیتے اور اُس کی تکمیل کیلئے جس جس سامان کی ضرورت درپیش آئی اُسکو کے بہم پہنچانے اور اسکو لکھنے اور صاف کرنے میں شب و روز کی محنت۔ بڑی سعی و کوشش اور ذاتی شوق دلی سے چھپوانے کا انتظام نہ کرتے تو میں یقین کرتا ہوں کہ یہ کتاب بہیئت کذائی اسقدر جلد پبلک کے روبرو آنیکا کبھی فخر حاصل نہ کر سکتی۔

کرنال (پنجاب)
۸- اپریل ۱۸۹۸ء

مترجم



اوم

رِگ ویدآدی بھاشیہ بھومکا

یعنی

رِگ وغیرہ چاروں ویدوں کی تفسیر کا دیباچہ

ایشور پرارتھنا (مناجاتِ باری)

"اے قادرِ مطلق[1] پرمیشور! آپ کی ظلِ حمایت میں ہم آپ کی مدد و عنایت سے باہم ایک دوسرے کی حفاظت کریں اور ہم سب بڑی محبت سے بلکہ اعلیٰ درجہ کی حشمت و اقبال یعنی تسخیرِ عالم وغیرہ سامانِ (راحت) حاصل کر کے ہمیشہ آپ کے فضل و کرم سے آنند بھوگیں۔ اے مخزنِ رحمت! آپ کی مدد سے ہم کوشش اور محنت کے ساتھ ایک دوسرے کی قوت (و حوصلہ) کو بڑھاتے رہیں۔ اے نورِ مطلق تمام علوم کے عطا کرنے والے پرمیشور! آپ کی (عطا کی ہوئی) طاقت سے ہمارا پڑھا اور پڑھایا ہوا (علم) چار دانگِ عالم میں شہرت پاوے اور ہمارا علم ہمیشہ بڑھتا رہے۔ اے محبت کے پیدا کرنے والے! ایسی عنایت کیجئے کہ ہم کبھی باہم مخالفت نہ کریں بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ برتاؤ رکھیں۔ اے بھگوان[2]! اپنی نظرِ رحمت سے ہمارے تینوں قسم کے دُکھ یعنی ایک آدھیاتمک جو بخار وغیرہ بیماریوں سے جسم میں تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرے آدھی بھوتک جو دوسرے جانداروں سے تکلیف پہونچتی ہے اور تیسرے آدھی دَیوِک۔ جو دِل اور حواس کے خلل۔ ناپاکی اور بیقراری سے تکلیف ہوتی ہے۔ اِن سب کو شانت یعنی دور کر دیجئے۔"

[1] لفظ قادرِ مطلق سرشکتیمان کے لئے ہے۔ اسکا استعمال صرف اس معنی میں کیا گیا ہے کہ "جو اپنے کاموں میں دوسروں کی مدد کا محتاج نہو"۔ اس سے یہ مراد ہرگز نہ سمجھنی چاہئے کہ پرمیشور جادو بیجا۔ ممکن و غیر ممکن ہر قسم کا فعل کرسکتا ہے یا کہ اسکا کوئی کام عقل و انصاف سے بعید بھی ہو سکتا ہے۔ مترجم۔ [2] یہ لفظ اصل میں بھگوان ہے۔ مگر اردو میں بھگوان بن جاتا ہے یہ لفظ سنسکرت کی کیج دھاتو سے نکلا ہے جسکے معنے بھجن یعنی اطاعت و عبادت کرنیکے لائق پرمیشور ہیں۔ مترجم۔

{تیتریہ آرنیک ۔ پرپاٹھک ۹ ۔ الزواک ا[۱]} تاکہ ہم اِس وید بھاشیہ (تفسیر وید) کو سُکھ کے ساتھ ٹھیک ٹھیک بنا کر عوام الناس کو فیض پہونچاویں۔ یہی آپ سے چاہتے ہیں۔ اسلئے آپ ہماری ہمیشہ مدد کیجیے۔

۵

نمسکار[۲] میرا ہے اُس برہم[۳] کو
وہ ہے ہستِ مطلق رحیم و کریم
گناہ و جہالت کریں دُور و یار
خلایق میں ہو تا کہ اُن کا شیوع[۷]
یہ اُنیس سو تینتیس ۱۹۳۳ ہے سن بکرمی
ہیں نامِ مُفسّر سے آگہہ سبھی
پسچّی صحیح اور پُر از یہی
یہ بھاشا و سنسکرت میں ہے تمام
قدیمی روش پر رشی مُنیوں کی
نئے بھاشیہ[۹] ٹیکے ہے جسقدر
سراپا غلط ہیں وہ گُمرہ کریں
کریں ایسی کرپا[۱۰] خدائے کریم
تفاسیر باطل کا مُنھ کالا ہو
دُعا ہے یہی ذاتِ باری سے اب

اننت[۴] اور انادی[۵] و خالق ہے جو
مقدس ہیں وید[۶] اُس کا علمِ قدیم
جگت کی بھلائی سے بھرپور وید
میں تفسیر کرتا ہوں اُن کی شروع
ربی وار[۸] دِن پڑوا بھادوں سُدی
سوامی دیانند جی سرسوتی
عنایت سے ایشور کے تفسیر کی
اُٹھاویں سبھی اس سے تا فیضِ تام
یہہ تفسیر ویدوں کی ہے ماننے کی
وہ ٹیکا سیاہی کا ہیں وید پر
وہ ناحق خطا وید کے سر دھریں
کھلیں وید کے سب مطالب قدیم
صحیح بھاشیہ کا بول بھر بالا ہو
کہ محنت ٹھکانے لگی میری سب

ا اس منتر کا ترجمہ سوامی جی نے سنسکرت میں نہیں کیا۔ بلکہ صرف آریہ (ہندی) بھاشا میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اسلئے یہاں اُسی کے مطابق ترجمہ کر دیا گیا۔ سوائے ایک اس مقام کے اور سب جگہ صرف سوامی جی کی سنسکرت سے براہِ راست ترجمہ کیا ہے۔ مترجم
۲ ادب یا عجز و نیاز۔ ۳ محیطِ کُل پرمیشور۔ ۴ غیر متناہی۔ ۵ ازلی۔ ۶ وید چار الہامی کتابیں ہیں جن کا علم دُنیا کے شروع میں چار رشیوں کے دِل میں ظاہر ہوا تھا۔ اُن کے نام یہہ ہیں:۔ (۱) رِگ وید۔ (۲) یجروید (۳) سام وید (۴) اتھرووید۔ ۷ اِشاعت۔ پھیلاؤ۔ پرچار۔ ۸ ربی وار = اتوار۔ پڑوا = قمری مہینے کی پہلی تاریخ ۔ بھادوں = ہندی مہینہ جو ستمبر کے مطابق ہے۔ سُدی = روشن پندرواڑہ یعنی قمری مہینے کے پچھلے پندرہ روز۔ یہ تاریخ ۲۰ اگست ۱۸۷۶ء کے مطابق ہوتی ہے۔ ۹ بھاشیہ = تفسیر ٹیکا = شرح۔ ۱۰ کرپا یعنی عنایت۔ مہربانی۔ مترجم

"اے ہستیٔ مطلق - عین علم و راحت ! - اے رحیم کامل و علیم کُل ! - اے علم اور معرفت کی عطا کرنیوالی !
اے دیو یعنی سورج وغیرہ کو پُرنور اور تمام کائنات اور علوم کا ظہور کرنے والے ! - اے تمام راحتوں کی
بخشنے والے ! - اے تمام دُنیا کے پیدا کرنے والے ! ہمارے تمام دُکھوں اور عیبوں کو دور کیجیے اور
ہمیں سچی بہبودی (کلیان) یعنی سب دُکھوں سے آزادی اور سچے علوم کے حصول سے دُنیوی سُکھ اور
موکش (نجات) کا آنند اپنی عنایت بیغایت سے عطا کیجیے۔" {یجرُوید ادھیائے ۳۰ - منتر ۳}
اِس تفسیر کے بنانے میں جو خلل واقع ہوں اُن کو آپ پہلے ہی سے دور کر دیجیے - اے پربرہم (پرمیشور)
آپ جسم کی تندرستی - عقل کی صحت - ہر قسم کی امداد و قابلیت سچے علم کی روشنی وغیرہ جو بہتری (کلیان)
کی باتیں ہیں وہ سب اپنی نظرِ عنایت سے ہمکو عطا کیجیے - تاکہ آپ کی نظرِ رحمت سے حوصلہ پاکر ہم آپ کے
بنائے ہوئے سچے علوم سے منتر اور پرتیکش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے مدلل ویدوں
کی صحیح تفسیر کرسکیں - آپ کے لطف و کرم سے عوام الناس اِس تفسیر سے فیض پاویں - آپ ایسی
عنایت کیجیے کہ لوگوں کو اس تفسیرِ وید میں شردھا (عقیدت) اور نہایت شوق و رغبت پیدا ہو -
"ماضی - حال و استقبال تینوں زمانے اور تمام کائنات جسکے قبضۂ قدرت میں ہے اور جو سب کا حاکم
اور کال (وقت یا موت) کی گرفت سے باہر موجود - منور - غیر متغیر اور محض راحتِ مطلق ہے - جسکی
ذات میں دُکھ کا نام و نشان نہیں - جو عین راحت برہم ہے - اُس بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا نمسکار ہو -"
{اتھروید - کانڈ ۱۰ - پرپاٹھک ۲۳ - انوواک ۴ - منتر ۱}
"زمین جس کی پرما یعنی معرفت حقیقی کا ذریعہ اور بمنزلہ پاؤں ہے - انترکش (خلا بالائے زمین)
بمنزلہ معدہ یا شکم ہے اور جسنے سب سے اوپر سورج کی کرنوں سے روشن آکاش (دِو) کو دماغ یا سر
کی جگہہ قایم کیا ہے - اُس بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔" {ایضاً منتر ۳۲}
"جو پیدایش عالم کے شروع میں بار بار سورج اور چاند کو بمنزلہ دو آنکھ کے بناتا ہے اور جسنے آگ کو
بجائے مُنہہ کے بنایا ہے اُس بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا نمسکار ہو۔" {ایضاً منتر ۳۳}
"جس پرمیشور نے اس عالم محسوس کی ہوا کو پران اور اپان کی جگہہ قایم کیا ہے اور روشن

سلہ اتھروید کے اِن آخری تین منتروں کی تشریح پنڈت گورودت جی نے اپنے رسالہ ویدک میگزین" نمبر ا
مطبوعہ جولائی ۱۸۹۰ء کے صفحہ ۲۴ پر بڑی لیاقت اور خوبی کے ساتھ کی ہے جو قابل دید ہے - مترجم
سلہ پران جسم کے اندر سے باہر آنے والی ہوا کو کہتے ہیں اور اپان باہر سے جسم کے اندر جانیوالی ہوا کا نام ہے - مترجم

کرنوں[1] کو آنکھوں کی مثال اور سمات[2] کو باہم خیالات کا تبادلہ اور کاروبار کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ اُس بے انتہا علم والے بزرگ و جلیل برہم کو ہمارا بار بار نمسکار ہو۔" { ایضاً منتر ۳۴ }۔

"جو پرمیشور علم اور وگیان (عرفان) عطا کرنے والا اور جسم۔ حواس۔ پران (انفاس) اور من (دِل) کو توانائی۔ حوصلہ۔ ہمت۔ قوت و استقلال بخشنے والا ہے۔ جسکو تمام عالم پوجتے ہیں اور جسکا حکم سب بجا لاتے ہیں۔ جس کی پناہ لینا ہی موکش (نجات) اور جس کے ظلِ حمایت و پناہ و عنایت سے محروم ہونا ہی موت یعنی متواتر جینے مرنے کے چکر میں پڑنا ہے۔ اس تمام مخلوقات[3] کے مالک اور عین راحت برہم دیو کے لئے ہم ہمیشہ پریم بھکتی (محبت بھری عبودیت یا عجز و نیاز) کو نذر کریں یعنی ہمیشہ اُس کی عبادت کریں۔" { یجروید۔ ادھیائے ۲۵۔ منتر ۱۳ }۔

"اے قادرِ مطلق پرمیشور! آپ کی بھکتی (عبودیت یا اطاعت) اور آپ کے فضل و کرم کے طفیل سے آکاش (عنصرِ اوّل جسکو انگریزی میں ایتھر کہتے ہیں) انترکش (خلا یا لاسے زمین) زمین۔ پانی۔ پودے۔ درخت۔ تمام عالم۔ برہم یعنی وید اور تمام دُنیا ہمارے لئے سُکھ دینے والی اور بے ایذا ہووے۔ یعنی سب چیزیں ہمارے موافق رہیں۔" { یجروید ادھیائے ۳۶ منتر ۱۷ }

تاکہ ہم اس تفسیر وید کو سُکھ سے بنا سکیں۔ اے بھگوان! (پرمیشور) آپ کی مددِ کامل سے اِن سب کے شانت (سُکھ دینے والا) اور بے ایذا ہونے پر ہمارے اور نیز دُنیا میں سب کے علم و عقل۔ عرفان اور صحتِ جسمانی کی ہمیشہ ترقی ہو۔

"اے پرمیشور! جس جس مقام[4] سے آپ دُنیا کے بنانے اور پالنے کیلئے حرکت کریں اُس اُس مقام سے ہمارا خوف دور ہو تاکہ ہم آپ کی نظرِ عنایت سے سب مقاموں میں بے خوف رہیں نیز اُن اُن

---

[1] اصلی سنسکرت لفظ "انگرس" ہے جسکا ترجمہ سوامی جی نے نرکت ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۱۷ کے حوالہ سے پرکاسکار کرنا یعنی روشن کرنیوالی کرنیں کیا ہے۔ مترجم۔

[2] دِشا کے لئے سمت رکھا گیا ہے۔ مگر "دشا" سے عام وسعت یا پہنائی مراد ہے۔ مترجم۔

[3] اس منتر میں لفظ "کسمئی" آتا ہے جو لفظ "کہ" سے مفعول لہٗ بنا ہوا ہے۔ "کہ" کے معنی سوامی جی نے شتپتھ براہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۳ کے حوالہ سے "پرجاپتی" یعنی محافظ و مالکِ مخلوقات کئے ہیں۔ مترجم

[4] چونکہ ایشور تمام کائنات کے اندر سمایا ہوا ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہے اور ہر لمحہ کائنات کی صنعت تغیر و تبدل و قیام اُسی کی قدرت سے انجام پاتے رہتے ہیں اسلئے یہاں پرمیشور سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ آپ دُنیا کو بناتے [illegible] اسکو پالتے ہوئے ہر مقام پر ہمارے محافظ ہوں اور ہمیں کہیں خوف نہ ہو۔ مترجم۔

مقاموں میں رہنی والی مخلوقات اور حیوانات سے ہمیں کچھ خوف نہ ہو تاکہ ہم سب مقاموں اور اُن میں رہنی والی مخلوقات سے ہر قسم کے خوف و ایذا سے محفوظ ہو کر دھرم - ارتھ (دولت) کام (مراد) - موکش (نجات) وغیرہ سُکھ ہمیشہ حاصل کریں" {یجروید - ادھیائے ۳۶ - منتر ۲۲}

"اے مخزنِ رحمت بھگوان! جس من (دل) کے اندر رگ وید سام وید اور یجروید قائم ہیں جس میں موکش کا علم حقیقی موجود ہے - جس میں مخلوقات کے چت یعنی قوائے حافظہ موتیوں کی طرح لڑی میں پروئے ہوئے یا رتھ کے پہیئے کے ناکھ میں آروں کی طرح جڑے ہوئے ہیں - وہ میرا من آپ کی عنایت سے نیک ارادے رکھنے والا یعنی راستی پسند اور علم حقیقت سے منور ہو (تاکہ ویدوں کے صحیح مطالب ہم پر روشن ہو جائیں)" {یجروید - ادھیائے ۳۴ - منتر ۵}

اے علیم کُل تمام حقیقت کے جاننے والے! الٰہی عنایت کیجئے کہ ہم اس صحیح و راست معنے سے مکمل تفسیر وید کو بے خلل بنا سکیں اور آپ کے نام اور ویدوں کے سچے الہام کو شہرت دیں تاکہ اُسے دیکھ بھال کر ہم لوگوں میں نہایت عمدہ و اعلیٰ اوصاف پیدا ہوں - آپ ہمارے اوپر نظرِ رحمت کیجئے اور ہماری التجا کو سُنکر جلد التفات کیجئے تاکہ یہہ فیضِ عام کا کام کامیابی کے ساتھ پورا ہو -



ایشور پرارتھنا کا مضمون ختم ہوا

ویدوں کی پیدائش کا بیان

چاروں ویدوں کا ظہور پرمیشور سے ہوا ہے

"اُس یگیہ یعنی ہستِ مطلق۔ عینِ علم اور عینِ راحت وغیرہ صفات سے موصوف۔ مُحیطِ کُل پرمیشور سے جو سروہُت (سب کا پوج یا معبود) اور قادرِ مُطلق پرم برہم ہے۔ رگ وید۔ یجُروید۔ سام وید۔ اور چھند یعنی اتھرووید۔ چاروں ظاہر ہوئے"

{ یجُروید۔ ادھیائے ۳۱۔ منتر ۷ }

(اس منتر میں) لفظ "سروہُت" ویدوں کی صفت بھی ہوسکتا ہے اُس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ "(اُس یگیہ یعنی پرمیشور سے) سبھوں کے قبول کرنے یا ماننے کے لایق وید (ظاہر ہوئے)" ویدوں میں علوم کی کثرت ظاہر کرنے کے لیے (اس منتر میں) "ظاہر ہوئے" اور "پیدا ہوئے" دو فعل آئے ہیں اور ضمیر "اُس سے" بھی اس امر کی تاکید کے لئے مکرر آئی ہے کہ وید ایشور ہی سے ظاہر یا پیدا ہوئے ہیں۔ پھر ویدوں میں گائتری وغیرہ چھند (بحر) موجود ہونے پر لفظ "چھند" کہنے سے یہی پایا جاتا ہے کہ چوتھے اتھرووید کا ظہور بھی اُسی پرمیشور سے ہُوا۔

"یگیہ وشنو کا نام ہے" { شتپتھ براہمن۔ کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۱۳ }

"اُس وشنو (پرماتما) نے اِس تین قسم کی (کثیف۔ لطیف اور روشن) کائنات کو بنایا ہے"۔

{ یجُروید۔ ادھیائے ۵۔ منتر ۱۵ }

اِن حوالوں سے لفظ "وشنو" دُنیا کے بنانیوالے پرمیشور ہی پر صادق آتا ہے نہ کہ اور کسی پر۔ یعنی جو متحرک و ساکن تمام کائنات میں سمایا ہوا ہے یا اُس پر محیط ہے اُسکو "وشنو" کہتے ہیں۔ اِسلیئے یہ پرمیشور ہی ہُوا۔

"جس قادرِ مُطلق پرمیشور سے رگ وید پیدا ہُوا اور جس پرم برہم سے یجُروید ظاہر ہُوا جس نے سام وید اور انگرس یعنی اتھرووید کو پیدا کیا اور اتھرووید جسکے مُنہہ کی بجائے یعنی سب سے مُقدم اور سام بمنزلہ پالوں کے ہے۔ یجُروید جس کے ہردے (قلب) کی جگہہ اور رگ وید پران کے مانند ہے (یہ روپک النکار یعنی مُرصّع ہے) یعنی جس پرمیشور سے چاروں وید پیدا ہوئے وہ

سلہ اِس منتر کا لفظی ترجمہ کیا جاوے تو اس طرح ہوتا ہے کہ "اُس سروہُت یگیہ سے رگ اور سام پیدا ہوئے اُس سے چھند پیدا ہوئے۔ یجُر بھی اُسی سے ظاہر ہُوا"۔ مُترجم۔

کون سا دیو ہے اُسکو بتائیے؟ (یہ سوال ہے اور اس کا جواب اس منتر کے اگلے ٹکڑے میں اس طرح دیا ہے) جان کہ وہ مُستظہر کُل (سکنبھ) سب دُنیا کا قائم رکھنے والا پرمیشور ہے یعنی سب کی پُشت و پناہ اور سب کے قائم رکھنے والے پرمیشور کے سوائے کوئی دوسرا دیو (عالم) وید کا بنانے والا نہیں ہے" {اتھروید۔ کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۰}

یاگیہ ولکیہ جی اپنی اہلیہ سے کہتے ہیں کہ:—

"اے میتری[۱] ! آکاش سے بھی بڑے پرمیشور سے رگ وغیرہ چاروں وید سانس کی طرح بکمال آسانی ظاہر ہوئے یعنی جس طرح سانس جسم سے نکلکر پھر اُسی میں سما جاتا ہے۔ اُسی طرح وید بھی پرمیشور سے ظاہر ہو کر پھر اُسی[۲] میں سما جاتے ہیں" {شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۵۔ براہمن ۴۔ کنڈکا ۱۰}۔

سوال۔ ہاتھ۔ پانوں وغیرہ اعضاء نہ رکھنے والے پرمیشور سے وید بصورتِ آواز یا لفظ (شبدمئے) کس طرح پیدا ہوئے؟

ایشور ہاتھ پانوں کے بغیر ہی دُنیا اور وید کو رچتا ہے

جواب۔ قادرِ مطلق پرمیشور کی نسبت یہ شک پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ مُنھ یا سانس وغیرہ سامان کے بغیر بھی اُس میں کام کرنے کی طاقت ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح سوچنے کے وقت دِل ہی دِل میں سوال وجواب کے الفاظ بولے جاتے ہیں اسی طرح ایشور کی نسبت بھی سمجھنا چاہئے۔ پرمیشور جو قادرِ مطلق ہے کام کرنے میں کسی کی مدد نہیں لیتا۔ جس طرح ہم لوگوں میں امداد کے بغیر کام کرنے کی طاقت نہیں ہے ایشور میں یہ بات نہیں۔ جس صورت میں ہاتھ پانوں اعضاء نہ رکھنے والے پرمیشور نے تمام کائنات کو بنا لیا تو پھر وید کے بنانے میں کیا شُبہ ہو سکتا ہے؟۔ کیونکہ جس طرح اُسنے دیدوں کو نہایت لطافت کے ساتھ رچا ہے اُسی طرح کائنات کو بھی نہایت عجیب وغریب صنعت سے بنایا ہے۔

سوال۔ مانا کہ ایشور کے سوائے اور کسی کی مجال نہیں کہ کائنات بنا سکے۔ لیکن ویدوں کا بنا لینا مثل دیگر کتابوں کے انسان سے مُمکن ہے۔

---

[۱] میتری۔ یاگیہ ولکیہ کی بیوی برہم وادنی (یعنی علم الٰہی میں ماہر) تھی شت پتھ براہمن میں اکثر جگہ برہم ودیا کی مضمون پران کی باہمی گفتگو درج ہے۔ مترجم۔ [۲] چونکہ وید ایشور کا گیان ہیں اسلئے وہ ہرگز اُس سے جُدا نہیں ہو سکتے۔ اُن کے ظہور سے صرف انسان کی ہدایت کیلئے الہام ہونا مقصود ہے اور پھر اُس میں سما جانے سے یہ مُراد ہے کہ پرلے میں وید ایشور کے گیان کے اندر برابر اُسی طرح بنے رہتے ہیں مگر جیووں میں اُس وقت کچھ گیان کا ویوہار نہیں ہوتا۔ مترجم۔

جواب = ایشور کے بنائے ہوئے ویدوں کو پڑھنے کے بعد کسی شخص کو کتاب بنانے کی طاقت ہو سکتی ہے نہ کہ اس سے برعکس۔ پڑھنے اور سننے کے بغیر کوئی انسان بھی عالم نہیں بن سکتا۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ کچھ نہ کچھ شاستر (علمی کتب) پڑھکر اپدیش (تقریر) سنکر اور کاروبار عالم کا مشاہدہ کر کے انسان کو علم اور گیان (عرفان) حاصل ہوتا ہے۔ فرض کرو کسی بچے[1] کو علیحدہ کسی جگہ بند رکھیں اور اسکو ایک قاعدے سے روٹی پانی دیتے رہیں اور اسکے ساتھ بول چال وغیرہ کسی قسم کا ذرا بھی برتاؤ نہ کریں تو اسے مطلق بھی اصلی علم نہ ہوگا۔ اسی طرح جنگلی (یا وحشی) آدمیوں کی حالت بھی تاوقتیکہ انہیں تعلیم نہ دی جائے حیوان کی مانند ہوتی ہے۔ پس ابتدائے آفرینش سے آج تک اگر ویدوں کی تعلیم نہ ہوتی تو کل انسانوں کی یہی حالت ہوتی۔ پھر کتاب بنانے کا تو ذکر ہی کیا ہے؟۔

الہام کی ضرورت

سوال - یہ بات نہیں ہے۔ ایشور نے انسانوں کو "سوبھاوک گیان" یعنی عقلِ حیوانی دی ہے جو سب کتابوں سے بڑھکر ہے۔ اسکے بغیر ویدوں کے الفاظ، معنی اور ربطِ باہمی کا علم بھی نہیں ہو سکتا۔ انسان عقلِ حیوانی کو ترقی دیکر کتاب بھی بنا سکتا ہے۔ پھر آپ یہ کیوں مانتے ہیں کہ ویدوں کو ایشور نے پیدا کیا؟

جواب - کیا مذکورۂ بالا علیحدہ بند کئے ہوئے اور تعلیم سے محروم رکھے ہوئے بچے کو اور جنگلی وحشیوں کو ایشور نے عقلِ حیوانی نہیں دی؟ ہم دوسروں سے تعلیم حاصل کرنے اور ویدوں کو پڑھنے کے بغیر کیوں پنڈت (عالم) نہیں بن جاتے؟۔ اس سے کیا ثابت ہوا؟ یہ کہ تعلیم پانے اور پڑھنے کے بغیر محض عقلِ حیوانی سے کچھ بھی کام نہیں چل سکتا جس طرح ہم دوسرے عالموں سے یا عالموں کی بنائی ہوئی کتابوں کے پڑھنے سے قسم قسم کے علم کو حاصل کر کے نئی نئی کتابیں بنا لیتے ہیں۔ اسی طرح کل انسانوں کو ایشور کے

عقلِ حیوانی تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی

[1] شہنشاہ اکبر نے ایکبار اس بات کا امتحان کرنیکے لئے کہ انسان کی قدرتی زبان کیا ہے؟ چند بچوں کو ایک مکان میں بند کیا تھا اور اسکا نام گنگ محل رکھا تھا۔ کیونکہ وہاں جو لوگ بچوں کو روٹی پانی پہونچانے کے لئے تعینات تھے وہ بول نہیں سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جب بچوں کو دربار میں لاکر پیش کیا گیا تو وہ جانوروں کی طرح غائیں بائیں کرنے کے سوا اور کچھ نہ بول سکتے تھے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں ضرور کسی قسم کا الہام یا ہدایت ہوئی جسکا سلسلہ اتبک قائم ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اب بھی جہالت ہی ورثہ میں آتی اور چونکہ سب سے پہلے انسانوں کیلئے کوئی انسان تعلیم دینے والا موجود نہیں تھا اسلئے معلمِ اول پرمیشور کے سوائے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اسی بات کو سوامی جی نے آگے ثابت کیا ہے۔ مترجم

عطا کئے ہوئے گیان (الہام) کی ضرور احتیاج ہوتی ہے۔ دُنیا کے شروع میں پڑھنے یا پڑھانے کا کچھ بھی اِنتظام نہ تھا اور نہ کوئی کتاب تھی۔ اُس وقت اگر ایشور اُپدیش (الہام) نہ کرتا تو کسی کو بھی علم ہونا مُمکن نہ تھا۔ پھر کتاب تو کوئی کیا بنا سکتا تھا۔ "نَیمیتِک گیان" یا وہ علم جو دوسروں سے حاصل ہوتا ہے اِنسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ وہ خود بخود حاصل نہیں ہو سکتا۔ محض عقلِ حیوانی سے علم حاصل ہونا نا مُمکن ہے اور آپ کا یہ کہنا بھی بے معنی ہے کہ انسان کا ذاتی علم سب سے بڑھکر ہے۔ کیونکہ وہ آنکھ کی طرح صرف ایک ذریعہ یا آلہ ہے جس طرح آنکھ مَن (دل) کے ہمراہی یا توجّہ کے بغیر بیکار ہے اِسی طرح دوسرے عالموں یا ایشور سے علم حاصل کرنے کے بغیر عقلِ حیوانی بالکل فضول و بیکار ہے۔

سوال - ویدوں کے پیدا کرنے سے ایشور کی کیا غرض ہے؟

جواب - اگر کوئی تُم سے پوچھے کہ ایشور ویدوں کو نہ بناتا تو کیا غرض ہوتی؟۔ اِسکا جواب تُم یہی دوگے کہ ہم نہیں جانتے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب ویدوں کے پیدا کرنے کی جو غرض ہے اُسکو سُنو۔ ویدکیوں بنائے گئے؟ ایشور کا علم غیر مُتناہی ہے یا نہیں؟۔ ہے تو پھر وہ کس کام کے لیئے ہے؟۔ (اگر کہو کہ) اپنے ہی لئے ہے تو کیا ایشور اُپکار (دوسروں کی بھلائی) نہیں کرتا (تُم یہہ کہوگے کہ) کرتا ہے پھر اِس سے کیا؟۔ اُس سے یہ کہ علم اپنے لئے ہوتا ہے اور دوسروں کے لئے بھی۔ کیونکہ اُس کے یہی دو مقصد ہیں۔ اگر ایشور اُپدیش (الہام) نہ کرتا تو علم کا دوسرا مقصد فوت ہو جاتا۔ اِس لئے ایشور نے اپنے علم یعنی وید کے اُپدیش (الہام) سے اِس (دوسرے) مقصد کو پورا کیا ہے۔ پرمیشور بڑا رحیم ہے۔ جس طرح باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ نظرِ عنایت رکھتا ہے اِسی طرح ایشور نے بھی اپنی عنایت بیغایت سے کُل انسانوں کے لئے ویدوں کا اِلہام دیا ہے۔ اگر ایسا نہ کرتا تو ہمیشہ جہالت کا سلسلہ قائم رہتا اور اِنسان دَھرم۔ اَرتھ (دولت)۔ کام (مُراد)۔ موکش (نجات) کے حصول سے محروم رہکر پَرم آنند (راحتِ اعلیٰ) نہ پا سکتا۔ جب ایشور نے اپنی رحمت سے مخلوقات کے سُکھ کے لئے کند مُول پھل اور گھاس وغیرہ پیدا کئے ہیں تو پھر وہ تمام سُکھوں کی مخزن اور کُل علوم کے چشمے یعنی وید کا کِس طرح الہام نہ کرتا۔ تمام دُنیا کی اچھی سے اچھی نعمتوں کے مِلنے سے جو سُکھ ہوتا ہے وہ حصولِ علم کے سُکھ کے ہزارویں حصہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے یہہ یقین جاننا چاہیئے کہ ویدوں کا الہام ایشور نے کیا ہے۔

سوال - ویدوں کی کتاب لکھنے کے لئے ایشور نے قلم سیاہی اور کاغذ وغیرہ سامان کہاں سے لیا؟

ویدوں کا الہام کس طرح اور کس کو ہوا؟

جواب - اُہو ہو ہو! آپ نے تو بڑا بھاری اعتراض کیا؟ - ہاتھ - پاؤں وغیرہ اعضاء اور لکڑی - لوہا وغیرہ سامان اور اَوزاروں کے بغیر جس طرح ایشور نے دُنیا کو بنا لیا اُسی طرح ویدوں کو بھی بنایا - قادرِ مطلق پرمیشور پر وید بنانے کے بارہ میں ایسے شکوک مت کیجیے کیونکہ اُس نے ابتدائے آفرینش میں ویدوں کو کتاب کی شکل میں پیدا نہیں کیا -

سوال - تو پھر کس طرح پیدا کیا؟

جواب - گیان (علم یا باطن) میں پریرنا (الہام یا تحریک) ہوئی -

سوال - کن کے؟ -

جواب - اگنی[1] - وایو[2] - آدِتیہ[3] - اور انگرس[4] کے -

سوال - یہہ تو غیر ذی شعور مادّی اشیاء ہیں -

جواب - یہہ کہنا درست نہیں - یہ (اگنی وغیرہ) دُنیا کے شروع میں جسم والے انسان[۵] ہوئے ہیں - کیونکہ بیجان شے میں گیان (علم) کا ہونا نا ممکن ہے - جہاں معنی میں غیر امکان پایا جاتا ہے وہاں لکشنا (استعارہ) ہوتا ہے - مثلاً کوئی راستگو عالم کسی سے یہہ کہے کہ مچان بولتے ہیں یہاں یہہ مُراد سمجھی جائیگی کہ مچان پر بیٹھے ہوئے انسان بولتے ہیں - اِسی طرح یہاں بھی سمجھنا چاہیے - یعنی انسان ہی میں علم کا موجود ہونا یا ظاہر ہونا ممکن ہو سکتا ہے - چنانچہ اس کی بابت ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے -

"اُن سے جبکہ اُن پر الہام یا انکشاف ہُوا سہ[۳] گانہ وید ظاہر ہوئے - اگنی سے رگ وید - وایو سے یجُروید - اور سُوریہ (روی یا آدِتیہ) سے سام وید ظاہر ہوا - {شتپتھ براہمن کانڈ ۱۱ - ادھیائے ۵}

ؔ[۱] یہ اعتراض اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اگنی - آگ - وایو - ہوا - آدِتیہ - سورج - اور انگرس - سانس یا روشنی کو کہتے ہیں - حالانکہ دراصل یہ رشیوں کے نام تھے جیسا کہ سوامی جی نے آگے بیان کیا ہے - مترجم -

ؔ[۲] اپنے رگ وید بھاشیہ کے دیباچہ میں سائناچاریہ نے بھی ان کو جیو وشیش یعنی انسان مانا ہے - چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ وید خاص انسان یعنی اگنی - وایو - آدِتیہ (وغیرہ) کی معرفت ظاہر ہوئے - اصلی عبارت یہہ ہے :-

जीवविशेषैरग्निवाय्वादित्यैर्वेदानामुत्पादितत्वात् श्रुतेरीश्वरस्याग्न्यादिप्रेरकत्वेन निर्मातृत्वं द्रष्टव्यं।

(دیکھو رگ وید سنہتا - سائناچاریہ رچت مادھوی وید ارتھ پرکاش نام بھاشیہ سہت مطبوعہ پروفیسر میکس مولر بمقام لندن - سموت ۱۹۰۶ بکرمی مطابق سنہ ۱۸۴۹ء صفحہ ۳ - سطر ۵) - مترجم

ؔ[۳] یہ تقسیم بلحاظ مضامین ہے یعنی گیان کانڈ[۱] - کرم کانڈ[۲] اور اُپاسنا کانڈ[۳] جن کی تشریح آگے آئیگی - مترجم -

یعنی اُن رشیوں کے گیان میں الہام ہوکر اُس کے ذریعہ سے وید ظاہر ہوئے۔
سوال - ٹھیک ہے۔ معلوم ہوا کہ پرمیشور نے اُنکو گیان دیا اور اُنھوں نے اُس گیان سے ویدونکو تصنیف کر لیا۔
جواب - ایسا ست خیال کرو۔ کیونکہ گیان کس قسم کا یا چیز کا دیا؟ (تم کہو گے) وید کا۔
(تو اب سوال یہہ ہے کہ) وہ (گیان) ایشور کا تھا یا اُن کا؟
جواب - ایشور ہی کا تھا۔
سوال - تو پھر اُس (ایشور) نے ویدوں کو بنایا کہ اُن رشیوں نے؟
جواب - جسکا گیان اُسی نے بنایا۔
سوال (مصنف) پھر یہہ اعتراض کیوں کیا تھا کہ اُن رشیوں ہی نے وید بنائے؟
جواب (سایل) اطمینان کرنے کے لئے۔
سوال - ایشور منصف ہے یا طرفدار متعصب؟
جواب - منصف ہے۔

ویدکا الہام صرف چار رشیوں کو کیوں ہُوا؟

سوال - تو پھر کیا وجہ کہ چار ہی (رشیوں) کے دلوں میں ویدوں کو ظاہر کیا۔ سب کے دلوں میں نہ کیا؟
جواب - اِس سے ایشور کی نسبت طرفداری یا تعصب کا الزام ذرا بھی نہیں آتا۔ بلکہ اس سے عادل و منصف پرمیشور کا سچا انصاف ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ انصاف اسی کا نام ہے کہ جو جیسا عمل کرے اُس کو ویسا ہی پھل دیا جاوے۔ اسلئے یہاں یہہ سمجھنا چاہئے کہ اُن کے پہلے پُنّون کی وجہ سے اُن کے دل میں ویدوں کا الہام یا انکشاف کرنا مناسب تھا۔
سوال - وہ تو دُنیا کے شروع میں پیدا ہوئے تھے۔ پھر اُن کے پہلے پُن (نیک اعمال) کہاں سے آگئے؟
جواب - تمام جیو اپنی ذات سے اَنادی (ازلی) ہیں اور اُن کے اعمال[له] اور یہہ تمام ذرّوں سے بلکر بنی ہوئی دُنیا پرواہ (دور تسلسل) سے انادی (ازلی) ہے۔ اِن کے انادی ہونے کی نسبت دلائل کے ساتھ آگے بحث کی جائیگی۔
سوال - کیا گائتری وغیرہ چھندوں (بحروں) کو بھی ایشور ہی نے بنایا ہے؟
جواب - یہ وہم کہاں سے پیدا ہوا؟ کیا ایشور کو گائتری وغیرہ چھند (بحر) بنانیکا علم نہیں ہے؟

له جیو اور اُس کے اعمال کا (ویساہی) تعلق دوامی ہے جیسے بیج اور درخت کا۔ اِس لئے ایک کے انادی (ازلی) ماننے سے دوسرے کو لازمی طور پر انادی ماننا پڑیگا۔ مترجم۔

بیشک ہی کیونکہ وہ علیم کُل ہے۔ اسلئے تمہارا یہ اعتراض بے بنیاد ہے۔

سوال۔ ایتیتہیہ (تاریخی بیان) ہے کہ چار منھ والے برھما نے ویدوں کو بنایا۔

جواب۔ ایسا نہیں کہنا چاہئے کیونکہ ایتیتہیہ یعنی تاریخی حوالہ یا روایت شبد پرمان (قول معتبر) کے اندر شامل ہے۔ اور نیائے شاستر ادھیائے ۱۔ سوتر ۷ میں گوتم آچاریہ نے کہا ہے کہ "آپت (راستی شعار عالم) کا قول شبد ہے" اور ایسا معتبر قول ہی ایتیتہیہ ہوتا ہے۔ اس سوتر میں واتسیاین منی نے اپنے نیائے بھاشیہ (شرح نیائے شاستر) میں لکھا ہے کہ "آپت وہ ہے جسنے تمام علوم کو ساکشات یعنی بخوبی عبور کرلیا ہو جو بے ریا نیک اور سب باتوں کو ذاتی تجربہ سے معلوم کئے ہوئے ہو اور جو کامل علم سے اپنی آتما میں جس طرح جس بات کو صحیح صحیح جانتا ہو اسکو دنیا کی بھلائی کے لئے اوروں پر ظاہر کرنیکی خواہش سے سچی نصیحت یا ہدایت کرے۔ (رشی سے لیکر پرمیشور تک) سب چیزوں کو قرار واقعی جاننا (ساکشات کرنا) اور اُس کے مطابق عمل کرنا آپتی کہلاتا ہے اور جس میں یہہ آپتی پائی جائے اُسے آپت کہتے ہیں"۔ اسلئے تاریخی حوالے کو تب ہی مان سکتے ہیں جبکہ وہ سچا اور معتبر ہو۔ جھوٹی بات کو نہیں مان سکتے۔ جو آپت (راستی شعار عالم) کا تواریخی سچا قول ہو وہی تسلیم کرنا چاہئے نہ کہ اُس کے خلاف جھوٹی پاگلوں کی بڑ کو۔ اسی طرح یہ بات بھی غلط سمجھنی چاہئے کہ ویاس وغیرہ رشیوں نے ویدوں کو بنایا کیونکہ (برہم ویورت وغیرہ) پران اور (برہم یامل وغیرہ) تنتر کی کتابوں میں فضول بیمعنی اور بے ٹھکانہ باتیں لکھی ہیں[1] (اور انھیں کتابوں میں برھما ویاس وغیرہ کو ویدوں کا مصنف بنایا ہے)۔

برھما یا ویاس نے وید نہیں بنائے

سوال۔ جو منتر اور سوکتوں کے رشی لکھے ہیں اُنھوں ہی نے اُس اُس (منتر اور سوکت) کو بنایا۔ ایسا کیوں نہ مانا جائے؟

منتروں کے رشیوں سے کیا مراد ہے؟

جواب۔ یہہ نہیں کہنا چاہئے کیونکہ برہما وغیرہ نے بھی ویدوں کو پڑھا اور سنا ہے۔ چنانچہ شویتا شوتر اُپنشد وغیرہ میں ایسے حوالے ملتے ہیں کہ "جسنے برہما کو پیدا

[1] سوزگک میں "سبجیکٹ کمیٹی" نام کا ایک رسالہ ایڈیٹر آریاورت دانا پور کی طرف سے نکلا ہے جس میں بڑی لطف وخوبی کے ساتھ ظاہر کیا ہے کہ پران اور تنتر وغیرہ کتابیں ویاس یا شو کی بنائی ہوئی نہیں ہیں۔ ایک اور چھوٹا سا رسالہ از تصنیف پنڈت لیکھرام جی مرحوم بنام "پران کسنے بنائے" ہے جس میں متعدد دلیلوں سے پرانوں کا زمانۂ حال کی تصنیف ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ مترجم

کیا اور جسنے دُنیا کے شروع میں برہما کو (اگنی وغیرہ رشیوں کے ذریعہ سے) ویدوں کی تعلیم دی"۔
{شوتیا شوترآپ نشد- ادھیائے ۶ منتر ۱۸}
علاوہ ازیں جب وہ رشی (جن کے نام منتروں اور سوکتوں کے ساتھ لکھے جاتے ہیں) پیدا بھی نہ ہوئے تھے اُس وقت بھی برہما وغیرہ کے پاس وید موجود تھے۔ اس میں منوجی کی شہادت بھی موجود ہے کہ "اگنی- وایو- روی (آدتیہ) اور انگرس سے برہما نے ویدوں کو پڑھا"
{دیکھو منوسمرتی- ادھیائے ۱- اشلوک ۲۳ و ادھیائے ۲- شلوک ۱۵۱} پھر ویاس وغیرہ دوسرے رشیوں کا تو ذکر ہی کیا ہے[۱]۔

سوال - رگ وغیرہ سنہتاؤں کے وید اور شرتی یہ دو نام کیوں ہیں؟

الفاظ وید اور شرتی کی تشریح

جواب - معنی کے لحاظ سے۔ (سنسکرت کے) مصدر "ود" विद بمعنی جاننا یا "ود" विद بمعنی ہونا یا "ودلر" विद्लृ بمعنی حاصل کرنا یا ہونا یا "ود" विद بمعنی بچارنا وغور کرنا سے کرن (آلہ) اور آدھکرن کارک[۲] (ظرف) میں علامت "گھیں" घञ् ایزاد کر کے لفظ "وید" वेद بنتا ہے۔ اسی طرح "شرو" श्रु بمعنی سُننا" مصدر سے کرن کارک (اسم آلہ کی حالت) میں علامت "کتن" क्तिन् ایزاد کر کے لفظ "شرت" श्रुति بنتا ہے۔ اسلئے جنکے ذریعہ سے "گیان" ہوتا ہے یا جن میں (صحیح علم) "موجود" ہے۔ جن کے ذریعہ سے عالم "ہوتے" ہیں یا جن سے (گیان یا سُکھ) "حاصل کرتے" ہیں یا "حاصل ہوتا" ہے۔ جن میں یا جن کے ذریعہ سے تمام سچے علوم کو "سوچتے" یا "بچارتے" ہیں اُسے وید کہتے ہیں۔ اسی طرح ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک جن کی ذریعہ سے برہما وغیرہ رشی یا عالم تمام سچے علوم کو "سُنتے" (یا سینہ بسینہ پڑھتے) چلے آئے اُس کو

[۱] ویاس جی سے ویدوں کو منسوب کرنا بالکل ہی بےمعنی ہے۔ کیونکہ ویاس جی کل یُگ کے شروع میں جسکو پانچ ہزار سے بھی کم برس ہوئے ہیں موجود تھے۔ وید منتروں کے ساتھ یادداشت کے لئے ہر منتر کا چھند (بحر) اور اُسکا دیوتا (مضمون) اور رشی (اُس عالم کا نام جسنے اُسکے معنی کو پورا پورا سمجھا تھا اور جس کی تفسیر بطور روایت سینہ بسینہ چلی آئی) لکھا ہوا ہوتا ہے۔ یہ امور صرف ایک قسم کی یادداشت کیلئے فہرست میں لکھے جاتی ہیں۔ ورنہ اصلی منتر کے ساتھ اُن کو سر مو تعلق نہیں ہے اور نہ وہ وید کا جزو ہیں۔ مترجم

[۲] سنسکرت زبان کی ویاکرن (علوم صرف ونحو) میں کارک اُس رابطہ کا نام ہے جو جُملہ کے اندر فعل اور اسم کے مابین واقع ہو۔ کارک چھ ہیں۔ کرتہ (فاعل)۔ کرم (مفعول)۔ کرن (اسم آلہ)۔ سمپردان (مفعول لۂ) اپادان (مفعول منہٗ)۔ آدھکرن (اسم ظرف) یا مفعول فیہ) مترجم

شُرتی کہتے ہیں۔ شرتی نام ہونیکی یہ بھی وجہ ہے کہ کسی انسان نے کبھی کسی جسم والے شخص کو وید تصنیف کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کیونکہ اُن کا ظہور ہاتھ۔ پاؤں (وغیرہ) اعضاء نہ رکھنے والی ایشور سے ہوا ہے۔ اگنی۔ وایو۔ آدتیہ اور انگرس کو ایشور نے وید ظاہر کرنے کے لئے صرف ایک ذریعہ بنایا تھا کیونکہ اُن کے گیان (علم) سے وید پیدا نہیں ہوئے۔ ویدوں میں جو الفاظ اور معنی اور اُن کا باہمی ربط ہے وہ خاص پرمیشور ہی نے ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ ایشور تمام علوم سے ماہر ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ پرمیشور نے اگنی۔ وایو۔ روی (آدتیہ) اور انگرس نام والی اہل جسم جیوؤں یعنی انسانوں کے ذریعہ سے وید یا شرتی کو ظاہر کیا۔

سوال - ویدوں کے ظہور کو کتنے سال گذرے ہیں؟

جواب - ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چھیتر[1] برس گذر گئے ہیں اور اب یہ ۱۹۶۰۸۵۲۹۷۷ واں برس گذر رہا ہے[51] اور اتنے ہی سال اس موجودہ کلپ کی دنیا کو ہوئے ہیں۔

ویداور دُنیا کی پیدائش کا زمانہ

سوال - یہ کس طرح معلوم ہُوا کہ اتنے ہی برس گذرے ہیں؟

جواب - اس موجودہ دنیا کی پیدائش سے اب یہ ساتواں منونتر گذر رہا ہے اور اس سے پہلے چھ منونتر گذر چکے ہیں۔ سات منونتروں کے نام یہ ہیں:۔ سوائمبھو۔ سوارو چش۔ اُتّمی۔ تامس۔ ریوت۔ چاکشش۔ ویوسوت اور ساورنی[52] وغیرہ سات آئندہ آنیوالے منونتروں کو ملا کر کل چودہ منونتر ہوتے ہیں اور ہر ایک منونتر میں ۷۱ چترجگی ہوتی ہیں اور چودہ منونتر کا ایک برہم دن ہوتا ہے اور ایک ہزار چترجگی کے برابر برہم دن کا پیمانہ ہے اور اتنی ہی برہم راتری ہوتی ہے۔ دنیا کے موجود یا قائم رہنے کے عرصہ کا نام برہم دن ہے۔ پرلے (فنا) کی اصطلاح برہم راتری ہے۔ اس موجودہ برہم دن میں چھ منونتر گذر چکے ہیں۔

[51] یہ سمت ۱۹۳۳ بکرمی یعنی ۱۸۷۶ء کی بات ہے جبکہ اب ۶۲ برس گذر گئے ہیں۔ مترجم

[52] آئندہ آنے والے سات منونتروں کے نام یہ ہیں:۔ ساورنی۔ دکش ساورنی۔ برہم ساورنی۔ دھرم ساورنی۔ رودر پتر۔ روچیہ۔ بھوتیک۔ مترجم

[53] واضح رہے کہ چودہ منونتروں میں فی منونتر ۷۱ چترجگیوں کے حساب سے دیکھا جاوے تو (۱۴×۷۱) ۹۹۴ چترجگیاں ہوتی ہیں مگر چھ چترجگیاں سندھیوں میں آجاتی ہیں یعنی ہر منونتر کے شروع میں ایک ایک ست جگ کے برابر ایک سندھی ہوتی ہے۔ اس طرح سندھیوں کا زمانہ ملکر ہزار چترجگیاں پوری ہوجاتی ہیں۔ مترجم

[1] یہاں کچھ مغالطہ معلوم ہوتا ہے۔ درحقیقت حساب سے ۱۹۷۲۹۴۹۰۷۸ برس آتے ہیں۔ مترجم

اور ساتویں ویوسوت منو میں یہ اٹھائیسواں کل یگ گذر رہا ہے اور اس موجودہ کل یگ کو بھی ۴۹۷۶ برس گذر چکے ہیں اور یہہ چار ہزار نو سو ستتروان برس گذر رہا ہے جسکو آریہ لوگ وکرمادتیہ کا ۱۹۳۳ واں سموت کہتے ہیں[۵۱]- اسکے متعلق مندرجہ ذیل حوالے لکھے جاتے ہیں-

"برہم دن اور برہم رات کی میعاد اور ہر ایک یگ کی تعداد ترتیب وار اس طرح سمجھو"۔

{ منوسمرتی - ادھیائے ۱ - شلوک ۶۸ }

"چار ہزار برس کا کرت یگ (ست یگ) ہوتا ہے اور اس کے اتنے ہی سو برسوں (یعنی چار سو برس کی سندھی اور اتنا ہی (یعنی چار سو برس کا) سندھیانش ہوتا ہے"[۵۲] { ایضاً شلوک ۶۹ }

"باقی تینوں یگوں میں اور ان کی سندھیوں اور سندھیانشوں میں ترتیب وار ایک ایک ہزار اور ایک ایک سو برس کم ہوتے ہیں"۔ { ایضاً - شلوک ۷۰ }

"جو چار یگ اوپر گنائے گئے - ان سب کے برس ملکر بارہ ہزار ہوتے ہیں جو دیو یگ کہلاتا ہے" { ایضاً - شلوک ۷۱ }

"ان ہزار دیو یگوں کا ایک برہم دن ہوتا ہے اور اتنی ہی برہم رات ہوتی ہے"۔ { ایضاً شلوک ۷۲ }

"ایسے ہزار یگوں کے برابر مبارک (پنیہ) برہم دن ہوتا ہے اور اتنی ہی رات ہوتی ہے اور ان کو اہوراتر[۵۳] کہتے ہیں"۔ { ایضاً - شلوک ۷۳ }

"پیشتر جو بارہ ہزار برس کا دیو یگ بیان کیا گیا اسکو اکہتر گنی عرصہ کا نام منونتر[۵۴] ہے"۔ { ایضاً - شلوک ۷۹ }

---

۵۱ یہ سمت ۱۹۳۳ یعنی ۱۸۷۶ء کی بات ہے جبکو اب ۶۲ برس گذر گئے ہیں - ۵۲ یہ دیویہ برسوں کی تعداد ہے - ۳۶۰ مانش برس کا ایک دیویہ برس ہوتا ہے - گویا انسانی ایک برس ایک دیویہ دن کے برابر ہوتا ہے - اسلئے ست جگ تریتا - دواپر اور کل یگ کی تعداد دیویہ برسوں کے حساب سے سندھی اور سندھیانش ملکر بالترتیب ۴۸۰۰ و ۳۶۰۰ و ۲۴۰۰ و ۱۲۰۰ برس ہوتی ہے اور مانش برسوں کے حساب سے ان کو ترتیب وار ۳۶۰ میں ضرب دینے سے حسب ذیل برس آتے ہیں - ست جگ = ۱۷۲۸۰۰۰ - تریتا یگ = ۱۲۹۶۰۰۰ - دواپر یگ = ۸۶۴۰۰۰ اور کل جگ = ۴۳۲۰۰۰ - میزان ۴۳۲۰۰۰۰ - ۵۳ اہوراتر = ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ (برہم دن) + ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ (برہم رات) = ۸۶۴۰۰۰۰۰۰۰ برس - اسکا نام کلپ ہے اور مہا کلپ اس سے ۳۶ ہزار گنا ہوتا ہے - مترجم

۵۴ منونتر = ۴۳۲۰۰۰۰ (چتر یگ) × ۷۱ = ۳۰۶۷۲۰۰۰۰ برس پھر اسکو ۱۴ میں ضرب دینے سے چودہ منونتروں کا زمانہ ۴۲۹۴۰۸۰۰۰۰ برس ہوتا ہے جس میں ایک ایک ست جگ کے برابر ۱۵ سندھیاں جمع کرنے سے ایک برہم دن کی تعداد (۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ برس) پوری ہوجاتی ہے - مترجم-

"منونتروں کی تعداد اور دُنیا کی پیدائش اور اُس کی پرلے (فنا) شمار میں نہیں آسکتی - پرمیشور ان سب کو بار بار بطور بازیچہ یعنی بکمال آسانی بناتا ہے"۔ { ایضاً - شلوک ۸۰ }

وقت کے پیمانہ کے لئے برہم دِن اور برہم رات وغیرہ اصطلاحیں بنائی گئی ہیں تاکہ اُن کے سمجھنے میں آسانی ہوجاوے اور دُنیا کی پیدائش اور پرلے کی مدت اور نیز ویدوں کی پیدائش کا حساب بخوبی ہوسکے - ہر منونتر کے بدلنے پر کائنات کی عارضی تاثیرات (گُنوں) میں کسی قدر تغیر پیدا ہوجاتا ہے اور اسی وجہ سے اِن کا نام منونتر (انقلابِ زمانہ) رکھا گیا ہے - سنسکرت میں شمار اعداد اس طرح ہے :-

"ایک = ۱ - دش = ۱۰ - شت = ۱۰۰ - سہسر = ۱۰۰۰ - آیُت = ۱۰۰۰۰ - لکش = لاکھ - نیُت = ۱۰ لاکھ - کوٹی = کروڑ - اربد = ۱۰ کروڑ - ابرند = ارب - کھرب = دس ارب - نکھرب = کھرب - شنکھ = ۱۰ کھرب - پدم = نیل - ساگر = دس نیل - انتیہ = پدم - مدھیہ = دس پدم - پرارڈھ = سنکھ" { سوریہ سِدھانت }

اسی طرح ترتیب وار دس دس گُنے بڑھتے چلے جاتے ہیں - اسلئے برسوں کی شمار اسی طرح کرنی چاہئے

"ہزار مہایگ کے برابر دن اور رات (سَروَ) یا کُل کائنات (سَروَ = برہما انڈ) کا پیمانہ یا شمار کرنے والا پرمیشور ہے"۔ { یجروید - ادھیائے ۱۵ - منتر ۶۵ }

سَروَ (سنسکرت میں تمام دُنیا کا نام ہے اور وقت کا بھی ہے - چنانچہ شت پتھ براہمن کانڈ ادھیائے ۵ میں لکھا ہے کہ

"سہسر اور سَروَ مُترادف ہیں اور وہ ایشور سَروَ (کائنات) کا داتا ہے"۔

"جیوتش شاستر میں دِن بدِن کا حساب بتلایا گیا ہے اور آریہ لوگ ایک کشن سے لیکر کلپ تک کا حساب علم ریاضی کے مطابق ٹھیک ٹھیک کرتے رہے ہیں اور اب تک بھی کرتے ہیں - چونکہ دِن دِن کا حساب لگتا چلا آتا ہے اور اس بات کو سب لوگ بخوبی جانتے ہیں اسلئے سب لوگوں کو یہہ بات صحیح ماننی چاہیئے - اسکے خلاف ہرگز یقین نہیں کرنا چاہئے - اس میں یہہ بھی دلیل ہے کہ آریہ لوگ ہمیشہ بچے سے لیکر بوڑھے تک ہر روز اپنے کاروبار میں اس عبارت کو استعمال کرتے ہیں

"اوم[ف] تت ست - شری برہمنے دوِتیے پرہرارڈھے ویوسوتے منونترے - اشٹاوِنشتی

ف اسکو عام لوگ سنکلپ کہتے ہیں اور اسکا ترجمہ یہہ ہے کہ برہم دِن کی دوپہر گذر گئی اور ویوسوت منونتر کے اٹھائیسویں کل یُگ کے پہلے حصہ میں فلاں سموت - فصل (اَین) - موسم - مہینے - (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۷)

تسے کلی یگمے کلی پرتھم چرنے آشک سموتسر ابنرت ماس پکش دِن نکشتر لگن مہورتے
چپیدم کرتم کریتے چہ"

علاوہ ازیں تمام آریہ ورت دیش (ملک ہندوستان) میں اُسکا اتہاس (تاریخ یا جنتری)
موجود ہے اور یہہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ سب جگہہ یکساں ہونے سے کوئی اِس قاعدہ کو بدل یا بگاڑ
نہیں سکتا۔

یگوں کا مفصل بیان آگے کیا جائیگا۔ وہاں دیکھنا چاہئے۔

یوروپین و دیگر مفسران حال کی رائے نسبت زمانہ وید غلط ہے

اوپر کے بیان سے یہہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ پروفیسر ولسن و پروفیسر میکس مولر وغیرہ
اہالیانِ یوروپ کا یہ قول کہ "وید انسان کے بنائے ہوئے ہیں شرتی نہیں ہیں"
اور نیز اُن کا یہ بیان کہ "ویدوں کو بنے ہوئے ۲۴۰۰ یا ۲۹۰۰ یا ۳۰۰۰ یا ۳۱۰۰
برس گذرے ہیں" سراسر غلط ہے۔ کیونکہ انھوں نے دھوکا کھایا ہے۔ اسی طرح دیگر پراکرت
یعنی مختلف مقامات کی زبانوں میں تفسیر کرنیوالوں کی رائے بھی جو (اسی) قسم کی ہے غلطی پر مبنی ہے

پیدائشِ وید کا مضمون ختم ہوا

ویدوں کے غیر فانی ہونے پر بحث

چونکہ ویدوں کا ظہور ایشور سے ہوا ہے اسلئے انکا غیر فانی ہونا خود بخود ثابت ہے کیونکہ ایشور کی سب قوتیں غیر فانی ہیں۔

ویدکے لفظ غیر فانی ہیں

سوال۔ چونکہ وید (شبدٛ) لفظوں کا مجموعہ ہیں اسلئے اُن کا غیر فانی ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ لفظ گھڑے کی طرح (کاریہ) موضوع ہونے کی وجہ سے فانی ہے جس طرح گھڑا بنا ہوا ہے اسی طرح لفظ بھی بنتا ہے۔ اسلئے لفظ کے فانی ہونیسے ویدوں کا فانی ہونا بھی ماننا چاہئے۔

جواب۔ ایسا مت خیال کیجئے۔ لفظ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک (نتیہ) غیر فانی اور دوسرا (کاریہ) موضوع۔ جو الفاظ و معنی اور اُن کا باہمی ربط ایشور کے گیان میں موجود ہے وہ غیر فانی ہے اور جو الفاظ ہم لوگ استعمال کرتے ہیں وہ موضوع ہیں۔ کیونکہ جسکا گیان (علم) اور کریا (فعل) دونوں غیر فانی طبعی اور ازلی ہوتے ہیں اُس کی تمام قوتیں بھی غیر فانی ہونی چاہئیں۔ چونکہ وید ایشور کے علم سے پُر ہیں اسلئے اُن کی نسبت فانی کہنا واجب نہیں ہے۔

سوال۔ جب یہ تمام دُنیا پھر حالتِ علت میں چلی جائیگی تو اُس حالت میں تمام اجسام مرکب و کثیف غائب ہو جائیں گے اور پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کا بھی نشان نہ رہیگا پھر آپ ویدوں کا غیر فانی بنا رہنا کس طرح مانتے ہیں؟

جواب۔ یہ (دلیل) تو کتاب۔ کاغذ۔ سیاہی وغیرہ چیزوں کی نسبت عائد ہو سکتی ہے یا ہم لوگوں کے فعل پر۔ اسکے سوائے اور کسی بات پر صادق نہیں آسکتی۔ ویدچونکہ ایشور کا علم (وِدیا) ہیں اسلئے ہم اُن کا غیر فانی ہونا مانتے ہیں۔ پڑھنے پڑھانے اور کتابوں کے فانی ہونے سے

۱؎ اصلی سنسکرت لفظ نتیہ ہے جسکے معنے ہمیشہ قایم رہنے والے کے ہیں اختصار کے خیال سے ہر جگہ نتیہ کو غیر فانی لکھا ہے

۲؎ "شبد" زبانِ سنسکرت میں آواز۔ صوت یا بامعنی لفظ کو کہتے ہیں۔ اسلئے یہاں ان آوازوں سے مُراد ہے جو بامعنی ہوں۔ مُترجم۔

۳؎ یعنی وید بشکل کتاب فانی ہیں۔ کیونکہ کتاب۔ کاغذ و سیاہی وغیرہ غیر فانی نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح ہمارا پڑھنے پڑھانے کا فعل بھی فانی ہے۔ کیونکہ ہمارا فعل قرأت و قوّت حافظہ محدود ہے۔ مگر وید بشکل علم غیر فانی ہیں کیونکہ ایشور غیر فانی ہے اور اُسکا علم اُس کی صفتِ طبعی ہونے سے غیر فانی خود بخود ثابت ہے۔ مُترجم۔

ویدوں کا فانی ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ ایشور کے گیان میں ہمیشہ قائم اور موجود رہتے ہیں جس طرح اس کلپ کے اندر ویدوں میں الفاظ۔ حروف۔ معنی اور اُن کا ربط موجود ہے اسی طرح پہلے بھی تھا اور آگے بھی اسی طرح ہوگا کیونکہ ایشور کے علم میں غیر فانی ہونے کی وجہ سے کبھی فرق یا مغالطہ نہیں پڑتا۔ اسی وجہ سے رگ وید میں کہا ہے کہ :۔

" سب کائنات کے قائم رکھنے والے پرمیشور نے سورج اور چاند وغیرہ سب چیزوں کو مثل سابق بنایا ہے" [رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۴۸]

اس منتر میں سورج اور چاند کو صرف تمثیلاً (یعنی بطور مشتے نمونہ از خروارے) لیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح پہلے کلپ میں سورج اور چاند وغیرہ (کل کائنات) بنانیکا علم ایشور کی ذات میں موجود تھا اس کلپ میں بھی ان کو اسی طرح بنایا ہے۔ کیونکہ ایشور کے علم میں کمی بیشی یا الٹ پھیر واقع نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ویدوں کی نسبت بھی ماننا چاہیئے کیونکہ ایشور نے انکو خاص اپنے علم سے ظاہر کیا ہے۔ اس موقع پر ویدوں کے غیر فانی ہونے کے متعلق ویاکرن وغیرہ شاستروں کے حوالے بطور شہادت لکھے جاتے ہیں چنانچہ

ایشور کا علم غیر متغیر ہے

مہابھاشیہ کے مصنف پتنجلی منی جی کتاب مذکور کے پہلے آہنک اور نیز کئی مقاموں پر لکھتے ہیں کہ:۔

" جسقدر الفاظ ویدوں میں آئے ہیں اور نیز وہ الفاظ جو دنیا میں مشہور ہیں سب غیر فانی ہیں۔ کیونکہ الفاظ کے اندر غیر متغیر[۱]۔ بے زوال۔ غیر متحرک۔ حذف[۲] نہ ہونے والے ایزادی[۳] سے بری اور غیر متبدل[۳] حروف ہوتے ہیں۔"

لفظ کے غیر فانی ہونیکا ثبوت ۱۔ ویاکرن سے

اسی طرح अइउण (اے اِی اُن) سوتر پر شرح لکھتے ہوئے پتنجلی منی فرماتے ہیں کہ " جو کان سے سنائی دے عقل سے معلوم ہو۔ اپنے مخرج سے باقاعدہ ادا کرنے پر ظاہر ہو اور آکاش جسکا جائے قیام ہو اسی شبد" (لفظ) کہتے ہیں۔

سوال - گن پاٹھ۔ اشٹادھیائی اور مہابھاشیہ میں حذف وغیرہ کرنے کا قاعدہ درج ہے دाधाघ्वादौ پھر یہ کہنا کس طرح ٹھیک ہے؟

جواب - اس اعتراض کا جواب مہابھاشیہ کے مصنف نے "دادھا گھوادو" سوتر کی شرح

---

[۱] سنسکرت لفظ " اَن اَپایہ " ہے۔ اَن حرف نفی ہے اور اَپایہ کے معنے حذف (لوپ) گر جانا۔ (نورتی) اور نہ لینا ہیں۔ مترجم۔

[۲] سنسکرت میں لفظ " اَن اُپ جَن " ہے۔ اَن حرف نفی اور اُپجن بمعنی ایزادی (آگم) ہے۔ مترجم

[۳] سنسکرت میں لفظ " اَدکاری " ہے۔ آ حرف نفی اور دکار بمعنی تغیر و تبدل ہے۔ مترجم۔

ہیں اس طرح دیا ہے کہ "پورے جُملے (سنگھات = مجموعہ الفاظ) پورے جُملے (پد) کی جگہ آتی ہیں"
یعنی ایک مجموعہ الفاظ کی جگہ دوسرا مجموعہ الفاظ آجاتا ہے۔ مثلاً ویدپارَ۔ گمَ۔ ڈَ۔ شَنْ۔ بھوشپ
تپ۔ اس مجموعہ لفظی کی جگہ ویدپار گو بھوتْ یہ ایک مختلف مجموعہ الفاظ آگیا۔ بعض لوگ
یہ سمجھتے ہیں کہ اس نئے بنے ہوئے مجموعہ الفاظ میں گمَ۔ ڈُ۔ سَنْ۔ شپ۔ تپ۔ میں سے
اَمْ۔ ڈُ (حرف ڈُ بلا حرکت)۔ اَنْ۔ شْ (حرف ش بلا حرکت)۔ پ (حرف پ بلا حرکت)
ا۔ پ (حرف پ بلا حرکت) محذوف ہوگئے۔ مگر اُن کا یہ خیال صرف وہم پر مبنی ہے۔ کیونکہ
یہ تغیر الفاظ کی ایک جزو میں نہیں ہوتا۔ یہاں لفظ "تغیّر حرف" تمثیلاً آیا ہے۔ دراصل الفاظ کے حرف
جزوی حذف ایزادی اور تغیّر سے مراد ہے۔ یعنی اگر واکشی کے بیچ پانِنی آچاریہ کے قواعد (متن) میں
الفاظ کے ایک جزو (دلیش) میں حذف ایزادی اور تغیّر ہوتا تو لفظ کا غیر فانی ہونا ثابت نہ ہوتا (دراصل
یہ حذف و ایزادی وغیرہ من سمجھوتی یا فرضی ہوتے ہیں۔ ان سے کوئی نیا لفظ نہیں بنتا بلکہ لفظ تو
پہلے ہی سے موجود ہیں ویاکرن کے قواعد صرف اُن کے موجودہ روپ (شکل) کی تشریح کرتے ہیں
اسلئے یہ حذف و تغیّر وغیرہ واقعی نہیں ہیں۔ کیونکہ صورت اول و صورت دوم دونوں کے معنے ایک
ہی ہیں اور جن حروفِ اوّل کی جگہ حروفِ ثانی آئے ہیں وہ دونوں بھی اپنی اپنی جگہ بنفسہم غیر متغیّر
و بے زوال ہیں۔ مثلاً گاڑی میں بیل کی جگہ گھوڑا جوڑیں تو اس سے بیل اور گھوڑے کی ہستی میں
فرق نہیں آتا۔ دونوں بجائے خود مثل سابق موجود ہیں۔ البتہ اگر حرف کے ایک جزو میں تغیّر ہوتا تو اس
صورت میں حرف کو کاٹنا پڑتا۔ مگر حرف کٹ نہیں سکتا۔ اسی وجہ سے کہا ہے کہ سالم مجموعہ حروف کی
جگہ سالم مجموعہ حروف کا اَدَل بَدَل ہوتا ہے)۔
اسی طرح آ ڈ کے ایزاد ہونے سے لفظ بھُو کی جگہ بھو ہوجانیکی بابت بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔ اور
جہاں لفظ کی یہ تعریف کی ہے کہ جسکا علم یا احساس کان سے ہوتا ہے اور جو منہ سے نکل کر ادا ہوتا
ہے اور بولنے سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کا مقام آکاش ہے اُسکو شبد (لفظ) کہتے ہیں
اس سے بھی شبد (لفظ) غیر فانی ثابت ہوتا ہے۔ مہابھاشیہ میں کہا ہے کہ "بولنے اور سننے
کا فعل لمحہ لمحہ میں غائب ہوتا جاتا ہے اور زبان ایک ایک حرف میں قائم ہوتی ہے یعنی ہر ایک
حرف پر زبان کا فعل ختم ہوجاتا ہے۔ اس صورت میں صرف وہ فعل[1] ہی فانی ثابت ہوتا ہے نہ کہ لفظ"۔
سوال۔ لفظ بھی فنا یا غائب اور موجود یا حاضر ہوتا ہے۔ جب بولتے ہیں تب ظاہر ہوجاتا ہے

[1] یعنی زبان وغیرہ کی حرکت۔ مُترجم۔

اور نہ بولیں تو غائب رہتا ہے۔ گویا جو زبان کے فعل کا حال ہے وہی اُس کا ہے۔ پھر وہ غیر فانی کس طرح ہو سکتا ہے؟

جواب۔ آکاش کی طرح پیشتر سے موجود ہونے پر بھی تا وقتیکہ اُس کے ظاہر ہونے کا ذریعہ موجود نہ ہو لفظ محسوس نہیں ہوتا بلکہ سانس (پران) اور زبان کے فعل ہی سے ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے لفظ گوؤ ہے۔ جب تک زبان گ تک رہتی ہے۔ تب تک آؤ میں نہیں ہوتی اور جب تک آؤ میں رہتی ہے تب تک وِسرگ (ہا سے مخفی) میں نہیں ہوتی۔ اِس طرح زبان کے فعل اور تلفظ غائب اور موجود ہوتے رہتے ہیں۔ نہ کہ بے زوال اور ہمیشہ یکساں رہنے والا لفظ۔ کیونکہ لفظ سب جگہ موجود ہے اور ہر جگہ حاصل ہو سکتا ہے جہاں ہوا اور زبان کا فعل یا حرکت نہیں ہوتی وہاں تلفظ نہیں ہوتا اور نہ لفظ سنائی دیتا ہے۔ اسلئے لفظ آکاش کی طرح ہمیشہ غیر فانی ہے اور ویاکرن کے مذکورہ بالا حوالوں سے تمام لفظوں کا غیر فانی ہونا ثابت ہے۔ پھر وید کے لفظوں میں تو کلام ہی کیا ہے۔

جیمنی مُنی بھی لفظ کو غیر فانی مانتے ہیں (چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ) :—

۲- پورو میمانسا سے

"فنا نہ ہونے سے لفظ تو غیر فانی ہی ہے کیونکہ اُس کا ظہور دوسروں کے لئے ہوتا ہے۔ یعنی تلفظ دوسروں کو مدعا جتلانے کیلئے کیا جاتا ہے" {پورو میمانسا۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۱۸}

اِس سوتر میں لفظ "تو" (سنسکرت तु) لفظ کے فانی ہونے کے اعتراض کا جواب دینے کے لئے ہے۔ لفظ فانی ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اگر لفظ فانی مانا جائے تو یہ علم نہیں ہو سکتا کہ لفظ دو گوؤ کے یہ معنی ہیں۔ غیر فانی ہونیکی صورت میں ہی گیان (کسی شے کو بتانے والا لفظ) اور گیان (وہ شئے جسکو وہ ظاہر کرتا ہے) دونوں کے موجود ہونے پر علم ہونا ممکن ہے۔ اسی وجہ سے ایک ہی لفظ "گوؤ" کو ایک ساتھ کئی مقاموں پر مختلف لوگ بولنے والے بار بار حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح جیمنی مُنی نے لفظ کے غیر فانی ہونے میں کئی دلیلیں دی ہیں۔

ویشیشک درشن کے مصنف کناد مُنی فرماتے ہیں کہ :—

۳- ویشیشک درشن سے

"ایشور کا کلام ہونے اور دھرم اور ایشور کو بیان کرنے یعنی دھرم کرنا ہی فرض بتلانے اور ایشور سے ظاہر ہونیکی وجہ سے سب کو چاروں وید (آمنایہ) بے زوال ماننے چاہئیں" {ویشیشک درشن۔ ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۳}

گوتم مُنی بھی اپنے نیائے درشن میں فرماتے ہیں کہ :—

۴۔ نیایہ شاستر سے "ایشور کے بنائے ہوئے غیر فانی ویدوں کی سند سب کو ماننی چاہیئے۔ کیونکہ اُن کو راستی شعار عالموں یعنی تمام دھرماتماؤں کپٹ چھل (مکر و فریب) اور عیب سے خالی رحمدل۔ سچی بات کے ہدایت کرنے والے۔ سب علوم کے ماہر اعلیٰ درجہ کے یوگیوں اور برہما وغیرہ تمام راستی شعار عالموں نے بمثل منتر اور آیُروید (علم طب) کے سند مانا ہے۔ گویا جس طرح سچے علم طبیعات کو بیان کرنے والے منتروں (اصول یا ہدایت) کو سچا ہونے سے سند کیا جاتا ہے یا جس طرح آیُروید (علم طب) کے ایک مقام پر بتائی ہوئی دوا کے استعمال سے بیماری رفع ہوجانے پر اُس کے علاوہ کتاب کے باقی حصہ کی بھی اُسی طرح سند مان لی جاتی ہے اُسی طرح ویدوں میں بیان کئے ہوئے مطالب کا ایک مقام پر علم الیقین (پرتیکش) ہوجانے سے باقی غیر محسوس یا غیر معلوم (ادرِشٹ) دیگر مطالب یا وید کے باقی حصہ کو بھی سند ماننا چاہیئے"۔ {نیایہ شاستر ادھیائے ۲۔ آہنک ۱۔ سوتر ۶۷}

اِس سوتر پر واتسیاین مُنی شارح (بھاشیہ کار) لکھتے ہیں کہ:۔

"درِشٹا (ویدوں کے مطالب سمجھنے والوں) اور وکتا (علوم کے بیان کرنیوالوں) کے ایک ہی ہونے سے بھی یہی بات قیاس میں آتی ہے یعنی جو راستی شعار عالم ویدوں کے مطالب کو کما حقہٗ جانتے تھے وہی آیُروید (علم طب) وغیرہ کے بیان کرنے والے ہوئے ہیں اسلئے آیُروید کے سند کی مثال وید کی سند بھی قیاس کرنی چاہیئے۔ پس وید کے غیر فانی ہونے کی سند ماننے میں یہ دلیل ہے کہ راستی شعار عالموں نے اُن کو سند مانا ہے"۔

اس سے یہہ منشا ہے کہ جس طرح راستی شعار عالم کا قول بمنزلہ شبد پرمان (قول معتبر) سند گردانا جاتا ہے۔ اِسی طرح ویدوں کو بھی سراپا راستی شعار علیم کُل ایشور کا کلام ہونے سے مستند ماننا چاہیئے۔ کیونکہ کُل راستی شعار عالموں نے اُس کو سند مانا ہے۔ پس ایشور کا علم ہونے سے ویدوں کا غیر فانی ہونا ثابت ہے۔

اِس بارہ میں پتنجلی مُنی جی یوگ شاستر میں فرماتے ہیں کہ:۔

۵۔ یوگ شاستر سے "ایشور جو قدیم بزرگوں (یعنی اگنی۔ وایو۔ آدتیہ۔ انگرہ اور برہما وغیرہ کا جو دُنیا کے شروع میں ہوئے) اور نیز ہم لوگوں اور اُن کا جو آگے ہوں گے سب کا گرو۔

{گرو "گرِ" مصدر سے بنتا ہے جس کے معنی "بولنا" ہے پس جو بذریعہ وید سچی باتوں کی ہدایت (اُپدیش) کرتا ہے وہی ایشور گرو ہے} اور ہمیشہ غیر فانی ہے۔ کیونکہ وہ وقت کی گرفت سے باہر ہے۔

{پاتنجل یوگ درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۶}

ایشور کی ذات میں جہالت وغیرہ کُلفتوں (کلیش) یا پاپ کے کام یا جبال کا نشان تک نہیں۔ چونکہ ایشور کا علم طبعی کامل اور غیر فانی ہے اس لئے اُسکا الہام ہونے سے ویدوں کو بھی پُر صداقت اور غیر فانی ماننا چاہیئے۔

اِسی طرح کپل آچاریہ بھی اپنے سانکھیہ شاستر میں فرماتے ہیں کہ :۔

۶۔ سانکھیہ درشن سے "ویدوں کا ظہور ایشور کی خاص قدرت سے ہونے کے باعث یعنی پُرش (ایشور) کی طبعی یا ذاتی (سبھاوکی) قدرتِ کاملہ سے ویدوں کا ظہور ہونے کی وجہ سے ویدوں کو بنفسہٖ مُستند (سوتہ پرمان) اور غیر فانی ماننا چاہیئے۔" {سانکھیہ درشن۔ ادھیائے ۵۔ سوتر ۵۱}

کرشن دویپاین ویاس منی اپنے ویدانت شاستر میں اس مضمون پر اِس طرح لکھتے ہیں کہ :۔

۷۔ ویدانت درشن سے "رگ وغیرہ چاروں وید جو ہر قسم کے علوم کا مخزن ہیں اور مثلِ آفتاب کُل مطالب و معانی کو روشن کرتے ہیں اور تمام علوم کی کان ہیں اُن کا مخرج (یونی) یا مُسبّب (کارن) برہم ہے۔" {ویدانت درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۳}

"جو صفت کُل علوم سے معمور رگ وغیرہ چاروں ویدوں میں پائی جاتی ہے اُس صفت کی شاستر کا مخرج علیم کُل ایشور کے سِوائے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا" اگرچہ ویدوں کی مطالب کی تفصیل کے لئے خاص خاص انسانوں نے شاستر بنائی ہیں۔ مثلاً ویاکرن وغیرہ کتابیں پانینی وغیرہ عالموں نے بنائی ہیں تاہم وہ وید کی صرف جزوی تفصیل ہیں۔ ویدوں میں اس سے بھی زیادہ وگیان (علم و معرفت) کا ذخیرہ ہے۔ یہ بات دُنیا میں اسقدر مشہور ہے کہ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں" یہ الفاظ شنکر آچاریہ کے ہیں جو اُنھوں نے اس سوتر کی شرح میں لکھے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علیم کُل ایشور کی تصنیف (شاستر) بھی غیر فانی اور کُل مطالب اور علوم سے معمور ہونی چاہیئے۔ ویاس جی نے اُسی ادھیائے میں ایک اور سوتر لکھا ہے کہ :۔

"ایشور کا قول ہونے اور غیر فانی کی صفت رکھنے سے ویدوں کا بنفسہٖ مُستند (سوتہ پرمان) ہونا اور کُل علوم سے معمور اور سب زمانوں میں "ویبھچار" (اختلاف۔ شک یا تغیر) سے مُبرا ہونے کی وجہ سے غیر فانی ہونا سب کو ماننا چاہیئے۔" {ویدانت درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۳۔ سوتر ۲۹}

ویدوں کے مُستند ہونے کے ثبوت میں شہادت درکار نہیں کیونکہ وہ اپنی سند آپ ہونے سے بنفسہٖ مُستند ہیں۔ جس طرح سورج بذاتِ خود روشن ہونے کی وجہ سے دُنیا کی پہاڑوں اور ترسرینو[۱]

[۱] ایک ترسرینو ۶۰ پرمانوں سے مُرکب ہوتا ہے۔ جب کسی سوراخ میں سے اندھیری کوٹھڑی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۲۴)

(ذرّوں) وغیرہ تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو روشن کرتا ہے اسی طرح وید بھی خود منوّر بالذّات ہونے سے تمام علوم کو ظاہر و روشن کرتے ہیں۔ ایشور نے ویدوں میں جو اُس کا الہام ہیں (ایک منتر) فرمایا ہے جس سے ویدوں اور خود اُس کی ذات کا (غیر فانی اور بنفسہٖ مستند) ہونا ثابت ہے۔ [یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۸]

"وہ محیطِ کل وغیرہ صفات سے موصوف ایشور سب جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہے۔ ایک ذرہ بھی اُس کی سرایت سے خالی نہیں۔ وہ برہم تمام دنیا کا بنانے والا صاحبِ قدرت اور بے انتہا طاقت والا ہے۔ اُس ایشور کی ذات ستھول (کثیف) سوکشم (لطیف) اور کارن (مادہ کی حالتِ اوّلیں صورت) جسم کے تعلق یا وابستگی سے منزّہ ہے۔ اُس میں ایک ذرہ بھی چھیدر (سوراخ) نہیں کر سکتا (یعنی اُس کی ذات یا ماہیت میں ایک ذرہ کو بھی گنجائش یا جگہ نہیں ہے) اسلئے وہ کٹ نہ سکنے کی وجہ سے بے جراحت ہے۔ چونکہ اُس میں رگیں یا ناڑی کا دخل نہیں ہے اسلئے وہ ہر قسم کے بندھن (پردے یا رکاوٹ) سے مبرا ہے۔ وہ ہمیشہ جہالت وغیرہ عیوب سے پاک ہے اُس کی ذات میں پاپ کا نام نہیں اسلئے وہ کبھی پاپ نہیں کرتا۔ وہ علیم کُل ہے۔ وہ سب کے دلوں کا شاہد یا جاننے والا ہے۔ اُسکو سب پر فضیلت ہے۔ نہ اُس کی کوئی علتِ فاعلی (نمت کارن) ہے۔ نہ علتِ مادّی (اُپادان کارن) اور نہ علتِ غیر[۱۵] (سادھارن کارن)۔ وہ سب کا پیدا کرنیوالا (پتا) ہے اور خود کسی سے پیدا نہیں ہوا۔ وہ خود اپنی قدرت سے قایم یعنی قائم بالذات ہے۔ اِن صفات سے موصوف۔ ہستِ مطلق۔ عین علم اور عین راحت پرماتما ہر کلپ کی شروع میں ہمیشہ اپنی قدیم و ابدی مخلوقات کے لئے ویدوں کے صحیح و صادق الہام کے ذریعہ سے علم کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی وہ بھگوان (پرمیشور) ہر مرتبہ جب از سرِ نو پیدائشِ عالم ہوتی ہے تب مخلوقات کی بہبودی کے لئے دنیا کے شروع ہی میں تمام علوم سے معمور ویدوں کا اُپدیش (الہام) کرتا ہے"۔

اسلئے ویدوں کو کبھی فانی نہ سمجھنا چاہئے کیونکہ ایشور کا علم ہمیشہ یکساں بنا رہتا ہے۔

جس طرح ویدوں کا غیر فانی ہونا شاستروں کے حوالوں سے ثابت ہے اُسی طرح دلیل سے بھی ثابت ہے

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲۳) کے اندر سورج کی کرنیں آتی ہوں اُن میں جو ذرّے نظر آتے ہیں اُن کو ترسرینو کہتے ہیں۔ یہ مادّہ کے اوّل محسوس جزو ہوتے ہیں۔ مترجم

۱۵ ہر ایک شے کی کم از کم تین علتیں ضرور ہوتی ہیں۔ مثلاً گھڑے کی علتِ فاعلی کمہار علتِ مادّی مٹی اور باقی چیزیں مثل آلات (چاک وڈنڈا وغیرہ) ظرف و مکان و علتِ غائی وغیرہ سب تیسری علت میں شامل ہیں جس کو سنسکرت میں سادھارن کارن کہتے ہیں اور جس کا یہاں علتِ غیر ترجمہ کیا ہے۔ مترجم

ویدوں کے غیر فانی ہونیکا ثبوت دلائل سے

مثلاً جو نیست ہے وہ ہست نہیں ہو سکتا اور جو ہست ہے وہ نیست نہیں ہو سکتا (یعنی نیستی سے ہستی اور ہستی سے نیستی ہونا ناممکن ہے) جو ہے وہی ہوگا۔ اِس منطق سے بھی ویدوں کا غیر فانی ہونا قابلِ پذیرائی ہے۔ کیونکہ جس کی جڑ نہیں اُس کی شاخیں وغیرہ بھی نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً بانجھ کے بیٹے کا بیاہ دیکھنا (ناممکن ہے) کیونکہ اگر بیٹا ہوتا تو ماں کا عقیمہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور جب لڑکا ہی نہیں تو پھر اُس کا بیاہ ہونا یا دیکھنا کب ممکن ہو سکتا ہے۔ اِسی طرح یہاں بھی غور کرنا چاہیئے کہ اگر ایشور میں غیر متناہی علم نہ ہوتا تو وہ کس طرح الہام (اُپدیش) کر سکتا اور اگر وہ الہام نہ کرتا تو کسی انسان میں بھی علم کا نشان نہ پایا جاتا۔ کیونکہ کوئی چیز جڑ کے بغیر نہیں اُگ سکتی۔ اس دُنیا میں کوئی شے بھی جڑ یا علّت (مول) کے بغیر پیدا ہوتی نظر نہیں آتی۔ ہر انسان کو وہی بات جس کا اُسے واقعی تجربہ ہوتا ہے (یا جسکو وہ موجودہ یا سابقہ جنم میں بھگتے ہوئے ہوتا ہے) سوجھتی یعنی اُس کے دل میں اُبھرتی یا پیدا ہوتی ہے۔ یعنی جس چیز کا بذریعہ علم الیقین (پرتیکش) تجربہ ہو چکتا ہے اُسی کا اثر (سنسکار) قائم رہتا ہے اور جس چیز کا اثر (سنسکار) ہوتا ہے وہی حافظہ اور علم میں ہوتا ہے اور اُسی کی بموجب کسی شئی کی طرف رغبت یا نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اُسکے خلاف ہرگز نہیں ہوتا۔ پس اگر دُنیا کے شروع میں ایشور کا اُپدیش (الہام) اور تعلیم و ہدایت نہ ہوتی تو کسی شخص کو بھی علم کا انوبھو[۱] نہ ہوتا۔ پھر (انوبھو کے بغیر) اُسکا اثر یا خیال (سنسکار) بھی نہ ہوتا اور اثر یا خیال کے بغیر یاد کہاں سے رہتا اور یاد کے بغیر کسی کو ذرا بھی علم نہیں ہو سکتا۔

سوال۔ انسان کو جو طبعاً دُنیوی دھندوں سے لگاؤ (پرورتی) ہے اُن سے دُکھ اور سُکھ کا تجربہ ہوتا ہے اور جوں جوں بڑا ہوتا جاتا ہے بتدریج تجربہ بڑھکر علم ترقی پا جاتا ہے پھر اِس بات کے ماننے کی کیا ضرورت ہے کہ ایشور نے ویدوں کو پیدا کیا؟۔

جواب۔ اس بات کا جواب شافی پیدائشِ وید کے بیان میں دیا گیا ہے۔ اُس مقام پر ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ جس طرح اب دوسرے سے پڑھنے کے بغیر کوئی شخص عالم نہیں بن جاتا اور نہ اُس کے علم کی ترقی ہوتی ہے اِسی طرح ایشور کے الہام (اُپدیش) کے بغیر کسی انسان کو کبھی علم

[۱] سنسکرت میں گیان کے دو ذریعے مانے جاتے ہیں ایک سمرتی دوسرا انوبھو۔ جو گیان محض سنسکار یعنی پہلے یا اِس موجودہ جنم کے دل پر نقش شدہ اثر سے پیدا ہوتا ہے اُس کو سمرتی کہتے ہیں اور جو گیان بلا کسی سنسکار یا اثر کے خود اپنے تجربہ یا مشاہدہ سے پیدا ہو اُسے انوبھو کہتے ہیں۔ مترجم

اور عرفان (گیان) نہ ہوتا - اس میں نا تعلیم یافتہ بچے اور جنگلی آدمی کی مثال ہے یعنی اُپدیش (تعلیم و تربیت) کے بغیر بچوں یا جنگلیوں کو علم یا انسان کی زبان کا وقوف نہیں ہوتا - پھر علم کے ایجاد کا تو ذکر ہی کیا ہے - اسلئے ویدوں کا علم جو ایشور سے دنیا میں آیا ہے وہ غیر فانی ہے - کیونکہ ایشور کی تمام صفات غیر فانی ہیں - جو شے غیر فانی ہوتی ہے اُس کا نام صفت اور فعل بھی غیر فانی ہوتا ہے کیونکہ اُن کا جوہر (آدھار) غیر فانی ہے - جوہر (آدھشٹھان) کے بغیر نام صفت اور فعل وغیرہ عرض قیام نہیں پا سکتے - کیونکہ یہ ہمیشہ دوسرے کے سہارے رہتے ہیں - جو شے غیر فانی نہیں ہوتی اُسکے یہہ (عرض) بھی غیر فانی نہیں ہوتے - غیر فانی وہی شے ہوتی ہے جس کی پیدائش اور فنا نہ ہو علیحدہ علیحدہ عناصر (بھوت) یا جوہروں (درویہ) کے اتصالِ خاص سے پیدائش (اُت پتی) ہوتی ہے اور اُن پیدا شدہ یعنی ذرّوں (یا عناصر) سے ملکر بنے ہوئے وجودوں کا انفصال (ؤیوگ) یعنی اتّصال کا زائل ہو جانا فنا (وناش) ہے - (سنسکرت میں) "وناش" نظر نہ آنے یا غیر محسوس ہو جانے کے معنی رکھتا ہے - چونکہ ایشور ہمیشہ یکساں رہتا ہے اسلئے اُسکی ذات میں اتّصال اور انفصال کو دخل نہیں - اس بارہ میں کنادمنی کا ایک سوتر شاہد ہے - "معلول جو علّت سے پیدا ہوکر وجود میں آتا ہے اُسکو فانی (انتیہ) کہتے ہیں - کیونکہ پیدا ہونے سے پہلے وہ نہ تھا اور جو کسی شے کا معلول نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ حالتِ علّت میں قائم رہتا ہے اُسکو غیر فانی (نتیہ) کہتے ہیں" {ویشیشک درشن - ادھیائے ۴ - پاد ۱ - سوتر ۱} - جو شے اتّصال سے پیدا ہوتی ہے وہ ہمیشہ فاعل کی محتاج ہوتی ہے اور اگر فاعل کو بھی اتّصال سے پیدا ہوا مانیں تو یہہ نتیجہ نکلیگا کہ اُس کا بھی کوئی دوسرا فاعل ہے - اس طرح متواتر سلسلہ بندی سے تسلسل[۵۱] لازم آتا ہے - جو شے اتّصال سے پیدا ہوتی ہے وہ پرکرتی (مادّہ کی حالتِ اوّلیں) اور پرمانو (ذرّات) وغیرہ کے اتّصال کرنے پر قادر نہیں ہو سکتی - کیونکہ یہہ چیزیں (پرکرتی اور پرمانو) لطیف ہیں - جو جس سے لطیف ہوتا ہے وہ اُسکا آتما (یعنی اُس میں ساری) ہوتا ہے - کیونکہ لطیف شے کثیف شے میں سرایت کر سکتی ہے مثلاً لوہے میں آگ - آگ لطیف ہونے کی وجہ سے سخت اور ٹھوس لوہے میں سرایت کر کے اُسکے اجزاء کو جدا جدا کر دیتی ہے اور پانی مٹی سے لطیف تر ہونے کے باعث مٹی کے ذرّوں میں سما جاتا ہے اور اُن کو ملا کر پنڈا بنا دیتا ہے یا اُسکے ذرّوں کو الگ الگ بھی

[۵۱] علم منطق کی اصطلاح میں "تسلسل" امورِ نامتناہی کے مترتب ہونے کو کہتے ہیں اور اصطلاح سنسکرت میں اُس کو "اَن اَوستھا پتی" یا "اَن اَوستھا دوش" کہتے ہیں - مترجم -

کر دیتا ہے۔ پرمیشور اتّصال اور انفصال دونوں سے مبرّا اور محیطِ کل ہے۔ اسی وجہ سے وہ (ذرّوں) سے دُنیا کو بنانے اور فنا کرنے پر ٹھیک ٹھیک قادر ہے۔ اسکے خلاف نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ہم لوگوں کو اتّصال اور انفصال کے قانون کے تابع ہونے کی وجہ سے پرکرتی اور پرمانوؤں کے اتّصال اور انفصال میں دستِ قدرت حاصل نہیں ہے۔ اگر ایشور بھی اِس قانون کے تابع ہوتا تو اُس پر بھی یہی مثال صادق آتی۔ اسکے علاوہ یہہ بھی قابلِ غور ہے کہ جو اتّصال اور انفصال کا مبداء ہوتا ہے وہ خود اُس (اتّصال اور انفصال) سے جُدا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ بنفسہ اتّصال اور انفصال کے آغاز کی علّت اُولیٰ ہوتا ہے۔ اگر کوئی علّتِ اُولےٰ نہ ہووے تو اتّصال اور انفصال کا آغاز بھی وقوع میں نہیں آسکتا۔ پس صفات مذکورۂ بالا سے موصوف اور ہمیشہ غیر متغیر بالذّات۔ غیر مولود۔ ازلی و ابدی قادرِ حقیقی ایشور سے ظاہر ہونے اور اُس ایشور کے علم میں ہمیشہ موجود رہنے سے ویدوں کا حق المعانی سے معمور اور غیر فانی ہونا ثابت ہے۔



ویدوں کے غیر فانی ہونیکی بحث ختم ہوئی

مضامینِ وید پر بحث

ویدکے چار مضمون وید میں چار مضمون ہیں۔ وِگیان[1] کانڈ (معرفت)۔ کرم[2] کانڈ (عمل)۔ اُپاسنا[3] کانڈ (عبادت) اور گیان[4] کانڈ (علم)۔ اِن میں پہلا مضمون وِگیان (معرفت) سب سے مقدم ہے کیونکہ اُس میں پرمیشور سے لیکر تنکے تک کُل اشیاء کا علمِ حقیقی شامل ہے اور اُس میں بھی ایشور (کی ذات) کا اِدراک مُقدم ہے۔ کیونکہ تمام ویدوں کا مقصود وہی ہے اور ایشور کی ذات کو کُل کائنات پر شرف ہے۔ اِس بارہ میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں :۔

یم کہتا ہے کہ "اے نچکیت! جس پربرہم کی وصال یعنی موکش کے نام سے مشہور پرم پد[1] (حاصل کرنے کے لایق درجہ اعلیٰ) کو اور عین راحت اور تمام تکلفتوں سے مُبرّا ایشور کو تمام وید بیان اور تاکید

۱۔ وِگیان کانڈ یا علمِ الٰہی وخصوصیت کیساتھ اُسکے گیان (معرفت) حاصل کرنیکی تعلیم وتلقین کرتے ہیں اور جسکے پانے کے لئے سچا تپ (ریاضت) یعنی دھرم انشٹھان (دھرم کی پابندی) اور جس ایشور کے ملنے کی خواہش سے برہم چرج کیا جاتا ہے (یہاں برہم چرج تمثیلاً آیا ہے) دراصل برہم چریہ (حالتِ طالب علمی)۔ گرہستھ (حالتِ خانہ داری)۔ بان پرستھ (حالتِ صحرا نشینی) اور سنیاس (ترکِ دُنیا) چاروں آشرم سے مُراد ہے)۔ اور جس برہم کے وصال کی خواہش کرتے ہوئے عالم اُس کا تصور اور اُپدیش (وعظ) کرتے ہیں۔ جو اِس قسم کا پد (حاصل کرنے کے لایق پرمیشور) ہے اُسکو میں تجھے اختصار کے ساتھ بتاتا ہوں کہ وہ اوم ہے۔" {کٹھ اُپ نشد ولی ۲ منتر ۱۵}

"اُس پرمیشور کا واچک (یعنی اُس کی ذات کو ظاہر کرنے والا لفظ) پرنو یا اوم ہے۔ گویا پرنو یا اوم اُس کی ذات کو بتانیوالا لفظ ہے اور اُس لفظ کا مشارٌ الیہ ایشور ہے"
{یوگ شاستر۔ ادھیائے ا۔ پاد ا۔ سوتر ۲۷}۔

"اوم اور کھم برہم کے نام ہیں" {یجروید۔ آدھیائے ۴۰}

"اوم برہم کو کہتے ہیں" {تیتریہ ارنیک پرپاٹھک ۷۔ انوواک ۸}

"ویدوں میں دو علم ہیں ایک اپرا (دُنیوی) اور دوسرا پرا (علمِ الٰہی) جسکے ذریعہ سے مٹی اور گھاس سے لیکر پرکرتی (مادہ کی حالتِ اوّلیں) تک کُل موجودات کا علم اور اُس علم سے مناسب

---

[1] پد کے مصدری معنی حاصل کرنیکے لایق چیز کے ہیں کیونکہ سنسکرت میں पद پد مصدر معنی حاصل کرنا آتا ہے۔ مترجم۔

فائدہ یا فیض حاصل کیا جاتا ہے اُسکو اَپرا (دُنیوی) علم کہتے ہیں اور جس سے غیر محسوس وغیرہ صفات سے موصوف قادر مطلق برہم کی معرفت حاصل ہوتی ہے اُسکو پَرا (علم الٰہی) کہتے ہیں۔ اَپرا سے پَرا نہایت اعلیٰ ہے۔" { منڈک اُپ نشد۔ منڈک ۱۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۵ و ۶ } -

اس مضمون کے متعلق اور بھی حوالے ہیں مثلاً

"جس محیط کُل ایشور کی ذات عین راحت اور تمام عمدہ تدابیر و وسائل سے حاصل کرنے کے لایق موکش کو عالِم ہمیشہ ہر زمانہ میں دیکھتے یا پہچانتے ہیں وہ ایشور سب جگہ محیط و لبیط ہے اور مکان و زماں اور اشیاء کی گرفت یا احاطہ سے باہر ہے اور چونکہ وہ برہم مطلق محیط کُل ہے اسلئے وہ سب کو سب جگہ حاصل ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی میں آنکھ کی حدِ نگاہ لیے انتہا درجہ تک پھیلتی ہے اسی طرح وہ حاصل کرنے کے لایق برہم سب جگہ موجود ہے۔ موکش سب چیزوں سے اعلیٰ و افضل ہے اسلئے عالِم اُسی کو دیکھنے اور حاصل کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔"

{ رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۷۔ منتر ۵ }

پس وید خصوصیت کے ساتھ اُس ایشور کو ہی بیان کرتے ہیں۔ اِس مضمون پر ویاس جی نے بھی ایک سوتر میں فرمایا ہے کہ :-

"وید کے ہر جملہ میں برابر اُسی برہم کا بیان موجود ہے۔ کہیں صراحت کے ساتھ اور کہیں پرم پرا (کنایہ یا سلسلہ مضمون) سے"۔ { ویدانت درشن۔ ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۴ } -

دِگیان کانڈ کی دیگر مضامین پر سبقت

اسلئے ویدوں کا مقدم مضمون برہم ہی ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں یجروید کا بھی حوالہ ہے۔ جس پرمیشر سے اعلیٰ یا بزرگ (اُتم) کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جو پرجاپتی مخلوقات (پرجا) کا پرورش کرنیوالا ہے اور تمام دُنیاؤں (لوکوں) پر محیط یا اُن میں سمایا ہوا ہے جو تمام جانداروں کو نہایت سکھ دیتا ہُوا تجلّی بخش عالم آگ۔ سورج اور بجلی تین روشنیوں کو اُن مخلوقات (سرشٹی) کے ساتھ وابستہ و پیوستہ کرتا ہے وہ ایشور شوڈشی یعنی ۱۶ کلاؤں (صنعتوں)

---

۱۶ سولہ کلائیں یا صنائع ایزدی یہ ہیں :- اِیکشن[1] (فکر و خیال راست) پران[2] (رگوں کی وہ مختلف قوتیں جو جسم کے اندر مختلف حرکات و افعال کو انجام دیتی ہیں)۔ شردّھا[3] (سچائی پر یقین و اعتقاد)۔ آکاش[4] (عنصر اولیں جسکو انگریزی میں ایتھر کہتے ہیں)۔ وایو[5] (ہوا)۔ اگنی[6] (آگ یا حرارت)۔ جل[7] (پانی)۔ پرتھوی[8] (زمین یا مٹی)۔ اِندریہ[9] (قوائے احساس)۔ مَن[10] (دل یا آلۂ علم و فکر)۔ اَن[11] (اناج یا کھانیکی چیزیں)۔ ویریہ[12] (منی یا قوت و حوصلہ)۔ تپ[13] (دھرم کی پابندی نیک چلن وغیرہ)۔ منتر[14] (علم یعنی وید)۔ کرم[15] (فعل یا جملہ حرکات)۔ نام[16] (محسوس و غیر محسوس ہر شے کا نام و اصطلاح)۔" دیکھو پرشن اُپ نشد پرشن ۶"۔ مترجم۔

کا مالک ہے - کیونکہ دُنیا میں جو سولہ کلائیں یا صنعتیں پیدا کی گئی ہیں وہ اُسی ایشور کی ایجاد ہیں"۔

{یجر وید - ادھیائے ۸ - منتر ۳۶}

پس وہ ایشور ہی وید کا لُبِّ لُباب ہے - مانڈوکیہ اُپنشد میں کہا ہے کہ :-

"جسکا نام اوم ہے وہ بے زوال ہے - اُسکو کبھی فنا نہیں - وہ تمام ساکن و متحرک کائنات میں سمایا ہوا ہے اُسکو برہم جاننا چاہیئے - تمام ویدوں اور شاستروں اور اِس تمام کائنات میں اُسی کا ظہور اور اُسی کا ذکر مذکور ہے"۔ {مانڈوکیہ اُپنشد - منتر ۱۱} (۲)

اسلئے یہ ماننا چاہیئے کہ ویدوں کا مقصود مقدّم ایشور ہے - علاوہ ازیں مقدّم (پردھان) کے مقابلہ میں غیر مقدّم (اپردھان) کو لینا مناسب نہیں ہے - کیونکہ ویاکرن مہابھاشیہ میں کہا ہے کہ "جہاں مقدّم و غیر مقدّم دونوں ہوں وہاں مقدّم سے مُراد سمجھنی چاہیئے"۔ اِس لئے تمام ویدوں کا مقدّم مضمون ایشور ماننا واجب ہے۔ (ویدوں کے) تمام اُپدیش (تعلیم یا ہدایت) کا مقصد ایشور کو حاصل کرانا ہے - اسلئے ہر انسان پر اُس ایشور کے اُپدیش (الہام یا ہدایت) سے تینوں یعنی کرم (عمل)، اُپاسنا (عبادت) اور گیان (علم) کو حاصل اور اُن کی پابندی (انُشٹھان) کرنا لازم ہے تاکہ پرمارتھک سِدّھی (اعلیٰ مقصدِ انسانی میں کامیابی) اور ویوہارک سِدّھی (دُنیوی منفعت یعنی ہر شئے سے مناسب فیض اور فائدہ) بخوبی حاصل ہو سکے۔

۲- کرم کانڈ یا عمل وید کا دوسرا مضمون کرم کانڈ (ہدایت عمل) ہے - اس مضمون کا سراسر فعل سے تعلق ہے - اس کے بغیر تحصیل علم اور گیان (معرفت) بھی مکمل نہیں ہوتے - وجہ یہ کہ باہیہ (عملی یا خارجی) اور مانس (ذہنی یا باطنی) معاملات کا باہمی ایک دوسرے سے تعلق ہے - فعل کئی قسم کے ہیں - مگر اُن کی بڑی تقسیم دو طرح پر ہے - مانس

(۱) اعلیٰ مقصدِ انسانی کے حاصل کرنے کے لئے یعنی ایشور کی ستُتی (حمد و ثنا) - پرارتھنا (مناجات و دُعا) اور اُپاسنا (عبادت) کرنا - اس کے حکم پر چلنا - دھرم کا پابند رہنا اور گیان (معرفت) سے موکش (نجات) کی تدبیر میں مشغول ہونا۔

(۲) کاروبار دُنیوی کے سرانجام کے لئے یعنی دھرم کے ساتھ دولت (ارتھ) اور مراد (کام) حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا -

فعل کی تقسیم بلحاظ نشکام و سکام مارگ جو فعل یا عمل محض ایشور کے ملنے کی نیت سے کیا جاتا ہے وہ نیک نتیجہ والا نشکام[۱]

۱؎ اگرچہ نشکام کے لفظی معنی بے خواہش ہیں مگر مجازاً اس جگہ وہ اعمال نیک مراد لئے جاتے ہیں (دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۱)

(بے غرض) فعل نامزد کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اُس میں بے انتہا سکھ ہوتا ہے اور جو فعل دولت اور مُراد کے حصول کے لئے دُنیوی سکھ ملنے کی نیت سے کیا جاتا ہے وہ فعل دوسرے درجہ پر ہے اور سکام (غرض آلودہ) کہلاتا ہے۔ کیونکہ اُس کے پھل (ثمرہ) میں جینے اور مرنے کا دُکھ بھوگنا پڑتا ہے۔ اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک جسقدر یگیہ ہوتی ہیں اُن میں خوشبودار، شیریں، مقوی اور دافع مرض وغیرہ گُنوں والی باقاعدہ سنسکار (صاف) کی ہوئی چیزوں کا آگ کے اندر ہوم کیا جاتا ہے۔ اُس سے ہوا اور بارش کا پانی پاک صاف ہو جاتا ہے اور تمام دُنیا کو سکھ پہونچتا ہے۔ کھانا۔ پہننا۔ سواری۔ کلیں۔ صنعتیں اور اوزار جو بغرض سرانجام اصول مجلسی استعمال کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تر اپنے ہی ذاتی فائدہ کے لئے ہیں۔ اِس بارہ میں

یگیہ کا بیان

پُورو میمانسا کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ (دیکھو پُورو میمانسا۔ ادھیائے ۴۔ پاد ۳۔ سُوتر ۱ و ۸)

"(فراہمی) اشیاء[1] (دَرویہ)۔ صفائی[2] (سنسکار) اور عمل[3] (کرم) یگیہ کرنیوالے کے تین فرض ہیں" اشیاء یعنی مذکورہ بالا چار قسم کی خوشبودار وغیرہ گُنوں والی چیزیں لیکر اور اُن کو باہم ملا کر عُمدہ سے عُمدہ گُن پیدا کرنے کے لئے اُن کا سنسکار (صفائی) کرنا چاہئے۔ (مثلاً جب دال وغیرہ کو عُمدہ بنانے (سنسکار) کے لئے چمچہ میں خوشبودار گھی ڈال آگ میں تپا ذرا دُھواں سا اُٹھنے پر اُس سے دال وغیرہ بگھار کر دیگچی کا منہ بند کر چمچہ چلاتے ہیں اُس وقت جو مذکورہ بالا دُھوئیں کی شکل کی بھاپ اُٹھتی ہے۔ وہ خوشبودار سیال ہو کر تمام دال کے اندر سما جاتی ہے اور اُسے خوشبودار بنا دیتی ہے اور اُس سے دال مقوی اور لذیذ بن جاتی ہے) اسی طرح یگیہ (ہون) سے جو بھاپ پیدا ہوتی ہے وہ ہوا اور بارش کے پانی کو سب قسم کی خرابیوں سے پاک اور صاف کر کے تمام دُنیا کو سکھ پہونچاتی ہے" اِسی وجہ سے کہا ہے کہ:۔

"جب یگیہ میں مذکورہ بالا طریق سے کوئی عالم صاف کی ہوئی چیزوں کا آگ کے اندر ہوم کرتا ہے تو اُس سے جمیع اِنسانی کو بڑا سکھ پہونچتا ہے" {ایتریہ براہمن پنچکا ۱۔ کنڈکا ۲}

یگیہ سے ہمیشہ دوسروں کو فائدہ پہونچانا مقصود ہوتا ہے۔ اسلئے (یگیہ کے) نتیجے اور فوائد یہی مشہور ہیں کہ وہ ہر قسم کی بُرائی یا خرابی کو دور کرتی ہے۔ ہوم کرنیکی چیزوں کی صفائی اور ہوم کرنے والوں کی قابلیت یگیہ کے ارکان میں شمار کرنے چاہئیں۔ اس طرح یگیہ کرنے سے دھرم حاصل ہوتا ہے نہ

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۳۰) جو کسی دُنیوی منفعت کیلئے نہ کئے جاویں بلکہ بے غرض ہو کر صرف اس خیال سے کئے جاویں کہ اُن کا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ایسے ہی اعمال کا نتیجہ موکش ہوتی ہے۔ مترجم۔

کہ اسکے برعکس کرنے سے۔

اِس بارہ میں حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :۔

ہَون کے فوائد

" حرارت سے بخارات (دھوم) پیدا ہوتے ہیں۔ (جسوقت آگ درختوں (ورکش) پودوں (اوشدھی)[1] - بڑے درختوں (بنسپتی)[2] اور پانی وغیرہ چیزوں میں داخل ہوکر اُن کے اجزاء کو الگ الگ کر دیتی ہے اور اُن کے رس کو اڑا دیتی ہے تو وہ رس ہلکا ہوکر ہوا کے ذریعہ سے اوپر آکاش میں چڑھ جاتا ہے۔ جب کسی چیز کو آگ میں جلاتے ہیں تو اُس میں جسقدر پانی کا جُزو ہوتا ہے اُسکو بھاپ کہتے ہیں اور خشک اور روکھا دھواں مٹی کا جُزو ہوتا ہے اور اِن دونوں جُزوں کے مرکّب کو دھوم کہتے ہیں) بخارات کے اوپر چڑھنے سے آکاش میں پانی کا ذخیرہ ہو جاتا ہے۔ اُس سے ابر یا بادل پیدا ہوتے ہیں اور اُن ہوائی بادلوں سے بارش ہوتی ہے۔ اسلئے گویا حرارت ہی سے جَو وغیرہ پودے پیدا ہوتے ہیں اور اُن پودوں سے اناج نکلتا ہے اور اناج سے منی بنتی ہے اور منی سے جسم بنتے ہیں " { شت پتھ براہمن کانڈ ۵ - ادھیائے ۳ }

اسی مضمون پر تیتریہ اُپ نشد میں بھی کہا ہے کہ :۔

" اُس پرماتما نے آکاش کو بنایا - آکاش سے ہوا - ہوا سے آگ - آگ سے پانی - پانی سے زمین - زمین سے پودے - پودوں سے اناج - اناج سے منی اور منی سے اِنسان کا جسم بنتا ہے - اسلئے یہ جسم اِنسانی اناج کے رس سے بنا ہوا ہے " { تیتریہ اُپ نشد - آنند ولی الوواک ۱ }

" ایشور نے اپنے علم کامل سے اناج کو مقدم بنایا - اَنّ (اناج) کو برہم (بڑا) سمجھو[3] - اناج سے یہ تمام اجسام پیدا ہوتے ہیں اور پیدا ہوکر اناج ہی سے زندہ رہتے ہیں اور مر کر پھر اُن ہی میں مِلجاتی ہیں " - { تیتریہ اُپ نشد بھرگو - ولی - الوواک ۲ }

اَنّ کا نام یہاں برہم (بڑا) کہا ہے - کیونکہ وہی زندگی کا بڑا سہارا ہے - عمدہ صاف اناج پانی اور ہوا وغیرہ ہی سے جاندار سکھ کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں - اُن کے بغیر کوئی نہیں جی سکتا -

---

[1] سنسکرت کی علم نباتات میں اوشدھی اُن پودوں کا نام ہے جو ایک ہی سال کے اندر ایک بار پھل آکر سوکھ جاتے ہیں - مترجم

[2] اُن بڑے بڑے درختوں کو جن میں بلا شگوفہ پھل آتا ہے سنسکرت کے علم نباتات میں بنسپتی کہتے ہیں مترجم

[3] اَنّ ناش ہونیوالی اشیاء کو کہتے ہیں - اس لئے اس سے جَو وغیرہ فانی اشیاء مراد ہیں - مترجم

قدرتی اور مصنوعی یگیہ یہ قانون (صفائی) دو طرح پر قائم ہے۔ اوّل ایشور کا کیا ہوا یا قدرتی۔ اور دوم انسان کا کیا ہوا یا مصنوعی۔ ایشور نے پُرحرارت سورج کو بنایا ہے[۱] اور نیز پھول وغیرہ خوشبودار چیزیں پیدا کی ہیں۔ سورج تمام دنیا سے رسوں کو برابر کھینچتا رہتا ہے۔ (جن ذرّوں کو سورج اپنی کرنوں سے کھینچتا ہے) اُن میں خوشبودار اور بدبودار دونوں قسم کے ذرّے ملے رہنے کی وجہ سے (کُرۂ ہوائی کا) پانی اور ہوا بھی اچھے اور بُرے گُنوں (تاثیرات) کی آمیزش سے متوسط گُن والے ہوجاتے ہیں کیونکہ اُن میں خوشبو اور بدبو کی آمیزش قائم رہتی ہے۔ پھر اُس پانی کی بارش سے جو بوٹے اور اناج اور اُن سے منی (مادہ تولید) بنتے ہیں وہ بھی اوسط درجہ کے ہوتے ہیں اور اُن چیزوں کے اوسط درجہ ہونے سے قوت، عقل، شجاعت، حوصلہ، استقلال اور دلیری وغیرہ صفات بھی اوسط درجہ کی پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ جیسی جس کی علت ہوتی ہے ویسا ہی اُسکا معلول بھی ہوتا ہے۔ چونکہ بدبو وغیرہ تمام خرابیاں انسان سے صادر ہوتی ہیں۔ اسلئے اُس میں ایشور کے نظامِ قدرت کا کچھ قصور نہیں۔ اور جب اِن خرابیوں کا باعث اِنسان ہے تو اُن کا دفع کرنا بھی اُسی کا فرض ہے جس طرح ایشور کا حُکم ہے کہ ہمیشہ سچ ہی بولنا چاہئے نہ کہ جھوٹ اور جو شخص اس حُکم کے خلاف عمل کرتا ہے وہ پاپی ہوتا ہے اور ایشور کی آئین سے اُس کی سزا میں دُکھ پاتا ہے۔ اِسی طرح ایشور نے یہ بھی حُکم دیا ہے کہ یگیہ کرنی چاہئے۔ اسلئے جو شخص اِس حُکم کی نافرمانی کرتا ہے وہ بھی پاپی ہوکر دُکھ پاتا ہے۔ **یگیہ نہ کرنا پاپ ہے** یگیہ سب کو سُکھ اور فائدہ پہونچانے والی چیز ہے۔ جب کسی جگہ اِنسان وغیرہ جانداروں کا ہجوم کثیر ہوتا ہے وہاں بدبو بھی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس میں ایشور کا نظامِ قدرت باعث نہیں ہے۔ بلکہ انسان وغیرہ جانداروں کے ہجوم کی وجہ سے بدبو پیدا ہوتی ہے اور چونکہ ہاتھی وغیرہ جانوروں کو انسان ہمیشہ اپنے ذاتی آرام کے لئے جمع کرتا ہے اسلئے اُن سے جو نسبت بدبو پیدا ہوتی ہے اُس کا باعث صرف انسان کا ذاتی آرام ہے۔ اسطرح وہ تمام بدبو جو ہوا اور بارش کے پانی کو خراب کرتی ہے صرف اِنسان کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے اُسکو دفع کرنا بھی اُسی کا فرض ہے۔

کُل مخلوقات میں انسان ہی فائدے۔ نقصان یا بھلے بُرے کو سمجھنے والا ہے (سنسکرت میں انسان کو مَنُشیہ کہتے ہیں) مَنُشیہ مَن سے بنتا ہے جسکے معنی عقل و تمیز (وچار) ہیں۔ اسلئے عقل و تمیز ہی سے انسانیت پیدا ہوتی ہے۔ پرمیشور نے کُل جسم والے جانداروں میں انسان ہی

[۱] چنانچہ شت پتھ براہمن میں کہا ہے کہ "असावादित्यो पसंदि वि" یعنی یہ سورج آکاش کے اندر یگیہ ہے۔ مترجم۔
१४।२।१।१-७॥

یگیہ کرنا انسان کا فرض ہے

کو صاحبِ عقل وتمیز اور حصول معرفت کے لائق بنایا ہے اور انسان کے جسم میں ذرّوں کی ترتیبِ خاص (سنیوگ وشیش) سے ایسی حکمت کے ساتھ اعضا بنائے ہیں کہ وہ حصولِ علم ومعرفت کے لئے عین موزوں ہیں۔ اسلئے دھرم ادھرم (نیکی بدی) کا علم حاصل کرنا اور اُسپر عمل کرنا یا نہ کرنا بھی خاص انسان کی ذات سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ کسی دوسرے سے اسلئے انسان کو سب کے فائدے اور بہبودی کے لئے یگیہ کرنی چاہئے۔

سوال۔ کستوری وغیرہ خوشبودار چیزوں کو آگ میں ڈالکر ناش کرنے سے یگیہ کس طرح فائدہ مند یا فیض رساں ہوسکتی ہے۔ اس سے تو یہ عمدہ نعمتیں کسی کو کھلادی جاویں یا دان (خیرات) کردیجاویں تو ہوم سے بھی زیادہ پھل ہو۔ پھر یگیہ کیوں کریں؟۔

یگیہ کرنیسے سامان ہوم کا نقصان نہیں ہوتا

جواب کوئی چیز بھی بالکل معدوم نہیں ہوتی۔ وناش (فنا) سے یہی مُراد ہے کہ کوئی شے محسوس ہوکر پھر محسوس نہ رہے۔

سوال۔ آپ احساس یا علم (درشن) کے قسم کا مانتے ہیں؟۔

جواب۔ آٹھ قسم کا۔

سوال۔ اُن کی تفصیل بیان کیجیے؟۔

جواب۔ گوتم آچاریہ کے مطابق ہم پرتیکش ۱۔ انومان ۲۔ اپمان ۳۔ شبد ۴۔ ایتیہیہ ۵۔ ارتھاپتی ۶۔ سمبھو ۷۔ ابھاؤ ۸۔ آٹھ پرمان (دلائل) مانتے ہیں۔ اِن میں سے "قوائے احساس (اِندریوں) کا محسوسات (ارتھ) کے ساتھ تعلق ہونے سے جو سچا یا واقعی اور شک وشبہہ سے خالی علم حاصل ہوتا ہے اُسکو پرتیکش (علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین) کہتے ہیں"۔
{نیائے شاستر۔ ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۴}

مثال۔ جیسے قریب سے دیکھنے پر عین الیقین ہوجانا کہ یہ انسان ہی ہے کوئی دوسری چیز نہیں۔
"صفت یا اشارہ کے ذریعہ سے موصوف یا مشارٌالیہ کا علم ہوجانا انومان (قیاس) کہلاتا ہے"
{الیضاً۔ سوتر ۵}

مثال۔ جیسے بیٹے کو دیکھ کر باپ کا قیاس کرنا۔
"تشابہ یا مشابہت سے جو علم ہوتا ہے اُسکو اُپمان (نظیر یا مثال) کہتے ہیں"۔ {الیضاً سوتر ۶}

مثال۔ جیسا دیودت ہے ویسا ہی یگیہ دت بھی ہے۔ یہاں صورت یا سیرت کی مشابہت ہی مُراد ہے۔
"جس سے محسوس ومعلوم یا غیر محسوس وغیر معلوم مطالب کا بیان کیا جاوے یا علم کرایا جاوے اُسکو

شبد (قولِ معتبر) کہتے ہیں" {ایضاً سوتر ۷}

مثلاً یہ قول کہ گیان (معرفت) سے موکش (نجات) ہوتی ہے۔

"اَیتیہیہ راستی شعار عالموں کے کلام۔ قول یا تحریر کو کہتے ہیں۔ (مثلاً) دیوتاؤں (عالموں) اور اسُروں (جاہلوں) میں لڑائی ہوئی تھی۔ وغیرہ۔ جو بات (متکلم) کے الفاظ یا منشا سے ٹپکتی ہو اُسکو ارتھاپتی کہتے ہیں (مثلاً کسی نے کہا کہ جب بادل ہوتے ہیں تب مینھ برستا ہے تو اس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ جب بادل نہیں ہوتے تب مینھہ نہیں برستا)۔ جس صورت سے یا جس صورت میں کوئی بات ممکن ہو اُسکو سمبھو کہتے ہیں (مثلاً کسی نے کہا کہ ماں باپ سے اولاد ہوتی ہے تو یہہ بات سمبھو (ممکن) ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ کمبھ کرن کی مونچھوں کے بال چار کوس لمبے اونچے کھڑے رہتے تھے اور سولہ کوس اونچی ناک تھی۔ تو یہہ اسمبھو (ناممکن) ہونیکی وجہ سے سراسر جھوٹ ہے)۔ ابھاؤ (کسی چیز کے ایک جگہ نہ ہونے مگر دوسری جگہ ہونے کو کہتے ہیں) {مثلاً کوئی کہے کہ گھڑا لاؤ تو اُس جگہ گھڑا نہ دیکھکر گویا وہاں گھڑے کا ابھاؤ خیال کرکے یعنی یہہ سمجھ کر کہ یہاں گھڑا نہیں ہے جہاں گھڑا موجود ہو وہاں سے گھڑا لایا جاتا ہے}" [نیائے درشن ادھیائے ۲- آہنک ۲ سوتر ۱]

"اَیتیہیہ کو شبد میں اور ارتھاپتی۔ سمبھو اور ابھاؤ کو انومان میں مانا جاوے تو چار ہی پرمان رہجاتے ہیں" {ایضاً سوتر ۲}۔

یہہ پرتیکش وغیرہ کی مختصر تعریف لکھی گئی۔ ہم آٹھ قسم کے علم یا احساس کو مانتے ہیں سچ تو یوں ہے کہ ان کے مانے بغیر کسی کو چارہ نہیں کیونکہ تمام کاروبار کا سرانجام اور مقصدِ اعلیٰ (پرمارتھ) کا حصول انھیں سے ہوتا ہے۔

غیر محسوس ہو جاتی ہے کوئی چیز کھوئی نہیں جاتی

اگر کوئی شخص مٹی کے ڈھیلے کو خوب باریک پیسکر تیز و تند ہوا کے اندر ہاتھ کی پورے زور سے آکاش کی طرف پھینکے تو اُس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ مٹی معدوم ہو گئی۔ کیونکہ آنکھ سے نظر نہیں آتی (سنسکرت میں) "نش" [नश] مصدر دکھائی نہ دینے کے معنی رکھتا ہے۔ "نش" سے علامت "گھیں" [घञ्] ایزاد کرکے لفظ "ناش" بنتا ہے۔ اس لئے حواسِ ظاہری سے غیر محسوس ہونے ہی کو "ناش" کہتے ہیں۔ چنانچہ جس وقت ذرے (پرمانو) جدا جدا ہو جاتے ہیں اُس وقت وہ آنکھ سے نظر نہیں آتے۔ کیونکہ وہ قوائے احساس کی احاطہ سے باہر نکل جاتے ہیں۔ مگر جب وہی ذرے ملکر حالتِ کثیف میں آتے ہیں تب وہ نظر آنے لگتے ہیں کیونکہ کثیف حالت میں ہر شئے قوائے احساس سے محسوس ہو سکتی ہے۔ جزو لایتجزیٰ کو اصطلاح میں

پرماتو (ذرّہ) کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ایسے جزو اصغر ہوتے ہیں کہ جن کی آگے تقسیم نہیں ہو سکتی۔ وہ قوتِ احساس کے احاطہ سے باہر ہوتے ہیں اور آکاش میں موجود رہتے ہیں۔

اسی طرح جو شئے آگ میں ڈالی جاتی ہے اُسکے اجزاء جُدا جُدا ہوکر دور دور مقام پر پہونچ جاتی ہیں مگر وہ معدوم ہرگز نہیں ہوتے۔ بدبو وغیرہ خرابیوں کو دور کرنے والی جو خوشبودار چیزیں ہوتی ہیں اُن کا آگ میں ہوم کرنے سے ہوا اور بارش کے پانی کی صفائی ہوتی ہے اور اُن کے صاف اور پاک ہونے سے دُنیا کا بڑا بھاری فائدہ اور بہبودی ہوتی ہے۔ اس لئے یگیہ ضرور کرنی چاہئے۔

سوال - اگر یگیہ کرنے سے یہی غرض ہے کہ ہوا اور بارش کا پانی صاف ہو جاوے تو یہ بات گھروں میں (عطر وغیرہ) خوشبودار چیزوں کے رکھنے سے بھی حاصل ہو سکتی ہے پھر اتنی جھگڑے کیسی کیا فائدہ؟

عطر وغیرہ خوشبوئیں ہون کا کام نہیں دے سکتیں

جواب - یہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا کرنے سے خراب ہوا ہلکی ہو کر آکاش میں نہیں چڑھتی کیونکہ اُس سے نہ ہوا کے جزو الگ الگ ہوتے ہیں اور نہ وہ ہلکی ہوتی ہے اور جب تک وہ (کثیف) ہوا قایم رہتی ہے باہر کی ہوا اُس کی جگہ دخل نہیں پا سکتی۔ کیونکہ اُس کی سمائی کی گنجایش نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں اِس صورت میں خوشبودار اور بدبودار دونوں ہواؤں کے ملے ہوئے موجود رہنے سے صحت و تندرستی وغیرہ عُمدہ نتایج کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ مگر جب گھر میں آگ کے اندر خوشبودار وغیرہ چیزوں کا ہوم کرتے ہیں تو حرارت کے ذریعہ سے اوّل (کثیف) ہوا کے جزو الگ الگ اور لطیف ہو کر اوپر آکاش میں چڑھ جاتے ہیں اور جب خراب ہوا نکل جاتی ہے تو وہاں خلا ہو جانے سے چاروں طرف کی صاف ہوا اُس کی جگہ آگھیرتی ہے اور تمام گھر کے آکاش میں بھر جاتی ہے اور اس سے حفظانِ صحت و تندرستی وغیرہ عُمدہ نتیجے حاصل ہوتے ہیں۔ ہوم کرنے سے جو خوشبودار چیزوں کے ذرّوں سے ملی ہوئی ہوا اوپر چڑھتی ہے۔ وہ بارش کے پانی کو پاک صاف کرتی ہے اور اُس سے بارش بھی زیادہ ہوتی ہے۔ پھر اُس کے ذریعہ سے پودے وغیرہ بھی نوبت بنوبت عُمدہ اور بے روگ ہوکر جو بالیقین بڑے بھاری سُکھ کو بڑھاتے ہیں۔ آگ کے تعلق کے بغیر محض خوشبودار (عطر وغیرہ) کی ہوا (یا مہک) سے یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اسلئے یقین جاننا چاہئے کہ ہوم کرنا ہی عُمدہ ہے۔

ہون کی ہوئی چیزوں کے معدوم نہ ہونے کا ایک اور ثبوت

اور لیجئے جب کوئی شخص کہیں دور مقام پر آگ کے اندر خوشبودار چیزوں کا ہوم کرتا ہے تو اُس کی مہک سے بسی ہوئی ہوا اُس مقام سے دور دور کے لوگوں کی ناک میں پہونچتی ہے جس سے وہ جھٹ جان لیتے ہیں کہ یہاں خوشبو آتی ہے۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہوا کے ساتھ خوشبودار اور بدبودار ذرّے (ذرّاتِ) بھی اُڑتے پھرتے ہیں مگر جب کوئی شخص اُس مقام

بہت دور چلا جاتا ہے تو پھر اُس کی ناک میں خوشبو نہیں آتی - اُس وقت معمولی عقل (بال بدّھی) کے اِنسان کو یہہ وہم ہوتا ہے کہ اب خوشبو نہیں رہی - حالانکہ بات یہہ ہوتی ہے کہ اُس ہوم کی ہوئی چیز کے ذرّے جُدا جُدا ہو کر ہوا میں مِل جاتے ہیں اور خوشبودار چیزوں سے دور ہو جانیکی وجہ سے اس کا علم یا احساس نہیں ہوتا - اس کے علاوہ ہوم کرنے کے اور بھی بڑے بڑے فائدے ہیں - جن کو عقلمند لوگ غور سے سوچنے پر خود معلوم کر سکتے ہیں -

سوال - اگر ہوم کرنے سے یہی فائدہ ہے تو وہ صرف ہوم کر لینے سے حاصل ہو سکتا ہے پھر ہوم میں وید کے منتر کیوں پڑھتے ہیں ؟ -

جواب - اسکا کچھ اور ہی مطلب ہے -

سوال - وہ کیا ؟ -

جواب - جِس طرح ہاتھ سے ہوم کرتے ہیں - آنکھ سے دیکھتے ہیں - جِلد سے چھوتے ہیں اسی طرح زبان سے بھی وید منتر پڑھتے ہیں اور اُن کے ذریعہ سے ایشور کی سُتتی (حمد و ثنا) - پرارتھنا (مناجات و دُعا) اور اُپاسنا (عبادت) کرتے ہیں - اُن سے اِس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ ہوم کرنے سے کیا فائدہ ہے ؟ اور بار بار منتروں کا وِرد ہونے سے وہ حِفظ بھی رہتے ہیں اور ساتھ ہی وجوبِ ایشور کا خیال رہتا ہے - اِس کے علاوہ یہہ ہدایت بھی ہے کہ سب کاموں کے شروع میں ایشور کی پرارتھنا ضرور کرنی چاہئے - پس یگیہ میں وید منتروں کے پڑھنے سے سراسر ایشور کی پرارتھنا ہوتی ہے

ہون میں وید کے منتر پڑھنے کا فائدہ

سوال - اگر وید کے منتر پڑھنے کی بجائے کسی اور عبارت کو اسجگہ پڑھیں تو اُس میں کیا عیب ہے ؟ -

جواب - اگر کسی اور عبارت کو پڑھا جاوے تو اُس سے یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا - کیونکہ اُس صورت میں ایشور کے الہامی کلام سے محرومی اور مطلق و بےمثال راستی سے جُدائی ہوتی ہے - واضح ہو کہ جہاں کہیں کچھ بھی سچائی پائی جاتی ہے وہ سب وید ہی سے نکلی ہے اور جسقدر جھوٹ ہے وہ سب ایشور کے کلام سے خارج اور وید سے باہر ہے - اِسی لئے منوسمرتی میں کہا ہے کہ

"اے پربھو (منو) ! تمام علوم کو بیان کرنے والے - دقیق - احاطۂ تصوّر سے باہر - بے پایاں اور غیر متناہی ویدوں (سوئمبھو) کے اصلی اور حقیقی معانی کو سمجھنے والے آپ ایک ہی ہیں "

{ منوسمرتی - ادھیائے ۱ - شلوک ۳ }

" چاروں ورن - تینوں لوک جُدا جُدا چاروں آشرم اور ماضی - حال و استقبال سب ویدوں سے

لہ یہاں رشی لوگ جو منوجی کے پاس دھرم شاستر سُننے یا پوچھنے کے لئے آئے تھے منوجی سے مخاطب ہو کر اپنا سوال شروع کرتے ہیں - مترجم

ظاہر مشہور یا جاری ہوا ہے"۔ {منوسمرتی - ادھیائے ۲- شلوک ۹۷}

"قدیم وید تمام جانداروں کی حفاظت اور پرورش کرتے ہیں اور چونکہ وہ تمام مخلوقات کے لئے (نجات یا حصولِ مرادات کا) ایک وسیلہ یا ذریعہ ہیں۔ اسلئے اُن کو سب سے پُرانا مانتے ہیں" {ایضاً شلوک ۹۹}

یگیہ پاتروں کی ضرورت

سوال - کیا یگیہ کرنے کے لئے زمین کھود کر ویدی (ہون کنڈ) بنانا اور پرنیتا وغیرہ ظروف۔ کُشا (گھاس) کے تنکے بہم پہونچانا۔ یگیہ شالا (ہون کا مکان) بنانا اور رتوجن (ہون کرانیوالوں) کا موجود ہونا یہ سب لازم ہیں۔؟

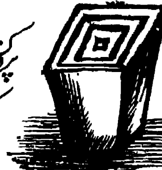
جواب - جو بات ضروری اور قرینِ عقل ہو اُسی کا کرنا فرض ہے نہ کہ اُس کا جو اُس کی برعکس ہو۔ مثلاً زمین کھود کر ویدی رچنے کی یہ ضرورت ہے کہ ویدی میں ہوم کرنے سے ہوم کی ہوئی چیز آگ کی حرارت سے ذرّے ذرّے ہو کر آکاش میں چلی جاتی ہے۔ ویدی کی تشکیل سے مثلث۔ مربع۔ گول اور شکرے (شین) وغیرہ کی شکل بنانے سے علمِ مساحت کی بھی مشق ہوتی تھی۔ علاوہ ازیں ویدی میں اینٹوں کی تعداد (مقررہ) ہونیکی وجہ سے علمِ حساب کا بھی کام پڑتا تھا۔ اسی طرح اور بھی سب چیزوں کا کچھ نہ کچھ مطلب

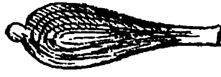
---

۵۱ ویدی زمین کے اندر اس طرح کھودی جاتی ہے کہ اگر اوپر سے سولہ اُنگل چورس ہو تو ڈھلتی ڈھلتی تلی چار اُنگل چورس رہجاتی اور گہرائی بھی سولہ ہی اُنگل ہوتی ہے۔ خواہ کتنی ہی بڑی ویدی بنائی جاوے۔ مگر طول۔ عرض اور عمق اسی نسبت سے رکھنا چاہئے۔ مترجم

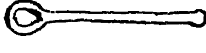
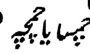
۵۲ پرنیتا۔ پانی وغیرہ رکھنے کا برتن ہوتا ہے۔ اُس کی شکل یہ ہے




ویدی یا ہون کنڈ کی شکل


پرکشنی پاتر کی شکل


آجیہ ستھالی



چمسا یا چمچہ


سُروا

۵۳ ہون کنڈ اس غرض سے بنایا جاتا ہے کہ جو چیز آگ میں ڈالی جاوے وہ اِدھر اُدھر بکھرنے نہ پاوے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں ہون عام تھا ویدی کی مختلف شکلیں اور اُن کی اینٹوں کی پیمایش شکل اور تعداد مقرر تھی اور مختلف پیمانہ کی ویدیوں کے لئے باقاعدہ حساب کے اصول بنے ہوئے تھے جنکی وجہ سے ویدی بنانے میں کچھ دقت نہ ہوتی تھی۔ یگیہ کے برتن سونے چاندی یا لکڑی کے بنائے جاتے تھے تاکہ اُن میں گھی وغیرہ چیز بگڑنے نہ پائے۔ کُشا کے تنکے اس کام آتے تھے کہ چیونٹی وغیرہ کوئی جانور جو ویدی کے پاس آجائے اُسکو آہستہ سے ہٹا دیا جاوے تاکہ وہ آگ میں نہ گرنے پاوے۔ یگیہ شالا بنانیکی ضرورت یہ ہے کہ ہوم کی آگ کھلی ہوا سے زیادہ نہ بھڑک اُٹھے۔ خاص ویدی کے اوپر ایک منڈپ یا چھوٹا سا شامیانہ کھڑا کیا جاتا تھا کہ کوئی جانور اڑتا ہوا گرمی کی لپیٹ میں آکر ویدی کے اندر نہ گر پڑے یا بیٹ نہ کر جائے۔ رتوج وہ لوگ ہوتے تھے جنکو ہوم و موقع کے مطابق ہون کے سامان ترکیب اور طریقہ کا علم ہوتا تھا۔ سو ان کے بغیر بھی ہون کا کام چلنا مشکل ہے۔ الغرض یگیہ کی تکمیل کرلی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۳۹)

مقصد ہوتا ہے۔ مگر یہہ بات جو مشہور کیجاتی ہے کہ اِس طرح پر نیتا رکھی جاوے تو پُن ہوتا ہے اور اُس طرح رکھی جاوے تو پاپ ہوتا ہے محض بناوٹ اور جھوٹ ہے۔ کیونکہ اُس میں پاپ کی وجہ موجود نہیں ہے جو چیزیں یگیہ کی تکمیل کے لیئے ضروری اور قرین عقل ہوں اُنھیں کو لینا چاہیئے۔ کیونکہ اُن کو نہ لیا جاوے تو کام نہیں چل سکتا۔

سوال- یگیہ میں لفظ "دیوتا" سے کیا مُراد ہوتی ہے؟

جواب- وہی جو وید میں بتائی ہے۔ کرم کانڈ میں لفظ "دیوتا" سے وید منتروں کی طرف اشارہ ہے۔ گائتری وغیرہ چھند (بحریں) ہیں اور اگنی وغیرہ دیوتا کہے جاتے ہیں۔ منتروں میں کرم کانڈ وغیرہ کا طریق بتایا گیا ہے۔ مثلاً جس منتر میں اگنی کے مضمون کو بیان کیا گیا ہے اُس منتر کو اگنی دیوتا والا کہتے ہیں (یعنی اُس منتر کا دیوتا یا مضمون اگنی ہے)- چنانچہ ویدوں میں حسب ذیل دیوتا بیان کیئے گئے ہیں۔

دیوتاؤں سے کیا مُراد ہے؟

"اگنی - وات - سوریہ - چندرما - وسو - رُدر - آدتیہ - مرت - وشوید لوا برہسپتی - اندر - ورن یہہ دیوتا ہیں" {یجروید- ادھیاے ۱۴- منتر ۲۰}

دیوتاؤں کے نام

یعنی منتروں میں یہہ لفظ دیوتا (مضمون) کہلاتی ہیں- کیونکہ منتر ان مضمونوں (ارتھ) کو دیوتن (بیان یا واضح) کرتے ہیں اور راستی شعار مطلق پرمیشور نے اُن سنکیتوں (اشارات یا مضامین) کو قائم کیا ہے۔

اِس بارہ میں یاسک آچاریہ نرکت میں فرماتے ہیں کہ

"جس منتر میں جن اعمال یا رسوم (کرم) یعنی اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک (تمام یگیوں) اور نیز سامان علم صنعت (شلپ ودیا) کے علم اور مشق کا بیان یا تعلق ہوتا ہے اُس منتر کو اُسی دیوتا سے بیان کرتے ہیں- اُسی طرح جس سے نیک اعمال کا اعلیٰ نتیجہ (سمپتی) یعنی موکش (نجات) حاصل ہوتی ہے اور پرمیشور سے وصال ہوتا ہے اُسکو بھی منتر یا منتر کا مضمون ماننا چاہیئے"

{نرکت - ادھیاے ۱- کھنڈ ۲}

"اب (یہہ بحث ہے کہ) دیوت کسے کہتے ہیں؟- جس دیوتا کی خصوصیت کے ساتھ

دیوت کی تشریح

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۳۸) سب امور پہلے ہی سے بخوبی سوچکر مکمل سامان مہیا رکھا جاتا تھا تاکہ اثنائے یگیہ میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔ اگر یگیہ کے پورے سامان اور اُسکا طریق معلوم کرنا مطلوب ہو تو سوامی دیانند سرسوتی جی کی بنائی ہوئی سنسکار ودھی کو دیکھنا چاہیئے۔ مترجم

تعریف کی جاتی ہے - اُسکو دیوت کہتے ہیں منتروں میں جو نام آتے ہیں اور جن کا مضمون اُن پر بیان کیا جاتا ہے وہ سب دیوتا نا مزد کئے جاتے ہیں (مثلاً یجروید - ادھیائے ۲۲ - منتر ۱۷ اگنیم ودوتم وغیرہ میں اگنی کا مضمون (لنگ) ہے) اِس سے معلوم ہوا کہ جسکو دیوتا کہتے ہیں وہ منتر کا مضمون ہوتا ہے یا منتر اُس مضمون کا ہوتا ہے -

پس جس جوہر (درویہ) کا نام چھند منتروں میں آتا ہے وہی دیوت ہے - دیوتاؤں کی پہچان وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی اور کچھ آگے بھی بیان کی جاتی ہے - علیم کل (تینوں زمانوں کا حال جاننے والا) رشی یعنی بصیر کل ایشور جس منشاء سے کسی دیوتا کو مضمون قرار دیکر اُپدیش (ہدایت) کرتا ہوا (کسی چیز کی) تعریف کرتا ہے - یعنی اُس چیز کے گنوں کو بیان کرتا ہے وہ منتر اُسی دیوتا (مضمون) کا ہوتا ہے یعنی جس کے ذریعہ سے جو مضمون واضح اور روشن ہوتا ہے وہ منتر اُسی دیوتا یا مضمون والا کہلاتا ہے - کسی دیوتا کے عنوان والی رچائیں جن کے ذریعہ سے عالم تمام علوم حقیقی کو بیان ظاہر یا واضح کرتی ہیں (کیونکہ لفظ "رچا" رچ (ऋच) مصدر سے بنتا ہے جسکے معنی ستتی (تعریف کرنا یا بیان کرنا ہیں) تین قسم کی ہوتی ہیں - پروکش کرتا - پرتیکش کرتا - آدھیاتمکیہ - جن رچاؤں کا دیوتا (مضمون) کوئی غیر محسوس چیز ہے اُن کو پروکش کرتا کہتے ہیں - اور جن کا مضمون محسوس یا ظاہر نظر آتا ہے اُن کو پرتیکش کرتا دیوتا والی رچا کہتے ہیں - جو رچائیں آدھیاتم (روحانی) مضمون کو بیان کرتی ہیں یعنی جن میں جیو آتما (روح انسان) اور سب کے اندر موجود اور سب کا انتظام کرنیوالے پرمیشور کا بیان ہے وہ آدھیاتمکیہ منتر کہلاتی ہیں -

رچاؤں یا منتروں کی تین قسمیں

{ نرکت ادھیائے ۷ - کھنڈ ۱ }

الغرض کرم کانڈ میں لفظ "دیوتا" سے یہی مُراد سمجھنی چاہئے -

منتروں میں دیوتاؤں کی تمیز

اب اِس امر پر بحث کی جاتی ہے کہ جن منتروں کا دیوتا نہیں بتایا گیا یعنی جن منتروں میں کسی خاص دیوتا کا نام یا مضمون نظر نہیں آتا تو ایسے منتروں میں دیوتا کی کیا پہچان ہے؟ - جہاں کوئی خاص (دیوتا یا مضمون) نظر نہ آتا ہو وہاں یگیہ کو دیوتا سمجھنا چاہئے -

لہ سوامی جی نے رگوید کے پہلے منتر کی تفسیر میں یگیہ کی تشریح اِس طرح کی ہے کہ اس لفظ میں اوّل اگنی ہوتر (ہون) سے لیکر اشومیدھ تک تمام یگیہ شامل ہیں - دویم اس سے پرکرتی (مادہ کی حالت اوّلیں) سے لیکر زمین تک تمام کائنات کا نظام اور نیز اُنکا علم اور صنعت و ہنر مراد ہے اور سویم ست سنگ (نیک صحبت یا تعلیم و تربیت وغیرہ) اور یوگ بھی یگیہ میں شامل ہیں الغرض یگیہ سے دُنیا کے تمام نیک اور رفاہ عام کے کام مراد ہیں - مترجم -

یا گیہ کے کسی انگ (جزو) کو - یگیہ کے عالم (یاگیک) ایسا مانتے ہیں کہ جو منتر یگیہ کے سوائے کسی اور جگہ کارآمد ہوتے ہیں وہ منتر پَرا جاپتیہ یعنی پرمیشور دیوتا (مضمون) والے ہوتے ہیں۔ مگر اس بارہ میں دو رائیں ہیں۔ چنانچہ نیرکت (اہل لغت) کہتے ہیں کہ ایسے منتروں کا مضمون نَرا شنسی یعنی انسان ہوتا ہے اور جو منتر کسی خواہش یا مراد کا مضمون رکھتے ہیں وہ کام دیوتا یعنی مرادات کے مضمون والے ہوتے ہیں۔ اُن مرادوں یا خواہشوں کو دُنیا کے لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ الغرض اس طرح دیوتا کے متعلق دُنیا میں بہت سی رائیں مشہور ہیں۔ کہیں دیو یعنی ایشور دیوتا (مضمون) ہوتا ہے کہیں کرم (عمل)۔ کہیں ماتا (ماں)۔ کہیں وِدوان (عالم)۔ کہیں اتتھی (گھر آیا مہمان یا سادھو) کہیں پِتا (باپ)۔ یعنی یہہ سب راستی شعار اور تعظیم کے لائق ہوتے ہیں اور ان میں دُنیا کی بہبودی اور بھلائی (اُپکار) کرنا ہی دیوتا پن ہے۔ منتر خصوصاً یگیہ کی تکمیل کے لئے ہوتے ہیں اس لئے بالیقین وہ یاگیہ دیوتا یعنی یگیہ کے مضمون والے ہیں" {نِرُکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۴}۔

یہاں گائتری وغیرہ چھندوں (بحروں) والے منتروں کی دیوتا کرم کانڈ کے لحاظ سے یہ گنائے گئے ہیں۔

کرم کانڈ کے دیوتاؤں کے نام

[۱] ایشور آگیا (حکمِ الٰہی)۔ [۲] یگیہ۔ [۳] یگیہ کا انگ (جزو)۔ [۴] پرجاپتی (پرمیشور)۔ [۵] نر (انسان) [۶] کام (مرادات و خواہشات)۔ [۷] وِدوان (عالم)۔ [۸] اتتھی (گھر آیا مہمان یا سادھو)۔ [۹] ماتا (ماں)۔ [۱۰] پِتا (باپ)۔ [۱۱] آچاریہ (اُستاد)۔

مگر یاگیہ دیوت (یعنی عالمانِ یگیہ کی رائے میں) منتر اور ایشور ہی دو دیوتا ہیں۔

"دیو" "دان" بمعنی خیرات۔ "دیپن" بمعنی روشنی۔ یا "دیوتن" بمعنی وضاحت سے بنتا ہے اور وہ "دیوستھان" (چشمۂ نور) کے معنی بھی رکھتا ہے"۔ {نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱۵}۔

لفظ دیو، منتر اور چھند کی تشریح

"منتر" "منن" بمعنی وِچار یا غور کرنے سے اور چھند "چھادن" بمعنی ڈھانپنے یا حفاظت کرنے وغیرہ سے بنتا ہے"۔ {نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱۲}۔

کسی چیز کو اپنی ملکیت سے خارج کرکے دوسرے کی ملکیت میں دینا دان کہلاتا ہے۔ دیپن پرکاش یا روشن کرنے کو کہتے ہیں اور دیوتن اُپدیش (بیان یا تشریح وغیرہ) کو کہتے ہیں۔ اسلئے یہاں لفظ دان سے ایشور۔ عالم اور انسان بھی دیوتا کی اصطلاح میں آجاتے ہیں اور دیپن سے سورج وغیرہ اور دیوتن سے ماں باپ۔ اُستاد اور اتتھی بھی دیوتا ہیں۔ دیو सू یعنی سورج کی کرنیں۔ پران (انفاس) اور سورج وغیرہ جسکا جائے قیام ہو اُسکو دیوستھان کہتے ہیں اور چونکہ پرمیشور روشن کرنیوالی چیزوں کو بھی منور کرتا ہے اسلئے اصلی دیو اُسی کو سمجھنا چاہئے۔

اس بارہ میں ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے :-

"وہاں (اُس پرمیشور کے سامنے) نہ سورج روشنی دیتا ہے اور نہ چاند اور تارے - نہ یہ بجلی چمک سکتی ہے اور آگ کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ - اُسی کے نور سے سب ضیا پاتے ہیں اور اُسی کے نور سے سب روشن ہیں"۔ - {کٹھ اُپنشد ولی ۵ - منتر ۱۵} یعنی یہ سورج - چاند - بجلی وغیرہ) بذات خود منور یا روشن نہیں ہیں (بلکہ اُس پرمیشور کی تجلی سے روشن ہیں) اسلئے مقدم دیوتا ایک پرمیشور ہی ہے اور اُسی کو معبود سمجھنا چاہئیے -

"اُس (پرمیشور) کو جو پہلے ہی سے سب جگہ موجود ہے دیو نہیں پا سکتے" {یجروید - ادھیا ۴۰ منتر ۴} اس منتر میں لفظ "دیو" سے من (دل) اور کان وغیرہ پانچ اندریاں (قوائے احساس) یہ چھ مراد ہیں چونکہ ان سے آواز - لمس - شکل - ذائقہ اور سچ اور جھوٹ کا علم یا احساس ہوتا ہے اسلئے یہ بھی دیو ہیں - جسے دیو کہتے ہیں وہی دیوتا کہلاتا ہے - لفظ "دیوتا" "دیوات تل" سوتر سے اپنے ذاتی یا لغوی معنی میں علامت "تل" کے ایزاد کرنے سے بنتا ہے -

دیوتا اور ستتی کی تشریح

کسی چیز کے گن (فائدے - ہنر یا خوبی) اور دوش (نقصان - عیب یا نقص) کو بیان کرنا ستتی کہلاتا ہے - یعنی جس چیز میں جو گن یا دوش ہوں اُنکو بعینہٖ اُسی طرح بیان کرنا ستتی کہلاتا ہے - مثلاً یہ تلوار ہاتھ چھوڑنے پر گہری کاٹ کرتی ہے - اسکی دھار تیز ہے (لوہا) جوہردار ہے کمان کی طرح موڑنے سے بھی نہیں ٹوٹتی" - اس طرح گنوں کو بیان کرنا ستتی ہے - اسکے خلاف یہ کہنا کہ یہ تلوار ایسا کام نہیں کر سکتی یہ بھی تلوار کی ستتی ہے اسی طرح اور سب جگہ بھی سمجھنا چاہئیے مگر یہ نیم (اصول) کرم کانڈ ہی میں ہے -

اُپاسنا کانڈ اور گیان کانڈ میں اور نیز کرم کانڈ کے نشکام (بغیر غرض) حصہ میں پرمیشور ہی معبود ہوتا ہے - کیونکہ وہاں اُسی کے ملنے کی پرارتھنا (استدعا) کی جاتی ہے اور (کرم کانڈ کا) جسقدر سکام (غرض آلودہ) حصہ ہے اُس سے حصول سامانِ دُنیوی (بھوگ) مقصود ہوتا ہے - اُسکے لئے بھی پرمیشور ہی سے استدعا کی جاتی ہے - ان دونوں میں بس اتنا ہی فرق ہے - ورنہ ایشور کے بغیر کہیں بھی چارہ نہیں ہے - الغرض وید کا مقصد یہی ہے -

"جسقدر دیوتا سر انجام کار کے لئے مفید یا کارآمد ہیں اُن میں سے آتما "مقدم اور افضل دیوتا ہے -

سب دیوتا پرمیشور کی قدرت کے مظہر ہیں

کیونکہ آتما ذات مطلق وغیرہ صفات سے موصوف ہے - اُسکے سامنے اور کسی دیوتا کی حقیقت نہیں - تمام ویدوں میں ایک ہی بے عدیل آتما کی جو کسی دوسرے کی مدد کی محتاج نہیں اور جو سب جگہ موجود اور حاضر و ناظر ہے ہر طرح سے اُپاسنا (عبادت) کرنے کی ہدایت

کی گئی ہے۔ اسکے علاوہ اور جسقدر دیوتا بتائے گئے ہیں یا آگے بیان کئے جائیں گے وہ سب اُسی ایک آتما یعنی پرمیشور کے پرتی انگ (مظہرات جزو قدرت) ہیں کیونکہ وہ اُس کی ایک ایک انگ (قدرت کے جزو) کو ظاہر کرتے ہیں۔ یعنی اُن سے اُس کی قدرت کے ایک جزو کا ظہور ہوتا ہے۔ چونکہ وہ فعل سے ظاہر ہوتے ہیں اسلئے اُن کو کرم جنمان" کہتے ہیں اور اُس آتما یعنی ایشور کی قدرت سے ظہور پانے کی وجہ سے اُن کا نام "آتم جنمان" بھی ہے۔ ان دیوتاؤں کا قیام (رتھہ = رستہ یا ٹھیرنے کی جگہ) آتما یعنی پرمیشور ہے۔ وہی ایشور اُن کے ظہور کا باعث (اشو = آگمن یعنی آنے کا ہیتو یا ذریعہ) ہے اور وہی فتح کرانیوالا (آیدھ) اور وہی دُکھوں کو فنا کرنے والا (اِشو) ہے۔ الغرض سب دیوتاؤں کا دارومدار اُسی پر ہے" {نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۴}۔

وہی تمام دیوتاؤں کا پیدا کرنیوالا اور وہی اُن کو قایم رکھنے والا منتظم کُل اور سب کو مُکتی کا آنند عطا کرنے والا ہے۔ بالیقین کوئی بھی اُس سے برتر اور اعلیٰ نہیں ہے۔

اِس بارہ میں اور بھی حوالے درج کئے جاتے ہیں :—

"جو تینتیس ۳۳ دیوتا گئے ہیں قائم (یا کارآمد) ہوتے ہیں وہ (بذریعہ اگنی دوت = قاصد حرارت) اپنا اپنا بھاگ (حصہ) لیکر ہمیں دُگنا (پھل یا نتیجہ) دیں (یعنی ہوم کے ذریعہ سے جو مقوی و دافع مرض ادویات آکاش کے اندر ہوا۔ پانی وغیرہ دیوتاؤں کو پہونچائی جاتی ہیں اُن کی عوض میں دیوتا عمدہ تاثیر والی بارش کے ذریعہ سے ہماری دولت وغلہ کے ذخیرہ کو ترقی بخشیں"۔

{رگ وید اشٹک ۶۔ ادھیائے ۲۔ ورگ ۳۵۔ منتر ۱}

"تمام مخلوقات کے محافظ۔ جملہ کائنات کے حاکم اور سب کو قایم رکھنے والی پرماتما نے تمام موجودات کو تینتیس ۳۳ (دیوتاؤں) پر منقسم کر کے قابو میں کر رکھا ہے" {یجروید۔ ادھیائے ۱۴۔ منتر ۳۱}

اُس پرماتما کا خزانہ قدرت (ندھی) تینتیس ۳۳ دیوتاؤں سے محفوظ یا اُن میں قائم ہے۔ پرماتما کے اُس خزینۂ قدرت کو جسکی دیوتا حفاظت کرتے ہیں کون جان سکتا ہے؟

{اتھروید۔ کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۳}

تینتیس ۳۳ دیوتا اُس پرماتما کے تقسیم کئے ہوئے فرائض کو پورا کر رہے ہیں یا اُسکی قدرت کی جزوی مظہرات ہیں۔ جو لوگ اُس برہم یعنی وید یا محیط کُل ایشور کو پہچانتے ہیں وہی اُن تینتیس ۳۳ دیوتاؤں کو جانتے اور اُن کو اُسی ایک برہم کے سہارے قائم مانتے ہیں"۔

{اتھروید۔ کانڈ ۱۰۔ پرپاٹھک ۲۳۔ انوواک ۴۔ منتر ۲۷}

اِن منتروں کی اصلی تفسیر براہمنوں میں دیکھنی چاہئیے۔
یاگیہ وَلکیہ جی شاکلیہ رشی سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ :۔

تمام کائنات کی تقسیم ۳۳ دیوتاؤں پر معہ نام و تفصیل

۳۳ دیوتا ہوتے ہیں یعنی ۸ وَسُو۔ ۱۱ رُدر۔ ۱۲ آدِتیہ۔ ۱ اِندر اور ۱ پرجاپتی ان میں سے ۸ وَسُو یہ ہیں :۔ اگنی (اجرام گرم)۔ پرتھوی (زمین وغیرہ سیارے) وایو (کرۂ ہوائی)۔ انترکش (خلا بالائے زمین)۔ آدتیہ (آفتاب ہائے) دیُو (آکاش کی شعاعیں)۔ چندرما (چاند وغیرہ چھوٹے سیارے جو بڑے سیاروں کے گرد پھرتے ہیں)۔ نکشتر (ثوابت یا ستارے)۔ اِن آٹھوں کی اصطلاح وَسُو ہے۔ آدتیہ سے کرۂ آفتاب (سُوریہ لوک) مُراد ہے۔ دیُو وہ روشنی یا شعاعیں ہیں جو سورج کے قریب یا زمین وغیرہ پر پائی جاتی ہیں۔ اگنی سے اجرام گرم (اگنی لوک) مُراد ہیں۔ اِن سب کو وَسُو اس لئے کہتے ہیں کہ اِن میں یہ گنج کائنات یعنی کُل موجوداتِ ظاہری محفوظ اور قائم ہے اور تمام مخلوقات کا قیامگاہ یا مسکن یہی لوک (مقامات) ہیں۔ چونکہ تمام دُنیا اِن میں بستی ہے اور وہ سب کے قیامگاہ و مسکن ہیں۔ اسلئے ان اگنی وغیرہ آٹھ چیزوں کا نام وَسُو[۱] ہے۔

رُدر گیارہ ہیں جو انسان کے جسم میں موجود ہیں یعنی دس پران[۲] (جو حسبِ ذیل ہیں)۔

۱۔ پران (وہ نفس یا قوّت جو سانس لینے کے وقت ہوا کو پھیپھڑوں سے باہر نکالتی ہے)۔
۲۔ اپان (وہ نفس یا قوّت جو سانس لینے کے وقت ہوا کو باہر سے اندر کی طرف حرکت دیتی ہی)۔
۳۔ سمان (وہ نفس یا قوّت جسکے ذریعہ سے خون دل سے شروع کر کے تمام جسم کے اندر دورہ کرتا ہی)۔
۴۔ اُدان (وہ نفس یا قوّت جس سے کھانا پینا حلق کے نیچے کی طرف کھنچتا ہے)۔
۵۔ ویان (وہ نفس یا قوّت جس سے جسم کے اندر تمام حرکات پیدا ہوتی ہیں)۔
۶۔ ناگ (وہ نفس یا قوّت جس سے ڈکار آتی ہے)۔
۷۔ کورم (وہ نفس یا قوّت جس سے آنکھ کی پلکیں کھلتی یا مُندتی ہیں)۔
۸۔ کرکل (وہ نفس یا قوّت جس سے بھوک لگتی ہے)۔
۹۔ دیودت (وہ نفس یا قوّت جس سے جمھائی آتی ہے)۔
۱۰۔ دھننجے (وہ نفس یا قوّت جو اخیر وقت تک جسم میں رہتی ہے اور جس سے مُردے کا جسم پھول جاتا ہی)

[۱] وَسُو۔ وَس (वस) بمعنی بسنا سے نکلا ہے۔ مترجم۔
[۲] پران سے رگوں کی وہ مختلف قوّتیں مُراد ہیں جو جسم کے اندر مختلف حرکات اور فعلوں کو انجام دیتی ہیں۔ مترجم۔

یہ دس ۱۹ پران اور گیارھویں آتما بلکہ کُل گیارہ رُدر رہتے ہیں۔ ان کو رُدر اسلئے کہتے ہیں کہ جب یہہ اس جسم فانی کو چھوڑتے ہیں تو اُس وقت اُس مرنے والے کے رشتہ دار روتے ہیں اور چونکہ اُس (خاندان) میں رُودن (رونا) ہو جاتا ہے اسلئے اُن کا نام رُدر ہے۔

آدِتیہ بارہ ہیں۔ یعنی چیتر سے لیکر (ویشاکھ - جیشٹھ - آشاڈھ - شراون - بھادرپد - اشون ۲۶ ۲۵ ۲۴ ۲۳ ۲۲ ۲۱ کارتک - مارگشیرش - پوش - ماگھ) پھالگن تک بارہ مہینوں کا نام آدتیہ ہے

انکا نام آدتیہ اسلئے ہے کہ یہہ تمام دُنیا (کی عُمر کو) گھٹاتے ہیں۔ یعنی ہر طرف سے سب (آدوان) اپنے قابو میں کرتے جاتے ہیں۔ جو چیز پیدا ہوئی ہے یہ ہر لحظہ (کشن) اُس کی عُمر کو گھٹاتے اور زوال کو قریب نزدیک لاتے ہیں۔ جیسے ہمیشہ چکر کی طرح گھومتے رہتے ہیں اور آہستہ آہستہ کائنات حادث کی فنا اور زوال کو قریب ترلاتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کا نام آدتیہ ہے۔

اِندر۔ اعلیٰ قوت ہونے کی وجہ سے پھیلنے والی مُحیطِ عالم بجلی کا نام ہے۔

پرجاپتی۔ یگیہ اور پشو (انسان کو فائدہ پہونچانے والے حیوانات) کو کہتے ہیں چونکہ یگیہ اور حیوانات (پشو) مخلوقات کی پرورش کے باعث ہیں۔ اسلئے اُن میں اس صفت کے موجود ہونے سے انکا نام پرجاپتی رکھا گیا ہے۔

یہ سب ملکر تینتیس دیوتا ہوتے ہیں۔ چونکہ نرکت کے مُطابق لفظ "دیو" دان وغیرہ سے نکلتا ہے۔ اسلئے اِن میں بھی کاروبار دُنیوی کے سرانجام دینے کی صفت ہونے سے دیوتاپن سمجھنا چاہئے

پھر وہی تقسیم تین مدوں میں

شاکلیہ۔ تین دیوتا کون سے ہیں؟

یاگیہ ولکیہ۔ تین لوک تین دیوتا ہیں۔ (نرکت کا مُصنف اسکی تفصیل اس طرح کرتا ہے کہ "تین دھام یا لوک یہ ہیں:۔ ستھان (مکان)۔ نام۔ جنم (پیدائش)" [نرکت ادھیائے ۹ کھنڈ ۲۸]۔ اسکے علاوہ تین لوک اس طرح بھی گنائے جاتے ہیں کہ "یہ لوک (کرۂ ارضی) بمنزلہ واک (زبان) ہے اور انترکش لوک (خلا بالائے زمین) بمنزلہ من (دل) ہے اور وہ لوک (کرۂ آفتاب)۔ پران (نفس) ہے" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۴]۔ اِس طرح زبان۔ دل اور نفس بھی تین دیوتا سمجھنے چاہئیں۔

پھر وہی تقسیم دو حصوں میں

شاکلیہ۔ دو دیوتا کون سے ہیں؟

یاگیہ ولکیہ۔ ان (اشیاء فانی)۔ اور پران (اشیاء غیر فانی)

شاکلیہ۔ آدھیہ دھ دیوتا کون سا ہے؟

یا گیہ ولکیہ - ادھیر دھ دیوتا وایو (ہوا) ہے جو تمام کائنات (برہمانڈ) میں موجود ہے اور تمام دنیا کو بڑھانے والی یا پھیلانے والی (اور قائم رکھنے والی) ہے اسکا نام سوتر آتما بھی ہے (کوئی یہ خیال نکرے کہ) یہ سب دیوتا اُپاسنا (عبادت) کے لائق ہیں - کیونکہ یہ ٹھیک نہیں ہے (جیسا کہ اگلے سوال اور اسکے جواب سے واضح ہوگا) -

ساکلیہ - ایک دیوتا کون ہے ؟ -

یا گیہ ولکیہ - جو تمام کائنات کا بنانے والا - قادر مطلق سب کا مطلوب و معبود سب کو قائم رکھنے والا محیط کل مسبب الاسباب - ازلی ہست مطلق - عین علم و عین راحت - غیر مولود و عادل وغیرہ صفات سے موصوف برہم ہے - وہی ایک پرمیشور چونتیسواں دیوتا ہے جسکا ویدکے ستیارتھ (اصول) نشان دیتے ہیں - وہی کل نوع انسان کا معبود ہے

سب کا معبود پرمیشور ان سے الگ ۳۴ واں دیوتا ہے

{شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴ - پرپاٹھک ۱۶}

جو ویدمیں بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے آریہ ہوئے ہیں وہ ہمیشہ اُسی ایشور کی اُپاسنا (عبادت) کرتے آئے ہیں - اب کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے - پس ثابت ہوتا ہے کہ جو اُسے چھوڑکر کسی اور کو اپنا مطلوب یا معبود سمجھتا ہے وہ بالیقین آریہ نہیں ہے - اس بارہ میں ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے -

" آتما (پرمیشور) ہی کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہئیے اور جو نہ کہے کہ پرمیشور کو چھوڑکر کسی دوسرے کی عبادت کرنی چاہئیے - اُسکو پیار سے یہ جواب دینا چاہئیے کہ تو دُکھ میں پڑکر رہیگا - ایشور کرے کہ تو پرماتما ہی کی اُپاسنا کرے کیونکہ جو اُس پرماتما کو پیارا جان کر اُپاسنا کرتا ہے اُس کا کچھ برا نہیں ہوتا نہ اُسے دُکھ ہوتا ہے اور جو اُسے چھوڑکر کسی دوسرے دیوتا کی اُپاسنا کرتا ہے وہ کچھ نہیں جانتا - عالموں کے درمیان ایسا شخص بمنزلہ حیوان ہے "

آریہ خدا پرست ہوتے تھے

{شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴ - ادھیائے ۴} -

اس آریہ اتہاس (تاریخ آریہ) سے معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشور کو چھوڑکر دوسرے کی اُپاسنا کرنے والے آریہ نہیں کہلاتے تھے -

دیو کے لغوی معنی

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ لفظ "دیو" "دِو" مصدر سے نکلا ہے جسکے دس معنی ہوتے ہیں یعنی (۱) کریڑا (کھیلنا یا خوشی کرنا) - (۲) وجگیشا (بدوں کے مغلوب کرنیکی خواہش ہونا) - (۳) ویوہار (کاروبار کرنا) - (۴) دیوتی (روشن کرنا) - (۵) ستتی (تعریف کرنا) - (۶) مود (خوش ہونا یا مسرور ہونا) - (۷) مد (عاجز ہونا یا کانپنا) - (۸) سوپن (سونا) - (۹) کانتی (شوبھا یعنی جمال)

(۱۱) گتی (حرکت کرنا - جاننا - حاصل کرنا یا موجود ہونا)۔

ان معنوں کا دونوں صورتوں میں (یعنی مظہرات قدرت اور ایشور دونوں پر) اطلاق ہو سکتا ہے۔ مگر (پرمیشور کو چھوڑ کر) باقی سب دیوتا پرمیشور کی قدرت سے ظاہر یا روشن ہوتے ہیں اور پرمیشور خود منور بالذات ہے۔

مذکورہ بالا معنوں میں سے کھیلنا۔ بدوں پر غالب ہونیکی خواہش۔ سرانجام کاروبار۔ سونا۔ اور عاجز ہونا یا کانپنا۔ اتنے معنی دنیوی کاروبار سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کا سرانجام اگنی (آگ) وغیرہ دیوتاؤں سے ہوتا ہے۔ گو یہاں بھی پرمیشور کے بغیر کسی طرح چارہ نہیں۔ کیونکہ آخر میں سب کے ساتھ اسی کا تعلق ہے۔ وہی سب کا پیدا کرنیوالا اور قائم رکھنے والا ہے۔ اسی طرح روشن کرنا۔ تعریف کرنا یا گنوں کو بیان کرنا یا گنوں کو پیدا کرنا۔ مسرور ہونا اور جمال۔ حرکت علم اور موجود ہونا۔ اتنے معنی خصوصیت سے پرمیشور کے لئے موزوں ہیں اور اس کے علاوہ اور چیزوں میں بھی اسی کی ذات بالوجود سے پائے جاتے ہیں۔ اس طرح مقدم وغیر مقدم ہر دو طرح سے دونوں (یعنی مظہرات قدرت اور پرمیشور) میں دیوتاپن بخوبی ظاہر و ثابت ہے۔

سوال۔ ویدوں میں جڑ (غیر ذی شعور) اور چیتن (ذی شعور) دونوں کی پوجا (پرستش) کا ذکر ہونے سے ایسا پایا جاتا ہے کہ وید شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

ویدوں میں عناصر پرستی نہیں ہے

جواب۔ ایسا شک نہیں کرنا چاہئے۔ ایشور نے ہر چیز میں (فعل یا حرکت کی) قدرتی طاقت رکھی ہے جسکے استعمال کرنے میں وہ آزاد (سوتنتر) ہے۔ مثلاً ایشور نے آنکھ میں شکل محسوس کرنیکی طاقت رکھی ہے اسلئے دیکھا جاتا ہے کہ آنکھ والا ہی دیکھتا ہے اور اندھا نہیں دیکھ سکتا۔ اب اسپر کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ ایشور آنکھ اور سورج وغیرہ کے بغیر کیوں نہیں دکھلا سکتا؟ تو جس طرح یہ اعتراض فضول ہے اسی طرح (جڑ کی پوجا) کا شک بھی بے بنیاد ہے۔ کیونکہ پوجن یا پوجا کے معنی سنسکار (ادب)۔ پریم آچرن (نیک چلن)۔ انکول آچرن (پابندی یا فرماں برداری) وغیرہ ہیں۔ اس معنی میں سب انسان آنکھ سے بھی پوجا یعنی حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔ اسی طرح آگ وغیرہ میں بھی جسقدر چیزوں کو روشن کرنیکا گن یا تجربات علمی کی کارآمد[1] باتیں ہیں اتنے حصہ میں اسکو دیوتا مانا جائے تو کچھ بھی ہرج نہیں ہے۔ کیونکہ جہاں جہاں ویدوں میں اپاسنا (عبادت) کرنے کی ہدایت ہے وہاں وہاں دیوتا سے ایشور ہی مراد ہے۔

---

[1] گویا آگ وغیرہ سے مناسب فیض یا فائدہ لینا پوجا ہے۔ کیونکہ انکی مناسب فائدہ لینا ہی ایشور کے حکم کی تعمیل ہے۔ مترجم۔

اس بارہ میں بھی دو رائیں ہیں کیونکہ دیوتاؤں کی دو تقسیم ہیں۔ وِگرہ وت (مجسّم)۔ اَوِگرہ وت (غیر مجسّم)۔ ان دونوں کی تفصیل اوپر آ چکی ہے۔ آگے اور بھی لکھی جاتی ہے۔ مثلاً تیتریہ اُپ نشد میں پانچ دیوتاؤں کی پوجا ہر انسان پر واجب بتائی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

مجسّم و غیر مجسّم دیوتا

"ماں۔ باپ۔ آچاریہ (اُستاد)۔ آتتھی (گھر آئے سادھو یا مہمان) کو دیوتا سمجھو"
{تیتریہ اُپ نشد پر پاٹھک ۷۔ انوواک ۱۱}

یہ چار مجسّم دیوتا ہیں اور (پانچواں) برہم بالکل غیر مجسّم ہے (چنانچہ اسی اُپ نشد کے شروع میں لکھا ہے کہ)

"تو ظاہر برہم ہے۔ میں تجھے بالیقین ظاہر برہم کہونگا" {تیتریہ اُپ نشد پر پاٹھک ۱۔ انوواک ۱}
اسی طرح مذکورہ بالا دیوتاؤں میں اگنی۔ پرتھوی۔ آدتیہ۔ چندرما۔ اور نکشتر یہ پانچ وسو مجسّم ہیں اور گیارہ رُدر۔ بارہ آدتیہ (مہینے)۔ پانچ گیان اندریاں (قوائے احساس) اور چھٹا من (دل)۔ وایو (ہوا)۔ انترکش (خلا یا آسمان و زمین)۔ دِیُو (آکاش کی شعاعیں) اور منتر (ہدایات الٰہی مندرجہ وید) غیر مجسّم ہیں اور بجلی اور یگیہ مجسّم اور غیر مجسّم دونوں ہیں۔ اس طرح مجسّم و غیر مجسّم کی تفریق سے دیوتاؤں کی دو تقسیمیں ہیں۔ ان میں کار بار دنیوی کے سرانجام کے لئے مفید و کار آمد ہونا ہی دیوتا پن سمجھنا چاہئے۔ ماں۔ باپ۔ آچاریہ اور اتتھی میں بھی سرانجام کار و بار دنیوی میں فیض رساں ہونا اور مقصد اعلیٰ (پرمارتھ = نجات) کا ہادی ہونا ہی دیوتا پن ہے۔ مگر پرمیشور سب کا مطلوب اور فیض رساں کُل ہونے سے سب کا معبود (اُپاسیہ) ہے۔ اس لئے اس بات کو یقین ماننا چاہئے کہ اس کے علاوہ اور کسی دیوتا کی پوجا یا اُپاسنا (پرستش یا عبادت) ویدوں میں نہیں بتائی ہے

اس زمانہ کے بعض آریاؤں (ہندوؤں) اور اہل یوروپ نے لکھا ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ ویدوں میں مادی (بھوتک) دیوتاؤں کی پوجا لکھی ہے۔ یہ بات اور بھی زیادہ زبوں اور جھوٹ ہے۔ بعض اہل یوروپ کہتے ہیں کہ اوّل آریہ لوگ عناصر پرست تھے پھر عناصر کو پوجتے پوجتے بہت زمانہ کے بعد پرماتما کو معبود سمجھنے لگے۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ آریہ لوگ ابتدائے آفرینش سے لیکر اندر۔ ورن۔ اگنی وغیرہ مختلف ناموں سے ہدایت وید کے مطابق اُسی ایک ایشور کی اُپاسنا (عبادت) کرتے چلے آئے ہیں۔

قدیم آریوں کی خدا پرستی کا ثبوت ویدوں سے

اس امر کے (ثبوت میں کہ زمانہ قدیم سے آریہ لوگ پرمیشور ہی کی عبادت و پرستش کرتے چلے آئے ہیں نہ کہ کسی اور شے کی) حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔
آ۔ رگ وید کے سب سے پہلے منتر میں اگنی پرمیشور کا نام ہے اس کی تفسیر میں ہم نے

۲ - رگ وید منڈل ۱ - سوکت ۱۶۴ - منتر ۴۶ کا حوالہ دیا ہے جس میں اِندر - مِتر - ورن - اگنی - دِویہ - سُپرن - گرُتمان - یَم - اور ماترِشوا پرمیشور کے نام بتائے ہیں اُسی جگہ

۳ - لفظ اگنی کی لغت لکھتے ہوئے شت پتھ براہمن پرپاٹھک ۱ - براہمن ۲ - کانڈ ۳ - کنڈکا ۲ کے حوالے سے اگنی کے معنی مہان آتما (پرمیشور) کئے ہیں - پھر اُسی مقام پر

۴ - یجروید - ادھیائے ۳۲ - منتر ۱ کا حوالہ دیا ہے جس میں اگنی - آدتیہ - وایو - چندرما - شکر - برہم - آپ - اور پرجاپتی پرمیشور کے نام بتلائے ہیں -

(مندرجہ ذیل منتروں میں بھی پرمیشور کا بیان ہے)

۵ - رگ وید اشٹک ۱ - ادھیائے ۶ - ورگ ۱۵ - منتر ۵ - {ترجمہ کیلئے دیکھو برہم وِدیا کا مضمون}

۶ لغایت ۱۴ - رگ وید اشٹک ۸ - ادھیائے ۷ - ورگ ۳ - منتر ۱ تا ۹ -

۱۵ لغایت ۱۶ یجروید - ادھیائے ۳۲ - منتر ۹ و ۱۰ -

۱۷ - یجروید - ادھیائے ۳۲ - منتر ۱۱ - {ترجمہ کے لئے دیکھو برہم وِدیا کا مضمون}

۱۸ لغایت ۲۲ یجروید - ادھیائے ۳۱ - منتر ۱۸ و ادھیائے ۴۰ - منتر ۵ و ادھیائے ۱۷ - منتر ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ -

۲۳ و ۲۴ - سام وید اُتر آرچک پرپاٹھک ۱ - پُرتھم آردھ - سوکت ۱۱ - منتر ۱ و ۲ -

۲۵ لغایت ۳۱ - رگ وید اشٹک ۸ - ادھیائے ۷ - ورگ ۱۷ - منتر ۱ لغایت ۷ - {ترجمہ کے لئے دیکھو پیدائش عالم کا مضمون} -

۳۲ و ۳۳ - اتھروید کانڈ ۱۰ - انوواک ۴ - منتر ۸ و ۱۲ وغیرہ -

اِن منتروں میں سے بعض کا ترجمہ پہلے کر چکے ہیں اور بعض کا آگے کیا جائیگا یہاں موقع نہ ہونیکی وجہ سے ترجمہ نہیں کیا -

الیضاً اُپ نشدوں سے اُپ نشدوں میں تقریباً تمام پرمیشور ہی کا بیان ہے - یہاں صرف چند منتروں کا حوالہ دیا جاتا ہے -

۳۴ لغایت ۳۸ - کٹھ اُپ نشد وَلی ۳ - منتر ۲۰ - اور وَلی ۴ - منتر ۱۵ - اور وَلی ۴ - منتر ۱۰ - اور وَلی ۵ - منتر ۱۲ و ۱۳

۳۹ و ۴۰ - منڈک اُپ نشد منڈک ۲ - کھنڈ ۱ - منتر ۲ - اور منڈک ۳ - کھنڈ ۲ - منتر ۷ -

۴۱ - مانڈوکیہ اُپ نشد - منتر ۷ -

۴۲ - تیتریہ اُپنشد برہمانند ولی انوواک ۱ -

۴۳ و ۴۴ - چھاندوگیہ اُپنشد پرپاٹھک ۷ - کھنڈ ۲۳ سالم و کھنڈ ۲۴ کا منتر ۱ -

جس پرمیشور کو ویدوں میں ایشان وغیرہ صفات سے اور اُپنشدوں میں نہایت سے لطیف اور غیرفانی وغیرہ صفات سے بیان کیا ہے - آریہ لوگ ابتدا سے آفرینش سے لیکر ابتک اُسی کو مانتے اور اُسی کی عبادت (اُپاسنا) کرتے چلے آئے ہیں - اسلئے ہم یقین کرتے ہیں کہ پربرہم پرمیشور کو عیاں و بیاں کرنیوالے مذکورۂ بالا حوالوں کے موجود ہونے پر پروفیسر میکس میولر کا یہ کہنا کہ پہلے آریہ لوگوں کو ایشور کا گیان نہیں تھا مگر بعد میں بتدریج گیان ہو گیا - راستی شعار نیک لوگوں کی نظر میں سچ نہیں ٹھیر سکتا -

پروفیسر میکس میولر باشندۂ ملکِ جرمنی نے اپنی کتاب موسومہ "سنسکرت ساہتیہ" (سنسکرت کے علم ادب کی تاریخ) میں ہرنیہ گربھہ سموَرتت تاگرے الخ[۵۱] منتر کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "یہ منتر نیا ہے اور (وید کے حصہ) چھند سے متعلق ہے" یہ بات کبھی کسی طرح عقل میں نہیں آتی - پھر وہ کہتے ہیں کہ ویدوں کے دو حصے ہیں - ایک چھند اور دوسرا منتر - اس میں سے چھند وہ اسکو[۵۲] بتاتے ہیں کہ جس میں ایسی معمولی باتیں بیان کی گئی ہوں جو بلند عقل یا اعلیٰ فکر کا نتیجہ نہ ہوں اور جن میں خیالات کی بلند پروازی اور صنعت نہ پائی جاوے یعنی کچھ ایسی باتیں ہوں کہ جیسے کسی جاہل کے منہ سے کوئی اٹکل پچو بات نکل پڑی ہو - اُن کے خیال میں اس حصہ کو بنے غایت درجہ ۳۱۰۰ برس اور منتروں کی تصنیف کو ۲۹۰۰ برس ہوئے ہیں - چنانچہ اِس امر کے حوالہ میں وہ یہہ منتر پیش کرتے ہیں :- اگنی پوروے بھر رشی بھر رِیڈیو نوتنیر اُوت الخ[۵۳] - اُن کا یہ خیال بھی بیجا اور غلط ہے - کیونکہ اُنھیں لفظ "ہرنیہ گربھہ" کے معنی کا علم نہیں ہے - اس لفظ کے معنی کے متعلق حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں -

> چھند اور منتر ویدوں کے دو حصے نہیں ہیں

---

۵۱ رگوید اشٹک ۸ - ادھیائے ۷ - ورگ ۳ - منتر ۱ - مترجم

۵۲ دیکھو میکسمولر کی کتاب انگریزی موسومہ History of Ancient Sanskrit Literature صفحہ ۵۲۶ وغیرہ جہاں وہ چھندوں کی تعریف میں Primitive Strains (ابتدائی کوشش معمولی نگاری) Simple (سیدھی سادی باتیں) اور Spontaneous ناتراشیدہ کلام وغیرہ الفاظ تحریر فرماتے ہیں - مترجم -

۵۳ رگ وید اشٹک ۱ - ادھیائے ۱ - ورگ ۱ - منتر ۲ - مترجم ۵۴ پروفیسر میکسمیولر اور دیگر یوروپ کے سنسکرت دانوں نے ہرنیہ گربھہ کے معنی سُنہری تخم یا بیچ کیا ہے جو بالکل بیمعنی ہے - میڈم بلیوٹسکی بانی تھیوسوفیکل سوسائیٹی بھی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۵۱)

خلاصہ ہرنیہ گربھ وغیرہ آنیسے منتر نئی نہیں ہو سکتے

"ہرنیہ جیوتی کا نام ہے اور جیوتی امرت کو کہتے ہیں اسلئے ہرنیہ امرت (نجات) کا نام ہے" {شت پتھ براہمن - کانڈ ۶ - ادھیائے ۷}

"کیش کرنوں کو کہتے ہیں اور جو کیشوں والا ہو اُسے کیشی کہتے ہیں - کیش کاشن (چمکنے) اور پرکاشن (روشن کرنے) سے بنتا ہے - پس کیشی جیوتی کو کہتے ہیں"

{نرکت ادھیائے ۱۲ - کھنڈ ۲۵}

"ہرنیہ یش (نیکنامی یا ناموری) کا نام ہے" {ایتریہ براہمن پنچکا ۷ - کھنڈ ۱۳}

"اُس پرش کا نام جیوتی ہے - اسلئے جیوتی آتما کا نام ہے" {شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴ - ادھیائے ۷}

"جیوتی اِندر اور اگنی کا نام ہے" {شت پتھ - براہمن کانڈ ۱۰ - ادھیائے ۴}

اسلئے ہرنیہ گربھ کے یہ معنی ہوئے (۱) وہ جسکا گربھ یا سوروپ (ذات وماہیت) جیوتی یا وگیان (علمِ حقیقی) ہے - (۲) ہرنیہ یعنی جیوتی (پرکاش یا نور) اور امرت (موکش یا نجات) اور کیش (سورج وغیرہ روشن اجرام) اور یش (ست کیرتی یعنی سچی ناموری و شہرت) اور آتما (جیو) - اِندر (سورج) اور اگنی (اجرامِ گرم) یہ سب جسکے گربھ یعنی سامرتھ (قدرت) میں ہوں وہ ہرنیہ گربھ پرمیشور ہے - اسلئے لفظ ہرنیہ گربھ کے استعمال سے ویدوں کا اعلیٰ اور قدیم ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ جدید ہونا اور اسی وجہ سے اُن کا یہ کہنا کہ لفظ "ہرنیہ گربھ" کے استعمال سے منتر بھاگ (حصۂ منتر) کا جدید ہونا ظاہر ہوتا ہے اور اُس کے پُرانے یا قدیم ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا محض بے بُنیاد اور غلطی پر مبنی ہے - اِسی طرح ان کا یہہ بیان کہ اگنی پورو بھر الخ سے منتر بھاگ کا جدید ہونا پایا جاتا ہے ویسا ہی بے بُنیاد ہے - کیونکہ ایشور تری کال درشی یعنی تینوں زمانوں کا حال جاننے والا ہے (۱) منتر کے یہ معنی ہیں کہ "مجھ ایشور کی زمانۂ ماضی و حال و نیز زمانۂ آیندہ میں منتروں کے مطالب کو کما حقہٗ جاننے والے رشی منتر اور پران (زبور) سے یا ولیل (تنگ) سے ستُتی (حمد و ثنا) کرتے رہے ہیں اب کرتے ہیں اور آیندہ بھی کریں گے" اِس میں کوئی اعتراض کی بات نظر نہیں آتی - علاوہ ازیں جو لوگ وید اور شاستروں کو پڑھکر اور پوری

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۵۰) اِس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ پروفیسر میکسمیولر نے لفظ ہرنیہ گربھ کا ترجمہ غلط کیا ہے (دیکھو مہرشی سوامی دیانند سرسوتی کا جیون چرتر مصنفہ پنڈت لیکھرام مرحوم صفحہ ۸۵۳) اسکے علاوہ پنڈت گورو دت جی ایم - اے نے بھی لفظ ہرنیہ گربھ کی نسبت لکھا ہے کہ میکس میولر وغیرہ نے اس لفظ کا ترجمہ بالکل غلط کیا ہے - (دیکھو ویدک میگزین ماہ ستمبر ۱۸۹۰ء مضمون "ویدک ٹرمنالوجی" کی آخری بحث صفحہ ۷۸) - مترجم

عالم بنکر دوسروں کو پڑھاتے ہیں اُن کو پراچین (مُتقدّمین) کہتے ہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ نوین (مُتاخّرین) کہلاتے ہیں۔ اِسلئے ان دونوں قسموں کے رشیوں کا ممدوح اگنی (پرمیشور) ہے۔ یہ بھی معنی ہو سکتے ہیں۔

اِس بارہ میں نِرکت کا حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے۔

منتروں کے سمجھنے کیلئے خوض وفکر اور دلیل کی ضرورت

"منتر کے جملے یعنی پد (لفظ یا بڑا دی علامات)۔ شبد (لفظ)۔ اکشر (حرف) جو صفت و موصوف کے تعلق سے باہم ایک جگہ ملے ہوئے یا جمع ہوتے ہیں اُن کے معنی کا معلوم کرنا چنتا (غور) کہلاتا ہے۔ انسان کو کامل علم کے لئے اس طرح دلیل (ترک) کرنی چاہیئے کہ اس منتر کا مطلب کیا ہوگا؟۔ اس طرح سوچنے یا خوض کرنے کو اُوہا کہتے ہیں۔ صرف منتر سنکر یا محض دلیل (ترک) سے منتروں کی معنی کو بیان کردینا کافی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ محل و موقع کے مناسب آگے اور پیچھے کے تعلق و ربط کو دیکھ کر معنی کرنے چاہئیں۔ اِن منتروں کا اُن لوگوں کو جو رشی (یعنی منتر کے معنی کو باطن کی آنکھ سے دیکھنے والے) اور تپ (ریاضت یا محنت) کرنیوالے نہیں ہیں اور نیز اشُدھ (ناپاک) انتہ کرن (باطن) والے جاہلوں کو واقعی علم نہیں ہوتا جب تک انسان مُقدّم و مؤخر کو سمجھنے کی لیاقت حاصل نہ کرلے اور منتروں کی معنے کو اچھی طرح صاف نہ کرلیوے اور اپنے ہمجنسوں میں بلحاظ مہارتِ علوم قابل تعریف اور اعلیٰ درجہ کا عالم نہ ہو جاوے۔ تب تک وہ اچھی طرح اُوہا یعنی خوض وفکر کے ساتھ عُمدہ ترک (دلیل) سے وید کے معنی بیان نہیں کرسکتا۔ اِس موقع پر ایک اِتہاس (روایت) بیان کرتے ہیں کہ "زمانۂ قدیم میں ایک بار کچھ لوگ رشیوں یعنی منتروں کے مطالب کو ذہن نشیں کئے ہوئے عالموں کے پاس گئے اور اُن عالموں سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ ہم میں سے کون رشی بنیگا؟"۔ رشیوں نے اِس خیال سے کہ اُن کو سچ اور جھوٹ کی تمیز کے ذریعہ سے ویدوں کے مطالب سمجھنے کی لیاقت ہو جاوے اُنھیں ترک رشی (یعنی دلیل کرنیکا علم) عطا کیا اور کہا تمھارے درمیان دلیل ہی رشی (ہونیکا نشان) ہوگا۔ اب وہ ترک (دلیل) کیا شئے ہے؟ منتروں کے معنی پر چنتا (غور) اور اُوہا (خوض) کرنے کو جن کے ذریعہ سے منتروں کے مطالب کُھلتے ہیں دلیل کہتے ہیں۔ اِس سے ثابت ہوا کہ جو صاحبِ فکر وتمیز اور علم و ہُنر سے ماہر انسان اُوہا (خوض) کرتا ہے اور وید کے معنی پر چنتا (غور) کرتا ہے۔ اُسی پر آرش گرنتھ یعنی رشیوں کی کی ہوئی تفسیر وید کا منشا عیاں و روشن ہوتا ہے۔ مگر کم علم اور کوتاہ عقل پُر تعصب انسان کی سوچی یا بچاری ہوئی بات اَنارش یعنی جھوٹ ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کی تعظیم و توقیر کسی کو نہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اُسکے انرتھ (بےمعنی) ہونے

پر اُس کی قدر و منزلت کرنے سے لوگوں میں آنرتھ پھیل جائیگا"۔ {نرکت ادھیائے ۱۳ - کھنڈ ۱۲}

رگ وید دوسرے منتر بسلسلہ پورو اور نوتن کی تشریح

"قدیم یعنی پہلے پیدا ہوئے رشیوں کا دلیلوں سے اور نیز نئے یعنی موجودہ لوگوں کا اور آئندہ ہونے والی نسلوں کا الغرض تینوں زمانوں کی لوگوں کا ممدوح اگنی (پرمیشور) ہے"۔ پس یقین رکھنا چاہیئے کہ اس کی علاوہ اور کوئی شئے کسی شخص کا ممدوح یا معبود نہیں ہے۔ اس منتر کا ترجمہ اس طرح کیا جاوے تو بالکل ٹھیک ہی اور اس سی ویدوں پر نئے ہونیکا الزام بھی نہیں آسکتا۔

اِسکا دوسرا ترجمہ (یہہ بھی ہوسکتا ہی)

"رشی سے پران (انفاس) مراد ہیں" {ایتریہ براہمن پنچکا ۲ - کھنڈ کا ۴}۔

"پہلے زمانہ یا حالت علت میں موجود پرانوں (انفاس) کے ذریعہ سے اور نئے یعنی حالت معلول میں وجود کے اندر موجود پرانوں سے بذریعہ سمادھی یوگ (مراقبہ) کے سب عاملوں کو اُس اگنی (پرمیشور) ہی کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اُس سی اعلیٰ درجہ کی بہبودی حاصل ہوتی ہے"۔

ویدوں کی چھند نگم منتر اور شرتی بھی کہتے ہیں

اسی طرح چھند اور منتر کو دو حصہ بتانا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ چھند وید نگم منتر شرتی یہ سب مترادف الفاظ ہیں۔ ان میں سے چھند کے کئی معنی ہیں۔ مثلاً وید کی گائتری وغیرہ بحروں کا نام چھند ہے اور ویدوں کے علاوہ معمولی زبان میں آریہ وغیرہ کو بھی چھند کہتے ہیں۔ کہیں آزادی یا آزادروی کا مترادف بھی آتا ہی۔ اسکی بابت یاسک آچاریہ نے لکھا ہے کہ "منتر۔ منن (بمعنی سوچنا یا جاننا) اور چھند۔ چھادن (بمعنی ڈھانپنا یا حفاظت کرنا) اور ستوم ستون (بمعنی تعریف کرنا) سے اور یجر یجتی (بمعنی ملانا) سے بنتا ہے"۔ {نرکت ادھیائے ۷ - کھنڈ ۱۲} جہالت وغیرہ دکھوں کو دور کرنے اور سکھوں کو پھیلانے یا بڑھانے (آچھادن) سے ویدوں کا نام چھند ہے۔ اِس کی علاوہ اُنادی کوش کا منتر ہے کہ

"चदि چد دھاتو (مصدر) سے آدیش (ایزادی علامت) کرکے اور چ च کو چھ छ ہو کر چھند بن جاتا ہے"۔ {اُنادی کوش پاد ۴ - سوتر ۲۱۹}

असुन
چد चदि مصدر کے معنی خوش ہونا اور روشن ہونا ہیں۔ اِس مصدر سی علامت "اسن" ایزاد ہو کر اور چ च کی جگہ چھ छ آجانے سے لفظ چھندس بن جاتا ہے۔ چونکہ ویدوں کو پڑھ کر انسان تمام علوم سے ماہر اور مسرور ہوتا ہے اور تمام مطالب سی آگاہ اور عالم کامل بن جاتا ہے۔ اسلئے ویدوں کو چھند کہتے ہیں۔ "چھند دیو (منتر) ہیں۔ اور یہ تمام کائنات چھندوں ہی سی قائم ہے"۔ {شت پتھ براہمن کانڈ ۸ - ادھیائے ۲}

"یہہ چھند ہی دیوتا ہیں" [شت پتھ براہمن کانڈ ۸ ادھیاے ۳]

منتر مصدر मन्त्र کے معنی "خلوت میں گفتگو کرنا" یا "راز مخفی کو بیان کرنا" ہیں اس مصدر سے اُنادی سُوتر کے بموجب علامت "گھیں" पद ایزاد ہوکر لفظ منتر بنتا ہے جسمیں مخفی مطالب کا بیان ہو اُسکو منتر یعنی وید کہتے ہیں۔ وید کے اجزا کا نام بھی منتر ہے اور اسکے منتر کے اور بھی کئی معنی ہیں مثلاً مصدر "مَن" मन بمعنی علم ہونا سے اُنادی کوش پاد ۴ سُوتر ۱۵۹ کے بموجب علامت "شٹرن" ایزاد کرکے لفظ منتر بنجاتا ہے جسکے ذریعہ سے یا جسپر انسان اشیا حقیقی کا علم حاصل کرتا ہو اُسی منتر یا وید کہتے ہیں اور اُس کے اجزا مثلاً اگنی میلے پروہتم[1] الخ وغیرہ کا نام بھی منتر ہے۔

گائتری وغیرہ چھندوں (بحروں) والے منتروں کا نام جسمیں مطالب کو عیاں و بیان کرنیکی صفت دیوتا بھی ہے۔ اسلیے چھند ہی دیو (یا منتر) ہیں۔ انہی چھندوں یعنی ویدوں اور وید منتروں سے[2] جو میں تمام علوم اور صنائع (کریا) موجود ہیں اس تمام کائنات با صنعت کو اُس ایشور نے بنایا اور دیا ہے۔ چونکہ چھندوں سے تمام علوم ظاہر و مخفی ٹھیک ٹھیک معلوم اور مفہوم ہوتے ہیں اسلیے چھند اور وید اور مَنَن (بمعنی علم) سے مشتق ہونیکی وجہ سے منتر بھی باہم مترادف الفاظ ہیں۔ اسی طرح بقول منوسمرتی شرتی بھی وید ہی کا نام سمجھنا چاہیے اور بقول نرکت نگم بھی ویدوں کا نام ہے۔ اسلیے شرتی۔ وید۔ منتر۔ نگم سب مترادف ہیں جس سے تمام علوم کو سنتے آئے ہیں اُسکو شرتی کہتے وہی وید ہے اور انہی کا نام منتر ہے۔ علیٰ ہذا جس میں تمام علوم کو پاتے یا جانتے یا اُن کو حاصل کرتے ہیں اُسے نگم یعنی وید سمجھنا چاہیے۔

اسی طرح ویاکرن کے بموجب بھی چھند۔ منتر اور نگم مترادف الفاظ ہیں۔ (دیکھو اشٹادھیائی ادھیاے پاد سوتر ادھیاے پاد سوتر ادھیاے پاد سوتر ۹)۔ اسلیے سمجھنا چاہیے کہ چھند وغیرہ الفاظ کے مترادف تھا جو شخص ان میں فرق بتلاتا ہو اُس قول کی سند نہیں ہوسکتی۔

مضامین وید کی بحث ختم ہوئی

۱؎ رگ وید کا پہلا منتر۔ مترجم۔ ۲؎ یعنی ان علمی اصول کی بموجب جو وید منتروں میں بیان کیے گئے ہیں۔ مترجم۔

اصطلاحِ وید بحث

سوال - وید کن کا نام ہے؟
جواب - منتر سنہتا کا۔

وید صرف منتر سنہتا کا ہے براہمنوں کا نہیں

سوال - کاتیاین رشی کا قول ہے کہ منتر اور براہمن دونوں کا نام وید ہے۔ تو اس صورت میں براہمن بھی وید ہیں کیوں نہیں مانتے؟
جواب - ایسا نہیں کہنا چاہیئے۔ کیونکہ براہمنوں کا نام وید نہیں ہو سکتا۔ اس میں حسب ذیل دلیلیں ہیں :-

(۱) براہمنوں کا نام پران اور اتہاس ہے۔
(۲) وہ وید کے ویاکھیان (شرح) ہیں۔
(۳) ان کے مصنف رشی ہیں۔
(۴) وہ ایشور کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔
(۵) سوائے ایک کاتیاین رشی کے اور کسی رشی نے ان کو وید کے نام میں شامل نہیں مانا۔
(۶) ان کی تحریر انسانی عقل کی صنعت کا نشان دیتی ہے۔
(۷) جس طرح براہمنوں میں انسانوں کے دنیوی اتہاس (سوانح) نام سمیت پائی جاتی ہیں۔ منتر سنہتاؤں میں ان کا نام و نشان بھی نہیں۔

سوال - یجروید وغیرہ میں - تریایُشم جمدگنے کشیپسیہ[ل] الخ وغیرہ ایسے منتر پائی جاتی ہیں جن میں رشیوں کے نام آتے ہیں اسلئے بلحاظ اتہاس منتر اور براہمن یکساں نظر آتے ہیں۔ پھر آپ براہمنوں کو بھی اصطلاح وید میں شامل کیوں نہیں مانتے؟
جواب - ایسا شک مت کیجئے۔ یہاں جمدگنی اور کشیپ - جسم والے انسانوں کے نام نہیں ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں حسب ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :-

(۱) "آنکھ کا نام جمدگنی رشی ہے۔ کیونکہ اس سے دنیا کا مشاہدہ اور منن (علم باغور) کرتے ہیں۔ اسلئے آنکھ ہی جمدگنی رشی ہے"۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۸ - ادھیاے ۱]

[ل] یجروید - ادھیاے ۳ - منتر ۶۲ - مترجم

(۲) "کشیپ کورم کو کہتے ہیں اور کورم پران کا نام ہے" (شت پتھ براہمن کانڈ ۷ - ادھیائے ۵) اسلئے کورم[1] اور کشیپ دونوں پران کے مترادف ہیں کیونکہ پران جسم کی ناف میں بشکل کورم (کچھوا) قایم ہے - اِس منتر میں ایشور سے پرارتھنا (استدعا) کی گئی ہے کہ

"اے جگدیشور! آپ کی عنایت سے ہماری آنکھوں (جمدگنی) اور پران (کشیپ) کی ترگنی یعنی تین سو برس کی عمر ہو (یہاں آنکھ تمثیلاً لی گئی ہے - گویا مراد یہہ ہے کہ ہماری آنکھ وغیرہ اِندریاں (قواء احساس) اور پران اور من وغیرہ تین سو برس تک تندرست قائم رہیں) - اِس منتر میں لفظ "دیو" آیا ہے اُس کی نسبت شت پتھ براہمن کانڈ ۳ - ادھیائے ۷ میں لکھا ہے کہ "دیو ودوان (عالم) کو کہتے ہیں" اسلئے لفظ "دیو" کے معنی عالم ہیں) - جس طرح عالم اپنے علم و فضل کے وسیلہ سے ترگنی عمر پاتے ہیں اسی طرح ہماری عمر بھی اِندریوں اور من کی صحت اور سکھ کے ساتھ ترگنی ہووے تاکہ ہم سکھ کے ساتھ اُسقدر عمر کو بھوگیں"۔

اِس منتر سے ایک اور اُپدیش (سبق) بھی حاصل ہوتا ہے یعنی اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر برہمچریہ وغیرہ عمدہ اصول کی پابندی کی جائے تو انسان کی عمر (عمر طبعی یا سو برس سے) ترگنی تک بڑھ سکتی ہے۔

ویدوں میں کہانیاں نہیں

اب اس تمام بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ جمدگنی وغیرہ الفاظ ویدوں میں بامعنی الفاظ ہیں یعنی وہ ضرور کچھ نہ کچھ معنی رکھتے ہیں - پس منتر سنہتا میں اِتہاس (تواریخی سوانح) کا نام و نشان بھی نہیں ہے اور سائنا چاریہ وغیرہ نے جو وید پرکاش[2] وغیرہ کتابوں میں جہاں تہاں اِتہاس بیان کئے ہیں وہ محض غلطی پر مبنی ہیں -

یہ بھی یقین رکھنا چاہیئے کہ پران اور اِتہاس وغیرہ نام براہمنوں کے ہیں نہ کہ برہم ویورت اور شریمد بھاگوت وغیرہ کے -

سوال - برہم یگیہ ودھان کے سلسلہ میں کہیں کہیں براہمنوں اور سوتروں کے اندر ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں کہ "یدبراہمنانی اِتہاسان پرانانی کلپان - گاتھا - نار اشنسی" اور اِن کی بنیاد اتھروید میں بھی پائی جاتی ہے - (دیکھو اتھروید - کانڈ ۱۵ - پرپاٹھک ۳۰ - انوواک ۱ - منتر ۴) اسلئے براہمنوں سے علاوہ بھاگوت وغیرہ کتابوں کی اِتہاس وغیرہ اِصطلاح کیوں نہیں مانتے؟ -

جواب - ایسا مت کہئے - کیونکہ اِن حوالوں سے براہمنوں ہی کا نام اِتہاس وغیرہ پایا جاتا ہے (بقیہ)

[1] کورم ایک پران کا نام بھی ہے جیسا کہ پیشتر پرانوں کی تشریح میں ۴۲ صفحہ پر لکھا گیا ہے - مترجم

[2] وید پرکاش سائنا چاریہ کے بنائی ہوئی ویدوں کے بھاشیہ (تفسیر) کا نام ہے مترجم

پُران اِتہاس وغیرہ براہمن ہیں نہ کہ بھاگوت وغیرہ

شریمد بھاگوت وغیرہ کا۔ وجہ یہہ ہے کہ بُراہمنوں میں اتہاس موجود ہیں۔ مثلاً ایسا لِکھا ہے کہ "ایکبار دیو (عالموں) اور اسُروں (جاہلوں) میں لڑائی ہوئی تھی" اور مُندرجہ ذیل مقامات پر دُنیا کی ابتدا کا ذِکر پایا جاتا ہے۔

۱- "اے عزیز! وہ پرمیشور اِس دُنیا سے پیشتر موجود تھا۔ وہ اپنی ذات سے ایک اور بیعدیل تھا"

{چھاندوگیہ اُپ نشد[ف۱] پرپاٹھک ۶}

۲- "اِس (کائنات) سے پہلے صرف ایک آتما (پرمیشور) ہی تھا اور کوئی دوسری چیز (قابلِ تمیز) نہ تھی"

{ایتریہ[ف۲] آرنیک اُپ نشد ادھیائے ۱- کھنڈ ۱}

۳- "اِس سے پیشتر مُحیطِ کُل پرمیشور ہی تھا" {شت پتھ براہمن کانڈ ۱۱- ادھیائے ۱}

۴- "اِس سے پہلے یہہ (کائنات) کُچھ بھی (قابلِ بیاں یا قابلِ تمیز) نہ تھی"

{شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴- ادھیائے ۱- براہمن ۱- کنڈکا ۱}

اِس قسم کا جسقدر مضمون بُراہمنوں کے اندر پایا جاتا ہے اُس کو پُران سمجھنا چاہئے۔ منتر کے معنے اور نفس مضمون (سامرتھ) کو بیان کرنے کا نام کلپ ہے۔ مثلاً

"اِیشے تورجے توا۔" الخ بارش کے لئے کہا گیا ہے۔ کیونکہ جب یہ کہتے ہیں کہ اِیشے توا اُورجے توا۔ تو اِس سے یہہ مُراد ہوتی ہے کہ جو بارش سے اناج پیدا ہوتا ہے وہ اِس منتر کا نفس مضمون ہے۔ سوِتا دیوتاؤں کے پیدا کرنیوالے کو کہتے ہیں یعنی ایشور سب مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے"۔

{شت پتھ براہمن کانڈ ۱- ادھیائے ۷}-

یہ کلپ کی مثال ہوئی۔

گاتھا اُسے کہتے ہیں کہ جو سوال وجواب کی صورت میں گفتگو ہو۔ مثلاً شت پتھ براہمن میں یاگیہ ولکیہ اور جنک کی باہمی گفتگو اور گارگی۔ میتریئی وغیرہ کے سوال وجواب پائے جاتے ہیں۔

ناراشنسی کی بابت یاسک آچاریہ یوں فرماتے ہیں کہ:-

ف۱ یہ اُپ نشد سام وید کے براہمن کا ایک جُزو ہے۔ سام وید کے براہمن میں جسکو چھاندوگیہ براہمن بھی کہتے ہیں دس پرپاٹھک ہیں۔ اُن میں سے پہلے دو پرپاٹھکوں کا نام چھاندوگیہ منتر براہمن مشہور ہے اور باقی ۸ پرپاٹھک چھاندوگیہ اُپ نشد کے نام سے مشہور ہیں۔ مُترجم

ف۲ ایتریہ براہمن رگوید سے متعلق ہے۔ اُسکے دوسرے آرنیک کے چوتھے اور چھٹے ادھیایہ کا نام ایتریہ اُپ نشد ہے۔ مگر اُپ نشد کی صورت میں اسکی تین ادھیاؤں پر تقسیم کیجاتی ہے اور پہلے ادھیایہ کو تین کھنڈوں پر تقسیم کیا جاتا ہے باقی دو ادھیاؤں کی کھنڈ نہیں ہوتا۔ مُترجم

"جس میں انسان کی تعریف کی گئی ہو یا جس کی انسان تعریف کریں اُس کو ناراشنسی کہتے ہیں"۔

{ نرکت ادھیائے ۸۔ کھنڈ ۶ }

اسلئے براہمن اور نرکت وغیرہ کتابوں میں جو کتھائیں (کہانیاں) آئی ہیں اُن کو ناراشنسی سمجھنا چاہئے نہ کہ اُن کے علاوہ کسی اور چیز کو۔

اِن موقعوں پر یہ معلوم رہے کہ براہمن اصلی شے یا کتاب (سنگئی = موسوم) اور اتہاس وغیرہ اسکے نام (سنگیا = اسم یا اصطلاح) ہیں۔ یعنی براہمنوں ہی کو اتہاس۔ پران۔ کلپ۔ گاتھا۔ اور ناراشنسی سمجھنا چاہئے۔

اسکے متعلق اور بھی حوالے ہیں۔

"واکیہ (مضمون یا کلام) کی تقسیم (ترتیب کے لحاظ سے (کسی بات کو مکرر کہنے میں عیب نہیں ہے)"۔

{ نیائے درشن ادھیائے ۲۔ آہنک ۱۔ سوتر ۶۰ }

"براہمنوں میں لوکک (عام زبان سے تعلق رکھنے والے) الفاظ ہیں نہ کہ ویدک (وید سے خصوصیت رکھنے والے) اور اُن میں تین قسم کی تقسیم پائی جاتی ہے"۔

{ واتسیاین رشی کی شرح۔ سوتر مندرجہ بالا پر }

"ودھی [1] - ارتھ واد [2] - اور انوواد [3] - کلام یا مضمون کی یہہ تین قسمیں ہیں"۔

{ نیائے درشن۔ ادھیائے ۲ - آہنک ۱ - سوتر ۶۱ }

"براہمنوں کا مضمون تین قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) ودھی وچن (حکم یا ہدایت)۔ (۲) ارتھ واد وچن (تشریح کلام یا مضمون)۔ (۳) انوواد وچن (تکرار بیان یا الفاظ دیگر)"۔

{ واتسیاین رشی کی شرح سوتر مندرجہ بالا پر }

۱۔ "ودھی ودھان (ہدایت یا حکم) کو کہتے ہیں"۔ { نیائے درشن ادھیائے ۲۔ آہنک ۱۔ سوتر ۶۲ }

"جسمیں ہدایت۔ حکم یا تحریک پائی جائے اُسی ودھی کہتے ہیں۔ گویا ودھی کسی امر کی تدبیر صائب یا ہدایت العمل کا نام ہے۔ مثلاً جسے سُکھ کی خواہش ہو وہ اگنی ہوتر کرے۔ براہمن کا یہ قول بمنزلہ ودھی ہے"۔ { واتسیاین کی شرح سوتر مندرجہ بالا پر }

۲۔ "ارتھ واد - ستتی (فائدے بیان کرنا) - نندا (نقصان بیان کرنا) - پرکرتی (نظیر) اور پراکلپ (تاریخی مثال) کو کہتے ہیں"۔ { نیائے درشن - ادھیائے ۲ - سوتر ۶۳ }

(۱) ودھی (ہدایت یا حکم) کے نتیجے یا اجر کو بیان کرنا ستتی کہلاتا ہے۔ جس کام کی ہدایت

کی جاوے اُسکے اجر کی تعریف کرنے سے شردھا (عقیدت) پیدا ہوجاتی ہے اور اجر یا انعام کو سنکر انسان اس کام میں تندہی سے مشغول ہوتا ہے۔ مثلاً سب (اندریوں یعنی حواس وغیرہ) کو مغلوب کر ڈالنے دیوتاؤں (عالیوں) نے سب کو جیت لیا۔ ایسا کرنیسے ہی سب مرادیں حاصل اور سب پر فتح نصیب ہوتی ہے یعنی جو ایسا کرتا ہے وہ سب پر فتح پاتا ہے۔ وغیرہ۔

(۲) بُرے کام کے بد نتیجے کو اس نیت سے بیان کرنا کہ انسان اُس سے باز آئیں اور بدی کے راستے پر نہ چلیں نندا کہلاتا ہے۔ مثلاً تمام یگیوں میں جیوتشٹوم یگیہ مقدم ہے۔ جو شخص اس یگیہ کو نہ کرکے دوسری یگیہ کو کرتا ہے وہ گڑھے میں گرتا ہے اور زوال پاتا ہے وغیرہ۔

(۳) دوسرے شخص کی نظیر بیان کرکے نقصان (وفوائد) کو جتلانا پرکرتی کہلاتا ہے۔ مثلاً بعض ہون کرکے سُرُوے سے چکنائی کو پانی کے برتن میں اُتارنے جاتے ہیں اور بعض گھی کا قطرہ ڈھلکا دیتے ہیں مگر چرک ادھورریو (علم طب کے مشہور عالم چرک رشی کی ہدایت کے مطابق یگیہ کرنیوالے) ہمیشہ پانی میں گھی کا قطرہ ہی گراتے ہیں کیونکہ اُن کا قول ہے کہ گھی کے قطرے آگ کا پران (نفس) ہوتے ہیں۔

(۴) تواریخی مثال کو نظیراً بیان کرنا پُراکلپ کہلاتا ہے۔ مثلاً چونکہ براہمن لوگ ہمیشہ ہون کرتے ہوئے سام وید کے منتروں سے (ایشور کی) ستُتی (حمد وثنا) کرتے رہے ہیں۔ اسلئے ہمیں بھی اس یگیہ کو کرنا چاہئیے" {شرح واتسیاین سُوتر مندرجہ بالا پر}

پرکرتی اور پُراکلپ کو ارتھ واد میں اس وجہ سے شامل کیا گیا ہے کہ ستُتی سے کسی چیز کے نتیجہ نیک یا فوائد اور نندا سے نتیجہ بد یا نقصان کو بیان کرنے اور دوسروں کی نظیر دینے سے بات کی تشریح ہوجاتی ہے۔ اسلئے دوسروں کے تجربہ سے نصیحت (پرکرتی) اور پُرانی نظیر سے عبرت (پُراکلپ) بمنزلہ ارتھ واد ہیں۔

۳۔ "جس بات کی ودھی (ہدایت) کی گئی ہو اُسکو مکرر بیان کرنا انوواد کہلاتا ہے"۔
{نیائے درشن ادھیائے ۲۔ آہنک ۱۔ سُوتر ۶۴}

" ودھی (ہدایت) کو دوبارہ بیان کرنا اور اُس ہدایت کے منشاء کو دوہرانا دونوں انوواد ہیں پہلے کا نام شبد انوواد اور دوسرے کو ارتھ انوواد کہتے ہیں"۔ [شرح واتسیاین سُوتر مذکورہ بالا پر]

" ایتیہیہ۔ ارتھاپتی۔ سمبھو اور ابھاؤ بھی پرمان (دلائل) ہیں اسلئے چار ہی (پرمان) نہیں ہیں"۔ [نیائے درشن ادھیائے ۲۔ آہنک ۲۔ سُوتر ۱]

" پرمان چار ہی نہیں ہیں کیونکہ ایتیہیہ - ارتھاپتی - سمبھو اور ابھاو بھی پرمان ہیں۔
ایتیہیہ اُسے کہتے ہیں کہ جو بات مشہور چلی آتی ہو یعنی جس کے راوی کا پتہ نہ ہو مگر یکے بعد دیگرے سلسلہ وار یہی روایت چلی آتی ہو کہ ایسا کہا گیا تھا" [شرح واتسیاین سوتر بالا پر]
اس پرمان سے بھی اتہاس وغیرہ نام براہمنوں ہی کے ہو سکتے ہیں نہ کہ کسی اور کے۔

براہمنوں میں وید منتروں کی شرح درج ہے

اس بارہ میں یہ بھی دلیل ہے کہ براہمن وید کے ویاکھیان (شرح) ہیں اسلئے اُن کا نام وید نہیں ہو سکتا - کیونکہ منتروں کا حوالہ دیکر براہمنوں میں ویدوں کی شرح کی گئی ہے - مثلاً شتپتھ براہمن کانڈ ا - ادھیائے ۷ میں (یجرُوید کے سب سے پہلے منتر کے چند الفاظ) بطور حوالہ اس طرح لکھے ہیں - ایشے تورجے توا (اتی = الخ)۔
سکے متعلق مہابھاشیہ کے مصنّف کی بھی یہی رائے ہے - چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ
" (سوال) (اس ویاکرن یعنی صرف ونحو کی کتاب میں) کن الفاظ کی تعریف کی گئی ہے؟ -
(جواب) لوکک (عام زبان) کے اور ویدک (وید سے خصوصیت رکھنے والے) الفاظ کی -

پتنجلی اور پانینی منی براہمنوں کو وید سے جدا مانتے ہیں

ان میں سے لوکک الفاظ حسب ذیل ہیں :—
گئو (گائے) - اَشو (گھوڑا) - پُرش (انسان) - ہستی (ہاتھی) - شکنی (پرند) مرگ (ہرن) - براہمن وغیرہ وغیرہ
اور ویدک الفاظ حسب ذیل ہیں :—
شنو دیوی ربھشٹیہ [1] الخ - ایشے تورجے توا [2] الخ - اگنِ میلے پروہتم [3] الخ - اگن آیاہی ویتیئے [4] الخ - وغیرہ"
اگر براہمنوں کا نام بھی وید ہوتا تو اُن کی بھی کوئی مثال دیجاتی - اسلئے مہابھاشیہ کے مصنّف نے صرف منتر سنہتا کا نام وید مان کر ویدک الفاظ کی مثال میں وید کے پہلے پہلے منتروں کے ٹکڑے لکھے ہیں اور لوکک الفاظ کی مثال میں جو گائے - گھوڑا وغیرہ الفاظ لکھے ہیں وہ براہمن وغیرہ کتابوں ہی سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ اس قسم کے الفاظ اور عبارت انہی کتابوں میں پائی جاتی ہے -
اسی طرح پانینی منی نے اشٹادھیائی ادھیائے ۲ - پاد ۳ - سوتر ۶۰ و ادھیائے ۲ - پاد ۳ - سوتر ۶۲ و

[1] اتھروید کے پہلے منتر کے شروع کے الفاظ ہیں - مترجم -
[2] یجرُوید کے سب سے پہلے منتر کا ٹکڑا ہے - مترجم -
[3] رگ وید کے سب سے اوّل منتر کے ابتدائی الفاظ ہیں - مترجم
[4] سام وید کے شروع کے منتر کے پہلے الفاظ ہیں - مترجم -

ادھیائے ۴ - پاد ۳ - سوتر ۱۰۵ میں وید اور براہمن کو جدا جدا مان کر ہی قواعد بنائے ہیں چنانچہ آخری سوتر مذکورہ بالا کا یہ منشاء ہے کہ "پران یعنی قدیم برہما وغیرہ رشیوں کی بنائی ہوئی - براہمن و کلپ کی کتابیں وید کے ویاکھیان (شرحیں) ہیں" اسلئے پران اور اتہاس انہی کتابوں کا نام ہے - اگر چھند اور براہمن دونوں کا نام وید ہوتا تو (اشٹا دھیائی کی) ادھیائے ۲ - پاد ۳ - سوتر ۶۲ میں یہ کہنا کہ "چھندوں میں ایسا ہوتا ہے" فضول تھا - کیونکہ اس سوتر سے ایک سوتر اوپر یعنی ۶۱ ویں سوتر میں ابھی کہہ چکے ہیں کہ براہمن میں ایسا ہوتا ہے (یعنی جبکہ ۶۱ ویں سوتر میں چھند کیلئے خاص قاعدہ موضوع کیا اور ۶۰ ویں سوتر میں براہمن کیلئے خاص قاعدہ بتلایا تو اس سے چھند اور براہمن دو مختلف کتابیں ہونا صاف ثابت ہے) اس سے ہی معلوم اور ثابت ہوا کہ براہمنوں کا نام وید نہیں ہے برہم براہمنوں کا نام ہے مثلاً لکھا ہے کہ

لفظ براہمن کی تشریح

"برہم سے براہمن اور راجنیہ سے کشتری مراد ہے" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳ - ادھیائے ۱]

"برہمن اور براہمن دونوں مترادف الفاظ ہیں" - [ویاکرن مہابھاشیہ ادھیائے ۵ - پاد ۱ - آہنک ۱]

اسلئے چاروں ویدوں کی جاننے والی برہم یعنی براہمن مہرشیوں نے جو ویدوں کا ویاکھیان (شرح) کیا ہے وہی براہمن ہے - ممکن ہے کہ کاتیاین نے براہمنوں اور وید کا باہمی گہرا تعلق سمجھکر بطور سہچار[۲] اپادھی براہمنوں کا نام وید مانا ہو مگر یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ خود انھوں نے ایسا نہیں کہا اور چونکہ کسی رشی نے بھی ایسا نہیں مانا ہے اسلئے براہمنوں کا نام ہرگز وید نہیں ہوسکتا - الغرض بہت سے حوالے موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ منتروں ہی کا نام وید ہے براہمنوں کا نہیں -

سوال - براہمنوں کی وید کے برابر سند ماننی چاہیئے یا نہیں؟ -

براہمن کی سند تصدیق وید کی محتاج ہے

جواب - ان کی ویدوں کے برابر سند ماننا مناسب نہیں ہے کیونکہ وہ ایشور کے بنائے ہوئے نہیں ہیں - البتہ جہاں تک ویدوں کے مطابق ہیں وہاں تک سند ماننا واجب ہے اسلئے انکو سند کے لئے محتاج بالغیر (پرتہ پرمان) ماننا مناسب ہے -

---

اصطلاح "وید" کی بحث ختم ہوئی

---

[۱] یہاں ورن سے مراد ہے - مترجم -

[۲] سہچار اپادھی سے دو شیاء کا ایک وقت میں ہونا مراد ہے - اس طرح کہ دونوں باہم لازم و ملزوم ہوں مثلاً جہاں آگ ہوتی ہے وہاں دھواں ہوتا ہے - اس مثال میں آگ اور دھوئیں کا سہچار ہے - مترجم -

برہم ودیا (علم الٰہی) کا بیان

سوال - ویدوں میں تمام علوم ہیں یا نہیں ؟ -

ویدوں میں تمام علوم ہیں اور اُن میں علم الٰہی مقدم ہے

جواب - اصول کے طور پر (مُول اُدّیش سے) تمام علوم ہیں - اُن میں سے اوّل برہم ودیا جو سب سے مقدم ہے اختصار کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔

"ہم اُس پرمیشور کو جو تمام دُنیا کا بنانے والا ساکن و متحرک کائنات کا مالک اور عقل کو روشن و منور کرنے والا ہے اپنی حفاظت کیلئے یاد کرتے ہیں۔ وہ سب کو قوت عطا کرنیوالا اور ہمارا سہارا ہے - اے پرمیشور! آپ ودیا (علم) اور دولت و حشمت وغیرہ کو بڑھانیوالے ہیں آپ اپنی عنایت سے ہماری حفاظت اور پرورش کیجئے۔" {رگ وید - اشٹک ۱ - ادھیائے ۶ - ورگ ۱۵ - منتر ۵}۔

نیز دیکھو رگ وید اشٹک ۱ - ادھیائے ۲ - ورگ ۷ - منتر ۵ - جسکا ترجمہ مضامین وید کی بحث میں زیر مضمون وگیان کانڈ (صفحہ ۲۹ ہم) کیا گیا ہے -

"جو جیو (انسان) اُس آکاش وغیرہ بھوتوں (عناصر) اور سورج وغیرہ لوک (اجرام) اور مشرق وغیرہ سمتوں اور شمال مشرق وغیرہ درمیانی سمتوں میں اور الغرض ہر جگہ محیط و موجود علیم کل پرمیشور کا جو اپنی قدرت (سامرتھ) کا بھی آتما اور ابتدائی عناصر لطیف کو پیدا کرنیوالا عین راحت و عین نجات (موکش سوروپ) ہے۔ اپنے آتما کی تمام قوت اور انتہ کرن سے بذریعہ وگیان قرب حاصل کرتا اور اُسکو جان لیتا ہے وہی ٹھیک ٹھیک اُس پرمیشور کو پاکر موکش (نجات) کے سکھ کو بھوگتا ہے"

[یجروید - ادھیائے ۳۲ - منتر ۱۱]

"جو سب سے بڑا اور سب کا پوجیہ (معبود) اور تمام کائنات میں سمایا ہوا علیم کل - انترکش کا قائم رکھنے والا اور پرلے یعنی تمام ذرّوں سے ملکر بنی ہوئی دُنیا کے حالتِ علّت میں چلے جانے کے بعد بھی قایم رہتا ہے اُسی کو برہم جاننا چاہئے - وشو وغیرہ تمام ۳۳ دیوتا اُس برہم کے سہارے اس طرح قایم ہیں جس طرح درخت کے تنہ میں ہر طرف کثرت سے پھیلی ہوئی شاخیں بیشمار لگی رہتی ہیں۔"

{اتھروید کانڈ ۱۰ - پرپاٹھک ۲۳ - انوواک ۴ - منتر ۳۸}

ویدوں کی وحدانیت

"اُس پرمیشور کے علاوہ کوئی بھی[1] دوسرا - تیسرا - چوتھا - پانچواں - چھٹا - ساتواں - آٹھواں - نواں یا دسواں ایشور نہیں ہے۔" {اتھروید کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ - منتر ۱۶، ۱۷، ۱۸}

[1] علم ریاضی میں کل دس ہندسے ہیں باقی تمام اعداد انہی سے بنائے ہیں اسلئے ان منتروں میں ایک سے دس تک تردید کرنے سے

اِن منتروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پرمیشور ایک ہی ہے۔ کیونکہ دو کے عدد سے لیکر دس تک تو یا نفی کا لفظ آنیسے ایشور کا ایک ہی ہونا ثابت ہوتا ہے اور چونکہ اُس ایک ایشور کے سوائے کسی دوسرے ایشور کی ویدوں میں سراسر تردید کی ہے۔ اسلئے اُسے چھوڑ کر کسی دوسرے کی اُپاسنا (عبادت) کرنی سخت ممنوع ہے۔ چونکہ وہ ایشور سب کے اندر موجود اور سب کا مُنتظم ہے اسلئے وہ غیر ذی شعور (جڑ) و ذی شعور (چیتن) دونوں قسم کی کائنات کو دیکھتا اور جانتا ہے مگر اُسکو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ وہ محسوس نہیں ہو سکتا۔

"ایشور جو تمام دُنیا پر محیط ہے بالیقین سب جگہ حاضر ناظر اور موجود ہے۔ کیونکہ وِیاپک (محیط) اور وِیاپیہ (محاط) دونوں کا تعلق اِتصالی ہوتا ہے۔ وہ ایشور علیم مُطلق ہے یعنی سب کی سہتا ہے اسلئے اُسکو سہہ کہتے ہیں۔ وہ ایشور ایک ہی ہے" [اتھروید کانڈ ۱۳۔ الوواک ۴ منتر ۲۰] کوئی دوسرا ایشور اُس سے بڑا یا اُس کی برابر نہیں ہے۔ لفظ ایک سے تین نکات پیدا ہوتے ہیں یعنی اس ایشور کے علاوہ کوئی دوسرا سجاتیہ (ہمجنس)۔ وِجاتیہ (غیر ہمجنس) ایشور نہیں ہے اور نہ اُس میں سوگت بھید (اندرونی تقسیم اعضاء وغیرہ) ہے اسلئے دوسرے ایشور کی قطعی تردید کی گئی ہے ایشور اکیلا ہی ہے اسلئے اُسکو (منتر میں) ایک وِرت (واحد مُطلق) کہا گیا ہے وہ علیم مُطلق اپنی ذات سے واحد و یکتا ہے۔ وہ کسی کی مدد کا خواہاں نہیں۔ وہی اس دُنیا کو بناتا اور اُسے قایم رکھتا ہے اور قادرِ مُطلق وغیرہ اُس کی صِفات ہیں۔

"اُس قادرِ مُطلق پرماتما میں مذکورہ بالا وسو وغیرہ تمام دیوتا قائم ہیں یعنی اُن سب کا اُسی کی ذاتِ واحد پر قیام ہے۔ پرلے (فناء عالم) کے بعد بھی وہ سب دیوتا حالتِ علت کی اندر محض اُس کی قُدرت سے قائم رہتے ہیں" [اتھروید کانڈ ۱۳۔ الوواک ۴۔ منتر ۲۱]

ویدوں میں اِس قسم کے اور بھی منتر ہیں جن میں برہم وِدیا کو بیان کیا ہے۔ مثلاً یجروید کے چالیسویں ادھیائے کا آٹھواں منتر سپر یگا چھکر سکایم الخ ہے۔ یہاں اُن کو کتاب کی بڑھ جانے کے خوف سے نہیں لکھتے۔ مگر جہاں ایسے منتر ویدوں میں آئیں گے بھاشیہ (تفسیر) کرنے کے وقت اُنکا ترجمہ وہیں کر دیا جائیگا۔

برہم وِدیا کا مضمون ختم ہُوا

ویدوں کے مطابق دھرم کا بیان

ایشور ہدایت کرتا ہے کہ :-

اتفاق علمی گفتگو بحث و جلسے

"اے انسانو! تم میرے بتائے ہوئے پُر انصاف و بے تعصب راستی کی صفت سے موصوف دھرم پر چلو اور ہمیشہ اُسپر قائم رہو اور اُس کے حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کی مخالفت کو چھوڑ کر آپس میں ملو تاکہ تمھارے درمیان اعلیٰ درجہ کا سُکھ ہمیشہ ترقی پاوے اور تمام دُکھ مٹ جائیں۔ تم آپس میں ملکر حجت تکرار اور مخالفانہ بحث کو چھوڑ کر باہم محبت کے ساتھ بطریق سوال وجواب گفتگو کرو تاکہ تمھارے درمیان سچّے علوم اور عمدہ صفات بخوبی ترقی پاویں اور تم صاحب علم و معرفت بن جاؤ۔ تم ہمیشہ ایسی لگاتار سعی و کوشش کرو کہ جس سے تمھارے دل علم کے نور سے روشن اور آنند سے بھرپور ہوں۔ تمکو دھرم ہی پر عمل کرنا چاہئے۔ ادھرم اختیار نہیں کرنا چاہئے (یہاں نظیر دیتے ہیں) جس طرح زمانۂ قدیم کے دیو یعنی صاحب علم و معرفت راستی شعار طرفداری و تعصب سے خالی عالم اور ایشور اور دھرم کے حکم کو عزیز جاننے والے تمھارے بزرگ تمام علوم سے ماہر اور لائق و فائق گذر چکے ہیں مجھ بھاگ یعنی بھجن (اطاعت یا عبادت) کرنے کے لائق قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف ایشور کے حکم کی تعمیل یا میرے بتائے ہوئے دھرم پر عمل کرتے رہے ہیں اُسی طرح تم بھی اُسی دھرم کے پابند رہو تاکہ وید میں بتائے ہوئے دھرم کا تمکو بلا شک و شبہ علم ہو جاوے۔" {رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۴۹۔ منتر ۲}

اتفاق رائے اتحاد و محبت

"اے انسانو! تمھارا منتر (بچار یا مشورہ) سب کی بھلائی کرنیوالا یکساں و متفق یعنی باہمی مخالفت سے آزاد ہو (جسمیں یا جسکی معرفت ایشور سے لیکر مٹی تک تمام ظاہر و مخفی قواء۔ صفات اور اشیاء کا بیان کیا جاتا ہے یا علم ہوتا ہے اُسکو منتر یا وچار کہتے ہیں۔ مثلاً راجہ کے وزیر کو منتری اِسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ حق و ناحق کی تمیز کرنے والا ہوتا ہے گویا یہاں بھی منتر سے واقعی علم کا نتیجہ مراد ہے۔ جب کسی زیر بحث یا تصفیہ طلب معاملہ پر بہت سے آدمی ملکر وچار یا غور کریں تو اُس وقت اگرچہ سبھاسدوں (اہالیان مجلس) کی رائے جدا جدا ہو تاہم سب کی رائے کا لُب لُباب لیکر جو بات سب کی بہتری اور رفاہ عام کی معلوم ہو یا جو رائے سچی و صائب ثابت ہو اُسکو منتخب یا جمع کر کے ہمیشہ اُسی پر عمل کرنا چاہئے تاکہ عوام الناس میں ہمیشہ اعلیٰ درجہ کا سُکھ

دِن بدِن بڑھتا رہے) سَمِتی (مجلسی انتظام کے قواعد یعنی وہ پُر انصاف اور نیک اصول جن سے ہر انسان کی عزّت اور علم کی ترقی متصوّر ہو جو برہم چریہ اور حصولِ تعلیم وغیرہ عمدہ اوصاف پیدا کرنے والے ہوں۔ جن سے بذریعہ عمدہ و اعلیٰ سبھاؤں (عدالتوں) کے نظم و نسق سلطنت بآسلوبی انجام پاوے اور جو پَرمارتھ (اعلیٰ مقصدِ انسانی = نجات) کے راستے کو صاف کرنیوالے اور روحانی اور جسمانی طاقتوں اور صحت کو ترقی دینے والے ہوں وہ بھی سب انسانوں کو یکساں آزادی دینے اور اُن کی راحت کو بڑھانے کے لئے) یکساں ہی ہونے چاہئیں۔ تمہارا مَن یعنی سَنکلپ وِکلپ (ارادہ و تامّل) کرنیوالا دل بھی یکساں یعنی باہم متفق رہنے کا عادی ہو۔ (سَنکلپ خواہش یا ارادہ اور وِکلپ نفرت یا تامّل کو کہتے ہیں۔ اسلئے ہمیشہ اچھے گُنوں کی خواہش اور بُرے گُنوں سے نفرت رکھنی چاہئے) تمہارا چِت یعنی اگلی اور پچھلی باتوں کو یاد رکھنے والی قوّتِ حافظہ اور دھرم اور ایشور کی یاد اور فکر بھی یکساں ہو۔ یعنی تمام جانداروں کے دُکھوں کو دور کرنے اور اپنی آتما کی طرح سب کو سُکھ پہونچانے کیلئے بخوبی سعی و کوشش کرنی چاہئے۔ تمکو باہمی راحت اور بہتری اور فائدہ کے لئے تمام طاقتیں مجتمع کرنی چاہئیں۔ میں ایشور اُن لوگوں پر جو تمام جیووں کے ساتھ اپنی آتما کی مثال برتاؤ کرتے ہیں اور جو دوسروں کی بھلائی کرنے والے اور سب کو سُکھ دینے والے ہیں اپنی نظرِ رحمت رکھتا ہوں اور تمکو پہلے بیان کئے ہوئے یا آگے ذکر ہونیوالے دھرم کو بتاتا ہوں تم سب کو اُسپر عمل کرنا چاہئے تاکہ تمہارے درمیان کبھی حق کا زوال اور ناحق کا عروج نہ ہو۔ تمہیں ہوَن یعنی ہر قسم کا لین دین سچائی کے ساتھ کرنا چاہئے۔ میں تمکو یکساں و سچے لین دین وغیرہ دھرم میں ہدایت کرتا ہوں اسلئے تمکو میرا بتایا ہوا دھرم ماننا چاہئے اور اُسکے خلاف ہرگز نہ کرنا چاہئے۔

{رگ وید اشٹک ۸ ادھیائے ۸ - ورگ ۴۹ - منتر ۳}

تمام قوّت نیک کاموں میں لگانی چاہئے

"اے انسانو! جسقدر تمہاری طاقت ہے اُسکو اتّفاق کے ساتھ دھرم کے کام میں لگاؤ اور ہمیشہ سب کی سُکھ کو بڑھاؤ۔ تمہاری آکوتی یعنی قوّت و حوصلہ و طریقہ راست شعاری بھی سب کی بھلائی کے لئے اور سب لوگوں کو سُکھ دینے والا ہو۔ تمکو ایسی تدبیر کرنی چاہئے کہ میرا یہہ ہدایت کیا ہوا دھرم زوال نہ پاوے۔ تمہارے فعل دلی محبّت پیدا کرنیوالے اور ہمیشہ خصومت و دشمنی سے پاک یکساں اور متفق ہوں۔ تمہارا مَن یکساں و برابر ہو (مَن دل) کی تعریف میں شَت پتھ براہمن کانڈ ۱۴ - ادھیائے ۴ کا حوالہ نیچے درج کیا جاتا ہے۔ پہلے دل سے حق و ناحق کی تمیز کرکے پھر کسی بات پر عمل کرنا چاہئے۔ مَن کی دس قوّتیں ہیں۔ کام یعنی نیک

گُنوں کی خواہش - سنکلپ یعنی نیک گُنوں کے حاصل کرنیکا عزم و ارادہ - وچکتسا یعنی شک یا اعتراض پیدا کر کے تحقیقات و اطمینان کرنے کی خواہش - شردھا یعنی ایشور اور سچے دھرم وغیرہ گُن کی باتوں پر پورا پورا اعتقاد ہونا - اشردھا یعنی ایشور کی ہستی سے مُنکر ہونے وغیرہ ادھرم کی بات پر قطعی یقین نہ رکھنا - دھرتی یعنی سُکھ دُکھ سہکر بھی ایشور اور دھرم پر ہمیشہ اعتقاد قائم رکھنا - ادھرتی یعنی بُرے گُنوں کو اختیار نہ کرنا اور اُن میں قائم نہ ہونا - ہری یعنی پاپ کے کام کرنے اور کھوٹے یا بُرے چلن سے دِل کو روکنا یا نفرت کرنا - دھی یعنی اچھے گُنوں کو فوراً اختیار کرنے کا عادی ہونا - بھی یعنی جھوٹ کھوٹ چلن اور ایشور کے حکم کی نافرمانی اور پاپ وغیرہ کرنے سے یہ سمجھکر کہ ایشور ہمکو سب جگہ دیکھتا ہے ہمیشہ خوف کرنا" - اے انسانو! تُمھیں ہمیشہ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ باہمی اِمداد سے تُمھارا سُکھ ترقی پاوے - سب کو سُکھی دیکھ کر دِل میں خوش ہونا چاہیئے اور دوسرے کو دُکھی دیکھکر کسی کو ہرگز سُکھ نہ ماننا چاہیئے - بلکہ ہمیشہ ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ سب فارغ البال اور سُکھی رہیں" [رِگ وید - اشٹک ۸ - ادھیاے ۸ - ورگ ۴۹ - منتر ۴]

مخلوقات کا مالک و مُحافظ پرمیشور دھرم کا اُپدیش (ہدایت) کرتا ہے کہ :-

"سب لوگوں کو ہمیشہ سچائی پر ہی پورا پورا اعتقاد رکھنا چاہیئے اور جھوٹ پر کبھی یقین نہ لانا چاہیئے - مخلوقات کے مالک و مُحافظ پرمیشور نے دھرم یا سچائی اور ادھرم یا جھوٹ کی ماہیت یعنی ظاہر و مخفی نشانات کو دیکھکر اپنے علم کامل سے دونوں کی تقسیم کر دی ہے یعنی پرمیشور نے تمام انسانوں کو جھوٹ - ناحق - ادھرم اور ناانصافی میں بے اعتقادی دی ہے یعنی اُس کی ہدایت ہے کہ ادھرم پر اعتقاد یا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے اسی طرح مخلوقات کے مالک و مُحافظ - علیم کُل ایشور نے وید میں بیان کیے ہوئے سچے اور پرتیکش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے ثابت بے رو رعایت انصاف اور دھرم میں اعتقاد یا اعتبار عطا کیا ہے"

(سچ اور جھوٹ کی قدرتی تمیز)

[یجُر وید - ادھیاے ۱۹ - منتر ۷۷]

اسلیے ہر انسان کو اپنی طبیعت ہمیشہ ادھرم سے ہٹا کر دھرم کی طرف مائل کرنی چاہیئے -

سب لوگوں کو ہمیشہ سب کیساتھ بڑی محبت اور ملنساری سے برتنا چاہیئے اور سب کو ایشور کا بنایا ہُوا دھرم قبول کرنا چاہیئے اور ایشور سے پرارتھنا (استدعا) کرنی چاہیئے کہ دھرم پر اعتقاد جمارہے مثلاً (اس طرح پرارتھنا کرے)

(باہم محبت سے ملکر رہنا چاہیئے)

" اے سب دُکھوں کو مِٹانیوالے ایشور! میرے اوپر رحم کر تاکہ میں سچے دھرم کو

ٹھیک ٹھیک جان سکوں اور تمام جاندار مجھ پر بے تعصب دوستانہ محبت کی نظر رکھیں یعنی سب میرے دوست ہوں۔ آپ میری اس نیک خواہش کو مضبوط کیجئے اور مجھے سچے سُکھ اور نیک گنوں میں ہمیشہ ترقی عطا کیجئے۔ میں تمام جانداروں کو اپنی آتما کے مثال دوستانہ محبت و پیار کی نظر سے دیکھوں اور ہم سب ہر قسم کی مخالفت کو چھوڑ کر باہم ایک دوسرے کو محبت کی نظر سے دیکھیں اور ہمیشہ ایک دوسرے کو سُکھ پہونچانے کی کوشش کرتے رہیں۔" [یجروید۔ ادھیائے ۳۶۔ منتر ۱۸]

اس ایشور کے اُپدیش (ہدایت) کئے ہوئے دھرم کو ماننا ہر انسان پر یکساں فرض ہے اور چونکہ اُس کی مدد کے بغیر سچے دھرم کا گیان (علم)۔ اَنُشٹھان (پابندی) اور پورتی (تکمیل و کامیابی) نہیں ہو سکتی اِسلئے ہر انسان کو ایشور سے اس طرح دعا مانگنی چاہیئے کہ:۔

نیک ارادوں میں ایشور بھی مدد کرتا ہے

"اے اگنی (پرمیشور) عہد و صداقت کے مالک و محافظ (برت پتی)! میں سچے دھرم پر چلونگا یعنی اُس کی پابندی کروں گا۔ (شت پتھ براہمن کانڈ ۱ ادھیائے ۱ میں لکھا ہے کہ "جن میں سچائی ہے اُن کا نام دیو ہے اور جن میں جھوٹ ہے اُن کا نام منش (انسان) ہے۔ دیو ہی برت (عہد) کرتے ہیں کہ سچ بولیں"۔ سچائی پر عمل کرنے سے دیوتا اور جھوٹ پر عمل کرنے سے منش ہوتے ہیں اسلئے سچ پر عمل کرنے ہی کو دھرم کہتے ہیں) اے پرمیشور! مجھے سچے نیک چلن اور دھرم پر عمل کرنیکی طاقت ہو۔ آپ مجھکو ہمت دیجئے کہ میرا یہ سچے دھرم کا عہد آپ کی عنایت سے پورا ہو (عہد مذکور یہہ ہے کہ) میں آج سے سچے دھرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹی چلن اور ادھرم سے دوری اختیار کرتا ہوں"۔ [یجروید ادھیائے ۱ منتر ۵]

ہمت مرداں مدد خدا۔

اِس دھرم کے عہد کو نباہنے کے لئے ایشور سے پرارتھنا اور خود بھی پُرشارتھ یعنی کوشش و ہمت کرنی چاہیئے۔ جو شخص خود محنت و کوشش نہیں کرتے اُن پر ایشور مہربانی نہیں کرتا۔ مثلاً جسے آنکھ دی ہے وہی دیکھتا ہے نہ کہ اندھا۔ اِسی طرح جو شخص دھرم پر عمل کرنیکی خواہش رکھتا ہے اور اُسکے لئے خود تدبیر و کوشش اور ایشور کی مہربانی کے لئے پرارتھنا (استدعا) کرتا ہے اُسی پر ایشور مہربان ہوتا ہے نہ کہ اُسکے خلاف کرنیوالے پر۔ وجہ یہہ ہے کہ اس بات کو پورا کرنیکا سامان اور ذریعہ[ف] ایشور نے پہلے ہی سے جیو کو عطا کر دیا ہے اور اسکو اس مقصد کے حصول کے لئے عین موزوں و مناسب بتایا ہے۔ جس شے سے جسقدر فائدہ لینا ممکن ہے اُسکو حاصل

ف مثلاً دیکھنے کے لئے آنکھ دی۔ کام کرنے کے لئے ہاتھ۔ چلنے کیلئے پاؤں اور نیک و بد کی تمیز کیلئے عقل۔ الغرض ایک سے ایک اعلیٰ قوت اور طاقت عطا کی ہے جنکا نیک کاموں میں استعمال کرنا انسان کا فرض ہے۔ انکو نیک کام میں لگانا ہی ایشور کے حکم کی تعمیل اور اُسکی رضا جوئی کی سبیل ہے۔ مترجم

کرنے کے لئے خود ہمت اور کوشش کرنی چاہئے اور اُسکے بعد ایشور کی مہربانی و رحمت کا خواستگار ہونا چاہئے جب کوئی انسان دھرم کے جاننے کی خواہش اور سچائی پر عمل کرتا ہے تب ہی اُسکو سچائی کا علم ہوتا ہے - ہر انسان کو سچائی پر ہی اعتقاد رکھنا چاہئے نہ کہ جھوٹ پر -

سچائی کا انعام — " جو شخص ستیہ برت (عہد) کرتا ہے وہ دیکشا (اعلیٰ درجہ) کو پاتا ہے اور جب وہ دیکشا پاکر عمدہ اور اعلیٰ گُنوں کے ذریعہ سے صاحبِ رتبہ ہو جاتا ہے اُسوقت ہر طرف سے اُسکی عزت اور قدر و تعظیم ہوتی ہے - یہی اُس کی دکشنا (انعام) ہے - اس انعام کو وہ اُسی دیکشا یعنی اچھے گُنوں پر عمل کرنے سے حاصل کرتا ہے جب وہ برہمچریہ وغیرہ سچے برتوں (عہدوں) سے خود اپنی ذات اور نیز دوسروں سے تعظیم یافتہ ہوتا ہے تب وہی قدر (دکشنا) اُسپر سب کا پختہ اعتقاد اور اعتبار جما دیتی ہے - کیونکہ سچ پر عمل کرنے ہی سے عزت و اعتبار ہوتا ہے - جب درجہ بدرجہ اُس کا اعتبار بڑھتا جاتا ہے تب اُسی اعتبار سے وہ پرمیشور - موکش اور دھرم وغیرہ کو حاصل کرتا ہے "-

[یجروید - ادھیائے ۱۹ - منتر ۳۰]

اس سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ سچائی تب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ انسان میں بھروسہ ہمت - تدبیر اور محنت موجود ہوں -

تپ - رت ستیہ شری وغیرہ — " ایشور نے شرم (تدبیر - محنت وسعی) اور تپ (دھرم کی پابندی) سے تمام انسانوں کو بنایا یا پیدا کیا ہے - اسلئے انسان کو اُس برہم یعنی وید یا پرمیشور کے گیان (معرفت) سے عالم و عارف ہونا چاہئے - رت یعنی برہم یا محنت پر بھروسہ کر کے ہمیشہ اُن کی پابندی کرنی چاہئے "- [اتھروید - کانڈ ۱۲ - انوواک ۵ - منتر ۱]

" ہر انسان کو ستیہ یعنی وید اور شاستروں اور پرتیکش (علم الیقین) وغیرہ پرمانوں (دلائل) سے خوب آزما کر بے شک و شبہہ سچائی کو حاصل کرنا چاہئے اور بڑی تدبیر و کوشش سے شری یعنی نیک گُن اور نیک چلن یا عالمگیر حکومت وغیرہ اعلیٰ درجہ کی لکشمی (اقبال و حشمت) اور یش یعنی اچھے گُنوں کو اختیار کرنے اور سچائی کی پابندی سے ناموری اور شہرت حاصل کرنی چاہئے "-

[اتھروید کانڈ ۱۲ - انوواک ۵ - منتر ۲]

اِن منتروں میں شرم - تپ - رت - ستیہ - شری اور یش سب دھرم کی نشان (لکشن) بتائے گئے ہیں -

دھرم کے اصول — " ہر انسان کو ہمیشہ سودھا یعنی اپنی ہی چیز پر قناعت کرنی یا نیک گُنوں کو اختیار کرنے سے سب کا خیرخواہ ہونا چاہئے اور شردھا یعنی اعتبار کو بڑھانا چاہئے (اعتبار کی جڑ سچائی ہے نہ کہ جھوٹ اسلئے سچائی میں قائم رہنا چاہئے)

اور راستی شعار سچے عالموں کی سچی نصیحت (اُپدیش) سے اپنے آپ کو سُدھارنا اور نیز سب لوگوں کا گُپتا یعنی سُدھارنے والا اور یگّیہ یعنی مجیط کُل پرمیشور کی نظر میں سب کو فائدہ پہونچانے والی اشومیدھ وغیرہ یگیوں میں یا علم صنعت (شِلپ وِدیا) اور فن و ہنر (کریا کُشلتا) میں مُصروف و مُمتاز رہنا چاہئے یہ دُنیا (لوک) دارِ فنا (نِدھن) ہے اسلئے جبتک جیئے سبکو برابر فائدہ پہونچانا اور نیک کاموں کا پابند رہنا مُناسب ہے"۔ [اتھروید کانڈ ۱۲ - انوواک ۵ - منتر ۳]

"پرمیشور کا اُپدیش (ہدایت) ہے جسے سب کو ماننا چاہئے۔

"اوج یعنی عدل و انصاف کو نگاہ رکھنے میں سعی (کوشش) اور تیج یعنی سچے کاموں میں دلیری بہادری بے خوفی اور دل کی شیری رکھنی چاہئے اور سہہ یعنی سُکھ دُکھ یا نفع نقصان یا رنج یا خوشی نہ ماننا بلکہ اُن کو برداشت کرنا اور اُن کو مغلوب کرنے کے لئے بڑی تدبیر و کوشش کو عمل میں لانا چاہئے۔ بل یعنی برہمچریہ وغیرہ نیک اصول پر عمل کرنے سے جسم اور دماغ وغیرہ کی صحت قائم رکھنا اور اعضا کی توانائی عقل کا رسوخ وصفائی اور قوت و جلال سے رُعب و داب حاصل کرنا چاہئے۔ واک یعنی زبان کو علم و تربیت۔ راستگوئی و شیریں کلامی وغیرہ نیک اوصاف سے آراستہ کرنا چاہئے اور اِندریہ یعنی واک (قوتِ گفتار) کے علاوہ من وغیرہ چھ حواس باطنی (گیان اندری) اور (چونکہ قوتِ گفتار تمثیلاً آئی ہے اسلئے) پانچوں قواء احساس خارجی (کرم اندری) کبھی سچے دھرم میں قائم اور پاپ سے ہمیشہ الگ رکھنی چاہئیں۔ شری یعنی کامل تدبیر و محنت سے عالمگیر حکومت حاصل کرنی چاہئے اور ہر انسان کو دھرم یعنی ویدوں میں بتائے ہوئے دھرم پرس سے پُر انصاف و بے تعصّب سچائی پر عمل کرنا اور سب کی بھلائی کرنا مُراد ہے ہمیشہ عمل کرنا چاہئے"۔

[اتھروید۔ کانڈ ۱۲ - انوواک ۵ - منتر ۷]

واضح رہے کہ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے یا اب آگے کہتے ہیں وہ سب دھرم ہی کی تشریح ہے۔

"برہم یعنی براہمن۔ اعلےٰ درجے کے عالم اور عُمدہ گنوں اور اعمال والے اور دوسروں میں اچھے گنوں کو پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں۔ یعنی براہمن کو ہمیشہ مذکورہ بالا گنوں میں ترقی کرنی چاہئے۔ کشتر یعنی کشتری صاحبِ علم۔ کارداں۔ بہادر۔ مستقل مزاج۔ دلیر اور جفاکش ہونا چاہئے۔ راشٹر یعنی راج ہمیشہ نیک آدمیوں کی سبھا اور عمدہ و معقول قوانین کے ذریعہ سے ایسی نیک اصول پر ہونا چاہئے کہ جس میں سب کو سُکھ ملے۔ وِش یعنی بنج بیوپار کرنے والے ویش وغیرہ رعایا کے لئے تمام روئے زمیں پر بے روک ٹوک آمد و رفت کا ذریعہ قائم کرکے بذریعہ تجارت دولت کی ترقی

اور حفاظت کرنی چاہیئے۔ نوشٹی یعنی علم کی روشنی اور نیک تربیت سے نیک گنوں اور پاک خواہشوں کو پیدا کرنا چاہیئے۔ یش یعنی دھرم کے ساتھ اعلیٰ ناموری قائم کرنی چاہیئے۔ ورچہ یعنی نیک علوم کی اشاعت اور پڑھنے پڑھانے کا معقول انتظام کرنا چاہیئے اور دروِن یعنی غیر حاصل چیز کو انصاف وحق کے ساتھ حاصل کرنے کی خواہش اور حاصل شدہ کی حفاظت اور حفاظت کی ہوئی چیز کی ترقی اور ترقی یافتہ دولت کو نیک کاموں میں لگانا چاہیئے اور اس چار قسم کی تدبیر سے دولت حشمت کی ترقی سکھ کے لئے ہمیشہ کرنی چاہیئے۔" [اتھروویدکانڈ ۱۲۔ انوواک ۵۔ منتر ۸]

"آیو یعنی حفاظت سنی اور کھانے پینے وغیرہ کے عمدہ اصول اور برہم چریہ پر بخوبی عمل کرنے سے عمر وطاقت بڑھانا چاہیئے۔ روپ یعنی نفس پرستی سے کنارہ کش ہوکر اپنے جسم کو سڈول وخوش وضع رکھنا چاہیئے۔ نام یعنی نیک کام کرنے سے اپنے نام کی شہرت حاصل کرنی چاہیئے تاکہ اوروں کو بھی نیک کام کرنیکا حوصلہ پیدا ہو۔ کیرتی یعنی نیک گنوں کو حاصل کرنے کیلئے ایشور کے گنوں کو بیان (کیرتن) کرنا یا سچی ناموری حاصل کرنی چاہیئے۔ پران۔ اپان یعنی پرانایام کے طریق سے پران اور اپان کی صفائی اور قوت افزائی کرنی چاہیئے۔ جو ہوا جسم سے باہر نکلتی ہے اسکو پران کہتے ہیں اور جو باہر سے جسم کے اندر جاتی ہے اسکو اپان کہتے ہیں صاف پاک جگہ میں رہنے اور ان دونوں سانسوں کو (قوت کے موافق) اندر اور باہر روکنے سے عقل و دماغ اور جسم کی قوت بڑھتی ہے۔ چکشو و شروتر یعنی عین الیقین وغیرہ (پرتیکش) اور لفظوں سے پیدا ہونے والے علم سماعی یا ایمان (قیاس) وغیرہ دلائل (پرمان) کا بھی پورا پورا علم ہونا چاہیئے اور ان کے ذریعہ سے سچا علم اور سچی معرفت حاصل کرنی چاہیئے۔"

[اتھروویدکانڈ ۱۲۔ انوواک ۵۔ منتر ۹]

"پیہ یعنی پانی وغیرہ اور رس یعنی دودھ اور گھی وغیرہ سب چیزیں ویدیک (علم طب) کے مطابق صاف اور درست کرکے استعمال کرنی چاہئیں۔ ان یعنی اناج یا لکائی ہوئی غذا اور آناد یعنی کھانے کے لائق صاف اور عمدہ بنایا ہوا کھانا بناکر کھانا چاہیئے۔ رت یعنی برہم کی ہمیشہ اپاسنا (عبادت) کرنی چاہیئے اور ستیہ یعنی علم الیقین (پرتیکش) وغیرہ دلائل (پرمانوں) سے ثابت کیا ہوا جیسا علم اپنی آتما میں ہو ویسا ہی ہمیشہ صحیح صحیح بیان کرنا چاہیئے اور خود بھی اسی کو ماننا چاہیئے۔ اشٹ یعنی برہم کی اپاسنا (عبادت) اور سبکو فائدہ پہونچانے والی یگیہ کرنی چاہئیں۔ پورت یعنی دل۔ زبان اور فعل سے کامل محنت وکوشش کیساتھ یگیہ کی تکمیل اور

برہم اُپاسنا (عبادتِ الٰہی) کے لئے تمام سامان بہم پہونچانا چاہئے - پرجا یعنی اولاد وغیرہ یارعیت کو عمدہ تعلیم وتربیت دیکر سُکھی رکھنا چاہئے اور پشو یعنی ہاتھی گھوڑے وغیرہ جانوروں کو بخوبی سدھانا اور تعلیم دینا چاہئے" [اتھروید کانڈ ۱۲ - انوواک ۵ - منتر ۱۰]

ویدوں میں اس قسم کے بہت سے منتروں کے اندر ایشور نے دھرم کا اُپدیش (ہدایت) کیا ہے اور ان منتروں میں لفظ "چہ"[۱] بمعنی "اور" کے بار بار آنے سے یہ سمجھنا چاہئے کہ انسان کو مذکورہ بالا گنوں کے علاوہ اور بھی نیک گن اختیار کرنے چاہئیں -

اب دھرم کے مضمون پر تیتریہ شاکھا سے چند حوالے درج کئے جاتے ہیں - جسقدر دھرم کی باتیں ان منتروں میں بتائی گئی ہیں اُن پر ہر انسان کو عمل کرنا چاہئے -

رِت - تپ - شم دم وغیرہ

"رِت یعنی حقیقتِ اصلی یا علم ومعرفت - ستیہ یعنی سچائی پر عمل کرنا - تپ یعنی گیان اور رِت وغیرہ دھرم کے اصولوں کی ٹھیک ٹھیک پابندی - دم یعنی اندریوں کو ادھرم یا پاپ کے چلن سے قطعی ہٹا کر ہمیشہ سچے دھرم کے راستہ میں لگانا - شم یعنی دل سے بھی کبھی ادھرم یا پاپ کرنے کی خواہش نکرنا - اگنی یعنی ایشور وغیرہ شاستروں اور آگ وغیرہ اشیاء سے اعلیٰ مقصدِ انسانی (پرمارتھ) اور کاروبارِ دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے علم کو ترقی دینا - اگنی ہوتر یعنی روزمرہ ہون سے لیکر اشومیدھ تک تمام یگیوں سے ہوا اور بارش کے پانی کو پاک صاف کر کے تمام جانداروں کو سُکھ پہونچانا اور اتیتھی یعنی پورے پورے عالم دھرماتما لوگوں کی صحبت وخدمت سے سچائی کی تحقیقات اور شکوک کو رفع کرنا چاہئے - مانش یعنی اصولِ جہانداری کا علم اور دنیوی حشمت اور جاہ وجلال حاصل کرنا چاہئے - پرجا یعنی دھرم سے اولاد پیدا کر کے اُسکو سچے دھرم کی تعلیم دینی اور سچے علوم وتربیت سے آراستہ کرنا چاہئے - پرجن یعنی بطریق انزال (وکفایت) منی وخواہشِ اولاد باقاعدہ وقتِ مقررہ پر اپنی عورت سے صحبت کرنی چاہئے - پرجاتی یعنی حمل کی حفاظت اور وقتِ تولّد کامل احتیاط اور اولاد کی جسمانی ودماغی ترقی کے لئے مناسب انتظام کرنا چاہئے -

راتھی تر آچاریہ کی رائے ہے کہ انسان کو ہمیشہ راست گفتار ہونا چاہئے - پورو شِشٹی آچاریہ کی رائے ہے کہ رِت وغیرہ اصولِ دھرم پر عمل کرنا ہی سچے علم اور دھرم کی پابندی کرنا ہے - اسلئے ہمیشہ اسی پر

[۱] ویدکے منتروں میں جب چہ च (حرفِ عطف) آتا ہے تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اسی قسم کی اور باتیں بھی جو اختصار کیوجہ سے بیان نہیں ہوئیں خود عقل سے سمجھ لینی چاہئیں گویا ویدوں میں یہ لفظ بمنزلہ وغیرہ وغیرہ یا علیٰ ہٰذالقیاس کے ہے - مترجم -

عمل کرنا چاہیئے - مگر ناکو مُود گلیہ رشی کی رائے ہے کہ سوادھیائے (علوم وید کو پڑھنا) اور پرَوچن (انھیں دوسروں کو پڑھانا) یہ دو باتیں سب سے بڑھکر مقدم ہیں - اِنسان کے لئے یہی سب سے بڑا تپ ہے اور اس سے افضل کوئی دھرم کا اصول نہیں ہے " [تیتریہ آرنیک پرپاٹھک ۷ - الوواک ۹]

اُستاد کی نصیحت شاگرد کو تعلیم کے ختم ہونے پر

"تعلیم وید کے ختم ہونے پر آچاریہ (اُستاد) شاگرد کو اُپدیش (نصیحت) کرتا ہے کہ اے شاگرد! تجھے ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے اور راست گفتاری وغیرہ اصولِ دھرم پر عمل کرنا چاہیئے - شاستروں (علمی کتب) کا پڑھنا اور پڑھانا کبھی نہ چھوڑنا - آچاریہ کی خدمت کرنا اور اولاد پیدا کرنے کے لئے (خانہ داری) اختیار کرنا - سچے دھرم پر قائم رہنا - ہوشیاری سے سامان آسائش کو ترقی دینا - عالموں و عارفوں سے علم و معرفت حاصل کرنا اور ہمیشہ اُن کی خدمت و تواضع میں مستعد رہنا - تجھے ماں باپ - آچاریہ اور اتھتی (گھر آئے عالم یا سنیاسی یا مہمان) کی تواضع وخدمت دل سے کرنی چاہیئے - اور ان باتوں میں کبھی غفلت یا فروگذاشت نہ کرنی چاہیئے - ماں باپ وغیرہ اپنی اولاد کو اس طرح نصیحت کریں کہ ' اے بیٹا! جو کام ہم اچھے کرتے ہیں اُن کو تجھے بھی کرنا چاہیئے - لیکن اگر ہم کوئی پاپ کی بات کریں تو تجھے ہرگز اُس پر عمل نہ کرنا چاہیئے - ہم لوگوں میں جو عالم اور برہم کے جاننے والے ہوں تجھے اُن کی سنگت یا صحبت اور اُن کے قول کا یقین کرنا چاہیئے اور ان کے سوائے اور کسی کی بات کا چت نہ کرنا چاہیئے - اِنسان کو علم وغیرہ کا دان محبت یا توفیق سے دباؤ یا بے دلی سے اپنے اقبال و حشمت پر خیال کر کے شرم و خوف سے یا بخیالِ ایفائے عہد ہمیشہ کرنا چاہیئے - یعنی یہ سمجھنا چاہیئے کہ لینے سے دینا نہایت درجہ شریشٹ (نیک یا نجات دینے والا کام) ہے - (آچاریہ اپنے شاگرد کو یہ نصیحت کرے کہ ' اے شاگرد! اگر تجھے کسی کام یا چلن کی بات میں شک یا شبہہ پیدا ہو جائے تو برہم (پرمیشور یا وید) کے جاننے والے بے تعصب یوگیوں اور پاپ سے خالی اور علم وغیرہ صفات سے موصوف دھرم کا خیال رکھنے والے عالموں سے اُسکی بابت اطمینان کرنا چاہیئے اور جو اُن کا چلن ہو تجھے بھی اُس کی تقلید کرنی چاہیئے - یعنی جس طریق پر وے لوگ چلتے ہوں تجھے بھی اُسی راستے پر چلنا چاہیئے - تجھے یہ نصیحت اپنے دل میں مضبوط قائم کر لینی چاہیئے - یہی ویدوں کا رازِ مخفی (اُپ نشد) ہے - یہی سب کے لئے ہدایت ہے - ہمیشہ ایسی پر عمل کرتے ہوئے بڑی شردھا (عقیدت) سے ہست مطلق - عین علم و عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف برہم کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہیئے اور اسکے سوائے اور کسی کو ماننا یا پوجنا نہیں چاہئے "

{ تیتریہ آرنیک پرپاٹھک ۷ - الوواک ۱۱ }

اب تپ کی تعریف کرتے ہیں۔

تپ کی تعریف "رت یعنی علم حقیقت کو حاصل کرنا اور برہم کی اُپاسنا (عبادت) کرنا۔ ستیہ یعنی سچ بولنا اور ست ہی پر عمل کرنا۔ شروت یعنی تمام علوم کو سُننا اور دوسروں کو سُنانا۔ شانتم یعنی ادھرم یا پاپ سے الگ ہوکر دل کو دھرم میں قائم کرنا اور من کو قابو میں رکھنا۔ دم یعنی اندریوں کو ادھرم سے ہٹانا اور دھرم میں لگانا۔ شم۔ دل کو ادھرم سے روک کر دھرم میں لگانا۔ دان یعنی سچے علم وغیرہ کا دان کرنا۔ یگیہ یعنی مذکورہ بالا نیکیوں کی پابندی۔ یہ سب باتیں لفظ تپ سے مفہوم ہوتی ہیں۔ اسکے خلاف کرنا تپ نہیں ہے۔ اے انسان! جو برہم سب جگہ محیط ہے تو اسی کی اُپاسنا کر اور اسی کو تپ سمجھ اور اسکے خلاف نہ کر" [تیتریہ آرنیک۔ پرپاٹھک ۱۰۔ انوواک ۸]

ستیہ کی مہما "سچ بولنے اور سچائی پر عمل کرنے سے بڑھکر کوئی دھرم کی تعریف نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سچائی سے ہی موکش (نجات) اور دُنیا کا سُکھ حاصل ہوتا ہے اور کبھی اسکو زوال نہیں ہوتا۔ سچے لوگوں کی تعریف صرف سچائی پر عمل کرنا ہے۔ اسلئے ہر انسان کو ہمیشہ سچائی پر قائم رہنا چاہئے۔ رت وغیرہ دھرم کے اصول پر عمل کرنا ہی تپ ہے اور ٹھیک ٹھیک برہم چریہ کی پابندی سے علم کا حاصل کرنا برہم کہلاتا ہے اسی طرح دان وغیرہ کی نسبت بھی سمجھنا چاہئے۔ عالموں کی تعریف علمی یا ذہنی لیاقت یا سوچنے کی طاقت ہے اسی طرح ستیہ یعنی برہم کے حکم سے جو چلتی ہے سورج چاند ستارے اور اُسی ستیہ سے انسان کو عزت ملتی ہے نہ اُسکے بغیر اور صاحب علم رشی۔ پران (انفاس) اور وگیان (معرفت) وغیرہ اُسی ستیہ سے قائم ہیں۔"

{تیتریہ آرنیک۔ پرپاٹھک ۱۰۔ انوواک ۶۲ و ۶۳}

"آتما یعنی پرمیشور۔ ستیہ یعنی سچے دھرم پر چلنے۔ سچے گیان (معرفت حقیقی) اور برہم چریہ سے حاصل ہوتا ہے۔ سب عیبوں سے پاک اور اندریوں (حواس) کو قابو میں رکھنے والے لوگ اُس نورِ مطلق پاک پرمیشور کو اپنے جسم کے اندر دیکھتے ہیں" [منڈک اُپنشد۔ منڈک ۳۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۵]

"سچ پر ہی عمل کرنے سے فتح ہوتی ہے۔ ہر انسان ہمیشہ سچائی سے فتح پاتا ہے اور جھوٹ یا ادھرم اور پاپ کے راستے پر چلنے سے ہمیشہ شکست ہوتی ہے۔ اسلئے عالموں کا دائمی آنند بخشنے والا سچے دھرم کا راستہ سچائی سے ہی ملتا ہے۔ راستی شعار عالم اور رشی ہمیشہ اُس سچے دھرم کی پابندی سے حاصل ہونے والے راستے پر چلتے ہیں جو سچائی اور دھرم کا مخزن اعلےٰ برہم ہے اُسی کو حاصل کرکے راحت جاودانی[۱] (موکش) حاصل ہوتی ہے نہ کہ اور کسی طرح" [منڈک اُپنشد۔ منڈک ۳۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۶]

[۱] راحتِ جاودانی تتیانند کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ سنسکرت میں نتیہ کا لفظ مسلسل یا متواتر کے معنے رکھتا ہے۔ اسلئے راحتِ جاودانی

(حاشیہ میں قلمی تحریر: [illegible])

اِسلئے ہر اِنسان کو سچے دھرم کی پابندی اور ادھرم یا پاپ سے نفرت کرنی چاہیے۔

دھرم کی تعریف

"وید کی ہدایت سچے دھرم پر چلنے کی تحریک کرتی ہے اور اُسی سے سچے دھرم کا نشان مِلتا ہے" [پُورو میمانسا - ادھیاے ا - پاد - آ - سُوتر ۲]

جس میں انرتھ یعنی ادھرم اور پاپ کا دخل نہ ہو اُسے دھرم یا ارتھ نامزد کرتے ہیں اور جس بات کو ایشور نے ممنوع کیا ہے اُسکو انرتھ یعنی ادھرم یا پاپ سمجھنا چاہئیے اور ہر انسان کو اُس سے بچنا چاہیے۔

"جسپر عمل کرنے سے حشمت و اقبال یعنی حسب دلخواہ دُنیوی سُکھ حاصل ہوتا ہے اور جس سے اعلیٰ مقصدِ انسانی (موکش) کا سُکھ بھی مِلتا ہے اُسکو دھرم جاننا چاہیئے"

{ ویشیشیک درشن - ادھیاے آ - پاد آ - سُوتر ۲ }

پس جو اس سے خلاف ہو اُسے ادھرم سمجھنا چاہیئے۔ اِن (سُوتروں) میں بھی ویدوں ہی کی تشریح ہے۔ اِس طرح ایشور نے وید میں بہت سے منتروں کے اندر دھرم کا اُپدیش (ہدایت) کیا ہے۔ یہہ ایشور کا بتایا ہُوا دھرم ہر انسان کے لئے ہے اور سب کے لئے ایک ہی دھرم ہے پس یہہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کے سوای کوئی دوسرا دھرم بھی ہے۔

ویدوکت دھرم کا مضمون ختم ہوا

پیدائش عالم کا بیان

یہ تمام کائنات جو نظر آتی ہے اُسکو پرمیشور نے بنایا ہے وہی اُسکی حفاظت کرتا ہی اور پرلے (فنا) کے وقت اُسکے ذرّوں کو الگ الگ کر کے غیر محسوس کر دیتا ہے اور متواتر اسی طرح کرتا ہے۔

حالت قبل از پیدائش عالم

"جس وقت یہ ذرّوں سے مِلکر بنی ہوئی دُنیا پیدا نہیں ہوئی تھی اُس وقت یعنی پیدائش کائنات سے پہلے آست یعنی شُونیہ آکاش بھی نہیں تھا۔ کیونکہ اُس وقت اُس کا کچھ کاروبار نہ تھا۔ اُس وقت ست پرکرتی یعنی کائنات کی غیر محسوس علت جسکو ست کہتے ہیں وہ بھی نہ تھی[1] اور نہ پرمانو (ذرّے) تھے۔ وراٹ (کائنات) میں جو آکاش دوسرے درجہ پر آتا ہے وہ بھی نہ تھا بلکہ اُس وقت صرف پر برہم کی سامرتھ (قدرت) جو نہایت لطیف اور اس تمام کائنات سے برتر (پرم) بے علت (اکارن) ہے موجود تھی۔ صبح کے وقت جو کوہر دھوئیں کی طرح پڑتی ہے اُس میں خفیف سی رطوبت ہوتی ہے۔ جس طرح اُس رطوبت سے زمین نہیں ڈھک سکتی اور نہ ندی یا نالہ چل سکتا ہے کیونکہ اُس میں پانی ہی کتنا ہوتا ہے اور کیا اُس کی بساط ہوتی ہے جو کسی چیز کو ڈھانپ سکے۔ اُسی طرح پرمیشور کا کوئی آورک یعنی ڈھانپنے والا نہیں ہے کیونکہ اُسکے سامنے سب ہیچ و ناچیز ہیں۔ تمام کائنات اُسی کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ پھر اُس پر برہم کے سامنے اُس قدرت کی کیا ہستی اور حقیقت ہے؟ کچھ بھی نہیں۔ اسلئے اُس برہم کو کوئی شے نہیں ڈھانپ سکتی۔ یہ تمام کائنات اُس غیر متناہی برہم کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔" [رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۱۷۔ منتر ۱]

اِس سے آگے ۲ سے لیکر ۷ تک سب منتر آسان ہیں۔ ان میں صرف یہی کہا ہی کہ جب یہ کائنات پیدا نہیں ہوئی تھی اُس وقت فنا تھی نہ بقا۔ نہ رات تھی نہ دن۔ یہ تمام کائنات بالکل غیر محسوس نامعلوم اور ناقابل تمیز تھی۔ پھر اُس پرمیشور نے جو سب کا مالک اور سبکو قائم رکھنے والا

[1] پرلے میں جو مادّہ کی حالت ہوتی ہے وہ بیان میں نہیں آسکتی اسلئے اُسکے لئے کوئی اصطلاح بھی قائم نہیں ہوسکتی۔ پرکرتی۔ آکاش۔ شُونیہ (خلا) وغیرہ تمام الفاظ موجودہ حالت عالم میں مستعمل ہو سکتی ہیں۔ منوسمرتی۔ ادھیائے اوّل شلوک ۵ میں اس حالت کو ناقابل بیان ناقابل احساس و تمیز بنام (الکشن) بتایا ہے۔ اُس ابتدائی حالت مادہ کو اس منتر میں لفظ سامرتھ (قدرت) سے بیان کیا ہے۔ یہ لفظ اُس حالت کا ناقابل بیان ہونیکی وجہ سے صرف اشارہ کے طور پر ہے۔ مترجم

اور فنا کرنے والا ہے۔ پرکرتی سے اِس تمام عالم محسوس کو بنا کر ظاہر کیا)۔ ان منتروں کا ترجمہ تفسیر میں کیا جائے گا۔

عالم کی پیدائش قیام اور فنا پرمیشور کے ہاتھ ہے

"جس پرمیشور نے اِس کائناتِ محسوس اور گوناگوں مخلوقات کو پیدا کیا ہے وہی اس کو قائم رکھتا اور بناتا یا بگاڑتا ہے۔ اس کی فنا و بقا اُسی کے ہاتھ ہے۔ اس سب کے مالک اور آکاش آتما یعنی وسیع و بسیط اور آکاش کی طرح محیطِ کل پرمیشور میں یہ تمام کائنات قائم ہے اور پرلے میں اُسی مسبب الاسباب پرمیشور کی قدرت میں سما جاتی ہے۔ وہ پرمیشور سب کا حاکم ہے۔ اے پیارے جیو! جو عالم اُس پرمیشور کو جانتا ہے وہی راحتِ اعلیٰ کو حاصل کرتا ہے اور جو اُس معبودِ کل ہستِ مطلق۔ عینِ علم اور عینِ راحت اور بے زوال پرمیشور کو نہیں جانتا وہ بالیقین اعلیٰ سُکھ کو نہیں پاتا۔"
[رگ وید۔ اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۱۷۔ منتر ۷]

"پیدائشِ عالم سے پہلے ہرنیہ گربھ (پرمیشور) اِس پیدا شدہ عالم کا ایک بے عدیل مالک یا محافظ تھا اُسی نے زمین سے لیکر آکاش تک تمام کائنات کو بنایا اور وہی اُسکو قائم رکھتا ہے۔ اُس عین راحت دیو (ایشور) کے لئے ہم دلی محبت سے اپنی عبادت یا عجز و نیاز نذر کرتے ہیں۔"
[رگ وید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۷۔ ورگ ۳۔ منتر ۱]

(اب اس سے آگے یجروید کے اکتیسویں ادھیائے کا ترجمہ کیا جاتا ہے۔ اِس میں بالکل پیدائشِ عالم کا مضمون ہے۔ اِس ادھیائے کو جس میں ۲۲ منتر ہیں پُرش سوکت بھی کہتے ہیں)

پُرش سُوکت یعنی یجروید کا اکتیسواں ادھیائے

پرمیشور سب کے اندر اور باہر موجود ہے

منتر ا۔ "سہسر شیرشا پُرش یعنی وہ پرماتما جس میں ہم سبھوں کے بیشمار سر اور سہسر اکش (بیشمار آنکھیں) اور سہسر پات (بیشمار پاؤں) قائم ہیں۔ سب جگہ اندر باہر۔ بھومی (تمام کائنات) یعنی زمین سے لیکر پرکرتی (مادہ کی حالتِ اوّلیں) تک سب پر محیط ہے اور دش انگل یعنی برہمانڈ (کائنات) اور ہردے (قلب) اور پانچوں پران (انفاس) معہ چاروں انتہ کرن (دل۔ عقل۔ حافظہ۔ انانیت) اور جیو پر اور ان سب سے باہر بھی سب جگہہ محیط اور اندر باہر سب جگہ موجود ہے۔"

اس منتر میں لفظ "پُرش" موصوف ہے اور "سہسر شیرشا" وغیرہ الفاظ اُس کی صفات ہیں لفظ پُرش کے متعلق حسبِ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں:۔

"جو پُرش یعنی تمام کائنات میں سوتا ہے یعنی سب میں سمایا ہوا موجود اور سب پر محیط ہے اُس پرمیشور کو

پُرش کہتے ہیں۔" { نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۳ }

"جو پرمیشور پُری یعنی اس تمام سنسار میں سمایا ہوا اور تمام کائنات اور جیو کے اندر بھی اپنی ذات سے محیط و ساری ہے اسکو پُرش کہتے ہیں۔ چنانچہ اس انتر پُرش یعنی سب کے اندر موجود اور سب کا انتظام کرنے والے پرمیشور کی تعریف میں یہ رگ وید کا منتر ہے "جس محیط کل پُرش یعنی پرمیشور سے کوئی بھی اعلیٰ و اشرف۔ عدیل و ہمسر یا افضل و برتر نہیں اور جس سے زیادہ لطیف یا وسیع و بسیط کوئی شے نہیں ہے اور نہ پہلے ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی اور جو تمام (کائنات) کو حرکت دیتا ہوا خود بے حرکت قائم ہے اور زمین و سورج وغیرہ تمام کائنات پر محیط ہو کر سب کو اس طرح سنبھالے ہوئے ہے جس طرح درخت شاخوں پتوں۔ پھلوں اور پھولوں کو سر پر اٹھائے کھڑا رہتا ہے۔ جو ایک اور بے عدیل ہے۔ جسکے سوای کوئی دوسرا ہم جنس یا غیر ہم جنس یا دوسرا ایشور نہیں ہے اس پُرش یا پُرش یعنی محیط کل پرمیشور سے یہ تمام کائنات معمور ہے۔ اس لئے پُرش سے پرمیشور مراد ہونے میں یہ وید کا منتر اعلیٰ درجہ کی شہادت یا سند ہے۔" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۳]

اس تمام کائنات کا نام سہسر ہے کیونکہ شت پتھ براہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۵ میں لکھا ہے کہ "اس تمام کائنات کو سہسر کہتے ہیں وغیرہ"۔

منتر میں لفظ بھومی صرف تمثیلاً آیا ہے در اصل اس سے تمام موجودات (بھوت) مراد ہے اور لفظ دش انگل بھی ایک استعارہ ہے دس انگل سے۔

(۱) یہ محدود کائنات مراد ہے۔ کیونکہ پانچ عناصر کثیف (ستھول بھوت) اور پانچ عناصر لطیف (سوکشم بھوت) سے یعنی یہ دس اجزاء والی تمام کائنات بنتی ہے۔

(۲) پانچ پران مع حواس اور چار انتہ کرن (دل۔ عقل۔ حافظہ اور انانیت) اور دسواں جیو بھی مراد ہوسکتی ہے

(۳) اسکے معنی ہردے (دل) کے بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ بھی دس انگل بھر ہے۔

گویا وہ پرمیشور ان تینوں قسم کی اشیاء میں اور نیز ان سے باہر اور سب پر محیط ہے

صانع قدرت سب کا علت فاعلی اور خود غیر مولود ہے

منتر ۲ "جو کائنات پیدا ہو چکی ہے اور جو آئندہ پیدا ہوگی اور نیز جو اب موجود ہے الغرض تینوں زمانوں میں وہی پُرش یعنی پرمیشور کل موجودات کو بناتا ہے۔ اسکے سوائے کوئی دوسرا دنیا کا بنانے والا نہیں ہے۔ وہی ایشور سب کا مالک و حاکم اور امرت یعنی موکش عطا کرنیوالا ہے۔ موکش اسی کے اختیار میں ہے۔ اس کو سوای کسی دوسرے کی طاقت نہیں ہے کہ موکش دے سکے۔ چونکہ وہ پُرش پرماتما ان یعنی مٹی وغیرہ کل کائنات فانی سے الگ اور جینے

مرنے وغیرہ سے مبرا ہے اسلئے وہ بذاتہٖ غیر مولود اور سب کو پیدا کرنے والا ہے - وہی اس کائنات کو اپنی قدرت سے بناتا ہے - اُس کی کوئی علتِ اولیٰ نہیں ہے بلکہ سب کی اولین علتِ فاعلی اُسی پُرش (پرمیشور) کو جاننا چاہئے"

کائنات محسوس سے سرچند کائنات غیر محسوس ہے

منتر ۳ " گذشتہ آیندہ و موجودہ جسقدر کائنات ہے اُس سب کو اُسی پُرش کی مہما یعنی عظمت کا نشان سمجھنا چاہئے (یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ محدود کائنات کو اُس کی عظمت کا نشان بتانے سے اُس کی عظمت محدود ہو جاتی ہے - اِسکا جواب اِسی منتر میں آگے دیتے ہیں) اُس کی عظمت اِسی پر محدود نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اور غیر محدود ہے - پرکرتی سے لیکر زمین تک تمام (لطیف و کثیف) کائنات اُس غیر متناہی قدرت والے ایشور کے ایک پہلو میں قائم ہے - اُس کی ذاتِ پُرنور میں امرت (عالم نافانی یا موکش کا سکھ) موجود ہے یعنی تین حصہ کائنات عالمِ لطیف و روشن میں موجود ہے - گویا غیر روشن دُنیا ایک حصہ ہے اور بذاتِ خود روشن دُنیا اُس سے تگنی ہے اور وہ ایشور عینِ راحت (موکش سوروپ) حاکمِ کُل معبودِ کُل - عین مسرت اور سبکو روشن و منور کرنے والا ہے"

پرمیشور ان دونوں سے بالا و برتر ہے

منتر ۴ " وہ پُرش (پرمیشور) مذکورہ بالا تین حصہ کائنات سے اوپر یعنی اُس سے الگ ہے اور جو ایک حصہ دُنیا اوپر بیان کی گئی ہے اُس (یعنی اس دُنیا) سے بھی وہ ایشور الگ ہے وہ تین حصہ دُنیا اور یہ ایک حصہ دُنیا ملکر کُل چار حصے ہوتے ہیں - یہ تمام کائنات اُس پرماتما کی ذات میں قائم ہے اور پرلے کے وقت اُسی کی قدرت میں سما جاتی ہے - مگر وہ پُرش (پرمیشور) اُس حالت میں بھی جہالت ظلمت - بیعلمی - جینے مرنے اور بخار وغیرہ دکھوں سے الگ اور اپنے نور و جلال کے ساتھ قائم رہتا ہے اور اسی کی قدرت سے یہ تمام کائنات پھر دوبارہ پیدا ہوتی ہے - یہ کائنات دو قسم کی ہے -

(۱) آشنا (کھانیوالی) جس سے جنگم (متحرک) - جیو (ذی روح) اور چیتن (ذی شعور) مراد ہے

(۲) آنشنا (نہ کھانیوالی) جس سے غیر ذی شعور - اناج اور زمین وغیرہ جڑ (غیر ذی روح) اشیاء جنمیں جیو نہیں ہے مراد ہیں -

یہ دونوں قسم کی کائنات اُسی پُرش کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے - وہ ایشور سب کا آتما ہونے کی وجہ سے اِن دونوں قسم کی کائنات کو گونا گون اور بطرز احسن بنا کر ظاہر کرتا ہے اور ان سب کو پیدا کر کے اُن پر ہر طرف سے محیط ہوتا ہے "

پہلے زمین بن لیتی ہے تب جیو پیدا ہوتے ہیں

منتر ۵ "اُس پرمیشور سے یہ وراٹ یعنی برہمانڈ (کائنات) کا پیکر جس کا مُرقع اس طرح کھینچا گیا ہے کہ سورج اور چاند اُس کی آنکھیں۔ ہوا پران اور زمین پاؤں ہیں وغیرہ اور جو کُل اجسام کا جسم جامع اور گوناگون موجودات سے پُر رونق ہے پیدا ہوا۔ اُس وراٹ کے پیچھے کائنات کے تتوؤں (عناصر) سے ترکیب اعضا پاکر پُرش (ہر جاندار اور جیو کا مسکن یعنی جُدا جُدا ہر متنفس کا جسم) پیدا ہوا۔ یہ جسم برہمانڈ کے اجزاء سے پرورش پاکر بڑھتا ہے اور پھر فنا ہو کر اُسی میں سما جاتا ہے مگر وہ پرمیشور ان سب موجودات سے برتر اور الگ ہے۔ ایشور پہلے زمین کو پیدا کرتا ہے اور پھر اُس کی قدرت سے جیو بھی جسم اختیار کرتا ہے مگر وہ پُرش (پرمیشور) اُس جیو سے بھی برتر اور اُس سے الگ ہے"۔

جیو کے لئے ایشور نے اناج گھی اور دودھ کو پیدا کیا ہے

منتر ۶ "اس سروہُت یگیہ[1] یعنی پرمیشور کی قدرت سے پرشَت (اناج یا گھی شہد دودھ وغیرہ تمام کھانے کی چیزیں جو بھوک رفع کرنے والی ہیں) پیدا ہوئیں (پرشت مصدر پرِشُو بمعنی سینچنا یا ڈالنا سے بنتا ہے۔ اسلئے بھوک ہٹانے کے لئے جو اناج وغیرہ چیزیں معدہ میں ڈالتے یعنی کھاتے ہیں اُسی پرشت کہتے ہیں۔ اسلئے اُس سے تمام اشیاء خوردنی مُراد ہیں۔ بعض جگہ اُس ساگری کا نام بھی جو آخری سنسکار یعنی داہ کرم میں مُردے کو جلانے کیلئے استعمال کی جاتی ہے پرشت آیا ہے)۔ یہ تمام موجودات اُس ایشور کے سہارے سے اور نہایت خفیف حصّہ میں جیو کے سہارے سے بھی قائم ہے۔ ہر شخص کو دل لگا کر اُسی پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہئے اور اُسکے سوائے کسی دوسرے کو ہرگز نہ ماننا چاہئے۔ آرنیہ یعنی جنگلی اور گرامیہ یعنی شہر یا گاؤں میں رہنے والے جانوروں کو بھی اُسی ایشور نے بنایا ہے اور اُسی ایشور نے ہوا میں چلنے والے پرندوں کو بنایا ہے اور دیگر نہایت چھوٹے جسم والے کیڑوں اور پتنگ وغیرہ کو بھی اُسی نے بنایا ہے"۔

پالتو حیوانات۔ درند چرند اور پرند کو بھی ایشور ہی نے پیدا کیا ہے

منتر ۷۔ اِس منتر کا ترجمہ پیدائش وید کے مضمون میں کر دیا گیا ہے (دیکھو صفحہ)

منتر ۸ "اُسی پرمیشور کی قُدرت سے گھوڑے پیدا ہوئے (اگرچہ پالتو اور جنگلی جانوروں میں گھوڑے وغیرہ بھی آ گئے ہیں مگر عُمدہ اوصاف اور اعلیٰ خوبیوں کی وجہ سے انکو یہاں خصوصیت سے گنایا ہے) اُسی پرمیشور نے دوہرے دانت والے جانور یعنی اونٹ۔ گدھے وغیرہ پیدا کئے ہیں اور اُسی کی قُدرت سے گو یعنی گائے پارتمیں اور جو اس پیدا ہوئے ہیں اور اُسی نے بھیڑ بکری وغیرہ کو اپنی قُدرت سے بنایا ہے"۔

منتر ۹ "تمام دُنیا کو پیدا کرنے والے یگیہ یعنی معبود کُل پرمیشور کو جو قدیم سے دنیوں یا اشترکش

---

[1] ان الفاظ کی تشریح پیدائش وید کے مضمون کے شروع میں کی گئی ہے۔ (دیکھو صفحہ)۔ مُترجم۔

(خلا) میں موجود ہے اور جس کی سب تعظیم کرتے آئے ہیں۔ کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ وید یہ ہدایت پاکر تمام عالم اور سادھیہ یعنی منتروں کے معنی کو قرار واقعی جاننے والے گیانی رشی اور دیگر انسان پوجتے ہیں"۔ (اس سے ثابت ہوا کہ ہر انسان کو اوّل پرمیشور کی ستُتی (حمد و ثنا) پرارتھنا (مناجات و دُعا) اور اُپاسنا (عبادت) کر کے تمام نیک کام شروع کرنے چاہئیں)۔ | پرمیشور معبود مطلق ہے |

منتر ۱۰۔ "جس پُرش (پرمیشور) کی اوپر تعریف کی گئی ہے اُس کی قدرت اور صفات کا کس طرح اندازہ کر سکتے ہیں؟ اُس قادر مطلق ایشور کی گوناگوں قدرت کا بیان بیشمار طرح سے کیا گیا ہے کرتے ہیں اور آئندہ کریں گے۔ اُسنے مکھ یعنی اعلیٰ و مقدم گنوں والے کون پیدا کئے ہیں؟ اور (بمنزلہ بازو) طاقت و شجاعت وغیرہ صفات والے کون پیدا کئے ہیں؟ اور بیوپار وغیرہ متوسط صفات والے اور اسی طرح مثل (خاک) پا یعنی جہالت وغیرہ نیچ گنوں والے کون پیدا کئے ہیں؟"۔ (اسکا جواب اگلے منتروں میں دیا ہے)۔

| تقسیم بنی نوع بلحاظ عادات۔ صفات و افعال |

منتر ۱۱۔ "اُس پُرش نے بمنزلہ مکھ یعنی علم وغیرہ اعلیٰ صفات اور راست گفتاری و سچی رہنمائی (ستیہ اُپدیش) وغیرہ نیک کام کرنیوالا براہمن پیدا کیا ہے۔ قوت اور شجاعت وغیرہ صفات سے موصوف (بمنزلہ بازو) راجنیہ یعنی کشتری بنایا ہے۔ یعنی ایشور نے اُسکو ایسا ہونیکی ہدایت کی ہے۔ کھیتی اور بیوپار وغیرہ متوسط صفات سے موصوف ویش یعنی بنج وغیرہ کرنے والوں کو اُس ایشور نے (بمنزلہ ران)۔ اور بمنزلہ پاؤں یعنی جس طرح پاؤں سب سے نیچا عضو ہے اُسی طرح موٹی عقل والا۔ خدمت کے کام میں ہوشیار اور دوسروں کے سہارے سے گذر اوقات کرنیوالا شودر پیدا کیا ہے (اسکے متعلق ورن آشرم کے مضمون میں حوالے درج کئے جائیں گے۔ اشٹادھیائی ادھیائے ۳۔ پاد ۴۔ سوتر ۶ کے بموجب تینوں زمانوں سے تعلق رکھنے والی بات کو ماضی قریب ماضی بعید اور ماضی مطلق تینوں زمانوں میں کہہ سکتے ہیں)۔

| سورج۔ چاند۔ ہوا۔ آگ وغیرہ سب چیزوں کو ایشور نے اپنی علت سے بنایا |

منتر ۱۲۔ "اُس پُرش (پرمیشور) کے من یعنی وچار یا غور و فکر کرنیوالی سامرتھیہ (قدرت) سے چاند پیدا ہوا اور چکشو یعنی پُرنور قدرت سے سورج ظاہر ہوا اور

ف۱ یہ گروہ انسان کی تقسیم ایک قدرتی تقسیم ہے جو خود بخود موجود ہے۔ تمام دانشمند قومیں اور مہذب راجا برابر اس تقسیم کو مانتے چلے آئے ہیں۔ چنانچہ جمشید بادشاہ نے اپنی رعایا کو چار طائفوں میں تقسیم کیا تھا۔ کاتوزی۔ نیساری۔ نسودی۔ اہنوخوشی۔ مترجم

ف۲ اس منتر میں فعل ماضی مطلق ہے یعنی بنایا پیدا ہوا وغیرہ۔ مگر اس قاعدہ کے بموجب اُن کا ترجمہ ماضی قریب میں بنایا ہے۔ پیدا ہوا ہے وغیرہ کیا ہے۔ مترجم

شروتر یعنی آکاش صورتِ قدرت سے آکاش پیدا ہوا اور وایو یعنی ہوا صورت قدرت سے ہوا۔ پران (انفاس) اور تمام حواس پیدا ہوئے اور مکھ یعنی اعلیٰ وپُرجلال قدرت سے آگ پیدا ہوئی۔"

منتر ۱۳۔ "اُس ایشور کی نابھی یعنی خلا صورتِ قدرت سے اَنترکش (خلا بالائے زمین) پیدا ہوا اور شیرش یعنی سر کی مثال اعلیٰ وپُرتجلّی قدرت سے سورج وغیرہ روشنی دینے والے اجرام (لوک) ظاہر ہوئے اور زمین کی علّت صورت قدرت سے پرمیشور نے زمین کو اور اسی طرح پانی کو بھی پیدا کیا اور آکاش کی علّت صورت قدرت سے دِشا یعنی سمات پیدا ہوئیں اِسی طرح تمام لوکوں (دُنیاؤں) کی علّت صورت قدرت سے۔ باقی تمام دُنیائیں اور اُن میں جسقدر ساکن ومتحرک کائنات ہے اُن سب کو پرمیشور نے پیدا کیا۔"

مُرقع کائنات بشکل یگیہ

منتر ۱۴۔ "دیو یعنی عالموں نے اُس پُرش (پرمیشور) سے حاصل کئے ہوئے یا اُس کے عطا کئے ہوئے علم سے کامل یگیہ یعنی اگنی ہوتر۔ آشومیدھ وغیرہ اور شلپ وِدیا (علم صنعت اور فنّ وہنر) کو ظاہر جاری یا مشہور کیا ہے۔ اب کرتے ہیں اور آیندہ بھی کریں گے۔

(اب اُس سامان ولوازمہ کو جس سے دُنیا پیدا ہوئی ہے النکار (مُرقع) میں بیان کرتے ہیں)۔ یگیہ پرمیشور کی پیدا کی ہوئی کائنات میں بسنت کا موسم گھی کی مثال ہے اور گرمی بمنزلہ آگ یا ایندھن کے ہے اور سردی پُروڈاش یعنی ہَوَن کرنے کی چیزوں کی جگہہ ہے۔"

ہر دُنیا کے گرد ۷ کُرے اور کائنات کی ۲۴ اجزاء پر تقسیم

منتر ۱۵۔ "اس برہمانڈ (عالم) کی سات پَرِدھی (کُرے) ہوتی ہیں (جو سب سے بڑا) خط دائرہ کے گرداگرد گذرتا ہے اسکو پَرِدھی (محیط) کہتے ہیں۔ اس برہمانڈ (عالم) میں جسقدر لوک (دُنیائیں) ہیں اُن کے گرد سات سات کُرے ہوتے ہیں پہلا[1] کُرہ آب یا سمندر ہے۔ پھر اُسکے اوپر ترسرینہ[2] سے بھری ہوئی ہوا کا کُرہ ہے پھر اُس سے اوپر بادلوں کی وایو[3] (ابر) ہیں۔ چوتھا کُرہ آبِ باراں کا ہے۔ پانچواں[5] کُرہ ایک اور ہوا کا ہے جو اس سے بھی اوپر ہے اور نہایت لطیف ہوا جسکو دھننجے[6] کہتے ہیں اُسکا چھٹا کُرہ ہے اور سب جگہ محیط سوتر آتما[7] (بجلی) کا ساتواں کُرہ ہے۔ اِس طرح ہر دُنیا کے گرد سات سات پردے ہوتے ہیں جنکو پَرِدھی کہتے ہیں) اور سامانِ قدرت یعنی اِس کائنات کا لوازمہ اکیس[21] چیزوں پر منقسم ہے۔

(۱- پرکرتی (مادہ کی حالت اوّلیں)۔ بُدّھی (عقل) وغیرہ اَنتہ کرن اور جیو یہ تین لوازمہ اوّل میں شامل ہیں کیونکہ یہہ تینوں نہایت لطیف ہیں اور دس اِندریاں یعنی کان[1]۔ جلد[2]۔ آنکھ[3]۔ زبان[4]۔ ناک[5]۔ قوّتِ گفتار[6]۔ پاؤں[7]۔ ہاتھ[8]۔ مقعد[9]۔ آلہ تناسل[10] اور پانچ تن ماترا (عناصر لطیف) یعنی آواز

لمس[13] - شکل[14] (روپ) - ذائقہ[15] - اور بو[16] - اور پانچ عناصر کثیف (بھوت) یعنی مٹی[17] - پانی[18] - آگ[19] - ہوا[20] - اور آکاش - یہ سب ملکر کثیف[21] ہوتے ہیں اور ان کو آفرینش عالم کی سمدھا (علت) سمجھنا چاہئیے - ان اجزاء سے بہت سے تتو (عناصر کثیف) بنتے ہیں) جس پرش نے اس تمام کائنات کو بنایا ہے اُس ایشور یعنی سب کے دیکھنے والے بصیر کل اور معبود مطلق پرماتما کا عالم دھیان باندھتے ہیں یعنی وہ اُس ایشور کو چھوڑکر کسی دوسرے کا دھیان نہیں کرتے"۔

عبادت سے سوکش ملتی ہے

منتر ۱۶ "وہ اُس یگیہ یعنی پوجنے کے لائق پرمیشور کو عالم بذریعہ یگیہ یعنی شتتی - پرارتھنا اور اُپاسنا پوجتے رہے ہیں - پوجتے ہیں اور آیندہ پوجیں گے - یہہ دھرم سب سے مقدم ہے یعنی ہر انسان کو اوّل حمد و مناجات اور عبادت کرکے پھر کوئی کام کرنا چاہئیے یعنی اسکے بغیر کوئی کام شروع نہیں کرنا چاہئیے - بالیقین اُس ایشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنے والے سب دکھوں سے آزاد ہوکر اُس پرمیشور کو پاتے اور اُس مشہور و معروف سوکش (نجات) اور مہما (عظمت وجلال) کو حاصل کرتے ہیں جسے قدیم سادھیہ یعنی (سوکش کی) تدبیر کرنیوالے یا اُسکی تدبیر سے فارغ البال عالموں نے حاصل کیا ہے"۔ (وہ اُس درجہ اعلیٰ یعنی سوکش کو حاصل کرکے سکھی رہتے ہیں اور اُس سی سنتو برہما کے برسوں[1] تک ہرگز واپس نہیں آتے بلکہ اس عرصہ تک برابر اُسی پرمیشور کے ساتھ رہتے ہیں - اسیارہ میں نرکت کے مصنف یاسک آچاریہ جی فرماتے ہیں کہ "اگنی جیوتر اشنہ کرن سے اُس اگنی یعنی پرمیشور کا دھیان کرتے ہیں۔

پرمیشور اگنی کو کہتے ہیں اسکو عالم حاصل کرتے ہیں اور عالم آگ کی ذریعہ سے دُنیا کو فائدہ پہونچانے والے اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک تمام یگیہ کرتے ہیں - زمانۂ قدیم کے سادھیہ یعنی سوکش کی تدبیر کرنیوالوں نے اُسی کی ذریعہ سے اعلیٰ درجہ راحت یعنی سوکش کو حاصل کیا ہے"۔

اُسی بات کو مدنظر رکھکر نرکت کے مصنف لکھتے ہیں کہ "یہہ دیوستھان دیوتا ہیں دیوستھان اُسے کہتے ہیں جسکا جائی قیام منور بالذات پرمیشور ہو - جہاں سورج - پران (انفاس) - وگیان (علم و معرفت) اور کرنیں قائم ہوتی ہیں وہیں دیوگن یعنی دیوتاؤں کا مجمع ہوتا ہی"۔ [نرکت ادھیاے ۱۲ - کھنڈ ۴۱]

نوٹ[1] اُسکی تعداد سورئیہ سدھانت مدھیہ ادھکار شلوک ۲۱ کے بموجب اس طرح ہے کہ دو ہزار چتر یگی کے برابر برہما کا اہوراتر (دن رات) ہوتا ہی اور ایسے تیس[30] اہوراتروں کا ایک مہینہ اور ایسے بارہ مہینوں کا ایک برس ہوتا ہے - پس ایسے سنتو برسوں کے مکتی کا زمانہ ہوتا ہے - ستیارتھ پرکاش کے نویں سملاس میں بھی سوامی جی نے مکتی کا زمانہ اسی قدر بتایا ہے - مترجم

عناصر کی پیدائش

منتر ۱۷ - "اُس پُرش (پرمیشور) نے پرتھوی یعنی زمین کے بنانیکے لئے پانی سے رس کو لیکر مٹی کو بنایا - اِسی طرح اگنی کے رس سے پانی کو پیدا کیا اور آگ کو ہوا سے اور ہوا کو آکاش سے اور آکاش کو پرکرتی سے اور پرکرتی کو اپنی قدرت[52] سے پیدا کیا - یہہ تمام قدرت اور صنعت اُسی کی ہے - اسلئے اسکا نام وشوکرما (صانع کل) ہے - دُنیا کی پیدا ہونے سے پہلے تمام کائنات اُس پرمیشور کی قدرت یعنی حالتِ علت میں موجود تھی - اُس وقت یہ تمام کائنات حالتِ علت میں ہونیکی وجہ سے اس قسم کی نہیں تھی جیسی کہ اب ہے) - یہ تمام کائنات اُس تُوشٹا یعنی صانعِ کل کی قدرتِ کاملہ کا صرف جزوی ظہور ہے - اُسی کی قدرت سے یہہ کائنات عالمِ محسوس میں آئی اور موجوداتِ فانی اور انسان بھی صورت پذیر ہوئے - وید کے الہام (اگیاپن) کے وقت پرماتما نے وید کے ذریعہ سے اپنے تمام احکام کو ظاہر کیا تاکہ انسان کو دھرم کی نیت سے کئے ہوئے کاموں کے ثمرہ میں عالیوں کا جسم بلکہ حواس وجسم کا حسبِ دلخواہ سُکھ اور اِنشکام (بیغرض) کاموں سے اعلیٰ معرفت (وگیان) اور موکش حاصل ہو"۔

ایشور کا جاننا ہی اعلیٰ گیان ہے

منتر ۱۸ - (اِس منتر میں انسان کی زبان سے یہہ کہلایا جاتا ہے کہ کس چیز کو جانکر انسان گیانی (عارف) ہو سکتا ہے) - "میں (انسان) مذکورہ بالا صفات سے موصوف بزرگ وعظیم منور بالذات علیم مُطلق جہالت کے پردے اور نادانی کے داغ سے پاک اور مُبرا پرمیشور کو جان کر ہی گیانی (عارف) ہو سکتا ہوں اُسکو نہ جان کر کوئی بھی گیانی نہیں ہو سکتا انسان اُس پُرش (پرماتما) ہی کو جان کر موت کے پنجہ سے نکل موکش کی سُکھ کو پا سکتا ہے - اس کے خلاف نہیں - (لفظ ہی کے کہنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اُس ایشور کے سوائے کسی دوسرے کی اُپاسنا (عبادت) ہرگز نہیں کرنی چاہئے - چُنانچہ یہہ بات منتر کے اگلے الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے) دُنیوی سُکھ یا مقصدِ اعلیٰ کے حاصل کرنیکا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے" (یعنی اُس کی اُپاسنا کرنا ہی سُکھ کا راستہ ہے - اُس ایشور کے سوائے کسی دوسرے کو ایشور سمجھنے یا اُس کی اُپاسنا کرنے سے انسان کو بالیقین دُکھ ہوتا ہے - اِسلئے یہہ سدھانت (اصول) ٹھہرتا ہے کہ سبکو اُس ایشور ہی کی

[51] مٹی پانی - آگ ہوا اور آکاش - پرکرتی (مادہ کی حالتِ اولیں) کی مختلف حالتوں کا نام ہے - یعنی ان سب کی علت ایک ہی ہے - اسلئے آکاش سے ہوا - ہوا سے آگ - آگ سے پانی اور پانی سے مٹی بننے سے یہی مُراد سمجھنا چاہئے - ان میں پرمانوؤں کی تعداد ترتیب وار بڑھتی چلی جاتی ہے کیونکہ ہوا میں ۱۲۰ - آگ میں ۳۶۰ - پانی میں ۴۸۰ - اور مٹی میں ۶۰۰ پرمانو ہوتے ہیں - مترجم -

[52] - اس لفظ کی تشریح کے لئے دیکھو نوٹ ۱۵ صفحہ ۷۵ - مترجم -

اُپاسنا کرنی چاہیئے) -

منتر ۱۹ - " وہ پرجاپتی سب مخلوقات کا مالک جیووں اور اُسکے علاوہ جڑ (غیر ذی روح) کائنات کے اندر موجود سب کا مُنتظم - غیر مولود اور حاضر و ناظر ہے - اُسی کی قُدرت (سامرتھ) سے یہ تمام گوناگوں کائنات پیدا و ظاہر ہوتی ہے - دھیانی یعنی اہلِ تصوّر ہمیشہ اُسی پر برہم کو حاصل کرنے کی فکر و تلاش کرتے ہیں اور اُس کی لئے دھرم کی پابندی اور ویدوں کے علمِ معرفت کو حاصل کرتے ہیں بالیقین یہہ تمام کائنات اُسی پرمیشور میں قائم ہے اور عقلمند اور گیانی لوگ موکش کی سُکھ کو حاصل کرکے اُسی پرمیشور میں قرار پاتے ہیں " -

منتر ۲۰ - " جو مُحیط کل پرمیشور عالموں کے اَنتہ کرن (باطن) میں جلوہ گر ہے جسکو دیگر معمولی اِنسان نہیں جانتے - جو عالموں کا پُروہت یعنی اُن کو موکش کے اندر کامل سُکھ میں قائم کرتا ہے جو قدیم ہونے کی وجہ سے عالموں سی پیشتر موجود ظاہر اور مشہور و معروف تھا - اُس مُحبّ کل برہم کو نمسکار ہو اور جو عالموں سے اُس برہم کا اُپدیش (علم) حاصل کرکے براہم کا درجہ پاتا ہے یعنی جسپر ایشور ایسا مہربان ہوتا ہے کہ جیسے باپ کو بیٹے سے محبّت ہوتی ہے اُس براہم یعنی برہم کی سیوا (خدمت یا عبادت) کرنے والیکو بھی نمسکار ہو " -

منتر ۲۱ - " جو دیو (عالِم) برہم (پرمیشور) کے مرغوب کُل الہامی علم کو جو اس برہم سے ظاہر اور جاری ہوا ہے اور نیز اُسکے حاصل کرنے کے ذریعہ و طریق کو دوسروں کے روبرو بیان و ظاہر کرتا ہے اور بطریق بالا اُس برہم کو جانتا ہے - دیو یعنی اِندریاں (حواس) اُس برہم کو جاننے والے براہمن کے بس میں آجاتی ہیں دوسرے کو یہہ بات نصیب نہیں ہوتی " -

مُرقعِ عالَم منتر ۲۲ - " ای پرمیشور ! شری یعنی شان و شوکت اور لکشمی یعنی وصف و کمال یا دولت و حشمت دو پیاری بیویوں کی مثال تیری خدمتگذار ہیں - دِن اور رات تیرے دو پہلو ہیں وقت یا زمانہ کی گردش پیدا کرنے والے سورج اور چاند تیری بغلوں یا آنکھوں کی بجائے ہیں - ستارے جو علتِ اُولیٰ کے جُزو یا تیری قُدرت کی مظہر ہیں بمنزلہ تیرے روی روشن کی ہیں - آکاش یعنی زمین اور آکاش تیرے دہنِ کُشادہ کی مثال ہیں اے وِراٹ (مُحیطِ کُل ایشور) اپنی نظرِ عنایت سے مُجھ خواستگارِ موکش (نجات) کی خواہش کو پورا کر اور مُجھے تمام لوک (سُکھ) یا تمام عالَم کی حکومت عطا کر اور تمام شان و شوکت جُملہ اوصاف و کمالات اور کُل نیک اعمال مُجھ میں قائم کر - ای بھگون ! اے مُحیطِ کُل و فا درِ مطلق پرمیشور ! مُجھے تمام نیک اوصاف حاصل ہوں اور میرے کُل عیب اور

بدخیالات دور ہوں۔ میں جلد مخزن اوصافِ حمیدہ و مجمع کمالات پسندیدہ ہو جاؤں"۔

اس منتر کے متعلق چند حوالے نیچے درج کئے جاتے ہیں :-

۱- "شری پشو (جانوروں) کو کہتے ہیں"۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۱ - ادھیائے ۸]

۲- "شری - سوم (چاند) کا نام ہے۔" [ایضاً کانڈ ۴ - ادھیائے ۱]

۳- "شری - سلطنت یا بار سلطنت کو کہتے ہیں"۔ [ایضاً کانڈ ۱۳ - ادھیائے ۱]

۴- "لکشمی لابھ (نفع یا فائدہ) لکشن (صفت باکمال) لپیٹین (لوٹنا) - لانچھن (مشہور یا ممتاز ہونا) لشتی (خواہش کرنا) - لجتی (بُرے یا معیوب کام سے نفرت یا شرم کرنا) سے نکلا ہے۔" [نرکت ادھیائے ۴ - کھنڈ ۱۰]

اس منتر میں لفظ شری اور لکشمی کے مذکورہ بالا معنی سمجھنے چاہئیں۔

پرمیشور سب کا خالق ہے

"پرکرتی (مادہ کی حالتِ اولیں) وغیرہ اعلیٰ و لطیف کائنات اور گھاس تنکے چھوٹی کیڑے مکوڑے وغیرہ ادنیٰ مخلوقات نیز انسان کے جسم سے لیکر آکاش تک متوسط درجہ کی کائنات یہ تینوں قسم کی دنیا پرجاپتی (پرمیشور) نے اپنی قدرت یعنی علت سے پیدا کی ہے۔ اس تین قسم کی کائنات کا صانع۔ تستھہر کل پرجاپتی اس کائنات کے اندر سمایا ہوا ہے نہ کہ یہ کائنات اس پرمیشور کے اندر۔ یہ تینوں قسم کی کائنات اسکے مقابلہ میں جو اسکے اندر سمایا ہوا ہے کیا حقیقت رکھتی ہے یعنی یہ کائنات پرمیشور کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے"۔ [اتھروید کانڈ ۱۰ - انوواک ۴ - منتر ۸]

"دیو یعنی عالم یا سورج وغیرہ کرّے اور بہتر یعنی گیانی (عارف) اور منش یعنی صاحب عقل و دانش انسان - گندھرو یعنی علم موسیقی کے عالم (یا سورج وغیرہ) اور اپسرا - ان کی عورتیں (یا بخارات آب) اور نیز کل مخلوقات از جنس انسان وغیرہ اس سب سی بالا و برتر پرمیشور کی قدرت سی پیدا ہوئی ہیں۔ نیز کل دیو (عالم یا سورج چاند زمین وغیرہ کرّے جو آکاش کی اندر موجود ہیں) سب ہی سی پیدا ہوئی ہیں"۔ [اتھروید کانڈ ۱۱ - پرپاٹھک ۲۴ - انوواک ۴ - منتر ۲۷]

الغرض اس مضمون کے بہت سے منتر ویدوں میں پائے جاتے ہیں۔

پیدائشِ عالم کا مضمون ختم ہوا

زمین وغیرہ کی گردش کا بیان

اب اس بات پر غور کیا جاتا ہے کہ آیا زمین وغیرہ کُرے گردش کرتے ہیں یا نہیں؟ - ویدوں کی بموجب زمین وغیرہ تمام ستارے گردش کرتے ہیں چنانچہ اس بارہ میں چند حوالے نیچے درج کئے جاتے ہیں :-

زمین اور چاند وغیرہ کُروں کی گردش

" یہ کُرہ زمین اور سورج چاند وغیرہ دیگر کُرے انترکش (خلا) کے اندر حرکت یا گردش کرتے ہیں - سمندر کا پانی زمین کا مخرج بمنزلہ مادر زمین ہے - کیونکہ زمین سمندر سے اُڑتے ہوئے بخارات کی بادلوں سے اس طرح ڈھکی رہتی ہے جیسے ماں کی پیٹ میں بچہ ہوتا ہے - سورج زمین کا محافظ یا بمنزلہ باپ ہے - کیونکہ زمین اس کی گرد بچے کی طرح گھومتی ہے - اسی طرح سورج کا محافظ یا باپ ہوا اور آکاش اس کی ماں ہے اور چاند کا باپ آگ اور پانی ماں ہے" [یجروید - ادھیائے ۹ منتر ۶]

اس منتر میں زمین وغیرہ تمام کُروں کا گردش کرنا بتایا گیا ہے - اس منتر کے ترجمہ کے متعلق مفصلہ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :-

نگھنٹو - مصنفہ یاسک منی میں لفظ گو - گما - جما وغیرہ اکیس لفظوں کی ساتھ زمین کا مترادف آیا ہے - اور سوہ - پرشنی اور ناک وغیرہ چھ الفاظ انترکش کے مترادف آئے ہیں -

" گو زمین کا نام ہے جو (مرکز سے) دور دور پھرتی ہے یا جس میں جاندار چلتے پھرتے ہیں اسکو گو (زمین) کہتے ہیں " [نرکت ادھیائے ۲ - کھنڈ ۵]

" گو سورج کو کہتے ہیں - جو پھراتا ہے یا چیزوں کے رس کو کھینچکر خلا میں لیجاتا ہے یا جس سے زمین دور دور پھرتی ہے - یا جس میں روشنی یا کرنیں موجود ہیں اسکو گو (سورج) کہتے ہیں "

{نرکت ادھیائے ۲ - کھنڈ ۱۴}

" سورج کی کرنوں اور چاند کو ویدوں میں گندھرو اور گو بھی کہتے ہیں " [نرکت ادھیائے ۲ - کھنڈ ۹]

" سوہ سورج کو کہتے ہیں " {نرکت ادھیائے ۲ - کھنڈ ۱۴}

جو حرکت کرتی ہے یا ہر وقت گردش کرتی ہے اسے گو (زمین) کہتے ہیں - اور تیتریہ اپ نشد میں لکھا ہے کہ زمین پانی سے پیدا ہوئی " اسلئے جو شئے جس سے پیدا ہوتی ہے وہ (استعارتاً) اس شئے کی ماں باپ کی جگہ ہوتی ہے -

لفظ سوہ کے معنی سورج ہیں اور چونکہ (منتر میں) اسکے ساتھ باپ بطور صفت آیا ہے - اسلئے

سورج زمین کے باپ کی جگہ ہے - زمین سورج سے (باہر کے رُخ زور کرتی ہوئی) پرے پرے جاتی ہے اور اسی طرح تمام کُرے اپنے اپنے مدار (ککشا) کے اندر گردش کرتے ہوئے ایشور کی قدرت اور ہوا کی قوّت سے قائم ہیں -

" مذکورۂ بالا زمین اپنے مدار کے اندر گردش کرتی ہے اور سورج کے چاروں طرف ایشور کے مقرر کئے ہوئے خط پر پھرتی ہے - زمین جو بمنزلہ گاؤ دوش ہے قسم قسم کے پھلوں اور رسوں سے جانداروں کی پرورش کرتی ہے اور ایسی پابندی کے ساتھ گردش کرتی ہے کہ کبھی اپنی حد سے باہر نہیں جاتی - وہ دریادِل - فیاض اور نیک کردار عالموں کے لئے سامان ہوم مہیّا کرتی ہے اور ہر قسم کے آرام کو بہم پہونچاتی ہے اور بلاشُبہہ تمام جانداروں کی حیات کا باعث ہے "

زمین سورج کے گرد پھرتی ہے

[رگ وید - اشٹک ۸ - ادھیائے ۳ - ورگ ۱۰ - منتر ۱]

" سوم یعنی چاند جو پرورش کرنیوالا (پتری) اور مشہور عام ہے زمین کے گرد گھومتا ہے - وہ سورج اور زمین کے درمیان گردش کرتا ہے - اسی طرح سورج اور زمین بھی (اپنے اپنے محوروں پر) گردش کرتے ہیں " [رگ وید اشٹک ۱ - ادھیائے ۴ - ورگ ۱۱ - منتر ۳]

چاند زمین کے گرد گردش کرتا ہے

اِس منتر کے باقی[1] حصّہ کا ترجمہ تفسیر میں کیا جاویگا -

پس ثابت ہُوا کہ ہر ایک کُرہ اپنے اپنے مدار کے اندر گردش کرتا ہے -

---

زمین وغیرہ کُروں کی گردش کا مضمون ختم ہُوا

---

[1] چونکہ یہ آخری حصّہ اس مضمون سے تعلق نہیں رکھتا اسلئے یہاں ترجمہ کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا - مترجم

کشش مابین اجسام اور ایشور کی قوّتِ جاذبہ کا بیان

تمام کُروں کی کشش سورج کے ساتھ ہے اور سورج وغیرہ کُرے ایشور کی قوّتِ جاذبہ سے قائم ہیں۔
"جب اِندر یعنی ایشور یا ہوا یا سورج کی قوّتِ جاذبہ روشنی کشش۔ قوّت وطاقت یا کرنیں نمودار و ظاہر ہو پُرزور و تیز ہوتی ہیں تب اُن کی قوّتِ جاذبہ کی کشش سے تمام کُرے یا دُنیائیں اپنے اپنے مقام اور نظام پر قائم رہتی ہیں۔"
{رگ وید۔ اشٹک ۲۔ ادھیائے ۱۔ ورگ ۲۔ منتر ۳}
اسی وجہ سے تمام کُرے اپنے اپنے مدار سے باہر نہیں نکل سکتے۔
"اے اِندر (پرمیشور)! یہ تیری مارُتی یعنی فانی مخلوقات اور تمام کائنات تیری قوّتِ جاذبہ کے سہارے سے قائم ہے۔ تیری نظامِ قُدرت اور قوّتِ جاذبہ سے تمام کائنات ٹھیری ہوئی ہے اور تمام کُرے اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے ہوئے حد سے باہر نہیں نکل سکتے۔" [رگ وید۔ اشٹک ۶۔ ادھیائے ۱۔ ورگ ۶۔ منتر ۴]
اگلے منتر میں بھی قوّتِ جاذبہ کا بیان ہے۔
"اے پرمیشور! تُو نے ہی اِس سورج کو بنایا ہے اور اپنے جلال غیر متناہی قوّت اور حکمت و قُدرت سے سورج وغیرہ کُروں کو قائم کر رکھا ہے۔ تمام کائنات اور سورج وغیرہ کُرے تیری قوّتِ جاذبہ سے قائم ہیں۔"
[رگ وید۔ اشٹک ۶۔ ادھیائے ۱۔ ورگ ۶۔ منتر ۵]
یعنی جس طرح سورج کی کشش سے زمین وغیرہ سیّارے قائم ہیں اُسی طرح پرمیشور کی قوّتِ جاذبہ سے سورج وغیرہ تمام کُرے نظامِ قُدرت میں قائم ہیں۔
پرمیشور ہی سورج وغیرہ کُروں اور تمام دُنیاؤں کو اپنی قوّتِ جاذبہ اور جلال سے قائم رکھتا ہے چنانچہ کہا ہے
"اے پرمیشور! تیری قُدرت سے وِلَشٹا اتر یعنی مذکورۂ بالا سورج وغیرہ کُرے اور رَودَسی یعنی زمین (وغیرہ غیر روشن) اور روشن (اجرام) قائم ہیں۔ تو اِن تمام دُنیاؤں کو محبّت و پیار سے قائم رکھتا ہے۔ یہ عجیب و غریب سَوِتا یعنی سورج اپنی روشنی سے اندھیرے کو دور کرتا ہے اور اپنی کشش کی قوّت سے زمین (وغیرہ غیر روشن) اور روشن (اجرام) کو قائم رکھتا ہے اور اُسکے ذریعہ سے قسم قسم کے کام چلتے ہیں۔ جس طرح جلد میں بال لگے ہوئے ہوتے ہیں اُسی طرح سورج کے ساتھ قانونِ کشش کی ذریعہ سے تمام کُرے لگے ہوئے ہیں۔" [رگ وید۔ اشٹک ۳۔ ادھیائے ۵۔ ورگ ۱۰۔ منتر ۳]
اِس سے معلوم ہوا کہ تمام دُنیاؤں کو سورج وغیرہ کُرے قائم رکھتے ہیں اور سورج وغیرہ کو ایشور قائم رکھتا ہے

"ستوتا یعنی پرمیشور یا کُرّۂ آفتاب کی کشش یا قوّتِ جاذبہ سے تمام کُرے ٹھیری ہوئی ہیں۔ یہ قوّتِ جاذبہ پرنور و جلال (جیوتی مے) ہے۔ تمام کاروبار چلانے والے اور آرام و راحت عطا کرنے والے علم و جلال سے بھرے عالم فانی اور اَمرت یعنی سچی معرفت یا کرنیں اپنے مقام پر قائم اور موجود ہیں (ایشور یا) سورج زمین وغیرہ فانی دُنیاؤں کو اَمرِت یعنی رکشش یا نباتات و بارش وغیرہ دیتا ہے اور اُسی کی ذریعہ سے تمام چیزیں نظر آتی ہیں۔ (اس منتر میں الفاظ" دُیُو بھر کتہ بھی" (بوجہ قطعہ بند ہونے کے پچھلے منتر سے لئے جائیں گے) سورج دن رات یعنی ہر لحظہ تمام کُروں کو (اپنی طرف) کھینچے رہتا ہے۔"

[یجُروید۔ ادھیاے ۳۳۔ منتر ۴۳]

ہر کُرے میں اپنی ذاتی قوّتِ کشش بھی ہے اور بالیقین پرمیشور میں غیر مُتناہی قوّتِ جاذبہ ہے۔ اس منتر میں جو لفظ رَج آیا ہے اُس سے لوک یا کُرے مُراد ہیں۔ چُنانچہ نِرُکت کے مُصنف یاسک آچاریہ فرماتے ہیں کہ :-

"لوکوں یا کُروں کو رَج کہتے ہیں"۔ [نِرکت ادھیاے ۴۔ کھنڈ ۱۹]

اور لفظ رَتھ سے خوشی یا راحت عطا کرنے والا علم و معرفت یا جلال مُراد ہے۔ چُنانچہ نِرُکت میں لکھا ہے کہ

"رَتھ۔ رَنہتی یعنی چلنا یا ستھِر تی یعنی ٹھیرنا سے نکلتا ہے جس میں رَمَن یعنی آنند یا خوشی کے ساتھ رہیں اُسے رَتھ کہتے ہیں وغیرہ"۔ [نِرُکت ادھیاے ۹۔ کھنڈ ۱۱]

"وِشْوانر سورج کا نام ہے"۔ [نِرُکت ادھیاے ۱۲۔ کھنڈ ۲۱]

الغرض ویدوں میں سب وجودوں کو قائم رکھنے والی قوّتِ کشش یا قُوّتِ جاذبہ کو بیان کرنے والے بہت سے منتر ہیں۔

کشش مابین اجسام و ایشور کی قوتِ جاذبہ کا مضمون ختم ہوا

روشن وغیر روشن کُروں کا بیان

اب اس بارہ میں غور کیا جاتا ہے کہ چاند وغیرہ سیّارے سورج سے روشنی پاتے ہیں۔
"یہہ زمین ستھیر یعنی مطلق غیر فانی بُرہم یا ہوا اور سورج سے آکاش کے اندر اُدھر یا معلق قائم کر اور سورج روشنی کا چشمہ ہے۔ رِت یعنی وقت یا سورج یا ہوا سے آدتیہ (بارہ مہینے یا کرنیں یا ترشنا[۱]) قائم ہیں اور سوم یعنی چاند پُرنور سورج سے روشنی اقتباس کرتا ہے"۔

[اتھروید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۱۔ منتر ۱]

اِس سے ظاہر ہوا کہ چاند وغیرہ کُرے بذاتِ خود روشن نہیں ہیں بلکہ وہ سب سورج کی روشنی سے چمکتے ہیں۔

"سورج کی کرنیں چاند پر پڑتی ہیں اور پھر اُس سے زمین پر آکر قوت افزائی کرتے ہیں (کیونکہ پرورش بالیدگی یا قوّت افزائی اُن کی تاثیروں میں دخل ہے۔ جب زمین سورج کی روشنی کو ڈھک لیتی ہے تو جسقدر حصّہ میں اُس کا اثر پہونچتا ہے اُسقدر حصّہ میں زیادہ سردی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہاں سورج کی کرنیں نہیں پڑتیں اور کرنوں کے نہ پڑنے سے گرمی بھی نہیں رہتی۔ اسلئے وہ (چاند کی ٹھنڈی کرنیں) قوّت پیدا کرنے والی اور روح افزا ہوتی ہیں) چاند کی روشنی سے سوم وغیرہ پودے (اوشدھی) بڑھتے ہیں اور اُن سے روئے زمین کو قوّت حاصل ہوتی ہے۔ چاند نکشتروں (ستاروں) کے مقابلہ میں (زمین) سے بہت قریب ہے"۔

[اتھروید کانڈ ۱۴۔ انوواک ۱۔ منتر ۲]

سوال (۱) اس برہمانڈ یعنی کائنات میں اکیلا کون چلتا ہے؟ یعنی اپنی ذاتی روشنی سے کون روشن ہے؟
(۲) کون بار بار روشن ہو کر ظاہر ہوتا ہے؟
(۳) برف یا سردی کی دوا کیا ہے؟۔
(۴) بیج بونے کے لئے سب سے بڑا کھیت کون سا ہے؟۔"

{ یجروید ادھیائے ۲۳۔ منتر ۹ }

اِس منتر میں یہہ چار سوال ہیں اور اگلے منتر میں ان کا ترتیب وار جواب دیا گیا ہے۔

[۱] اس لفظ کی تشریح پہلے بیان کر چکے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۲۳۔ نوٹ [۱]۔ مترجم

جواب (۱) اِس دُنیا میں سُورج اکیلا چلتا ہے۔ یعنی بذاتِ خود روشن ہے اور باقی سب کُروں کو روشن کرتا ہے۔

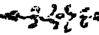
(۲) اُسی کی روشنی سے چاند بار بار روشن ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی چاند میں اپنی ذاتی روشنی بالکل نہیں ہے۔

(۳) برف یا سردی کی دوا آگ ہے۔

(۴) بیج وغیرہ بونے کا مقام یعنی سب سے بڑا کھیت زمین ہے۔"

{یجُروید۔ ادھیائے ۲۳۔ منتر ۱۰}

ویدوں میں اِس مضمون کو بیان کرنے والے اِس قسم کے اور بہت سے منتر ہیں۔



روشن وغیر روشن کُروں کا بیان ختم ہوا

علم ریاضی کا بیان

مندرجہ ذیل منتروں میں ایشور نے انک گنت (علم حساب) بیج گنت (علم جبر و مقابلہ) اور ریکھا گنت (علم مساحت) کو ظاہر کیا ہے -

علم حساب "واحد چیز کو ایک کے عدد سے ظاہر کرتے ہیں - ایک میں ایک جمع کریں تو دو ہو جاتی ہیں اور ایک میں دو جوڑیں تو تین - دو اور دو چار - تین اور تین چھ - علیٰ ہذا القیاس"

{یجروید ادھیاے ۱۸ - منتر ۲۴ و ۲۵}

اس طرح متواتر جمع کرنے سے مختلف شکلیں پیدا ہو کر علم حساب بن جاتا ہے (اس منتر میں کئی بار "چہ" یعنی "اور" آنے سے یہ سمجھنا چاہئے کہ علم ریاضی کئی قسم کا ہوتا ہے - چونکہ علم ریاضی کا پورا پورا بیان وید کے انگ یعنی جیوتش شاستر میں مذکور ہے - اسلئے یہاں لکھنے کی ضرورت نہیں یہاں صرف یہہ جاننا چاہئے کہ جیوتش شاستر میں جسقدر علم ریاضی کا بیان پایا جاتا ہے اُس کی بنیاد وید کے مجوزہ بالا منتروں پر ہے - مقدار معلوم میں اعداد سے کام لیا جاتا ہے اور نا معلوم مقداروں کے دریافت کرنے میں بیج گنت یعنی جبر و مقابلہ کام آتا ہے -

جبر و مقابلہ بیج گنت کا اشارہ بھی وید کے منتروں میں پایا جاتا ہے - مثلاً ا - ک - ۲ اس قسم کی علامتوں سے منتروں میں بیج گنت پائی جاتی ہے - بقول آنکہ ایک پنتھ دو کا چ - سُوروں یعنی اعراب کے نشانات لگانے سے بیج گنت بھی مفہوم ہوتا ہے - اسی طرح علم ریاضی کا تیسرا حصہ علم مساحت ہے جسکا بیان اگلے منتر میں پایا جاتا ہے -

---

ا؎ ان منتروں میں مندرجہ ذیل اعداد گنائے ہیں "۱ - ۳ - ۵ - ۷ - ۹ - ۱۱ - ۱۳ - ۱۵ - ۱۷ - ۱۹ - ۲۱ - ۲۳ - ۲۵ - ۲۷ - ۲۹ - ۳۱ - ۳۳" اور "۴ - ۸ - ۱۲ - ۱۶ - ۲۰ - ۲۴ - ۲۸ - ۳۲ - ۳۶ - ۴۰ - ۴۴ - ۴۸" پہلے سے جمع اور دوسرے سے تم کے پہاڑے کی تمثیل سے ضرب کا اصول نکلتا ہے - مترجم -

ا؎ دیکھو فٹ نوٹ ا؎ صفحہ ۱۷ - مترجم -

ا؎ تمام سام وید میں منتر کے حروف پر اس طرح اعداد لگے ہوئے ہیں جس طرح جبر و مقابلہ میں کسی مقدار کی قوت ظاہر کرنیکے لئے اعداد اوپر لگاتے ہیں - سام وید میں ان اعداد سے اعراب کی قوت یا گانے میں ان کی کمی بیشی کا ظاہر کرنا مقصود ہے مثلاً अग्न आ या हि वीत ये गृणानो (سام وید پوروارچک ا - کھنڈ ا) مترجم

"ویدی (ہون کنڈ) جو مثلث، مربع، مدوّر یا بشکل باز یا شکرہ بنائی جاتی ہے اُس کی شکلوں سے علم مساحت کی تعلیم مقصود ہے۔ زمین کی چاروں طرف جو موہوم خط بیچوں بیچ کھینچا جاتا ہے اسکو پرِدھی (محیط) کہتے ہیں اور یگیہ جس کو علم مساحت میں مدھیہ ویاس یا مدھیہ ریکھا یعنی قطر کہتے ہیں وہ اِس کرہ زمین یا کُل کائنات کی ناف ہے۔ چاند بھی کرہ ہے اور اُس میں بھی محیط وغیرہ ہیں۔ بارش کرنیوالے سورج اور پرزور حرارت اور ہوا کے بھی کرے ہیں۔ طاقت بخشنے والی نباتات اُن کی قوت سے پیدا ہوتی ہے اور ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ برہم یعنی پرمیشور محیط کی طرح سب کو گھیرے ہوئے اور سب کے اندر اور باہر موجود ہے" [یجروید۔ ادھیاے ۲۳۔ منتر ۶۲]

علم مساحت

"**سوال**۔ علم حقیقی کا عالم اور اُس علم کا جامع عقل کُل کون ہے؟۔ سب چیزوں کا اندازہ یا پیمائش کرنے والا کون ہے؟ اور اس تمام کائنات کا مسبّب کون ہے؟۔ اِس دُنیا میں گھی کی طرح سب چیزوں کی جان کیا ہے؟۔ سب دُکھوں کو دور کرنے والا اور آنند یا راحت عطا کرنے والا اور سب کا لبِ لباب کیا ہے؟۔ اِس تمام کائنات کا پرِدھی (محیط) کون ہے؟ (دائرہ یا کسی کرہ کے چاروں طرف جو سب سے بڑا خط (موہوم) کھینچا جاوے اسکو پرِدھی (محیط) کہتے ہیں)۔ آزاد و خود مختار رشتے کیا ہے؟۔ قابلِ مدح و تعریف کون ہے؟"

{یہہ سوال ہیں جن کا جواب (اسی منتر میں) آگے دیا جاتا ہے}

"**جواب**۔ جس دیو یعنی پرمیشور کو تمام عالم اچھی طرح پوچھتے رہے ہیں، اب پوچھتے ہیں اور آیندہ پوچھیں گے۔ وہی تمام اشیاء کے علمِ حقیقی سے ماہر ہے وہی سب کا اندازہ و مساحت کرنیوالا ہے۔ الغرض سب سوالوں کا یہی جواب سمجھنا چاہئے۔"

{رگ وید۔ اشٹک ۲۔ ادھیاے ۷۔ ورگ ۲ ا منتر ۳}

اِس منتر میں بھی لفظ پرِدھی (محیط) سے علم مساحت کی تعلیم مفہوم ہوتی ہے۔ یہہ علم جیوتش شاستر میں تفصیل کے ساتھ درج ہے اور ویدوں میں اِس علم کو بیان کرنے والے بہت سے منتر پائے جاتے ہیں۔

علم ریاضی کا مضمون ختم ہوا

ایشور کی ستتی[1] پرارتھنا - یاچنا - سمرپن اور اُپاسنا وِدیا کا بیان

ستتی (حمد وثنا) کا مضمون کسی قدر (صفحہ ۵۳ پر) "ماضی حال استقبال تینوں زمانے" وغیرہ الفاظ سے شروع ہونے والے منتروں میں آچکا ہے اور کچھ آگے بیان کیا جائیگا - اب پرارتھنا کے مضمون پر لکھتے ہیں :-

ایشور کی ستتی پرارتھنا — مندرجۂ ذیل منتروں میں ایشور کی ستتی اور پرارتھنا کا مضمون ہے -

"اے پرمیشور! تو علیم کل وغیرہ صفات سے موصوف مشہور و پُرجلال ہے - مجھے بھی تیج یعنی علم و معرفت اور جاہ و جلال عطا کر - اے پرمیشور! تو غیر متناہی قوت والا ہے اپنی عنایت سے مجھے بھی جسم اور دماغ کی قوت - دلیری - چستی اور ہمت و استقلال عطا کر - اے صاحبِ قدرت! تیری طاقت بے پایاں ہے - مجھے بھی اپنی نظرِ عنایت سے اعلیٰ درجہ کی طاقت دے - اے پرمیشور! تو ہست مطلق اور علیم کل صاحبِ قدرت ہے - اسلئے مجھے بھی سچائی - علم اور صولت عطا کر - اے پرمیشور! تو منیو یعنی بدوں پر غصہ کرنیوالا ہے - اسلئے مجھے بھی اپنی سچائی کے بل پر بدوں کے ساتھ سختی کرنے یا اُن کو سزا دینے کی عادت دے - اے حلیمِ مطلق ایشور! تو سب کی سہنے والا ہے مجھے بھی سکھ - دکھ کی برداشت اور میدانِ جنگ میں ثابت قدمی اور استقلال عطا کر - الغرض اپنے فضل و کرم سے اسی قسم کے اچھے اچھے اوصاف مجھے عطا کر!" [یجروید - ادھیائے ۱۹ - منتر ۹]

"اے اِندر (قادرِ مطلق پرمیشور)! ہمیں آتما میں نیک راستے پر چلنے والی اور اعلیٰ اوصاف و کمال سے بہرہ مند کان وغیرہ پانچوں حواس اور مَن (دل) قائم کر - تو ہماری پرورش کر اور ہمیشہ اپنی رحمت سے ہمیں اچھی اچھی نعمتیں عطا کر - اے پرمیشور! ہمیں اعلیٰ و افضل حکومت یا حشمت عطا کر تاکہ ہم اعلیٰ دولت یعنی علم و معرفت کو حاصل کر سکیں - ہمارے اندر مذکورۂ بالا خوبیاں پیدا ہوں (یا بہ الفاظِ دیگر ایشور حکم دیتا ہے کہ (اے انسانو!) تم عمدہ اور نیک صفات حاصل کرو) - اے

[1] ستتی = حمد و ثنا - پرارتھنا = مناجات و دُعا - یاچنا = عرض و التجا - سمرپن = نذر و نیاز - اُپاسنا وِدیا = علم ریاضت و عبادت - مترجم

بھگون[1]! آپ کی عنایت سے ہماری تمام خواہشیں ہمیشہ سچی یا پوری ہوں یعنی ہماری تسخیر عالم اور اقبال و حشمت حاصل ہونیکی خواہش بامُراد بے اثر نہ ہو۔" [یجروید ادھیائے ۳ - منتر ۱۰]

"اے اگنی (پرمیشور)! مجھے وہ بلند و اعلیٰ عقل و ذہانت عطا کر جس سے دیو (عالم) اور پتر (عارف) بہرہ مند ہیں - ای پرمیشور! مجھے جلد ویسی ہی عقل و ذہانت عطا کر سُواہا!" [یجروید ادھیائے ۳۲ منتر ۱۴]

لفظ سُواہا کی تشریح

لفظ "سُواہا" کی بابت نِرکت کے مصنف یاسک آچاریہ جی لکھتے ہیں کہ "لفظ سُواہا کے یہ معنی ہیں کہ

(۱) سب کو ہمیشہ سُو (اچھی - ملایم - شیریں اور سچی یا بہبودی کرنیوالی بات) آہ (کہنی چاہیئے) -

(۲) جو بات سُو (اپنے علم میں) ہے اُسی کو زبان سے آہ (بولے) -

(۳) اپنی ہی چیز یا حق کو اپنا سمجھنا چاہیئے - دوسروں کی چیز پر ناجایز قبضہ نہیں کرنا چاہیئے -

(۴) ہمیشہ اچھی طرح سے ہَون کی چیزوں کو صاف کرکے ہوم کرنا چاہیئے" [نِرکت ادھیائے ۸ - کھنڈ ۲۰]

یہہ سب معنی لفظ "سُواہا" سے نکلتے ہیں -

ایشور نیکوں کا معاون ہے

ایشور جیووں کے لئے آشیرباد دیتا ہے کہ

"اے انسانو! تمہارے آیُدھ یعنی توپ بندوق وغیرہ آتشگیر اسلحہ اور تیر کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط و فتح نصیب ہوں - بدکردار دُشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو - تم مضبوط - طاقتور اور کارِنمایاں کرنے والے ہو - تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر اُنھیں رُوگرداں و پسپا کرو - تمہاری فوج جرار نہایت کارگذار اور مشہور و نامور ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو اور تمہارا حریف نا ہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے - مگر میری یہ آشیرباد اُنھیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں نہ کہ اُن کے لئے جو عوام یعنی رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنیوالے ہیں - میں بدکردار ظالموں کو کبھی آشیرباد نہیں دیتا۔"

[رگ وید اشٹک ۱ - ادھیائے ۳ - ورگ ۱۸ - منتر ۲]

مختلف پرارتھنائیں اور یاچنائیں

"اے بھگون! ہمیں نیک خواہشوں یا ارادوں میں کامیاب اور نہایت عمدہ اجناس اور آزادی وغیرہ سے خوشحال اور بہرہ ور کر - ای پرمیشور! ہم وید کے علم اور معرفت حاصل کرنے میں تدبیر و محنت کریں - آپ ہمیں براہمن درن کی لیاقت عطا کرکے ہمیشہ ہماری ہمت و حوصلہ کو بڑھائیے - ہمیں پُرزور و شجاع کیجئے تاکہ ہم کشتری کے وصف و کمال اور خصلت کو حاصل کرکے عالمگیر

---

[1] اس لفظ کی تشریح صفحہ اوّل پر دیکھو - مترجم -

حکومت پائیں ۔ اے پرمیشور! ایسی عنایت کیجئے کہ شعاع ۔ بجلی ۔ سورج ۔ آگ اور زمین وغیرہ چیزیں تمام دنیا کو اپنی روشنی وغیرہ نیک تاثیروں سے فائدہ پہونچائیں اور ہمیں ایسی طاقت اور ہمت عطا کیجئے کہ ہم کلیں اوزار اور پر صنعت خود رفتار گاڑیاں بنانے کا علم حاصل کر کے کل نوع انسان کو فائدہ اور فیض پہونچائیں ۔ اے سچے دھرم کی ہدایت کرنیوالے پرمیشور! تو عین دھرم یعنی منصف اور نیک ہے ۔ اسلئے ہمیں بھی عدل انصاف اور دھرم سے بہرہ ور کر ۔ اے سب کی بہتری اور بہبودی کرنے والے ایشور! تو کسی سے دشمنی نہیں رکھتا اسلئے ہمیں بھی سب کا دوست بنا اور ہمیں اپنی عنایت سے اعلیٰ اقتدار نیک اصول اور جواہرات وغیرہ عمدہ چیزیں عطا کر ۔ ہمارے درمیان وید کا علم یا برہمن ورن اور راج یا کشتری ورن اور رعیت یا ویش ورن قائم کر ۔ ہمارے اندر تمام نیک اوصاف اور اعلیٰ خوبیاں قائم رہیں ۔ ہم آپ سے یہی پرارتھنا (استدعا) کرتے اور یہی مانگتے ہیں ۔ آپ ہماری ان تمام خواہشوں کو پورا کیجئے ۔“

[یجروید ادھیائے ۳۸ ۔ منتر ۱۴]

” اے ایشور! میرا من (دل) جو حالتِ بیداری میں دور دور جاتا ہے اور تمام اندریوں (حواس) پر غالب اور حاوی ہو کر ان پر حکومت کرتا ہے ۔ جو علم و معرفت وغیرہ اعلیٰ اوصاف کا مرکز ہے ۔ جو عالم خواب میں بھی مثلِ حالتِ بیداری لطیف اشیاء کو دیکھتا اور اسی حالتِ لطیف میں راحتِ باطنی کا حظ اٹھاتا ہے ۔ جو بلند پرواز ۔ سریع السیر اور اندریوں (حواس) اور سورج وغیرہ روشن اشیاء کا علم و احساس کرنیوالا اور یکتا و بیمثال ہے آپ کی عنایت و رحمت سے وہ میرا من نیک اور مصمم ارادہ کرنے والا ۔ بہبودی اور بہتری چاہنے والا اور دھرم اور نیک گنوں کو عزیز رکھنے والا ہو ۔“ [یجروید ادھیائے ۳۴ ۔ منتر ۱]

اسی طرح یجروید کے اٹھارویں ادھیائے میں ” واجشچ مے “ وغیرہ منتروں کے اندر ہدایت ہے کہ (انسان) پرمیشور کے لئے تمام مال و املاک ارپن (نذر) کر دے ۔ اسلئے ثابت ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ

ایشور سمرپن

چیز یعنی موکش سے لیکر کھانے اور پینے کی چیزوں تک سب کے لئے ایشور ہی سے یاچنا (التجا) کرنی چاہئے ۔

” اے انسانو! اس یگیہ یعنی ایشور کو حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام عمر صرف کرو یعنی ہماری جسقدر عمر ہے وہ سب پرمیشور کے سمرپن (نذر) ہو اور پران (نفس) ۔ آنکھ ۔ زبان ۔ من یعنی علم و معرفت ۔ آتما یعنی جیو اور برہما یعنی چاروں ویدوں کا جاننے والا اور یگیہ کی پابندی کرنے والا اور جیوتی یعنی سورج وغیرہ روشن اجرام ۔ دھرم یا انصاف ۔ سوہ یا سکھ ۔ پرشٹھ یعنی زمین وغیرہ مسکن اور یگیہ یعنی اشومیدھ وغیرہ یا صنعت اور ہنر کے کام ۔ ستوم یعنی مجموعۂ مناجات یجروید ۔ رگ وید ۔ سام وید

(اور لفظ "چہ" بمعنی اور کے آنے سے اتھروید) کا مطالعہ اور بڑے بڑے کاموں کی ثمرہ میں جو بھوگ یا سامانِ راحت اور صنعت و ہنر سے جو چیزیں حاصل ہوتی ہیں وہ سب پرمیشور کے سمرپن یا نذر ہوں تاکہ ہم اُس کے احسان فراموش نہ ہو جائیں۔ ہماری اس عمل کے ثمرہ میں رحیم کامل پرمیشور ہمیں اعلیٰ درجہ کا سکھ عطا کرے اور ہم سکھ سے راحتِ اعلیٰ یعنی موکش کو حاصل کر سکیں۔ ہم اپنے آپ کو اُس پرمیشور ہی کی رعیت سمجھیں یعنی ہم اُس پرمیشور سے افضل یا اُسے چھوڑ کر کسی انسان یے بنیان کو اپنا راجہ نہ مانیں۔ ہم ہمیشہ سچ بولیں اور پرمیشور کے حکم کی تعمیل میں پوری کوشش تدبیر و محنت کریں اور کبھی اُس کی نافرمانی نہ کریں بلکہ ہمیشہ اس طرح اس کے حکم میں رہیں جیسے بیٹا باپ کے کہنے میں ہوتا ہے"۔ [یجروید ادھیاے ۱۸ - منتر ۲۹]

اس منتر میں یگیہ سے محیطِ کُل پرمیشور مراد ہے کیونکہ شت پتھ براہمن میں یگیہ کے معنی وشنو لکھے ہیں اور وشنو کے معنی تمام دنیا میں سرایت کرنیوالا یا محیطِ کُل ایشور ہیں۔

مندرجہ ذیل منتر میں یہ ہدایت ہے کہ جیو کو ہمیشہ پرمیشور ہی کی اُپاسنا (عبادت) کرنی چاہیے۔

ایشور اُپاسنا

"ایشور کی اُپاسنا کرنیوالے صاحبِ عقل و فہم انسان اور یوگی اپنے من (دل) کو علیمِ کُل پرمیشور میں لگاتے ہیں اور اپنی عقل کو اُسی کے (دھیان) میں قائم کرتے ہیں۔ وہ پرمیشور اس تمام کائنات کو قائم رکھتا ہے۔ اُسے تمام جیووں کے نیک و بد خیالات کا علم (پرگیان) اور کُل مخلوقات کا حال معلوم ہے۔ وہ واحدِ مطلق اور بیبدیل ہے۔ وہ سب جگہ محیط اور علیمِ کُل ہے۔ اُس سے افضل یا اشرف کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اُس آفریدگارِ عالم تجلی بخش کائنات کی ہر انسان کو خوب ستتی (حمد و ثنا) کرنی چاہیے کیونکہ ایسا ہی کرنے سے اُس پرمیشور کو پا سکتے ہیں"۔ [رگ وید اشٹک ۴ - ادھیاے ۴ - ورگ ۲۴ - منتر ۱]

"یوگ (ریاضت) کرتے ہوئے پہلے برہم وغیرہ کے سچے علم میں دل لگانا چاہیے۔ جو ایسا کرتا ہے پرمیشور بنظرِ رحمت اُس کی عقل کو اپنی ذات میں قائم کرتا ہے جس سے وہ یوگی اُس نورِ مطلق اگنی (ایشور) کو بخوبی جان لیتا ہے۔ ایشور اُس کی آتما میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ روئے زمین پر عابد یوگی کا یہی نشان سمجھنا چاہیے"۔ [یجروید - ادھیاے ۱۱ - منتر ۱]

ہر انسان کو ایسی خواہش کرنی چاہیے کہ

"ہم منور بالذات - مخزنِ راحت سب کے اندر موجود اور منتظمِ کُل پرمیشور کے غیر متناہی جلال میں یوگ (ریاضت) اور انتہ کرن (باطن) کی صفائی سے موکش کا سکھ حاصل کرنے کے لئے یوگ کے بل سے قائم ہوں"۔ [یجروید - ادھیاے ۱۱ - منتر ۲]

"سچے دل سے اُپاسنا (عبادت) کرنے والے یوگیوں کے دلوں میں

یوگا بھیاس[۵۱] کرنے پر سب کے اندر موجود اور منتظم کل ایشور اپنی نظر رحمت سے جلوہ گر ہوکر بے پایاں نورانی اپنی پرجلال ذات کا ظہور کرتا ہے۔ سچی بھاکتی (عقیدت) سے عبادت کرنیوالے یوگیوں کو وہ جسم کامل سب کے دلوں کا شاہد اور منتظم کل ایشور موکش عطا کرکے خوش و مسرور کرتا ہے"۔ [یجروید۔ ادھیائے ۱۱ منتر ۲]

اُپاسنا (عبادت) کا طریق سکھانیوالے اور اُسکے سیکھنے والے دونوں سے ایشور وعدہ کرتا ہے کہ

"جب تم دونوں آتما کو قائم کرکے سچے دل سے عجز و نیاز کے ساتھ مجھ قدیم (سناتن) برہم کی اُپاسنا کروگے۔ تب میں تمکو یہ آشیرباد دونگا کہ تم سچی کیرتی (ناموری) کو حاصل کرو۔ جس طرح پوری پورے عالم (اپنے علم کے ذریعہ سے) دھرم کے راستے کو پالیتے ہیں اسی طرح جو اُپاسک (عابد) عین نجات (موکش سوروپ) غیر فانی پرمیشور کی فرمانبردار بیٹے کی طرح خدمت کرتے ہیں وہ علم کے نور اور عبادت کے سرور سے بہرہ یاب ہوتے نیک اعمال کرتے اور پر راحت جنم اور پر آرام مقام پاتے اور اُن میں قائم ہوتے ہیں۔ عبادت کا طریق سکھانیوالے اور اسکے سیکھنے والے تم دونوں اس بات کو بخوبی سُن اور سمجھ لو۔ کیونکہ اس طرح تم دونوں عبادت کرنیوالوں کو میں (ایشور) اپنی رحمت سے حاصل ہونگا"۔

{یجروید۔ ادھیائے ۱۱۔ منتر ۵}

روشن دماغ عالم جنکے چہرے سے جلال برستا ہے اور دھیان لگانے والے یوگی سنتواتر یوگا بھیاس (ریاضت) اور اُپاسنا (عبادت) کے وقت ناڑیوں کو روکتے ہیں[۵۲]۔ یعنی اُن کے اندر پرماتما کا دھیان کرنے کے لئے ابھیاس (مشق) کرتے ہیں اور یوگ میں محنت کرتے ہیں اس طرح کرنے سے وہ عالم لوگیوں کے درمیان سُکھ سے قائم ہوکر راحت اعلیٰ (موکش) کو حاصل کرتے ہیں"۔ [یجروید ادھیائے ۱۲ منتر ۶۷]

"اے یوگیو! تم یوگا بھیاس اور اُپاسنا سے پرماتما کا دھیان لگاکر آنند (مسرور) ہو اور ایشور کو پاکر موکش کے سُکھ کو حاصل کرو اور عبادت سے تعلق رکھنے والے فعلوں اور پرانا یام کی ناڑی کو اُپاسنا کے کام میں لگاؤ۔ اسطرح انتہ کرن (باطن) کو پاک صاف کرکے راحت اعلیٰ کے مخزن یعنی آتما میں بطریق اُپاسنا یوگا بھیاس کے ذریعہ سے وگیان (معرفت الٰہی) کے بیج کو بوؤ اور وید کے کلام اور اسکے علم سے بہرہ ور ہو۔ (یوگی کہتا ہے کہ) پرمیشور کی عنایت سے مجھے بہت جلد (شُرشٹی) یوگ کا پھل ملے اور پاک راحت حاصل ہو۔ بالتحقیق عبادت اور ریاضت سے طبیعت کی حالت (ورتی) تمام کلفتوں کو دور یا فنا

---

۵۱ یوگ سے ایشور کا دھیان کرنا اور اپنے آتما کو پرمیشور کے ساتھ وصل کرنا مُراد ہے اور ابھیاس کے معنی ریاضت یا مشق ہیں اسلئے یوگا بھیاس سے ایشور کو پانے یا اُسکا قرب حاصل کرنیکی کوشش یا ریاضت مُراد ہے۔ مُترجم

۵۲ اس سے پرانا یام کرنا مُراد ہے جسکا مفصل بیان آگے کیا جائیگا۔ مُترجم

کرنیوالی (شرنی) ہوتی ہے (لفظ بالتحقیق یقین دلانے کے لئے آیا ہے)۔ طبیعت کو قرار و قیام کی حالت کو پہونچکر پرماتما کا وصال ہوتا ہے"۔ [یجروید ادھیائے ۱۲ - منتر ۶۸]

اس منتر میں (شرشٹی اور شرنی دو لفظ آئے ہیں جن کی نسبت) نرکت کے مندرجہ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :-

"شرشٹی کے معنی جلد ہیں" [نرکت ادھیائے ۶ - کھنڈ ۱۲]

"شرنی دو قسم کی (حالت) ہوتی ہے۔ ایک پرورش کرنیوالی اور دوسری فنا کرنے والی"۔ [نرکت ادھیائے ۱۳ - کھنڈ ۵]

"اے پرمیشور! آپ کی عنایت سے اٹھائیس چیزیں ہمیں سکھ دینے والی اور بہبودی کرنیوالی ہوں (جو یہ ہیں)۔ دس اندریاں (حواس)۔ دس پران (انفاس)۔ من (دل)۔ بدھی (عقل)۔ چت (حافظہ)۔ اہنکار (انانیت)۔ ودیا (علم)۔ سوبھاؤ (عادت)۔ شریر (جسم) اور بل یعنی طاقت) یہ سب سکھ دینے والی ہو کر رات دن میرے اپاسنا (عبادت) اور یوگ (ریاضت) کے کام میں معاون ہوں۔ آپ کی عنایت سے میں یوگ کے ذریعہ سے کشیم یعنی خوشی حاصل کروں۔ میں آپ کی مدد اور عنایت کے لئے آپکو بار بار نمسکار کرتا ہوں"۔ [اتھروید کانڈ ۱۹ - انوواک ۱ ورگ ۸ منتر ۲]

"اے اندر (پرمیشور)! تو شچی یعنی مخلوقات یا زبان اور فعل کا مالک ہے اور قادر مطلق اور سب سے برتر و بالا ہونیکی وجہ سے بزرگ و عظیم ہے۔ تو دشمنوں کی زبان اور ان کے فعلوں کو قطع یا دفع کرنیوالا ہے تو محیط کل قادر مطلق ہے۔ میں تیری اپاسنا (عبادت) کرتا ہوں"۔ [اتھروید کانڈ ۲۰ - انوواک ۹ منتر ۱]

اس منتر میں لفظ "شچی" آیا ہے جس کی بابت مفصلہ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :-

(۱) شچی زبان کا مترادف ہے (دیکھو نگھنٹو ادھیائے ۱ - کھنڈ ۱۱)۔

(۲) شچی کرم (فعل) کا مترادف ہے (دیکھو ایضاً ادھیائے ۲ - کھنڈ ۱)

(۳) شچی پرجا یعنی مخلوقات کا مترادف ہے۔ (دیکھو ادھیائے ۳ - کھنڈ ۹)

ایشور ہدایت کرتا ہے کہ

"اے انسانو! تم ہمیشہ بذریعہ اپاسنا مجھے ٹھیک ٹھیک جاننے کی تدبیر کرو (اپاسک یعنی عابد کہتا ہے کہ) اے علیم کل پرمیشور! مجھے سنواتر میرا نمسکار ہو"۔ [اتھروید کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ - منتر ۴۸]

"اے پرمیشور! ہم اناج وغیرہ (سامان خورش) اور راج وغیرہ (سامان حکومت)۔ اعلیٰ درجہ کے نیک اعمال سے حاصل ہونیوالی سچی ناموری اور ہمت و حوصلہ اور کامل علم پاویں۔ تو ہمیشہ ہمارے اوپر نظر رحمت

رکھ! - ہم تیری اُپاسنا (عبادت) کرتے ہیں"۔ [اتھرووید کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ - منتر ۴۹]

"اے اَبھِہ یعنی محیطِ کل - سلیم مطلق (شانت سوروپ) اور پانی کی طرح جان میں جان ڈالنے والے - عینِ علم - معبودِ مطلق - بزرگ و جلیل - حلیم مطلق - برحم! میں تجھکو بذریعہ معرفت جان کر ہمیشہ تجھی کو پوجتا ہوں"۔

[اتھرووید کانڈ ۱۳ - ۱ - انوواک ۴ - منتر ۵۰]

لفظ "اَبھِہ" "آپلِر" مصدر (یعنی سرایت کرتا) سے علامت سُن ایزاد ہو کر بنتا ہے۔

"اے اَبھِہ - منور بالذات مطلوبِ کل اور عین راحت - مالکِ جہان و صاحبِ قدرت - حلم و بردباری کے عطا کرنیوالے ہم تیری اُپاسنا کرتے ہیں - تیری سوای اور کوئی دوسرا ہمارا معبود نہیں ہے"۔

{ اتھرووید کانڈ ۱۳ - ۱ - انوواک ۴ - منتر ۵۱ }

اِس منتر میں لفظ "اَبھِہ" تعظیم کے لئے دوبارہ آیا ہے - اِس کے معنی اوپر لکھ چکے ہیں۔

"اے پرمیشور! ہم تجھکو اُرُ یعنی قادرِ مطلق - محیطِ کل اور ہر شے میں موجود اور اَنترِکش کی طرح بسیط و وسیع جان کر تیری اُپاسنا کرتے ہیں"۔ [ایضاً منتر ۵۲]

"اُرُ - بہو یعنی عظیم کا مُترادف ہے"۔ [نگھنٹو ادھیاے ۳ - کھنڈ ۱]

"اے تمام کائنات کی بساط پھیلانیوالے! سب سے اشرف اور علیم کل و خبیر مطلق - شاہد و مشہودِ کل پرمیشور! ہم تجھ علیم کل کی اُپاسنا کرتے ہیں"۔ [اتھرووید کانڈ ۱۳ - انوواک ۴ - منتر ۵۳]

"جو عالِم اور یوگی لوگ علم اور یوگا بھیاس کے ذریعہ سے اپنی آتما کو تمام کائنات اور انسانوں کے دل کے حال جاننے والے علیم کل - رحیم کامل (اَرُش) - راحت افزای عالم - بزرگ و جلیل (برَدھنَم) پرمیشور کے ساتھ جوڑتے ہیں - وہ (مُکتی کے) آنند میں مگن (محو و مسرور) اور (علم کے نور سے) منور ہو کر اُس نورِ مطلق - تجلی بخش عالم پرمیشور میں پرمانند (راحتِ اعلیٰ) کو حاصل کرتے ہیں"۔

[رگ وید اشٹک ۱ - ادھیاے ۱ - ورگ ۱۱ - منتر ۱]

اِس منتر کے دوسرے معنی یہہ بھی ہو سکتے ہیں۔

"تمام لوک (کُرے) اور کل موجودات (اپنے محور پر) پھرنے والے پُرآتش سورج (برَدھنَم اَرُشَم) کی کشش سے قائم ہیں اور اُس کی روشنی سے ضیا پا کر چمکتے ہیں"۔

اِسی منتر کے تیسرے معنی یہہ ہیں:-

"جو اُپاسک یا عابد (پرِتشٹھش) تمام جسم کو حرکت دینے والے رگ رگ میں سمائی ہوئی اور اعضاء کو بڑھانیوالے پران (آدِتیہ) کو بطریق پرانایام[1] اُس نورِ مطلق پرمیشور میں دِلی شوق سے لگا دیتے یا جوڑتے

[1] پرانایام سانس کو باہر اور اندر روکنے سے دم بڑھانے کی مشق کو کہتے ہیں اس کا مفصل بیان آگے آویگا - مترجم۔

ہیں وہ سُوش کے آنند میں پرمیشور کے ساتھ رہتے ہیں"۔

اِس منتر کے متعلق حسبِ ذیل حوالے درج کئے جاتے ہیں :—

"لفظ اَرُش (अरुष) - رُش (रुष) مصدر سے نکلا ہے - اور اس میں اَ نفی کا ہے - رُش کے معنی مارنا یا تکلیف دینا ہیں"۔ (اسلئے اَرُش کا ترجمہ نہ مارنیوالا یعنی رحیم کامل ہُوا)

"لفظ مَنُش (मनुष्य) - مَنُش یعنی انسان کا مُترادف آیا ہے"۔ [نگھنٹو - ادھیائے ۲ - کھنڈ ۳]

"بُردھنم (बृहत्) - مَہت یعنی بزرگ و جلیل کا مُترادف ہے"۔ [ایضاً ادھیائے ۳ کھنڈ ۳]

"بُردھن - اَرُش سے آدتیہ (سورج) مُراد ہے"۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳ - ادھیائے ۲]

"آدتیہ سے پران (نفس) مُراد ہے"۔ [پرشن اُپ نشد، پرشن ۱ - منتر ۵]

چونکہ پرمیشور سے بڑا کوئی نہیں ہے اسلئے پہلے معنی الیشور کے لئے موزوں ہیں اور دوسرے معنی شت پتھ براہمن کے حوالے کی بناء پر کئے گئے ہیں اسی طرح تیسرے معنی پرشن اُپ نشد کے حوالے سے کئے گئے ہیں۔

نگھنٹو میں لفظ "بُردھن"، اَشو (گھوڑے یا آگ) کا مُترادف بھی آیا ہے مگر اس منتر میں یہ معنی نہیں لگ سکتے کیونکہ یہ معنی کئے جاویں تو شت پتھ براہمن سے اختلاف آتا ہے - اور اگرچہ ایک لفظ کے کئی معنی ہو سکتے ہیں تاہم ایسا ترجمہ منتر کے اصلی معنی سے دور چلا جاتا ہے - اسلئے سیکس میولر نے جو اپنے انگریزی ترجمہ میں اس لفظ کے معنے گھوڑا کئے ہیں وہ غلطی پر مبنی ہیں - سائناچاریہ نے اس منتر کی تفسیر میں بُردھن کے معنی سُورج لئے ہیں جو کسی قدر درست ہیں مگر یہ پتہ نہیں لگتا کہ سیکس میولر نے اپنا ترجمہ کاش سے اُتار کر لایا ہے یا پاتال سے - معلوم ہوتا ہے کہ اپنی طرف سے گھڑا ہے اور اسی وجہ سے اُس کی سند نہیں -

اب اس بارہ میں لکھا جاتا ہے کہ اُپاسنا (عبادت) کرنیکا طریق کیا ہے - کسی پاک صاف تنہائی کے

اُپاسنا کا طریق

شہائے مقام میں پاک دل سے طبیعت کو یکسو کر کے تمام اِندریوں (حواس) اور مَن (دل) کے قرار کے ساتھ اُس ہستی مطلق - عین علم - عین راحت - سب کے دلوں میں موجود اور منتظم کل منصف و عادل پرمیشور کا دھیان لگانا اور اپنی آتما کو اُسکے ساتھ جوڑنا چاہئے اور ہمیشہ اُسی کی ستتی اور پرارتھنا کرنی چاہئے اور باقاعدہ اُپاسنا کے ذریعہ سے اپنی آتما کو بار بار الیشور کے دھیان میں لگانا چاہئے - مہارشی پتنجلی جی لوگ شاستر میں اور ویاس جی اُس کی بھاشیہ (شرح) میں اس مضمون پر اس طرح لکھتے ہیں :—

"اُپاسنا (عبادت) یا کاروبار (دُنیوی) میں بھی پرمیشور کے سوا کسی اور چیز کے خیال یا اَدھرم (پاپ) کے کام سے دل کو روکنا چاہیئے"۔ [یوگ شاستر ادھیائے ۱ - پاد ۱ - سُوتر ۲]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ دِل کے روکنے سے وِرتی (طبیعت کی حالت) کہاں ٹھہرتی ہے۔

"جب دِل کاروبار دُنیوی سے آزاد ہوتا ہے تب اُپاسک (عابد) کا مَن (دِل) بصیرِ کُل و علیمِ کُل پرمیشور کی ذات میں قرار پاتا ہے"۔ [ایضاً سُوتر ۳]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ جب عابد یوگی اُپاسنا کو چھوڑ کر دُنیوی کاروبار میں مشغول ہوتا ہے تو اُس وقت اُس کی چِت (طبیعت) کی وِرتی (حالت) دُنیوی آدمیوں کی طرح ہوتی ہے یا اُن سے مختلف۔

"دُنیوی کاروبار میں مشغول ہونے پر بھی عابد یوگیوں کی وِرتی (طبیعت کی حالت) شانت (قرار یافتہ) دَھرم میں قائم۔ علم اور معرفت کے نور سے منور۔ حق داں۔ نہایت تیز اور معمولی انسانوں سے مختلف اور بےمثل ہوتی ہے۔ اُپاسنا کرنے والے اور یوگی یعنی یوگابھیاس نہ کرنے والے کی وِرتی (طبیعت کی حالت) ایسی ہرگز نہیں ہوسکتی"۔ [ایضاً سُوتر ۴]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ وِرتیاں یعنی طبیعت کی حالتیں کتنی ہوتی ہیں؟ اور اُن کو کس طرح قابو میں رکھنا چاہیئے؟۔

وِرتیاں یعنی طبیعت کی حالتیں

"تمام انسانوں کی طبیعتوں کی حالتیں پانچ ہیں جن کی تقسیم دو طرح پر ہے۔ ایک کِلشٹ یعنی تکلیف دینے والی اور دوسری اَکلشٹ۔ تکلیف نہ دینے والی"۔ [ایضاً سُوتر ۵]

"پانچ وِرتیاں یہ ہیں - پرمان - وِپریہ - وِکلپ - نِدرا - سمرتی"۔ [یوگ شاستر ادھیائے ۱ - پاد ۱ - سُوتر ۶]

"اِن میں سے پرمان یہ ہیں :- پرتیکش (علم الیقین - حق الیقین و عین الیقین) انمان (قیاس) آگم (وید)"۔ [ایضاً - سُوتر ۷]

"وِپریہ جھوٹے گیان کو کہتے ہیں - یعنی کسی شے کی اصل ماہیت کے خلاف علم[1] ہونا - وِپریہ کہلاتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۸]

"کسی ایسے لفظ یا بات کو جس کا کہیں کچھ وجود نہ ہو وِکلپ[2] کہتے ہیں"۔ [ایضاً - سُوتر ۹]

"جس حالت میں کچھ گیان (علم) نہیں رہتا اُس گیان سے خالی وِرتی کو نِدرا (نیند) کہتے ہیں"۔ [ایضاً - سُوتر ۱۰]

ف[1] مثلاً فانی کو غیر فانی - ناپاک کو پاک - غیر ذی رُوح یا غیر ذی شعور کو ذی رُوح اور ذی شعور اور دُکھ کو سُکھ سمجھنا اور اسکے برعکس ۔مترجم

ف[2] مثلاً نرشرنگ (آدمی سینگ) - کھ پُشپ (آسمان کا پھول) - بندھیا پُتر (بانجھ عورت کا بیٹا) وغیرہ ۔مترجم

"جس چیز یا بات کو پہلے تجربہ کیا یا دیکھا ہو اُس کا اثر یا نقش قائم رہنا اور اُسکو نہ بھولنا سمرتی (قوت حافظہ) کہلاتی ہے" [ایضاً سوتر ۱۱]-

"ابھیاس اور ویراگ سے مذکورہ بالا پانچوں ورتیوں کو روک کر اُپاسنا یوگ (عبادت و ریاضت) میں لگانا چاہیئے" [ایضاً سوتر ۱۲]

ابھیاس کی تشریح آگے کیجائیگی اور ویراگ سے ہمیشہ بُرے کاموں اور عیب یا پاپ کی باتوں سے الگ رہنا مُراد ہے۔

اب اُس عملی طریق کو بیان کرتے ہیں جس سے اُپاسنا (عبادت) پوری اُتر سکتی ہے۔

"جو پردھان یعنی الیشور کی اطاعت خاص (ویشیش بھگتی) کرتا ہے اور ہمیشہ اُسکے حکم پر چلتا ہے الیشور اُس پر مہربانی کرتا ہے۔ یوگی لوگ ہمیشہ اُسی الیشور کا دھیان لگاتے ہیں۔ جس سے اُن کو سمادھی (مُراقبہ کا درجہ) حاصل ہوجاتا ہے" [یوگ شاستر ادھیائے ا۔ پاد ا۔ سوتر ۲۳]

الیشور کیا ہے؟ اب یہ سوال ہے کہ پرکرتی (مادہ) اور پرش (جیو) سے الگ الیشور کس کا نام ہے؟

" الیشور کلیش (کلفت) سے وابستہ اعمال کے پھل کی خواہش سے آزاد اور جیو سے الگ ہے"

[یوگ شاستر ادھیائے ا۔ پاد ا۔ سوتر ۲۴]

"کلیش اودیا (جہالت) وغیرہ کا نام ہے (جن کی تشریح آگے آئیگی)۔ کلیش دینے والے کاموں کے پھل کو وپاک کہتے ہیں اور اُن کے پھلوں کی واسنا (خواہش) آشا کہلاتی ہے۔ یہ خواہشیں جس پرش (جیو) کے دل میں موجود ہوں گی اُسی سے اُن کا تعلق سمجھا جائیگا اور وہی اُن کے پھل کو بھوگیگا۔ مثلاً جب بہادر سپاہی لڑائی میں فتح یا شکست پاتے ہیں تو وہ فتح یا شکست اُن کے سردار کی سمجھی جاتی ہے۔ الیشور ایسے اعمال کے پھل بھوگنے سے آزاد اور جیو سے الگ ہے۔ کیولیہ (نجات کے درجہ) کو پہونچے ہوئے یوگیوں نے تین قسم کے بندھنوں[1] کو توڑ کر اُس درجے کو پایا ہے اور الیشور کا ان بندھنوں سے

[1] ان تین بندھنوں سے تین قسم کے جسموں کا تعلق مُراد ہے جو یہ ہیں۔ اوّل ستھول شریر (جسم کثیف) دوسرا سوکشم شریر (جسم لطیف) جو پانچ پرانوں۔ پانچ گیان اندریوں اور پانچ عناصر لطیف اور من اور بدھی ان سترہ چیزوں کا مجموعہ ہے۔ یہ جسم پیدا ہونے اور مرنے کے وقت بھی جیو کے ساتھ رہتا ہے۔ کارن شریر جس میں سُشُپتی یا خواب غفلت کی حالت ہوتی ہے یہ جسم پرکرتی کا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے وہ سب جگہ محیط اور سب جیووں کے لئے ایک ہی ہے۔ یا ان تینوں بندھنوں سے شاریرک (جسمانی) آدھیاتمک (روحانی) اور مانسک (دلی) اعمال مُراد ہیں۔ مترجم۔

ساتھ نہ کبھی تعلق ہوا اور نہ کبھی ہوگا۔ جس طرح مکت (نجات یافتہ) کی نسبت زمانہ سابق میں بندھن ہونا مفہوم ہوتا ہے ایشور میں یہہ بات نہیں ہے یا جس طرح پرکرتی لین یعنی مکتی پائے ہوئے یوگی مکتی کے بعد پھر بندھن (قیدِ جسم) میں آئیں گے۔ ایشور کی نسبت ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ سدا مکت یعنی آزادِ مطلق اور سدا ایشور (حاکم مطلق) ہے۔ اب یہ سوال ہے کہ ایشور کی غیر فانی اور اعلیٰ قدرت یعنی علت مادی وغیرہ باعلت ہیں یا بے علت؟۔ (اسکا جواب یہہ ہے کہ) اُن کی علت شاستر (علم) ہے اور پھر شاستر (علم) اس صنعتِ کاملہ کی علت ہے اور شاستر (علم) اور یہہ صنعتِ کاملہ دونوں اس ایشور کی ذات میں قائم ہیں اور اسکے ساتھ اُن کا ازلی تعلق ہے۔ اِس وجہ سے وہ سدا ایشور (حاکم مطلق) اور سدا مکت (آزادِ مطلق) بھی ہے۔ نہ کوئی اُسکے برابر یا اُس سے برتر ہے اور نہ کسی کو اُسکے برابر یا اُس سے برتر قدرت حاصل ہے۔ کسی کی قدرت اُس سے فوق نہیں لیجا سکتی اور جسکو سب پر فوق ہے وہ خود ایشور ہی ہے۔ یعنی جس میں غیر متناہی قدرت موجود ہو اُسے ایشور کہتے ہیں اور اُس کے برابر کسی دوسرے کی قدرت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر دو ہمسر ہوں تو اُن میں سے ایک کو سبقت دیجاویگی۔ یعنی اُن میں سے ایک جدید ہوگا اور ایک قدیم اور ایک کی افضل ثابت ہونے پر دوسرا کمتر مانا جائیگا کیونکہ دو چیزیں ایک وقت میں برابر ہوں تو اُن سے مطلب برآری نہیں ہو سکتی کیونکہ ضرور اختلافات طبعی واقع ہوگا۔ اسلئے جس کی قدرت افضل ہے اور جسکا کوئی ہمسر یا اشرف نہیں ہے وہ ایشور ہے اور وہ جیو سے الگ ہے"۔ [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

ایشور علیم کل اور سب کا گرو ہے

"اُس ایشور میں بے اِنتہا علم کا بیج ہے" [یوگ شاستر ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲۵]

"گذشتہ موجودہ اور آیندہ ہونیوالے تمام علم کا بیج یا خزانہ ہیئت مجموعی حواس کی احاطے سے خارج ہے۔ اُس میں کمی و بیشی پائی جاتی ہے۔ مگر جس میں وہی علم کا بیج درجہ غیر متناہی کو پہونچا ہوا ہوتا ہے اُسکو سروگیہ (علیم کل) کہتے ہیں۔ اسلئے جس میں انتہا درجہ کا بے پایاں علم ہوا اور جس نے علم کی حد انتہائی کو پا لیا ہو وہی علیم کل اور جیو سے الگ ایشور کہلاتا ہے۔ یہ بات عام طور پر بطریق اختصار اور بطور قیاس لازمی کہی گئی ہے۔ اُس کی پوری پوری کیفیت یا حقیقت بیان میں نہیں آسکتی۔ ایشور کے خاص نام یا صفات وغیرہ کی تحقیقات آگم یعنی وید کے ذریعہ سے کرنی چاہئے۔ اُس ایشور کو اپنے ذاتی فائدہ سے کچھ مطلب نہیں بلکہ صرف جانداروں کی بہبودی اور بہتری

لہ جو کبھی بندھن (قید) میں نہ آوے اور اسی وجہ سے جسکو بندھن سے چھوٹ کر کبھی مکتی پانے کی ضرورت نہ ہو اُسکو سدا مکت کہتے ہیں گویا سدا مکت بننے سے نہیں ہوتا بلکہ قدرتی ہوتا ہے اسلئے ایشور ہی کو سدا مکت کہہ سکتے ہیں۔ مترجم۔

مقصود ہے یعنی اُس کی یہہ منشاء ہے کہ ہیں گیان (علم) اور دھرم کے اُپدیش (ہدایت یا الہام) سے کلپ[۱] اور پرلے اور مہا پرلے میں تمام عالم کے جانداروں (پُرش) کی بہبودی اور بہتری (اُدّھار) کروں۔ چنانچہ کہا ہے کہ علیم کُل۔ قدیم مُطلق پرمیشور نے بوقتِ آفرینش عالم اپنی رحمت سے علم و معرفت کے خواہشمند جیووں کے لئے تمنتر یعنی ویدوں کا اُپدیش (الہام) کیا"۔ [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"وہ ایشور قدیم سے قدیم رشیوں کا بھی گرو یعنی تعلیم دینے والا ہے۔ کیونکہ وہ وقت یا موت کی احاطہ کر باہر ہے"! [الیضاً سوتر ۲۶]۔

"قدیم سے قدیم گرو بھی کال یعنی نہنگِ اجل کا لُقمہ ہو جاتے ہیں مگر پرمیشور وقت کے احاطہ یا گرفت سے باہر ہے۔ اُس میں زمانہ کو دخل نہیں اسلئے وہ قدیم رشیوں کا بھی گرو ہے۔ وہ جس طرح اس کائنات سے پیشتر علیم کُل تھا بالیقین اس کائنات کے اخیر میں بھی ویسا ہی رہیگا"۔ [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"اُس پرمیشور کو عیاں و بیاں کرنے والا لفظ پرنو یعنی اوم ہے"۔ [الیضاً سوتر ۲۷]

اوم خاص ایشور کا نام ہے

"ایشور پرنو (اوم) کا واچیہ (مُبیّن) ہے گویا اس لفظ کا ایشور کے ساتھ واچیہ (مُبیّن) اور واچک (مُبیِن) یا پردیپ (چراغ) اور پرکاش (روشنی) کا تعلق ہے۔ یہاں (اوم اور ایشور کے درمیان) واچیہ اور واچک کا لازمی یا دوامی تعلق ہے۔ گویا اوم) ایک علامت یا لفظ ہے جو ایشور کے ساتھ اپنے لازمی تعلق کو عیاں کرتا ہے۔ جس طرح باپ اور بیٹے کے درمیان ایک خاص تعلق قریبی ہے جو رشتہ کی علامت یا نام سے ظاہر ہوتا ہے (یعنی جب یہ کہیں کہ) یہ اسکا باپ ہے (تو اُسکا لازمی نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ) وہ اسکا بیٹا ہے۔ اِس عالم کے علاوہ دوسرے عالموں میں بھی ان دونوں کے درمیان باعتبار واچیہ اور واچک باہم تعلق رہتا ہے۔ اِسی بنا پر یہہ علامت قائم کی ہے کیونکہ لفظ اور اُسکے معنی کے درمیان دوامی تعلق ہے۔ لفظ اور اُسکے معنی کے باہمی تعلق کو آگم یعنی وید یا علم صرف و نحو کے عالِم جانتے ہیں اور واچیہ واچک (ایشور اور اوم) کے تعلق کو لوگ سمجھتے ہیں"۔

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"اُس (پرنو یا اوم) کا جپ (ورد) اور اُسکے معنی پر غور کرنا چاہیئے"۔ [یوگ شاستر ادھیا ۱۔ پاد ۱ سوتر ۲۸]

"پرنو (اوم) کا جپ اور اس نام سے مفہوم ہونیوالے ایشور کا تصور کرنا چاہیئے۔ یوگیوں کا چت اس پرنو کو جپنے اور پرنو کے معنی یعنی ایشور کا دھیان یا تصور کرنے سے یکسو اور قائم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ وید کو پڑھتے یا اوم کا جپ کرتے ہوئے یوگ میں مشغول ہووے اور یوگ یا سمادھی (مراقبہ) کیا ہیں

---

۱ دیکھو ان الفاظ کی تشریح نوٹ تحت صفحہ ۱۶ میں۔ مترجم

اوم کا دھیان کرے۔ اِس جپ اور یوگ کے ذریعہ سے پرماتما کا گیان ہو جاتا ہے" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

آگے یہہ بیان کرتے ہیں کہ ایسا کرنے سے کیا ہوتا ہے؟۔

اُپاسنا کا پھل — "اِس سے پرمیشور کا گیان ہوتا ہے اور تمام خلل دور ہو جاتے ہیں"۔ [ایضاً سوتر ۲۹]

"جس قدر جسمانی و روحانی بیماریاں یا دیگر خلل ہیں۔ وہ سب ایشور کا دھیان کرنے سے جاتی رہتی ہیں اور ایشور کے سُوروپ (ماہیت) کا بھی علم (درشن) ہوتا ہے مثلاً (یہہ علم ہو جاتا ہے کہ) ایشور محیط کُل پاک و بے لوث جہالت وغیرہ کلفتوں سے آزاد و بے عدیل مرنے اور جینے سے مبرا ہے اور اُس محیط کُل ایشور کو عقل ہی سے جان سکتے ہیں۔ الغرض یوگی لوگ ہی اُس ایشور کو جان سکتے ہیں" اب آگے یہہ بیان کرتے ہیں کہ چت (طبیعت) کو پریشان کرنیوالے خلل کون سے ہیں؟ اُن کے نام کیا ہیں؟ اور وہ کتنے ہیں؟"۔ [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"ویادھی - ستیان - سنشے - پرماد - الَسیہ - اَوِرتِ - بھرانتِ درشن - اَلبدھ بھومکتو - اَنوستھتو - یہ نَو چت (طبیعت) کی پریشان کرنے والے اور یوگ میں خلل ڈالنیوالے ہیں" [ایضاً سوتر ۳۰]

"چت (طبیعت) کی پریشانی (وکشیپ) یا خلل (انترایہ) نَو قسم کے ہیں۔ یہ چت کی ورتیوں (حالتوں) پر اثر ڈالتے ہیں۔ اگر یہہ خلل نہ ہوں تو ورتیوں میں بھی خلل نہیں آتا۔ چت کی ورتیوں کو پہلے بیان کر چکے ہیں اب نَو خلل آگے بیان کرتے ہیں:—

یوگ میں خلل ڈالنے والی باتیں

(۱) ویادھی (مرض)۔ جسم کی دھاتو (خلط) اور رس (خون) کی لگاڑ یا خلل کو کہتے ہیں۔

(۲) ستیان - چت (طبیعت) کے بدخیالات میں مبتلا ہونے یا بُرے کاموں میں پھنسنے کو کہتے ہیں۔

(۳) سنشے (شک) دو دلی حالت یا دو پہلوؤں کو چھونے والے علم کو کہتے ہیں۔ مثلاً ایسا علم کہ شاید اس طرح ہو اور شاید اس طرح نہ ہو۔

(۴) پرماد (غفلت) سمادھی یعنی یوگ کی تدبیر نہ کرنے کو کہتے ہیں۔

(۵) الَسیہ (کاہل وجودی) جسم اور طبیعت کے بھاری پن کی وجہ سے کام میں جی نہ لگنے کو کہتے ہیں۔

(۶) اَوِرتِ - اُس حالت کو کہتے ہیں جسمیں چت (طبیعت) وشے (حظ نفس) میں پڑکر آتما کو دُنیا کے دام محبت میں پھنسا دیتا ہے۔

(۷) بھرانتِ درشن - اُلٹے یا جھوٹے علم کو کہتے ہیں۔

(۸) اَلبدھ بھومکتو سمادھی (مراقبہ) کی بھومی (درجہ یا حالت) کے حاصل نہ ہونیکو کہتے ہیں۔

(۹) اَنوستھتو - اُسے کہتے ہیں کہ جس میں چت یوگ کی بھومی (درجہ مراقبہ) کو پہونچکر اُس حالت

میں قائم نہیں رہتا۔ سمادھی (مراقبہ) کی حالت میں قائم ہونے سے ہی چت قائم ہو سکتا ہے۔
یہ نو چت (طبیعت) کی وکشیپ (پریشانی) یوگ کی مل (مارج) اور انترایہ (خلل) کہلاتی ہیں“۔
[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

”وکشیپ (پریشانی) کے ساتھ دکھ۔ دور منسیہ۔ انگم اے جیتو۔ شواس اور پرشواس پیدا ہوتے ہیں“۔ [یوگ درشن ادھیائے ا۔ پادا۔ سوتر ۳۱]۔

(۱) دکھ تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ادھیاتمک (جسمانی تکلیف)۔ ادھی بھوتک (وہ تکلیف جو دوسرے جانداروں سے پہونچے)۔ ادھی دیوک (دل وحواس کی بیقراری یا ناگہانی آفت) ان دکھ دل سے تنگ ہو کر جاندار ان کے دور کرنیکی تدبیر و کوشش کرتے ہیں۔

(۲) دور منسیہ۔ اس کشوبھ (پریشانی یا سراسیمگی) کو کہتے ہیں جو خواہش یا مراد کی پورا نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہے۔

(۳) انگم اے جیتو۔ جسم کی لرزش یا رعشہ کو کہتے ہیں۔

(۴ و ۵) جب پران باہر کی ہوا کو اندر کھینچتا ہے اسکو شواس (سانس) کہتے ہیں اور جب اندر کی ہوا کو باہر نکالتا ہے اسکو پرشواس کہتے ہیں۔

یہہ وکشیپ کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی جسکا چت پریشان ہوتا ہے یہہ اسی پر اثر کرتے ہیں اور جسکا چت یکسو ہوتا ہے اس پر اثر نہیں کر سکتے۔ یہہ سب یوگ کے دشمن ہیں۔ ان سب کو ویراگ (دل کو بدی سے ہٹا کر نیکی کی طرف لگانے) اور ابھیاس سے روکنا چاہئیے۔ اب ابھیاس کی تعریف کرتے ہیں“۔ [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

طبیعت کی یکسوئی ابھیاس سے ہوتی ہے

”ان کے دور کرنے کے لئے ایک تتو (ذات واحد) کا ابھیاس (مشق) کرے“۔
[یوگ شاستر ادھیائے ا۔ پادا۔ سوتر ۳۲]

”طبیعت کی پریشانی کو دور کرنیکے لئے ایک تتو (ذات واحد) میں چت لگانے کا ابھیاس (مشق) کرنا چاہیئے۔ جس شخص کا چت ہر مضمون میں قائم ہوتا ہے اور جسکو کسی شے کا صرف لمحہ بھر کے لئے خیال یا علم ہوتا ہے اسکا چت بیقرار رہتا ہے اور اسکو کلی یکسوئی حاصل نہیں ہوتی۔ اگر چت بیقرار ہو تو اسکو سب طرف سے روک کر ایک تتو (ذات واحد یعنی ایشور) میں قائم کرنا چاہیئے۔ تب چت یکسو اور قائم ہو جائیگا۔ اس طرح چت ہر مضمون میں پھنسا ہوا یعنی پریشان نہیں رہتا۔ جو شخص ایک ہی قسم کے علم یا سلسلۂ خیال سے چت کا یکسو ہونا مانتا ہے۔ اگرچہ اس کی یکسوئی بشکل تسلسل خیالات چت کا ایک خاصہ ہے تاہم وہ یکسوئی نہیں ہے۔ کیونکہ چت کا تسلسل قائم نہیں رہتا۔ تسلسل (خیالات)

جزوی علم یا خیال کا خاصہ ہے اور تسلسل یا تو ایک ہی قسم کے علم یا خیال کا ہوتا ہے یا مختلف قسم کے علوم اور خیالات کا اگر ہر مضمون میں چت کے بھٹنے سے چت کو یکسو مانا جائے تو اس صورت میں پریشان چت ثابت نہ ہوگا۔ اسلئے یہ سمجھنا چاہئے کہ ایک ہی چت کئی مضامین میں قائم ہوتا ہے۔ خواہ ایک ایک چت سے مختلف خاصیتوں یا قسموں کی خیال یا علم پیدا ہوں۔ ایک کی دیکھے ہوئے کا علم یا خیال دوسرا کس طرح یاد رکھ سکتا ہے اور ایک کی علم یا خیال سے حاصل شدہ اعمال کے نتیجے کو دوسرا شخص کس طرح بھوگ سکتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو سمادھی حاصل ہونے کے بارہ میں بھی دودھ اور گوبر کی مثل صادق آجائیگی[۱ھ] اگر (ہر مضمون کے لئے) جدا جدا چت مانے جاویں تو آتما کے ذاتی علم یا تجربہ (انوبھو) سے خلاف ہے۔ کیونکہ (یہ کہنے میں آتا ہے کہ) جو میں نے دیکھا تھا اُسی کو چھوتا ہوں اور جسکو چھوا تھا اُسی کو دیکھتا ہوں۔ قطعی مختلف چتوں میں ایک مشترک علم حاصل کرنیوالے کے سہارے پر لفظ میں کس طرح قائم رہتا ہے؟ - علم و ذاتی تجربہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بہر واحد آتما ہی اس لفظ میں کا مشار الیہ ہے۔ پرتیکش پرمان (علم الیقین وغیرہ - دلائل) کے مقابلہ میں دوسرے پرمان کو وقعت یا سبقت نہیں دیجا سکتی باقی اور پرمان پرتیکش پرمان ہی کے سہارے سے چل سکتے ہیں۔ اسلئے ایک ہی چت بہت سے مضامین میں قائم ہوتا ہے۔ جسکا بیان ترتیب وار اس شاستر میں کیا جاتا ہے۔ [ویاس جی کی شرح ختم ہو گئی]

"میتری (محبت) کرنا (رحم) - مُدتا (خوشی) - اُپیکشا[۲ھ] (استغنائی) ترتیب وار سُکھ۔ دُکھ نیکی اور بدی کے مقام پر کرنے سے چت کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔" [یوگ شاستر ادھیائے ا پاد ا سوتر ۳۳]

"یعنی جو جاندار سُکھی ہیں اُن سے دوستی جو دُکھی ہیں اُن پر رحم اور جو پُنیہ آتما (نیک) ہیں اُن کو دیکھکر خوشی اور پاپی یا بد آدمی کے ساتھ استغنائی برتنی چاہئے۔ ایسا کرنا سچا دھرم ہے اور اس سے چت خوش ہوتا ہے۔ چت کے خوش ہونے سے یکسوئی اور طبیعت کا قرار حاصل ہوجاتا ہے۔"

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

پرانایام سے دل ٹھیر جاتا ہے	"یا پران کو باہر پھینکنے یا اندر روکنے سے چت خوش ہوتا ہے" [ایضاً سوتر ۳۴] "اندر کی ہوا کو بطریق خاص زور کے ساتھ ناک کے دونوں سوراخوں میں سے باہر نکالنا

۱ھ یعنی اگر ایک شخص کے کئے ہوئے کا پھل دوسرا بھوگ سکتا ہے تو ایک کی سمادھی بھی دوسرے کو حاصل ہو سکتی ہے۔ دودھ گوبر کی مثل اس طرح ہے کہ ایک شخص نے سنا کہ گائے کی بدولت کھیر نصیب ہوتی ہے۔ یہ سُنکر اُسنے بجائے دودھ سے کھیر بنانے کے گائے کے گوبر میں کھیر بنانی شروع کی مگر یہ کب ممکن تھا ۔ مترجم

۲ھ اُپیکشا ایسے سلوک کو کہتے ہیں کہ نہ کسی سے دشمنی ہی کرے اور نہ محبت ۔ مترجم۔

(پرچھردن) اور پھر اسکو اندر روکنا (ودھارن) پرانایام کہلاتا ہے۔ ایسا کرنے سے دل ٹھہر جاتا ہے"۔

[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

"جسم کے اندر کے پران (ہوا) کو مثل استفراغ زور سے باہر نکالکر جہاں تک طاقت ہو باہر روکنے سے چت یکسو ہوجاتا ہے"۔

"یوگ کے آٹھ انگوں (مدارج) کے حصول سے ناپاکی دور ہو کر گیان (علم ومعرفت) کی روشنی اور وویک (حق وناحق کی تمیز) ترقی پاتی ہے"۔ [یوگ درشن ادھیائے ا۔ پاد ۲۔ سوتر ۲۸]

اپاسنا یوگ کے قواعد پر عمل کرنے سے رفتہ رفتہ ناپاکی یعنی جہالت دور ہوجاتی ہے اور گیان کی ترقی ہوجاتی ہے۔ یہاں تک کہ موکش حاصل ہوجاتی ہے۔

یوگ کے درجے (۱) یم

"یم۔ نیم۔ آسن۔ پرانایام۔ پرتیاہار۔ دھارنا۔ دھیان۔ سمادھی۔ یہ آٹھ یوگ کے انگ (درجے) ہیں"۔ [یوگ درشن ادھیائے ا۔ پاد ۲۔ سوتر ۲۹]

"ان میں سے یم یہ ہیں:۔ آہنسا۔ ستیہ۔ استیہ۔ برہمچریہ۔ اپرگرہ"۔ [ایضاً سوتر ۳۰]

"ان میں سے (۱) اہنسا کسی جاندار کو بالکل بھی کبھی ایذا نہ دینے کو کہتے ہیں۔ باقی چاروں یم اسی پر منحصر ہیں اگر اہنسا پر پورا پورا عمل ہوجاوے تو اس سے باقی اور یموں کی بھی پوری پوری پابندی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ اس برہم کو جاننے والے یوگی کی مثال جو بہت سے برتوں (عہدوں) کی پابندی کرتا ہے۔ ان پاپوں کو جو بے خبری یا غفلت میں ہنسا کی وجہ سے ہوتے ہیں چھوڑکر ایذا اور پاپ سے خالی اہنسا کے دھرم کو اختیار کرنا چاہیئے۔

(۲) ستیہ اسے کہتے ہیں کہ جیسا دل میں سچا علم ہو ویسا ہی زبان سے کہے جیسا دیکھا سنا یا انومان (قیاس) کیا ہو ویسا ہی اپنے دل میں رکھے اور اسی کو زبان پر لاوے۔ دوسروں کو گیان دینے یا ہدایت کرنیکے لئے جو بات کہے وہ چھل اور کپٹ سے خالی۔ شک اور شبہہ سے پاک اور پرمعنی ہو۔ ہمیشہ ایسی بات کہے کہ جس سے جانداروں کی بہبودی متصور ہو اور ایسی بات کبھی نہ کہے کہ جس سے جانداروں کو نقصان یا ضرر پہونچے۔ اگر ایسی بات کہی جاوے جس سے (بیگناہ) جانداروں کی فنا یا تباہی متصور ہو تو اسے سچ نہیں کہہ سکتے۔ ایسا کرنے سے پاپ ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی بات صرف ظاہر میں نیک معلوم ہوتی ہے۔ دراصل وہ پنیہ (نیکی) کے خلاف ہے۔ ایسی باتوں سے نہایت سخت کشٹ (عذاب) نصیب ہوتا ہے۔ اسلئے خوب سوچ سمجھکر ایسا سچ بولنا چاہیئے جس میں سب جانداروں کا فائدہ یا بہبودی شامل ہو۔

(۳) خلاف قانون بطریق ناجائز دوسرے کی چیز یا مال کو لینا ستیہ (چوری) کہلاتا ہے اور ایسا نہ کرنیکو استیہ کہتے ہیں۔ استیہ سے حرص نہ کرنا بھی مراد ہے۔

(۴) برہمچریہ حفاظتِ منی اور شہوت کی مغلوب کرنیکو کہتے ہیں۔

(۵) نفس پرستی - فراہمی - سامان دُنیا - اُن کی حفاظت (کی فکر) اور اُن کے فنا یا ضایع ہوجانے (کے رنج) میں ہنسا کے برابر پاپ سمجھنا اور اُن میں نہ پھنسنا یعنی اُن سے دل ہٹانا اپرگرہ کہلاتا ہے۔"

[شرح ویاس جی کی سوتر مذکورہ بالا پر]

(۲) نیم — "نیم یہ ہیں - شوچ - سنتوش - تپ - سوادھیاے - ایشور پرندھان"

[یوگ درشن ادھیاے ا - پاد ۲ - سوتر ۳۲]

(۱) شوچ (صفائی) دو قسم کی ہوتی ہے - باہیہ (بیرونی) - آبھینتر (اندرونی) - پانی وغیرہ سے بیرونی اور رغبت - نفرت وجھوٹ وغیرہ کے ترک کرنے سے اندرونی صفائی کرنی چاہئے۔

(۲) دھرم کی پابندی کے ساتھ اپنا فرض ادا کرکے خوش ہونا سنتوش کہلاتا ہے۔

(۳) تپ سے یہ مُراد ہے کہ ہمیشہ دھرم کی پابندی رکھنی چاہئے (خواہ کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو)۔

(۴) وید وغیرہ سچے شاستروں کا پڑھنا پڑھانا یا پرنو (اوم) کا جپ کرنا اور اُسکے معنی پر غور کرنا سوادھیاے کہلاتا ہے

(۵) اپنی آتما اور تمام دولت وحشمت کو ایشور کے سمرپن (نذر) کر دینا ایشور پرندھان کہلاتا ہے۔

یہ پانچ نیم اُپاسنا یوگ (ریاضت) کا دوسرا انگ (درجہ) کہلاتی ہیں۔

یم اور نیم کا پھل — اب یم اور نیم کا پھل (ثمرہ) بیان کرتے ہیں۔

(۱) اہنسا کا پھل - "جب انسان اہنسا کے دھرم میں قائم ہوجاتا ہے - تب اُس کے دل سے دشمنی کا خیال - قطعی چھوٹ جاتا ہے بلکہ اُسکے سامنے یا اُس کی صحبت سے دوسرے بھی دشمنی چھوڑ دیتے ہیں"

[یوگ درشن ادھیاے ا - پاد ۲ - سوتر ۳۵]

(۲) ستیہ کا پھل - "جب انسان ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ ہی پر عمل کرتا ہے تب وہ جو نیک کام کرتا یا کرنا چاہتا ہے اُس میں ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے" [ایضاً سوتر ۳۶]

(۳) استیہ کا پھل - "جب انسان سچے دل سے چوری کو چھوڑ دیتا ہے تب اُسکو تمام عمدہ سامان (راحت) حاصل ہوجاتا ہے" [ایضاً سوتر ۳۷]

(۴) برہمچریہ کا پھل - "جو شخص برہمچریہ[1] پر پورا پورا عمل کرتا ہے اُس کی طاقت نہایت درجہ بڑھجاتی

[1] برہمچریہ سے یہ مُراد ہے کہ ۲۵ برس کی عمر سے پہلے شادی نہ کیجاوے اور اس عرصہ میں برابر ویدوں اور شاستروں کو پڑھتا رہے اور شادی ہونیکے پیچھے بھی رتوگامی رہے یعنی شاستر کے مطابق وقت مقررہ پر اپنی عورت کے پاس جائے اور زناکاری وعیاشی وغیرہ سے بالکل الگ رہے اور دل - فعل یا زبان سے بدکاری کا خیال نکرے۔ مترجم۔

ہے اور اسکو جسم اور عقل کی صحت و ترقی سے بڑا آنند ہوتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۳۸]

(۵) اپرگرہ کا پھل - "جب انسان حظِ نفس کو ترک کر کے حواس پر قابو پا لیتا ہے تب اُس کے دل میں ہر وقت مستقل طور پر اس بات کا خیال قائم رہتا ہے کہ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ اور مجھے کیا کرنا چاہئے کہ جس سے میری بہبودی ہو؟" [ایضاً سوتر ۳۹]

(۶) شوچ کا پھل - "اندرونی اور بیرونی صفائی سے یوگی کو یہ پھل ملتا ہے کہ وہ دوسروں کے جسم کو پہچان لیتا ہے اور دوسروں کے میلے جسم کیساتھ اپنے جسم کے ملانے سے پرہیز کرتا ہے"۔
[یوگ درشن ادھیائے ۲ - پاد ۲ - سوتر ۴۰]

اسکا یہ بھی پھل ہے کہ "اُس سے انتہ کرن (باطن) کا تزکیہ - دل کی بشاشت اور یکسوئی حواس کی مغلوبی اور آتما میں علم کا نور اور حصول معرفت کی قابلیت پیدا ہوتی ہے [ایضاً سوتر ۴۱]

(۷) سنتوش کا پھل - "سنتوش (صبر و قناعت) سے نہایت اعلیٰ درجے کا سُکھ ملتا ہے یعنی کوشش تک حاصل ہو جاتی ہے"۔ [ایضاً سوتر ۴۲]

(۸) تپ کا پھل - "تپ سے جسم اور حواس کی ناپاکی زائل ہو جاتی ہے اور انسان ہمیشہ مستعد مضبوط اور تندرست بنا رہتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۴۳]

(۹) سوادھیائے کا پھل - "سوادھیائے سے اِشٹ دیوتا یعنی پرمیشور کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اُس کی مہربانی سے آتما کی صفائی - سچائی کی پابندی - محنت - تدبیر اور محبت و ملنساری کی عادت سے جیو جلد مکتی کو حاصل کرتا ہے"۔ [ایضاً - سوتر ۴۴]

(۱۰) ایشور پرندھان کا پھل - ایشور پرندھان سے اُپاسنا (عبادت) کرنیوالا انسان آسانی سے سمادھی (مراقبہ) کے درجہ کو حاصل کر سکتا ہے"۔ [ایضاً - سوتر ۴۵]

(۳) آسن اور اُسکا پھل | "اُن مذکورہ (یوگ) میں سے بے حرکت سُکھ سے بیٹھنا یعنی آسن تیسرا انگ (درجہ) ہے" [لہ ایضاً [۲ ۴۶] "مثلاً پدم آسن - ویراسن - بھدر آسن - سوستک آسن - ڈنڈ آسن -

لہ آسنوں میں زیادہ تر مشہور و کار آمد دو آسن ہیں - پدم آسن اور سدھ آسن - پدم آسن اس طرح لگتا ہے کہ بائیں پاؤں کو دائیں پنڈلی پر اور دائیں پاؤں کو بائیں پنڈلی پر چڑھا کر چھاتی آگے کو نکال تن کر بیٹھے اکثر پیچھے کو ہاتھ نکالکر بائیں ہاتھ سے دائیں پاؤں کا انگوٹھا اور دائیں ہاتھ سے بائیں پاؤں کا انگوٹھا بھی پکڑ لیتے ہیں آسن لگا کر ٹھوڑی کو چھاتی پر لگاتے ہیں اور آنکھ کو ناک کی پھننگ پر جما کر پرانایام کرتے ہیں اور سدھ آسن یہ ہے کہ بائیں پاؤں کی ایڑی کو گُدا (مقعد) کے نیچے اور دائیں پاؤں کی ایڑی (دیکھو بقیہ صفحہ ۱۱۲)

سوپ آشریہ آسن - پرینک آسن - کرونچ نشدن - ہستی نشدن - اُوشٹر نشدن - سم سنستھان - ستھر سُکھ
یا جس طرح سُکھ سے بیٹھ سکے وغیرہ" [شرح ویاس جی کی سوتر مذکور پر]
اختیار ہے کہ چاہے پدم آسن وغیرہ لگائے یا جیسی خواہش ہو ویسا آسن رکھے -
"اُس سے دوندو پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۲ - پاد ۲ - سوتر ۴۸]
"گرمی سردی وغیرہ (قدرتی باہم متضاد دو دو) حالتوں کو دوندو کہتے ہیں - آسن کے جم جانے
سے یہ غلبہ نہیں پا سکتے" [شرح ویاس جی سوتر مذکور پر]

۴ - پرانایام "آسن لگا کر شواس اور پرشواس دونوں کی رفتار کو روکنا پرانایام کہلاتا ہے" [ایضاً سوتر ۴۹]
"جب اچھی طرح آسن جم جائے تو اُس حالت میں باہر کی ہوا کو اندر کھینچنا شواس اور اندر کی ہوا کو
باہر نکالنا پرشواس کہلاتا ہے اور ان دونوں کی رفتار کو بند کرنا یا روکنا پرانایام کہلاتا ہے"
[ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

آسن کے ٹھیک ٹھیک قائم ہو جانے پر باہر اور اندر جانیوالی ہوا کو ایک قاعدے کے ساتھ آہستہ
آہستہ مشق بڑھا کر روکنا یا قابو میں کرنا یا اُس کی رفتار کو بند کرنا پرانایام کہلاتا ہے -
"پھر وہ (پرانایام) دیش[۱] (مکان) کال (زمان) اور سنکھیا (شمار) کے لحاظ سے تقسیم کیا ہوا
خواہ دراز یا خفیف تین قسم کا ہوتا ہے یعنی باہیہ - آبھینتر - ستمبھ ورتی" [ایضاً سوتر ۵۰]
"جب سانس کو باہر نکال کر اُسکو وہیں روک دیا جائے تو یہ باہیہ پرانایام کہلاتا ہے - اور جب سانس
کو اندر لیکر اندر ہی روک دیا جائے تو اُسکو آبھینتر پرانایام کہتے ہیں اور تیسرا ستمبھ ورتی -
پرانایام وہ ہے جس میں دونوں کو روک دیا جاوے - بار بار کوشش کرنے سے یہ مشق ہو جاتی ہے
جس طرح لال تپے ہوئے پتھر پر پانی گر کر سکڑ جاتا ہے - اسی طرح دونوں سانسوں کی حرکت
بھی یکبار بند ہو جاتی ہے" [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۱۱) کو اُپستھ (عضو تناسل) کے اوپر رکھو اور کمر کو سیدھا رکھو اور تن کر بیٹھے - واضح رہے کہ یوگ
کی عملی باتیں کسی واقفکار سے سیکھنے کے بغیر نہیں آسکتیں اور بغیر اُستاد کے اپنی عقل پر کاربند ہونے سے اکثر نقصان ہوتا ہے - مترجم

[۱] مکان سے سانس یا پران کو کسی مقام خاص مثلاً ناف - قلب - حلق وغیرہ میں روکنا اور زمان سے کسی
خاص وقت تک روکنا مراد ہے - مثلاً ۱ منٹ ۲ منٹ یا ۵ منٹ وغیرہ اور شمار سے یہ مراد ہے کہ ایک سانس میں
ایک خاص تعداد حرف "اوم" کی یا اوم کے ساتھ سات ویاہرتیوں کی جو آگے لکھی جاتی ہیں جپنا اور ان کے معنی پر غور کرنا جپ
کا منتر یہ ہے - اوم بھوہ - اوم بھووہ - اوم سوہ - اوم مہہ - اوم جنہ - اوم تپہ - اوم ستیم - مترجم -

بعض کوتاہ عقل انسان اُنگلیوں سے ناک کے سوراخ کو بند کرکے پرانایام کرتے ہیں اہلِ دانش اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔ بلکہ اندرونی و بیرونی اعضا کو مستقیم اور بے حرکت رکھنا چاہیئے اور جب تمام اعضا و سیدھے اور تنے ہوئے ہوں تب سانس کو باہر نکال کر اُسکو جہاں تک ہو سکے وہیں روکنا چاہیئے۔ یہ پہلا باہیہ پرانایام ہے۔ اسی طرح اُپاسنا (عبادت) کرنیوالے کے جسم میں جو ہوا باہر سے اندر جاتی ہے اُسکو طاقت کے موافق اندر ہی روکنا چاہیئے یہ دوسرا ابھینتر پرانایام کہلاتا ہے۔ اور جب انسان اندر اور باہر کے دونوں سانسوں کو یکلخت بند کر دیتا ہے تب اُسکو ستنبھ ورتی پرانایام کہتے ہیں یہ سب باتیں مشق سے حاصل ہو سکتی ہیں۔

"باہیا بھینتر وشیا کشیپی چوتھا پرانایام ہے"۔ [یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سوتر ۵۱]

"مکان و زمان اور شمار کے لحاظ سے باہر کے رُخ نکلنے والی اور نیز اندر کی طرف جانیوالی دونوں سانسوں کو زیادہ یا تھوڑی دیر دانستہ روکنے سے مشق بڑھا کر رفتہ رفتہ ان دونوں کی رفتار کو بند کر دینا چوتھا پرانایام ہے۔ تیسرے پرانایام میں وشے (حالت یا سانس کے رُخ) کو خیال نہ کرکے رفتار بند کی جاتی ہے اور پھر شروع کر دی جاتی ہے اور اُسمیں مکان و زمان اور شمار کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اور سانس لمبا اور خفیف بھی ہوتا ہے۔ مگر چوتھے پرانایام میں شواس اور پرشواس دونوں کی حرکت کو بند کرکے متواتر مشق کرنے سے دونوں کا خیال چھوڑ کر رفتار بند کیجاتی ہے"۔ [ویاس جی کی شرح سوتر مذکورہ بالا]

گویا چوتھے پرانایام میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اُس میں دونوں طرف کی رفتار بند کیجاتی ہے مثلاً جو ہوا اندر سے نکلکر باہر جانا چاہتی ہے اُسکو اور کبھی دانستہ باہر ہی کی طرف پھینکا جاتا ہے اور اسی طرح جو ہوا باہر سے اندر کی طرف آتی ہو اُسکو حتے المقدور اور کبھی اندر ہی کی طرف کھینچکر برابر وہیں روکا جاتا ہے۔ اس طرح متواتر مشق کرنے سے ان دونوں کی رفتار بند ہو جاتی ہے یہی چوتھا پرانایام ہے۔ تیسرے پرانایام میں باہر اور اندر روکنے کی مشق درکار نہیں ہے۔ بلکہ اُس میں جہاں پران ہوتا ہے وہیں کا وہیں بار بار روکا جاتا ہے۔ اُسکی ایسی مثال ہے کہ جیسے کسی عجیب و غریب شے کو دیکھکر انسان متحیر ہو جاتا ہے یا سکتے کے عالم میں (اندر کا سانس اندر اور باہر کا سانس باہر) رہجاتا ہے اسی طرح تیسرے پرانایام میں سانس جہاں کا تہاں رُک جاتا ہے۔

پرانایام کا پھل

"تب (پرانایام کے سدھ جانے پر) پرکاش (گیان یا نور) کے اوپر سے ہٹ جاتا ہے"۔
[یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سوتر ۵۲]

پرانایام کی مشق سے وہ جہالت کا پردہ جو سب کے دلوں میں موجود اور منتظمِ کُل پرمیشور کے نور و جلال

اور سچے ودیا یعنی حق و ناحق کی تمیز پر پڑا ہوتا ہے اُٹھ جاتا ہے یعنی جہالت فنا ہو جاتی ہے -

"اور چت کو دھارنا کا درجہ حاصل کرنیکی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۲- پاد ۲ سوتر ۵۳]

"پرانایام کی مشق یعنی سانس کو اندر اور باہر روکنے کے ذریعہ سے یہ درجہ حاصل ہوتا ہے" [شرح ویاس]

پرانایام کی مشق سے اُپاسنا کرنیوالوں کا دل برہم (پرمیشور) کی دھیان کرنیکی قابلیت حاصل کرتا ہے -

۵- پرتیاہار اور اُس کا بیان

اب پرتیاہار کو بیان کرتے ہیں -

"اپنے اپنے وشئے (حظ) سے ہٹ کر اندریوں (حواس) کا چت (طبیعت) کی حالت یا ماہیت کو مطابق ہو جانا پرتیاہار کہلاتا ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۲- پاد ۲- سوتر ۵۴]

جب چت قابو میں آ جاتا ہے اور پرمیشور کی یاد میں محو ہو کر کسی دوسری بات کا دھیان تک نہیں کرتا اسکو اندریوں کا پرتیاہار (ضبط) کہتے ہیں - یعنی جس طرح چت پرمیشور کی ذات میں قایم ہوتا ہے اُسی طرح اندریاں بھی اُس کی تقلید کرتی ہیں یعنی چت کے قابو میں آ جانے سے تمام اندریاں قابو میں آ جاتی ہیں -

"تب اُس (پرتیاہار) سے اندریاں بالکل قابو میں آ جاتی ہیں" [ایضاً سوتر ۵۵]

پھر اسکے بعد تمام اندریاں اپنے اپنے وشئے (حظ) سے الگ ہو کر بالکل قابو میں آ جاتی ہیں اور جب اُپاسنا کرنیوالا ایشور کی اُپاسنا کرنیمیں مشغول ہوتا ہے اُسوقت چت اور اندریاں بالکل ضبط میں رہتی ہیں -

۶- دھارنا

"چت کا کسی ایک مقام میں قائم ہو جانا دھارنا کہلاتی ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۳- پاد ۳- سوتر ۱]

ناف کے چکر یا ہردے کے کنول یا سر یا ابروؤں کے بیچ میں ناک کی پھننگل یا زبان کی نوک وغیرہ مقاموں پر چت کی ورتی (حرکت یا حالت) کو باندھنا یا قائم کرنا دھارنا کہلاتی ہے -

۷- دھیان

"اُس حالت میں گیان کا ایک مرکز پر جمع یا قائم ہو جانا دھیان کہلاتا ہے" [ایضاً سوتر ۲]

"حالت مذکور میں جس شے کا دھیان کیا جاتا ہے - گیان (علم و معرفت) اُسی پر یا اُسی میں قائم ہو جاتا ہے اور دریای علم ایک ہی رخ میں زور کے ساتھ بہتا ہے - اُسوقت کسی دوسری شے یا بات کا خیال تک نہیں ہوتا - پس اُسی کو دھیان کہتے ہیں" - [ویاس جی کی شرح سوتر مذکور پر]

۸- سمادھی

"وہی دھیان جب محض اُس شے کا جسکا دھیان کیا جائے خیال ہو اور اپنی حالت اس طرح محو ہو جائے کہ اپنے آپ کو بھول جائے سمادھی نامزد ہوتا ہے" [یوگ درشن ادھیائے ۳- پاد ۳- سوتر ۳-]

دھیان اور سمادھی میں یہ فرق ہے کہ دھیان میں دل کے اندر دھیان کرنیوالے دھیان اور اُس شے کا جس کا دھیان کیا جائے تینوں کا خیال قائم رہتا ہے اور سمادھی میں محض پرمیشور کی ذات اور اُس کے سرور میں محو و مسرور ہو کر اپنے وجود سے بیخبر ہوتا ہے -

۹- سنیم کا بیان "ان تینوں کے یکجا ہونیکو سنیم کہتے ہیں"۔ [ایضاً سوتر ۴]

" یعنی جہاں دھارنا۔ دھیان اور سمادھی تینوں یکجا ہو جائیں اُس کو سنیم کہتے ہیں۔ ایک ہی (مقصد) والی تین تدبیروں کو سنیم کہتے ہیں اور اس شاستر میں مذکورہ بالا تین درجوں کی مجموعی اصطلاح سنیم رکھی گئی ہے" [شرح ویاس]

گویا سنیم اُپاسنا (عبادت) کا نواں انگ (درجہ) ہے۔

اُپاسنا کے مضمون پر اُپنشدوں کے حوالے " پاپ میں پھنسے ہوئے بیقرار و پریشان دل اور آشفتہ حال انسان کو پرمیشور نہیں مل سکتا۔ بلکہ برہم گیان (علم و معرفت) سے ہی حاصل ہو سکتا ہے"۔

[کٹھ اُپنشد۔ ولّی ۲۔ منتر ۲۴]

" جو انسان تپ (ریاضت) کرتے ہوئے اور پرمیشور پر یقین اور اُس کے حکم کی پوری پابندی رکھتے ہوئے جنگل میں تزکیہ باطن میں مشغول ہو کر رہتے ہیں وہ عالم طبیعت کے قرار کو حاصل کر کے بھکشا سے گذارہ کرتے ہوئے سب قسم کے پاپ اور ادھرم سے چھوٹ کر سُوریہ دوار یعنی خاص پرانایام کے ذریعہ سے اُس پرمیشور کو پاتے ہیں جو لایزال محیط کل اور غیر متناہی ہے"۔ [منڈک اُپنشد۔ منڈک ۱۔ کھنڈ ۲۔ منتر ۱۱]

" اُس برہم پور یعنی ایشور کے مسکن ہردے (قلب) کے کنول میں جو خلا ہے اُس میں آکاش ہے اُسکے اندر ایشور کو کھوجنا چاہئے اور اُسکے وگیان (معرفت) کو حاصل کرنا چاہئے"۔

[چھاندوگیہ اُپنشد پر پاٹھک ۸۔ منتر ۱]

" اگر کوئی یہہ پوچھے کہ اس برہم پور ہردے کنول میں جو خلا اور اُس میں آکاش ہے اُس کے اندر کیا چیز ہے جسکو کھوجا جاوے یا جسکا گیان (معرفت) حاصل کیا جاوے"۔ [چھاندوگیہ اُپنشد پر پاٹھک ۸۔ منتر ۲]

" اُسکو یہہ جواب دینا چاہئے کہ جیسا یہہ (بیرونی) آکاش ہے ویسا ہی ہردے (قلب) کے اندر بھی آکاش ہے۔ اُس ہردے آکاش کے اندر روشنی۔ عنصر خاکی اور آگ۔ ہوا۔ سورج۔ چاند۔ بجلی۔ ستارے اور کل (محسوس) و غیر محسوس کائنات موجود ہے"۔ [ایضاً منتر ۳]

" تب اگر کوئی یہہ کہے کہ اگر اس برہم پور میں یہہ تمام اشیاء اور تمام عناصر اور تمام خواہشیں موجود ہیں تو جس وقت یہہ (جسم) بڑھاپے کی حالت کو پہونچتا ہے اور فنا یا زائل ہو جاتا ہے تو اُس وقت کیا باقی رہجاتا ہے"۔ [ایضاً منتر ۴]

" اُسکو یہہ جواب دینا چاہئے کہ اس (جسم) کے بوڑھا ہو جانے سے وہ بوڑھا نہیں ہوتا اور اُس کے مرنے یا قتل ہونے سے وہ مرتا یا قتل ہوتا ہے۔ بس برہم پور میں وہ لایزال ایشور تمام خواہشوں کو پورا

کرنیوالا سب کا آتما سب قسم کے پاپوں سے منزہ بڑھاپے رنج اور کھانے پینے وغیرہ کی خواہشوں سے مبرا سچی خواہشوں اور سچے ارادے والا موجود ہے۔ پرلے (فنا ء عالم) کے وقت تمام مخلوقات اسی آکاش میں سما جاتی ہے اور اُس پرمیشور کے حکم سے اُپاسنا کرنیوالے اپنی سب مُرادوں کو پاتے ہیں اور جس مُلک یا سرزمین کی اُنھیں خواہش ہوتی ہے اُسی جگہ پیدا ہوتے ہیں"۔ [1] [ایضاً - منتر ۵]

سگن اور نرگن اُپاسنا — اُپاسنا دو قسم کی ہوتی ہے۔ سگن اور نرگن۔ مثلاً سپر لگا چھکر مکایم" الخ (یجر وید ادھیائے ۴۰ - منتر ۸) میں شکر (صاحب قدرت) اور شدھ (پاک) وغیرہ صفات سے ایشور کی سگن اُپاسنا ہوتی ہے۔ اور اسی منتر میں اکایم (غیر مجسم) - اورنم (جراحت سے مبرا) اسناورم (رگ وریشہ سے منزہ) وغیرہ (صفات سے) ایشور کی نرگن اُپاسنا مُراد ہے۔

اسی طرح "ایکو دیوا سرو بھوتیشو گوڑھا" الخ (شوتیا شوتر اُپ نشد - ادھیائے ۶ - منتر ۱۱) میں واحد اور نور مطلق وغیرہ صفات سے سگن اُپاسنا کی گئی ہے اور اسی منتر میں نرگنشچہ لفظ کے آنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ ایشور کی نرگن اُپاسنا بھی کی جاتی ہے۔ گویا علیم کل وغیرہ صفات سے موصوف ایشور کو سگن کہتے ہیں اور جہالت وغیرہ کلفتوں اور ناپ تول دوئی وغیرہ شمار - آواز لمس صورت ذائقہ اور بو وغیرہ گنوں سے مبرا ہونیکی وجہ سے اسکو نرگن کہتے ہیں۔ مثلاً پرمیشور علیم کل محیط کل حاکم مطلق اور مالک کل وغیرہ ہے۔ اس طرح (سگن) پرمیشور کی اُپاسنا کیجاتی ہے اور اسی طرح وہ ایشور غیر مولود بے جراحت غیر مجسم - شکل و صورت سے منزہ - جسم کے تعلق سے آزاد اور شکل ذائقہ - بو لمس شمار - مقدار وغیرہ گنوں سے مبرا ہے۔ اُسکی نرگن اُپاسنا سمجھنی چاہیئے۔ اسلئے جو جاہل لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ جسم کے اختیار کرنیسے ایشور سگن اور جسم کے چھوڑ دینے سے نرگن ہو جاتا ہے۔ یہ وید اور شاستروں کی شہادت کے خلاف ہے اور نیز عالموں کے علم و تجربہ سے برعکس ہے۔ اسلئے تمام نیک آدمیوں کو ایسی فضول باتیں ہمیشہ چھوڑ دینی چاہئیں۔

ایشور کی حمد و ثنا مناجات و دعا - عبادت و ریاضت عرض و التجا اور نذر و نیاز کا مضمون ختم ہوا

---

[1] اس نواویرا اُپاسنا کے متعلق جتنے اُپ نشدوں کے منتر حوالے میں درج کئے گئے ہیں اُن کا ترجمہ سوامی جی نے سنسکرت میں نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس مقام پر یہ لکھا ہے کہ " ان تمام حوالوں کا ترجمہ بھاشا میں کیا جاویگا"۔ اسلئے ہمنے بھی اپنا ترجمہ بھاشا کی رو سے کیا ہے۔ مترجم۔

مکتی (نجات) کا بیان

بطریق بالا[1] پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنے سے جہالت اور اَدھرم یعنی پاپ کا چلن دور ہو جاتا ہے اور سچے علم و معرفت اور دھرم کی ترقی ہو کر جیو مکتی حاصل کرتا ہے۔ اس مضمون پر یوگ شاستر کے حوالے درج کئے جاتے ہیں:—

مکتی کا بیان
۱۔ ہر دو ... کا

"اَوِدیا[1]۔ اَسمِتا[2]۔ راگ[3]۔ دویش[4] اور اَبھِنویش[5]۔ یہ پانچ کلیش (کلفتیں) ہیں۔" [یوگ درشن ادھیائے ۲۔ پاد ۲۔ سوتر ۳]

"ان میں سے اَوِدیا (جہالت) باقی چار کلیشوں کی ماں ہے۔ جو علم سے بے بہرہ جیووں کو جہالت کے اندھیرے میں ڈالے اور جینے مرنے کے دُکھ میں پھنسائے رکھتی ہے۔ مگر جب عالم اور نیک باطن عابد اس جہالت کو سچے علم سے دور کر دیتے ہیں تب وہ مکتی کو نصیب ہوتے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۴]

"فانی کو غیر فانی اور ناپاک کو پاک۔ دُکھ کو سُکھ اور اَناتم (غیر ذی روح یا غیر ذی شعور) کو آتم (ذی روح یا ذی شعور) سمجھنا اَوِدیا (جہالت) کہلاتی ہے۔" [ایضاً سوتر ۵]

پانچ کلیشوں سے چھوٹ جانا مکتی ہے

ذرّوں سے ملکر بنے ہوئے اجسام اور دُنیاؤں کو غیر فانی سمجھنا اور ایشور۔ جیو اور دُنیا کی علّتِ مادّی یعنی پرکرتی۔ کریا (فعل) و فاعل۔ صفت و موصوف۔ دھرم (عرض) اور دھرمی (جوہر) جو غیر فانی اشیاء ہیں اور جن کے درمیان دوامی تعلق ہے اُن کو فانی یا عارضی سمجھنا جہالت کا پہلا جزو ہے۔ بَول و براز کے ظرف اور بدبو و غلاظت سے معمور جسم کو پاک سمجھنا یا تالاب یا دلی۔ کنوئیں اور ندی وغیرہ کو تیرتھ یا پاک جگہ اور پاپ چھڑانیوالا ماننا۔ چرنامرت (وہ پانی جس میں پاؤں دھوئے گئے ہوں) پینا اور ایکادشی وغیرہ جھوٹے برت رکھکر ناحق بھوک اور پیاس کی تکلیف سہنا۔ ملائم چیزوں کے چھونے اور حظِ نفس میں مبتلا ہونے وغیرہ ایسی ایسی ناپاک باتوں کو پاک سمجھنا اور سچے علوم۔ راستگوئی۔ دھرم۔ نیک صحبت۔ پرمیشور کی عبادت۔ ضبطِ حواس اور عوام کو فائدہ پہنچانے سب سے محبت کے ساتھ پیش آنے وغیرہ نیک اور پاک کاموں کو ناپاک سمجھنا جہالت کا دوسرا جزو ہے۔ اسی طرح نفس پرستی۔ شہوت۔ غصہ۔ لالچ۔ دُنیا کی محبت۔ رنج۔ حسد۔ دُشمنی وغیرہ دُکھ کی باتوں سے

[1] اس مضمون کے متعلق سوامی جی نے جسقدر حوالے درج کئے ہیں اُنکا ترجمہ سنسکرت میں نہیں کیا بلکہ اس مضمون کی ختم پر یہ لکھا ہے کہ "اُنکا ترجمہ پراکرت (ہندی) بھاشا میں کر دیا ہے"۔ اسلئے ہم نے بھی اپنا ترجمہ ہندی کا دیا ہے۔ مترجم۔

سُکھ پانے کی اُمید رکھنا اور ضبطِ حواس۔ بےغرض ہونا۔ دل کو قابو میں رکھنا۔ صبر و قناعت۔ تمیز نیک و بد خوشی، پیار، دوستی وغیرہ سُکھ کی باتوں میں دُکھ سمجھنا جہالت کا تیسرا جُزو ہے۔ اِسی طرح جڑ (غیر ذی روح یا غیر ذی شعور) کو چیتن (ذی روح یا ذی شعور) سمجھنا اور اسکے برعکس چیتن کو جڑ سمجھنا جہالت کا چوتھا جُزو ہے۔ اِن میں پھنسے ہوئے جاہل ہمیشہ بندھن میں پڑے رہتے ہیں اور جبتک علم کے ذریعہ سے جہالت کو دور نہیں کرتے بندھن سے چھوٹ کر مکتی نہیں پا سکتے۔

"جیو اور بُدھی (عقل) کو ایک سمجھنا اور غرور و نخوت سے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا وغیرہ اَسمِتا کہلاتی ہے"۔

[یوگ درشن ادھیائے ا۔ پاد ۲۔ سوتر ۶]

سچے علم و معرفت سے غرور و نخوت وغیرہ دور ہو جاتی ہیں پھر اسکے بعد گُنوں کی حاصل کرنیکی طرف رغبت ہوتی ہے۔

"دُنیا کی ظاہری راحت کی خواہش کو جسکا اثر سمرتی (حافظہ) میں گُنوں سے قائم ہو راگ کہتے ہیں"۔ [ایضاً سوتر ۷]

جب اِنسان کو یہ علم ہو جاتا ہے کہ ملاپ کا نتیجہ جُدائی اور جُدائی کا انجام ملاپ ہے اور عروج کے بعد زوال اور زوال کے بعد عروج ہوتا ہے۔ تب راگ یعنی ہوا و ہوس دور ہو جاتی ہے۔

"جس چیز یا بات کو پہلے تجربہ کیا ہو[1] اُسپر اور اُسکی تدابیر پر غُصہ آنا دویش کہلاتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۸]

راگ کے دور ہونے پر یہ بھی جاتا رہتا ہے۔

"ہر جاندار چاہتا ہے کہ میں ہمیشہ جسم کے ساتھ قائم رہوں یعنی کبھی نہ مروں اُسکو ابھنویش (خوفِ مرگ) کہتے ہیں۔ یہ عالم و جاہل اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانوروں میں برابر پایا جاتا ہے"۔ [ایضاً۔ سوتر ۹]

مرنے کا خوف پچھلے جنم کے تجربہ سے ہوتا ہے۔ اِس سے گذشتہ جنم بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے کیڑے اور چیونٹی وغیرہ جاندار بھی ہمیشہ مرنے سے ڈرتے ہیں۔ جب جیو پرمیشور اور پرکرتی (دُنیا کی علت مادی) کو غیر فانی اور ذروں سے ملکر بنی ہوئی اشیاء کے اتصال اور انفصال کو فانی سمجھ لیتا ہے تب یہ کلیش بھی دور ہو جاتا ہے۔ اِن کلیشوں کے دور ہو جانے پر جیو کی مکتی ہو جاتی ہے۔

"جب جہالت وغیرہ کلفتیں دور ہو کر علم وغیرہ نیک اوصاف پیدا ہو جاتی ہیں تب جیو تمام بندھنوں اور دُکھوں سے چھوٹ کر مکتی کو حاصل کرتا ہے"۔ [ایضاً سوتر ۲۵]

"ویراگ یعنی پاپ کے چھوڑنے اور تمام کلفتوں اور عیبوں کی جڑ یعنی جہالت کی فنا ہونے سے مکتی حاصل ہوتی ہے"۔ [یوگ درشن ادھیائے ا۔ پاد ۳۔ سوتر ۴۸]

"ستو یعنی عقل اور پرش یعنی جیو دونوں کو جب (؟) اور پاک ہو نیسے مکتی نصیب ہوتی ہے"۔ [ایضاً سوتر ۵۱]

---

[1] یعنی اپنے تجربہ میں اُس سے کسی قسم کی تکلیف یا رنج اُٹھایا ہو۔ مترجم۔

"تمام عیبوں سے آزاد ہو کر جب آتما علم و معرفت کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ تب چت کیولیہ موکش (نجات) کے سنسکار (اثر و خیال) سے معمور ہو جاتا ہے۔" [یوگ درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۲۶]

"پرکرتی (علت مادی) کے ستو (عقل افزا) رج (متحرک یا جوش افزا) اور تم (غفلت آور یا مجہول) گنوں (صفات) اور ان کے تمام مرکبوں سے پرشارتھ (محنت و تدبیر) کے ساتھ چھوٹ کر جب آتما میں وگیان (علم و معرفت) اور شدھی (پاکیزگی) قائم ہو جاتی ہے اور جیو اپنی طبعی یا ذاتی قوتوں اور صفات میں قائم ہو کر پرمیشور کو بے عیب ذات پاک کی معرفت سے معمور اسکے نور سے منور۔ راحت اعلیٰ سے مسرور ہو جاتا ہے۔ تب اسے کیولیہ موکش کہتے ہیں۔" [یوگ درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۳۴]

اب اسی مضمون پر نیائے شاستر کے حوالے درج کئے جاتے ہیں:—

متھیا گیان کے زائل ہونے سے مکتی ہوتی ہے

"متھیا گیان یعنی جہالت کے دور ہونے سے جیو کے تمام دوش (عیب) دور ہو جاتے ہیں۔ پھر عیب کے دور ہونے سے ادھرم اور نفس پرستی وغیرہ کا خیال دور ہو جاتا ہے۔ جسکے دور ہو جانے سے پھر جنم نہیں ہوتا اور جنم کے نہ ہونے سے تمام دکھ بالکل معدوم ہو جاتے ہیں۔ دکھوں کے مٹ جانے سے موکش یعنی پرمیشور کے قرب میں پرم آنند (راحت اعلیٰ) حاصل ہوتا ہے اسی کو موکش کہتے ہیں۔" [نیائے درشن ادھیائے ۱۔ آہنک ۱۔ سوتر ۲]

"سب قسم کی رکاوٹیں یعنی مرادوں یا خواہشوں کا پورا نہ ہونے اور دوسرے کی تابعداری کو دکھ کہتے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۲۱]۔

"دکھ بالکل[1] مٹ جانے اور پرمیشور کی ذات عالی راحت میں آنند پانے کو موکش کہتے ہیں۔" [ایضاً سوتر ۲۲]

"ویاس جی کے والد وادری آچاریہ (پراشر جی) ایسا مانتے ہیں کہ جیو مکتی کے اندر شدھ (پاک) من (دل) کے ساتھ پرمیشور کے پرمانند (راحت اعلیٰ) میں رہتا ہے اور اندریاں (حواس) وغیرہ اور کوئی شئے نہیں رہتی۔" [ویدانت درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۱۰]

ویاس جی کے شاگرد خاص جیمنی جی کا قول ہے کہ جس طرح موکش میں من رہتا ہے اسی طرح شدھ یعنی نیک اور پاک ارادوں سے معمور کارن شریر (علت مادی صورت جسم) پران (نفس) وغیرہ اور نیز اندریوں (حواس) کی پاک قوت[2] قائم رہتی ہے۔" [ویدانت درشن ادھیائے ۴۔ پاد ۴۔ سوتر ۱۱]

---

[1] یہاں لفظ بالکل سے بہت مراد ہے۔ مثلاً جب یہ کہا جاتا ہے کہ اس شخص کو بالکل دکھ ہی دکھ ہے یا بالکل سکھ ہی سکھ ہے تو اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ اسکو بہت دکھ یا بہت سکھ ہے۔ مترجم۔

[2] شتپتھ براہمن کے چودھویں کانڈ میں لکھا ہے کہ اگرچہ موکش میں مادی جسم نہیں رہتا تاہم چوبیس قسم کی پاک قوتیں قائم رہتی ہیں اور اس حالت میں جیو جس قوت کو استعمال کرنیکا ارادہ کرتا ہے وہی قوت ظاہر ہوتی ہے اور اپنے کام کو انجام دیتی ہے۔ مترجم

"وادراین لیعنی ویاس جی مکتی میں بھاؤ (قائم رہنا) اور ابھاؤ (غائب ہونا) دونوں مانتے ہیں یعنی مکتی پانے میں کلیش (کلفت) جہالت اور ناپاکی وغیرہ عیب بالکل زائل ہو جاتے ہیں اور راحت اعلیٰ۔ علم شفّاف پاکی وغیرہ تمام نیک گن قائم رہتے ہیں۔ مثلاً بان پرستھ آشرم (عالم صحرا نشینی) میں بارہ دن کا ورت کیا جاتا ہے جس میں بہت تھوڑا کھایا جاتا ہے جس سے بھوک قدرے رفع ہو جاتی ہے اور قائم بھی رہتی ہے اسی طرح موکش میں پاک قوتیں قائم رہتی ہیں اور ناپاک قوتیں جاتی رہتی ہیں۔" [ایضاً سوتر ۱۴]

۲۔ سروا اُپنشد

" جب من (دل) پانچوں گیان اندریاں (قوائے احساس باطنی) سمیت پرمیشور میں قائم ہو جاتا ہے اور بدھی (عقل) گیان کے خلاف کوئی حرکت نہیں کرتی اُسی کو پرم گتی یعنی موکش کہتے ہیں۔"
[کٹھ اُپنشد ولی ۶ - منتر ۱۰]

" اندریوں کی پاکیزگی اور قرار کی حالت کو عالم لوگ یوگ کی دھارنا (یوگ کا چھٹا درجہ) مانتے ہیں۔ جب انسان اُپاسنا (عبادت) کے ذریعے پرمیشور کو پا کر تمام عیبوں سے پاک ہو جاتا ہے تب ہی وہ موکش کو نصیب ہوتا ہے۔ اُپاسنا یوگ (عبادت الٰہی) پاکیزگی اور نیک اوصاف کو پیدا کرنیوالا اور تمام ناپاکی عیبوں اور کھوٹے گنوں کو دور کرنیوالا ہے۔" [ایضاً منتر ۱۱]۔

" جب انسان کا دل تمام بُرے کاموں کو چھوڑ کر پاک ہو جاتا ہے تب وہ امرت یعنی موکش کو حاصل کر کے برہم کے ساتھ آنند میں رہتا ہے۔" [ایضاً منتر ۱۴]

" جب انسان کے دل کی گانٹھ یعنی جہالت وغیرہ تمام بندھن کٹ جاتی ہیں تب وہ مکتی پاتا ہے اسلئے سب کو یہی ہدایت ہے کہ اس موکش کو حاصل کریں۔" [ایضاً منتر ۱۵]

" جب موکش میں جسم اور آلات احساس نہیں رہتے تب وہ جیوآتما حواس اور دل کی پاک قوتوں سے آنند کے کاموں کو دیکھتا اور بھوگتا ہے۔ کیونکہ اُسوقت اُس کے حواس اور دل روشن و منوّر ہو جاتے ہیں۔" [چھاندوگیہ اُپنشد پرپاٹھک ۸ - کھنڈ ۱۲ - منتر ۵]

مکتی میں پاک قوتیں قائم رہتی ہیں

" وہ مکتی پائے ہوئے جیو برہم لوک یعنی پرمیشور کو پا کر اُس کی اُپاسنا (عبادت) کرتے ہوئے اُسی کے سہارے رہتے ہیں اور جس مقام پر چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ اُن کے لئے کہیں رکاوٹ نہیں ہوتی۔ اُن کے تمام ارادے پورے ہوتے ہیں اور وہ کسی بات میں ناکام نہیں رہتے۔ اسلئے جو انسان مذکورہ بالا طریق سے پرمیشور کو سب کا آتما جان کر اُسی کی عبادت کرتا ہے وہ اپنی تمام مرادوں کو حاصل کرتا ہے۔ پرجاپتی (پرمیشو

لہ واضح رہے کہ موکش کسی خاص مقام یا چیز کا نام نہیں بلکہ برہم یعنی پرمیشور کے ساتھ جو سب جگہ محیط ہے آنند میں رہنے کو ہی موکش کہتے ہیں۔ مترجم۔

نے یہ ہدایت سب جیووں کے لئے (ویدوں میں[۱]) کی ہے"۔ [چھاندوگیہ اُپنشد پرپاٹھک ۸۔ کھنڈ ۱۲ منتر ۵]

"جو پرمیشور آتما کے اندر موجود اور دل کے حال کو جاننے والا اور منتظم کل ہے اُسی کو برہم کہتے ہیں اور وہی امرت یعنی موکش سُوروپ (عین نجات) ہے۔ وہ سب کا آتما ہے اور اُسکا کوئی آتما نہیں۔ میں اُس مخلوقات کے مالک و محافظ کے ہر جگہ پھیلے ہوئے دربار میں باریاب ہوں۔ میں اس دنیا میں پوری عالم براہمنوں اور شہزور کشتریوں اور اہلِ حرفت ویشیوں کے درمیان نامور ہوں۔ اے پرمیشور! میں نیکنامی میں نام پاکر آپ تک پہونچنا چاہتا ہوں۔ آپ اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے قرب میں قبول کیجئے"۔

[ایضاً کھنڈ ۱۴۔ منتر ۱]

"مکتی کا راستہ نہایت لطیف ہے اُسکے ذریعہ سے تمام دکھوں سے بآسانی پار ہو سکتے ہیں یہ راستہ قدیم ہے۔ مجھے یہ راستہ ایشور کی عنایت سے حاصل ہوا ہے۔ تمام عیبوں اور دکھوں سے آزاد صاحب عقل و ہوش برہم یعنی وید اور پرمیشور کو جاننے والے انسان تدبیر و محنت سے تمام دکھوں کو مغلوب کر کے عین راحت برہم لوک یعنی پرمیشور کو پاتے ہیں"۔ ۳۔ برہدآرنیک

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۲۔ کنڈکا ۸]

"اُس مکتی کی حالت میں شکل[۲] (سفید) نیل (آسمانی) پنگل (زرد) ہرت (سبز) اور لوہت (سرخ) رنگوں والے مقامات (لوک) گیان (علم و معرفت) کے ذریعہ سے عیاں و روشن ہوتے ہیں۔ یہ موکش کا راستہ پرمیشور کا قرب حاصل ہونے پر ملتا ہے اور برہم کو جاننے والا پُرنور و جلال یا پاک اور نیکوکار انسان ہی اس موکش کے سُکھ کو پاتا ہے"۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۲۔ کنڈکا ۹]

"وہ پرمیشور پران (نفس) کا بھی پران۔ آنکھ کی آنکھ اور کان کا کان۔ اور ان کا ان یعنی باعث حیات اور من (دل) کا بھی من ہے۔ جو عالم اُسکو ٹھیک ٹھیک جانتے ہیں وہ قدیم و پاک برہم کو پاکر موکش کے سُکھ کو بھوگتے ہیں اور وہ سُکھ دل ہی سے بھوگا جاتا ہے اور اُسمیں سُکھ کے سوای اور کوئی دوسری چیز یعنی دکھ نہیں ہوتا۔" [ایضاً کنڈکا ۱۸]۔

"جو شخص ایک کی بجائے کئی برہم (پرمیشور) مانتا ہے یا پرمیشور کو کئی چیزوں سے مرکب سمجھتا ہے وہ بار بار

---

[۱] اس سے ثابت ہوا کہ مکتی پاکر جیو کسی مقام خاص میں نہیں جاتا بلکہ آزادی کیساتھ ہر جگہ آجا سکتا ہے۔ مترجم۔

[۲] یہاں ان پانچ رنگوں سے پانچ تتو (عناصر کثیف) مراد ہیں۔ سنسکرت زبان میں اُن میں سے ہر ایک کیساتھ لوک کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ سرخ رنگ سے اگنی لوک (کرہ آتش) اور سبز رنگ سے پرتھوی لوک (کرہ ارضی) زرد رنگ سے وایو لوک (کرہ ہوائی)۔ آسمانی یا نیلے رنگ سے جل لوک (کرہ آب) اور سفید رنگ سے آکاش مراد ہے۔ مترجم۔

مرنے اور پیدا ہونیکے دُکھ میں پڑتا ہی - کیونکہ وہ پرمیشور ایک ہی ہی اور ہمیشہ عیب سے پاک اور مُحیط کُل ہے اُسکو مَن (دِل) ہی کی اندر دیکھ سکتے ہیں کیونکہ وہ آکاش سے بھی زیادہ لطیف ہی" [ایضاً - کنڈکا ۱۹]

"پرمیشور ہر قسم کی ناپاکی یا پرپتی سے مُنزہ اور آکاش سی نہایت لطیف - غیر مولود اور قائم بالذات ہی - عارف لوگوں کو چاہئے کہ اُس کی معرفت سے اپنی عقل کو روشن کریں عارف اُس برہم کو جاننے سے ہی براہمن کہلاتے ہیں" [ایضاً کنڈکا ۲۰]

"یاگیہ ولکیہ جی (گارگی کو مُخاطب کرکے) فرماتے ہیں کہ ای گارگی! پرمیشور کو جاننے والے براہمن اُسکو فنا - موٹا پن - پتلے پن - چھُٹائی - لالی - چکنائی - سائے - اندھیرے - ہوا - آکاش تعلق - آواز لمس - بو - ذائقہ - آنکھ - کان - دِل - روشنی - پران (نفس) - مُنہہ - نام - گوتر (خاندان) - بُڑھاپے - موت - خوف - شکل - خلا - سمٹاؤ - تقدم - تاخر - اندرون - بیرون - ان سب باتوں سی مُنزہ اور مُبرا - سوکش سُوروپ (عین نجات) بتاتے ہیں - مُجسم اشیاء کی طرح کوئی اُسکو حاصل نہیں کرسکتا اور نہ وہ مثل اشیاء مُجسم کسی کو محسوس ہوسکتا ہی - وہ حواس کے احاطہ سی باہر اور سب کا آتما ہے" [شتپتھ براہمن - کانڈ ۱۴ - ادھیائے ۶ - کنڈکا ۸]

اُس ست مُطلق - عین علم - اور عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشور کو مکتی کو پائے ہوئے جیو ہی پاسکتے ہیں - اُسکو پاکر جیو ہمیشہ سُکھی رہتا ہے -

"جو انسان مذکورہ بالا طریق سے گیان (علم و معرفت) کی یگیہ اور اپنے آتما کو پرمیشور کی نذر کرتا ہے وہ مکتی پاکر موکش کے سُکھ میں رہتا ہی - جو انسان اس طرح پرمیشور کے ساتھ مِلتا (رابطہ اتحاد) حاصل کرتے ہیں ان کو اعلیٰ راحت (بھدر) حاصل ہوتی ہے - اور اُن کی پران (بذریعہ پرانایام) اُن کی عقل کو روشن کرتے ہیں - اور مکتی پائے ہوئے جیو اُس نئے مکتی پانیوالے انسان کو اپنے قریب آنند میں رکھتے ہیں - وہ اپنے علم سے باہم ایکدوسرے سے محبت کیساتھ مِلتے اور ایکدوسرے کو دیکھتے ہیں"۔ ۴ - برکے وید

[رگ وید اشٹک ۸ - ادھیائے ۳ - ورگ ۱ - منترا] -

"وہی پرمیشور ہمارا بندھو (دُکھ کا مٹانیوالا) اور جنتا (سب سُکھوں کو پیدا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا) ہے وہی ہماری سب مُرادوں کو پورا کرنے والا اور تمام لوکوں دُنیاؤں کو جاننے والا ہے - عالم موکش پاکر ہمیشہ اُس میں آنند پاتے ہیں اور تیسرے دھام یعنی خالص ستوگ (نورعلم) سے منور ہوکر ہمیشہ آزادی کے ساتھ سُکھ میں رہتے ہیں" [یجروید ادھیائے ۳۲ - منتر ۱۰] -

مکتی (نجات) کا مضمون ختم ہوا

جہاز اور غبارہ وغیرہ کی علم کا بیان

مُندرجہ ذیل منتروں میں علم صنعت (شلپ وِدّیا) کا بیان ہے۔

جہاز کی سواری اور اُسکے فوائد

"جس شخص کو دولت حاصل کرنیکی خواہش ہو (تُگر) وہ راحت و پرورش کی سامان یعنی دولت یا فتح کو حاصل کرنے کے لئے علم طبیعات (پدارتھ وِدّیا) کے ذریعہ سے اپنی خواہش کو پورا کرے اُسکو چاہیئے کہ زمین سے پیدا ہونیوالی لکڑی لوہے وغیرہ اشیاء سے جہاز بنا کر آگ اور پانی کی طاقت سے سمندر میں چلائے اور اُسکے ذریعہ سے مال و دولت پیدا کرے۔ اِس طرح کرنے سے اِنسان کو اسقدر مال و دولت حاصل ہوتا ہے کہ وہ کبھی بھوکا نہیں مرتا۔ کیونکہ محنت کا ہمیشہ نیک نتیجہ ملتا ہے۔ اسلئے دوسرے براعظموں میں جانیکے لئے ہمیشہ بڑی تدبیر و محنت سے سمندر کے اوپر جہاز چلانے چاہئیں۔ جہاز رانی کے لئے دو قسم کے سامان (اشوِن) کی ضرورت ہے۔ ایک دیو یعنی روشنی دینے والی چیزیں مثلاً آگ وغیرہ۔ دوسرے پرتھوی سئے یعنی زمین سے پیدا ہونیوالی چیزیں مثلاً لوہا۔ تانبا۔ چاندی وغیرہ دھاتیں اور لکڑی وغیرہ اشیاء۔ اِن دونوں سے جہاز وغیرہ سواریاں بنا کر دوسرے مُلکوں میں آرام کے ساتھ آمد و رفت کرنی چاہیئے راج پُرش (سرکاری حُکام) اور بیوپاریوں (تاجروں) اور نیز دیگر لوگوں کے آرام کیلئے جو بحری سفر کا ارادہ رکھتے ہوں بذریعہ جہاز سمندر میں آمد و رفت قائم کرنی چاہیئے۔ نیز سامان مذکورۂ بالا سے اور بھی کئی قسم کی سواریاں مثل غُبارہ وغیرہ کے طیار کرنی چاہئیں۔ انترکش (خلا بالائے زمین) میں سفر کرنیوالوں کو وِمان (غُبارہ) بنانا چاہیئے اور اس طرح ہر انسان کو بڑی حشمت اور دولت حاصل کرنی چاہیئے۔ جہاز پانی کے اثر سے بالکل محفوظ ہونی چاہئیں یعنی اُن پر نہایت چکنا روغن کرنا چاہیئے تاکہ اُن کے اندر پانی نہ بھر جائے۔ اس طرح زمین پر چلنے والی سواریوں کے ذریعہ سے خُشکی پر اور پانی میں چلنے والے جہازوں وغیرہ کی ذریعہ سے پانی میں اور انترکش میں چلنیوالی سواریوں کے ذریعہ سے ہوا کی اندر سفر کرنا چاہیئے۔ گویا ہر سہ قسم کے سفر کے لئے مذکورۂ بالا تین قسم کی سواریاں بنانی چاہئیں۔"

[رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۸۔ منتر ۳]

"تُگر" تُج مصدر سے علامت رک (रक्) ایزاد کرکے بنتا ہے تُج کے معنی ہنسا (مارنا)۔ بل (طاقت ہونا یا زور کرنا)۔ آدان (لینا) اور نکیتن (مکان میں لینا) ہے۔ اسلئے تُگر سے وہ شخص مُراد ہے جو دُشمن کو مار کر اور اپنی قوّتِ بازو سے فتح پا کر مال و دولت حاصل کرے اور بذریعہ سواری ایک مقام سے

دوسرے مقام کو پہونچے۔

اِس منتر میں اُوہتُہ (ऊहथुः) کی بجائے اُوہتھہ (ऊहथुः) "تم آمدورفت کرو" آیا ہے یعنی صیغہ کا بدل ہو کر بجائے غائب کے حاضر استعمال کیا گیا ہے۔

لفظ "اَشوِن" کی بابت چند حوالے درج کئے جاتے ہیں :—

لفظ اَشوِن کی تشریح "روشن اور لطیف دیوتاؤں یعنی حرارت اور ہوا کو اَشوِن کہتے ہیں۔ اِن میں سے حرارت یا بجلی اور دھننجے نام ہوا سب جگہ محیط ہے۔ آگ اور پانی کا نام بھی اَشوِن ہے۔ کیونکہ آگ روشنی کے ذریعہ سے اور پانی اپنے رَس (ذائقہ) کے ذریعہ سے سب میں موجود سرایت کئے ہوئے ہے۔ اَورن واہہ آچاریہ کی رائے ہے کہ تیزی اور حرکت پیدا کرنیوالی ہوا۔ آگ اور پانی کو اَشوِن کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ روشنی یا حرارت اور زمین کا نام اَشوِن ہے اور بعض اَشوِن سے دن اور رات اور بعض سورج اور چاند مُراد لیتے ہیں"۔ [نرکت ادھیائے ۱۲- کھنڈ ۱]۔

اَشوِن سے جرُ بھرِی اور تُرپھرِی مُراد ہیں۔ جرُبھری سے (غبارہ وغیرہ) کو بھرنے والی یا اُٹھانے والی چیزیں (یعنی آگ ہوا وغیرہ) اور تُرپھری سے کاٹنے والی ضرب کرنیوالی۔ دھکا دینے والی یا خشکی و تری کی سواریوں میں حرکت یا رفتار کی تیزی پیدا کرنیوالی چیزیں مُراد ہیں۔ یعنی اِس سے سمندر میں پیدا ہونیوالے موتیوں کی مانند اُونیج یعنی پانی سے پیدا ہونیوالی دو چیزیں (ہائیڈروجن) اور وَرُن (آکسیجن) یا بھاپ) بھی مُراد ہیں۔

"تین رات دن میں پانی سے بھرے سمندر کے پار یا خشکی اور انترکش (خلا) میں سے دور دور پہنچانے والی نہایت تیز رفتار جہاز و غبارہ وغیرہ سواریاں بنانی چاہئیں جو (پتنگ) سرِ نو تیزی سے چلیں۔ اِن تین قسم کی (ہوا۔ پانی اور خشکی) میں جانیوالی سو درجہ کی یعنی نہایت تیز رفتار سواریوں کے ذریعہ سے جن میں تیزی پیدا کرنے والے شعلہ[۱] اوزار یا حرارت پہونچانیکی نالیاں **حرارت سے تیزی پیدا کرنیکا بیان** یا حرارت کے جمع رہنے کے خانے موجود ہوں۔ تین قسم کے راستوں سے آرام کے ساتھ سفر کرنا چاہیئے۔ اِس قسم کی سواریوں کا مصالحہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ یعنی ایک حرارت پیدا کرنیوالی آگ اور دوسری معدنیات ارضی۔ اِن دونوں سے یہ سواریاں چلتی ہیں (یہاں بھی پہلے منتر کی طرح ऊहथुः (اُوہتُہ) کی جگہ ऊहथुः (اُوہتھہ) آیا ہے۔ یعنی اشٹا دھیائی ادھیائے ۳۔ پاد ۱۔ سوتر ۸۵ کی بموجب

[۱] اس وقت پرانے زمانہ کے کسی یادگار کے موجود نہونے اور اِن کے نہ ملنے کی وجہ سے کلوں کی اندرونی تفصیل جو یہاں یا آگے مضمون میں آگے بیان کی گئی ہے سمجھ میں نہیں آسکتی۔ اِن باتوں کو کوئی بڑا بھاری کاریگر جو سنسکرت کے علم صنعت کا ماہر ہو سمجھ سکتا ہے۔ مترجم

ویدوں میں صیغہ کا تغیر و تبدّل ہوجاتا ہے۔ اسلئے یہاں اُسی قاعدہ سے بجائے غائب کے حاضر آیا ہے۔ مہابھاشیہ کے مصنف نے بھی اِس بارہ میں ایسا ہی لکھا ہے) الغرض خود رفتار سواریوں کے بنانے میں زیادہ تر یہی دو قسم کی چیزیں کارآمد ہوتی ہیں اِس طرح سواریاں بنا کر مال و دولت اور ہر قسم کا عمدہ سامان راحت حاصل ہوتا ہے“۔ [رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۸۔ منتر ۴]

”اے انسانو! مذکورۂ بالا طریق سے بنائی ہوئی سواریوں کے ذریعہ سے سمندر یا انترکش (خلا) کے اندر جن میں سے گذرنے کے لئے جہاز یا غبارہ کی سوائے کوئی ٹھہرنے بیٹھنے یا پکڑنے کا سہارا نہیں ہے اپنے کاروبار کے سرانجام کیلئے سفر کرو اور آگ اور پانی (اشون) کی قوت سے دولت و حشمت پیدا کرو۔ اس قسم کی سواریاں عمدہ اور اعلیٰ اُصول پر بنائی ہوئیں تیز رفتار اور نہایت کارآمد ہوتی ہیں۔ اُن جہازوں میں سینکڑوں ارتر یعنی چپّو یا سمندر میں ٹھہرنے کے لئے آہنی لنگر اور زمین پر یا ہوا میں ٹھہرنے یا موڑنے کی کل اور پانی کی تھاہ لینے کا آلہ ہونا چاہئیے۔ یہ ارتر خشکی پر چلنے والی سواریوں اور نیز ہوا میں اُڑانیوالے غباروں میں لگانے چاہئیں اور تینوں قسم کی سواریاں سینکڑوں کلوں اور جوڑوں سے نہایت عمدہ اور مضبوط بنانی چاہئیں اور اُن کے ذریعہ سے ہمیشہ پائدار رہنے والی دولت و حشمت حاصل کرنی چاہئے“۔ [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۸۔ منتر ۵]

”جس ذریعہ سے سامانِ راحت حاصل ہوسکتا ہو۔ انسان کو ہمیشہ اُسی کی لئے کوشش کرنی چاہئے۔

بھاپ کا بیان آگ اور پانی کے ذریعہ سے جو سفید رنگ کی بھاپ (اشو) پیدا ہوتی ہے۔ علم صنعت کے اُستاد (شلپ وِدیا وِد) اُسکے ذریعہ سے مذکورہ بالا سواریوں میں رفتار کی تیزی پیدا کرتے ہیں۔ اُن سے ہمیشہ بڑا بھاری سُکھ حاصل ہوتا ہے۔ یہ قوت آگ اور پانی کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہے اسلئے اِنسان کو اُن سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہئیے۔ اُن کی یہہ طاقت جو سُکھ دینے والی اور قوت پیدا کرنیوالی ہے قابل استعمال ہے۔ اُس میں بڑی بڑی خوبیاں ہیں جن کا بیان کرنا اور دوسروں کو سکھانا انسان کا فرض ہے۔ اُسکے ذریعہ سے دوسروں کو فائدہ پہونچانا چاہئیے۔ یہاں لٹ (فعل حال) کی بجائے لنگ (مضارع) آیا ہے) ۔ آگ نہایت تیز حرکت پیدا کرنیوالی اور سواریوں کو نہایت تیزی سے چلانیوالی (پیدوا) ہے (نگھنٹو ادھیائے ۱۔ کھنڈ ۱۴ میں پیدو پتنگ (تیز رفتار) اور اشو (زود رو) کا مترادف آیا ہے) اس تیز حرکت پیدا کرنیوالی حرارت کا علم اریہ یعنی اہل تجارت و حرفت (ویشوں) اور اہلِ مقدرت لوگوں کو ضرور حاصل کرنا چاہئیے (اشٹادھیائی میں لفظ اریہ کے معنی سوامی (مالک) اور ویش بتائے ہیں“)۔ [رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۹۔ منتر ۱]۔

"خوش رفتار سواریوں میں فولاد کے برابر مضبوط چکروں یا پہیوں کے تین مجموعے رفتار میں تیزی پیدا کرنی کیلئے رکھنی چاہئیں جن میں تمام کلیں اور اوزار لگے رہیں۔ اسی طرح علم صنعت کے عالموں کو تین ستمبھ (ستول یا ستون) بنانے چاہئیں جن کی سہارے تمام سامان اور کلیں ٹھیک قائم رہ سکیں۔ تمام عالم اور اہل صنعت جانتے ہیں کہ ان سواریوں سے امن۔ حفاظت سکھ اور جملہ کاربرآری ہوتی ہے۔ ان سواریوں کی رفتار کا مدار آگ اور پانی ہی پر ہے۔ اسکے بغیر یہہ سواریاں نہیں بن سکتیں (اُن کے ذریعہ سے وہ تیزی پیدا ہو سکتی ہے کہ) تین دن رات میں کہیں سی کہیں کالی کوسوں دُور پہونچا دیوے"۔ [رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیاے ۳۔ ورگ ۴۔ منتر ۲]

آب یہ بیان کرتے ہیں کہ زمین سمندر اور انترکش (خلا) میں سفر کرنے کے لئے جو سواریاں بنائی جائیں وہ کس قسم کی ہونی چاہئیں؟۔

جہاز وغیرہ بنانے کا مصالحہ اور اندرونی تفصیل

"اُن کو لوہے۔ تانبے اور چاندی وغیرہ تین دھاتوں سے بنانا چاہئے اور وہ ایسی تیز رو ہونی چاہئیں جس طرح آتما اور من (دل) تیز پرواز ہیں۔ کلوں کی ذریعہ سے تحریک پاکر ہوا اور آگ ان سواریوں کو سریع الحرکت بنا دیتی ہیں"۔ [رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیاے ۳۔ ورگ ۵ منتر ۲]

"جہاز کو بہت وسیع اور ستول لنگر اور کیل کانٹے سے درست بنا کر آگ کی گھوڑے کے ذریعہ سی بحر ذخار کے پار لیجانا چاہئے۔ مذکورۂ بالا تینوں قسم کی سواریوں میں حرکت کی تیزی پیدا کرنے کے لئے اِند یعنی پانی اور بھاپ کو باقاعدہ استعمال کرنا چاہئے تاکہ وہ نہایت تیز رفتار ہو جائیں"۔

[رگ وید اشٹک ۱ ادھیاے ۳۔ ورگ ۳۴۔ منتر ۸]

"اِندُ (इन्दु) پانی کا مترادف ہے"۔ [نگھنٹو۔ کھنڈ ۱۲]۔

"اِندُ (इन्दु) اُند (उन्द) مصدر سے اُہ : उ علامت ایزاد کرکے اور پہلے حرف یعنی اُ उ کو اِ इ سے بدلکر بنتا ہے جو چیزوں کو مرطوب کرے اُسے اندو کہتے ہیں یعنی پانی اور چاند"۔

[اُن آدِ کوش پاد ا۔ سوتر ۱۲]

"اے انسانو! مذکورۂ بالا تین قسم کی سواریوں میں دل یا ہوا کی برابر تیز رفتار پیدا کرنے کے لئے کلوں اور اوزاروں کے ذریعہ سے حرکت پیدا کرو یعنی اُن میں پانی بھروا ور پھر حرارت کے ذریعہ سے بھاپ پیدا کرو جس سی نہایت تیزی اور سرعت پیدا ہو"۔ [رگ وید اشٹک ۱۔ ادھیاے ۲۔ ورگ ۹ منتر ۴]۔

"سمندر زمین اور انترکش (خلا) کے سفر کو طے کرنے کے لئے مختلف قسم کی سواریاں بنانی چاہئیں۔ مثلاً بحری سفر کیلئے نتی (عقلمندوں) کو جہاز اور کشتیاں بنانی چاہئیں جس طرح صاحب عقل و دانش

سواریوں میں آگ اور پانی سے کام لیتے ہیں اُسی طرح ہمکو بھی کرنا چاہیئے۔ انسان کو سمندر وغیرہ کے وار پار جانے کے لئے تدبیر و کوشش سے مذکورہ بالا قسم کی سواریاں بنانی چاہئیں۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیاے ۳۔ ورگ ۳۴۔ منتر ۷]

"ہتی سید ھادی یعنی صاحب عقل و فراست کا مترادف آیا ہے۔" [نگھنٹو۔ کھنڈ ۱۵]۔

"اے انسانو! جب آپوسان یعنی جل پاتر (ظرف آب یا بائلر Boiler) کے نیچے لکڑی وغیرہ کی نہایت تیز آگ روشن کر کے حرکت کی تیزی پیدا کرنے والی آشو یعنی بھاپ کلوں میں گردش پیدا کرتی ہے۔ تب کرشن (معدنیات ارضی سے بنا ہوا یا کھینچنے والا) بیان (غبارہ) نہایت تیزی سے روشن آکاش کے اندر اُڑتا ہے اور بڑی تیزی سے اوپر چڑھتا ہے۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۲۔ ادھیاے ۳۔ ورگ ۲۳۔ منتر ۴۷]

"غبارہ میں ۱۲ چکر ہونے چاہئیں جن میں آرے لگے ہوئے ہوں اور جو تمام کلوں کو گھماویں اور اُن سب کے بیچ میں ایک چکر ہونا چاہیئے جس سے اُن سب میں گردش پیدا ہو اور درمیانی اجزاء کو قائم رکھنے کے لئے بیچ میں تین کلیں (انجن) بنانی چاہئیں۔ اُن میں تین تین سو شنکو (دندانہ یا پیچ) ہونی چاہئیں۔ اور چلنے والی اور ٹھیرنے والی ساٹھ کلیں ہونی چاہئیں۔ الغرض اس میں مذکورہ بالا سب سامان رکھنا چاہیئے۔ اس سامان کو کوئی کاریگر ہی جانتا ہے سب کوئی اس کو نہیں سمجھ سکتے۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۲۔ ادھیاے ۳۔ ورگ ۲۴۔ منتر ۴۸]

اس مضمون کے اور بہت سے منتر ویدوں میں موجود ہیں جن کو یہاں موقع نہ ہونے کی وجہ سے نہیں لکھتے

جہازاور غبارہ وغیرہ کے علم کا بیان ختم ہوا

علم تار برقی کے اصول کا بیان

مندرجہ ذیل منتر میں علم تار برقی کے اصول کو بیان کیا ہے۔

بجلی کے گن اور آلہ برقی کے فواید

"اے انسانو! آشون یعنی معدنیات ارضی اور حرارت سے بہت سی عالموں کے کام میں آنیوالی نہایت اعلیٰ صفات سے پُر اور آگ کی خاصیت والی صاف دھاتوں سے پیدا ہونے والی بجلی کا شرارہ یا رو پیدا کرنا چاہیئے اور اُسکو محکمہ جنگی کے کاروبار میں غیر حصول اشیاء کے ذریعہ سے ہر قسم کے کام کے لئے استعمال کرنا چاہیئے اور تار کے یَنتر (آلہ برقی) کو بنانا چاہیئے۔ اس بجلی میں ضرب کرنے اور حرکت دینے کی صفت ہوتی ہے اور اُس سے بڑے بڑے عمدہ اور اعلیٰ کام نکلتے ہیں۔ یہ لڑنے والے دشمن کو شکست دینے اور اپنی فوج کے بہادروں کو فتح حاصل کرانے میں نہایت کارآمد ہے فوج کے لوگوں کا سب کام اسی سے چلتا ہے۔ سورج کی طرح دور بیٹھے ہوئے لوگوں کو حالات کی اطلاع پہونچانے کے لئے آشون یعنی معدنیات ارضی اور بجلی کو ٹھیک ٹھیک استعمال میں لانا چاہیئے۔ اور تار ینتر (آلہ برقی) کے استعمال سے ہمیشہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔"

[رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیاے ۸۔ ورگ ۱۳۔ منتر ۱۰]

علم تار برقی کے اصول کا مختصر بیان

ختم ہوا

علم طب کے اُصول کا مختصر بیان

مُندرجہ ذیل منتر میں علم طب کے اُصول کو بیان کیا ہے۔۔

استعمال دوا اور پرہیز	"اے شافیٔ مُطلق پرمیشور! آپ کی نظرِ رحمت سے ہماری ئی سوم وغیرہ تمام ادویات رحمت اور شفا عطا کرنے والی اور مرض کی جڑ اُکھاڑنے والی ہوں۔ ہمیں اُن کا علم ہو۔

جل اور پران (آب وہوا) ہمارے موافق ہوں اور پاپی یا خواہشات غُصّہ بیماری وغیرہ جو ہمارے دُشمن ہیں اور جن پاپیوں یا بیماریوں وغیرہ سے ہم نفرت کرتے ہیں اُن کے لئے یہی اشیاء مُخالف اثر کرنے والی اور اُن کو دفع کرنے والی ہوں" [یجُروید۔ ادھیائے ۳۶ - منتر ۲۲]

جو لوگ پرہیز رکھتے ہیں اُن کے لئے دوائیں موافق اثر دینے والی اور دُکھ مٹانیوالی ہوتی ہیں مگر جو لوگ بدپرہیزی کرتے ہیں اُن کے لئے دوا دُشمن کی طرح دُکھ بڑھانیوالی ہوتی ہے۔

اِس طرح ویدوں میں بہت سے منتر ہیں جن میں علم طب کے اُصول بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ یہاں اُن کا موقع نہیں ہے اسلئے نہیں لکھتے۔ مگر جہاں جہاں ایسے منتر آئیں گے اُن کی مُفصل تشریح اُسی موقع پر تفسیر کے اندر کردی جائیگی۔

علم طب کے اُصول کا مختصر بیان

ختم ہُوا

پُنر جنم یعنی تناسخ کا بیان

منتر: ذیل منتروں میں گذشتہ اور آیندہ کئی جنم ہونیکا بیان ہے۔

اگلے جنم میں انسانی جسم اور آنکھ ملنے کے لئے التجا

"اے پرانوں کے قائم رکھنے والے ایشور! ہم اگلے جسم میں ہمیشہ سُکھ پاویں یعنی جب ہم پچھلے جسم کو چھوڑ کر اگلا آنے والا جسم اختیار کریں تو اُس جسم میں ہمیں پھر آنکھ اور پران ملیں (یہاں آنکھ اور پران تمثیلاً آئے ہیں درحقیقت آنکھ سے تمام اِندریاں اور پران سے تمام پران (انفاس) اور انتہ کرن بھی مُراد ہیں) اے بھگوان! ہمیں اگلے جنم میں تمام سامان راحت دیجیو۔ ہم تمام جنموں میں سورج کی روشنی دیکھ سکیں اور اندر اور باہر آنے جانیوالے پران سے بہرہ یاب ہوں اے سب کو عزیز رکھنے والے پرمیشور! ہم آپ سے یہی التجا کرتے ہیں کہ آپ کی رحمت سے ہمیں تمام جنموں میں سُکھ ہی حاصل ہو۔"

[رگ وید اشٹک ۸ - ادھیائے ۱ - ورگ ۲۳ - منتر ۶]

"اے بھگوان! آپ کی عنایت سے ہمیں پران - اشیاء خوردنی اور قوت ہر جنم میں حاصل ہوں زمین - سورج - انترکش (خلا یا آسمان) اور سوم (نباتات) ہمیں پھر اگلے جنم میں زندگی دینے والے اور جسم کی پرورش کرنیوالے ہوں - اے قوتِ عطا کرنے والے پرمیشور! ہمیں اگلے جنم میں پھر دھرم کا راستہ دکھائیو ہمیں ہر جنم میں آپ کی رحمت سے ہمیشہ سُکھ حاصل ہو یہی آپ سے التجا ہے۔" [ایضاً منتر ۷]

"اے جگدیشور (مالکِ جہان)! مجھے اگلے جنم میں آپ کی عنایت سے علم وغیرہ نیک گُنوں سے آراستہ من (دِل) اور عمر نیک خیالات سے پُر اور پاک آتما آنکھ اور کان عطا ہوں۔ تمام دُنیا کو نورِ بصارت چشم عطا کرنے والا پرمیشور جو کامروغیرہ تمام عیبوں سے پاک اور جسم وغیرہ کا محافظ۔ عین علم و راحتِ مُطلق ہے جنم جنم میں ہمیں پاپ کے کاموں سے بچائیو اور ہماری حفاظت کیجیو تاکہ ہم پاپ سے بچکر ہر جنم میں سُکھ پاویں۔"

[یجروید ادھیائے ۴ - منتر ۱۵]

"اے بھگوان! مجھے ہر جنم میں تمام اِندریاں (حواس) اور پرانوں کو قائم رکھنے والی آتما قوتِ علم وغیرہ عُمدہ سامان ایشور کی محبت اور جسمِ انسانی پاکر ہَون وغیرہ کرنیکی عادت عطا ہو - اے مالکِ جہان! جیسے ہم پچھلے جنم میں زبردست یاد رکھنے والی قوتِ حافظہ عقل عُمدہ سڈول جسم اور حواس رکھتے تھے ہمارے اس دوسرے جنم میں بھی ویسی ہی عقل اور ہر فعل کو انجام دینے کی قوت عطا ہو تاکہ ہم کسی قسم کی تکلیف یا مصیبت میں گرفتار نہ ہوں۔" [اتھروید - کانڈ ۷ انوواک ۱ - ورگ ۱۷ - منتر ۱]۔

جیو اپنے اعمال کے مُطابق مختلف جونوں میں پڑتا ہے

"جو جیو پچھلے جنم میں جس قسم کے دھرم کے کام کئے ہوتا ہے اُنھیں کے مُطابق اگلے جنموں میں بہت سے اعلیٰ اعلیٰ جسم حاصل کرتا ہے اور اسی طرح جو پاپ کے کام کئے ہوتا ہے وہ اگلے جنم میں انسان کا جسم نہیں پاتا بلکہ حیوان وغیرہ کا جسم پاکر دکھ بھوگتا ہے۔ پچھلے جنم کے کئے ہوئے پاپ اور پُن کے مُطابق سزا یا جزا پانے والا جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا۔ پانی۔ نباتات وغیرہ اشیاء میں داخل ہوکر اپنے پاپ اور پُن کے مُطابق کسی جون میں پڑتا ہے۔ جو جیو ایشور کے کلام یعنی وید کو بخوبی جان اور سمجھکر اُسپر عمل کرتا ہے وہ مثل سابق پھر عالموں کا جسم پاکر سُکھ بھوگتا ہے اور اُسکے خلاف عمل کرنے سے تِریَک یعنی حیوانات وغیرہ کا جسم پاکر دُکھ پاتا ہے۔" [یجروید کانڈ ۵ - انوواک - ورگ منتر ۲]

"اس دُنیا میں پاپ اور پُن کا نتیجہ بھوگنے کے لئے دو راستے ہیں- ایک عارفوں یا عالموں کا اور دوسرا علم و معرفت سے معرا انسانوں کا۔ ان کو پِتری یان اور دیویان بھی کہتے ہیں۔ ان میں سے پِتری یان وہ ہے جس میں جیو ماں یا باپ سے جسم حاصل کرکے پاپ اور پُن کے عوض میں متواتر سُکھ دُکھ بھوگتا رہتا ہے یعنی بار بار جنم پاتا ہے اور دیویان وہ ہے جس میں موکش کے درجے کو حاصل کرکے مرنے اور پیدا ہونے کے جنجال یعنی دُنیوی بندھن سے آزاد ہوجاتا ہے۔ ان میں سے پہلے میں جیو اپنے کمائے ہوئے پُن کے پھل کو بھوگ کر پھر پیدا ہوتا ہے اور پھر مرتا ہے اور دوسرے راستہ پر چلنے سے دوبارہ پیدا نہیں ہونا اور نہ مرتا ہے)۔ میں نے یہہ دو راستے سُنے ہیں۔ یہہ تمام دُنیا انھیں دو راستوں پر چلی جارہی ہے اور متواتر ان راستوں سے آتی اور جاتی ہے یعنی ہر وقت آواگون (آمدورفت) جاری ہے۔ جب جیو پچھلے جسم کو چھوڑ کر ہوا پانی اور نباتات وغیرہ میں سے گذرتا ہوا باپ یا ماں کے جسم میں داخل ہوتا اور دوبارہ جنم پاتا ہے تب وہ جیو جسم اختیار کرتا ہے۔"

[یجروید ادھیائے ۱۹ - منتر ۴۷]

پِتری یان اور دیویان کا بیان

اِسی طرح نرکت کے مُصنّف نے بھی بار بار جنم ہونیکی بابت لکھا ہے کہ

"میں مرا ہوں اور پھر پیدا ہوا ہوں اور پیدا ہوکر پھر مرا ہوں۔ ہزاروں قسم کی جون میں پڑچکا ہوں قسم قسم کی غذائیں کھائیں اور مختلف پستانوں کا دودھ پیا۔ بہت سی مائیں دیکھیں اور بہت سے باپ اور دوستوں سے تعلق ہُوا۔ اوندھے مُنھ بڑی تکلیف میں حمل کے اندر رہا۔"

[نرکت ادھیائے ۱۳ - کھنڈ ۱۹]

پتنجلی مُنی جی اپنے یوگ شاستر میں اور ویاس جی اُس کی شرح میں دوبارہ جنم ہونیکی تصدیق کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

مرنیکا عالمگیر خوف تناسخ کی تصدیق کرتا ہے

"تمام جانداروں کو پیدا ہونے کے وقت سے ہی برابر مرنیکا خوف لگا رہتا ہے جس سے اگلے اور پچھلے جنم کا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ کیڑا ابھی پیدا ہوتے ہی مرنے سے خوف کھاتا ہے۔ عالموں کو بھی یہی خوف دامنگیر ہے۔ پس ثابت ہوتا ہے کہ جیو کئی جسم پاتا ہے۔ اگر گذشتہ جنم میں مرنیکا تجربہ نہوا ہوتا تو اُسکا کوئی اثر یا خیال نہیں رہنا چاہئے تھا اور اثر یا خیال کے بغیر یادداشت بھی نہیں ہوتی۔ پھر پچھلی یاد کے بغیر مرنے سے کیوں خوف لگتا ہے؟۔ اسلئے ہر جاندار میں خوف مرگ کے دیکھنے سے اگلے اور پچھلے جنموں کا ہونا ثابت ہے"۔ [پاتنجل یوگ شاستر ادھیائے ۱- پاد ۲- سوتر ۹]

اِسی طرح عالم و فاضل گوتم رشی نے نیائے درشن میں اور واتسیاین رشی نے اپنی شرح میں دوبارہ جنم ہونے کو مانا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"پہلے جسم کو چھوڑ کر دوسرا جسم اختیار کرنا پریت بھاؤ کہلاتا ہے۔ پریت بھاؤ سے ایک جسم کو چھوڑنے (پریت) کے بعد پھر دوسرا جنم پاکر جیو کا دوبارہ جسم میں آنا (بھاؤ) مُراد ہے"۔

[نیائے درشن ادھیائے ۱- آہنک ۱- سوتر ۱۹]

انسان کا کمزور حافظہ پچھلے جنم کی بات یاد نہیں کر سکتا

"تناسخ کی بابت بعض لوگ جو ایک ہی جنم مانتے ہیں یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اگر کوئی پچھلا جنم تھا تو اُس کی یاد کیوں نہیں رہتی؟۔ اسکا جواب یہ ہے کہ گیان نیتر (چشم ہوش) کھولکر دیکھنا چاہئے کہ اسی جسم میں پیدا ہونے کے وقت سے پانچ برس کی عُمر تک جو جو سُکھ یا دُکھ ہوا ہے اور جو جو کام حالتِ خواب یا بیداری میں کئے ہیں اُن کی یاد نہیں رہتی۔ پھر پچھلے جنم کی بات یاد رہنے کا تو ذکر ہی کیا ہے؟۔

سوال - اگر ایشور پچھلے جنم میں کئے ہوئے پاپ اور پُن کی عوض اس جنم کے اندر سُکھ دُکھ دیتا ہے تو ہمیں اُن (اعمال) کا علم نہ ہونے سے ایشور نامنصف ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے ہماری درستی نہیں ہوتی۔

دُکھ سُکھ کے نشیب و فراز سے تناسخ ثابت ہے

جواب - علم دو قسم کا ہوتا ہے ایک پرتیکش (علم الیقین وغیرہ) اور دوسرا انومانک (قیاسی) مثلاً ایک طبیب اور ایک علمِ طب سے ناواقف شخص کے جسم میں بُخار پیدا ہو تو اُنمیں سے جو طبیب ہے وہ علت و معلول کی دلیل سے بذریعہ قیاس بُخار کے باعث کو جان لیتا ہے مگر دوسرا ناواقف شخص اُسکو نہیں جان سکتا۔ لیکن وہ علمِ طب سے ناواقف شخص بھی بُخار کے موجود ہونے سے اتنا ضرور جان لیتا ہے کہ میں نے کوئی بد پرہیزی کی ہے۔ کیونکہ وہ اس بات کو جانتا ہے کہ علت کے بغیر کوئی معلول نہیں ہوتا۔ اسلئے عادل و منصف ایشور پاپ اور پُن کے بغیر کسیکو دُکھ یا سُکھ نہیں دیتا دُنیا میں سُکھ اور دُکھ کے نشیب و فراز کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلے جنم میں ضرور پاپ اور پُن کئے ہیں۔

اس مضمون کے متعلق ایک ہی جنم ماننے والوں کے اِسی قسم کے اور بھی اعتراض ہوتے ہیں جن کا جواب[1] ذرا غور کرنے سے بخوبی دے سکتے ہیں۔ عقلمندوں کے لئے اِتنا ہی کافی ہے۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اہلِ دانش ذرا سے اِشارہ سے بہت کُچھ سمجھ جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں کتاب کے بڑھجانے کا بھی خوف ہے۔ اسلئے زیادہ نہیں لکھتے۔

پُنرجنم یعنی تناسخ کا مضمون ختم ہوا

---

[1] تناسخ کے متعلق چند اور اعتراضوں کا جواب سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش کی نویں باب میں دیا ہے۔ علاوہ ازیں پنڈت لیکھرام جی مرحوم نے ثبوت تناسخ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس میں اس مضمون پر مُفصل بحث کی گئی ہے۔ مُترجم۔

بیاہ کا بیان

اب بیاہ کے مضمون پر لکھا جاتا ہے۔

بیاہ کا مقصد

"اے کماری (کنواری جوان لڑکی)! میں اولاد حاصل کرنیکی غرض سے تیرا ہاتھ پکڑتا ہوں یعنی تیرے ساتھ بیاہ کرتا ہوں اور تیرا بیاہ میرے ساتھ ہوتا ہے۔ اے عورت! تو مجھ اپنے خاوند کے ساتھ عمر بسر کر۔ ہم دونوں بڑھاپے تک باہم ملکر رہیں اور ہمیشہ آپس میں محبت اور سلوک کے ساتھ رہتے ہوئے دھرم اور آنند کو حاصل کریں۔ قادر مطلق۔ عادل و منصف۔ خالق جہاں و کارساز عالم پرمیشور نے سرانجام کار خانہ داری کے لئے تجھے میرے ساتھ منسوب کیا ہے۔ اس امر میں تمام عالم گواہ ہیں۔ اگر ہم اس عہد کو توڑیں گے تو پرمیشور اور نیز عالموں کے سزاوار ہوں گے۔" [رگ وید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۷ منترا]

جس طریق سے مرد اور عورت کو بیاہ کے بعد باہم ملکر رہنا چاہئے اسکی نسبت ایشور ہدایت کرتا ہے کہ

اصول خانہ داری

"اے زن و مرد! تم دونوں اس دنیا میں گرہ آشرم (خانہ داری) میں داخل ہو کر ہمیشہ سکھ کے ساتھ رہو اور کبھی باہم نفاق نہ کرو اور سفر میں باہر جانے کے وقت یا اور کسی طرح کبھی باہم جدا نہ ہو۔ اس طرح میری آشیرباد پاکر دھرم کی ترقی اور تمام دنیا کی بھلائی کرتے ہوئے میری بھگتی (اطاعت) میں مشغول ہو کر سکھ کے ساتھ عمر بسر کرو اور اپنے گھر میں بیٹوں اور پوتوں کے ساتھ خوش رہو اور ہر قسم کے آنند کو حاصل کرو اور ہمیشہ سچے دھرم پر قائم رہو۔"

[رگ وید اشٹک ۸۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۲۸۔ منتر ۳]

اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ایک عورت کا ایک ہی خاوند ہونا چاہئے اور اسی طرح ایک مرد کو ایک ہی عورت سے بیاہ کرنا چاہئے۔ یعنی مرد کو ایک سے زیادہ عورتوں کے ساتھ اور نیز عورت کو ایک سے زیادہ مرد کے ساتھ بیاہ کرنے کی ممانعت ہے۔ اس میں یہ دلیل ہے کہ وید کے منتروں میں مرد اور عورت کا لفظ واحد میں آیا ہے۔ ویدوں میں بیاہ کے مضمون پر اس قسم کے بہت سے منتر ہیں۔

بیاہ کا مضمون ختم ہوا

نیوگ کا بیان

مندرجہ ذیل منتروں میں بیوہ عورت اور رنڈوے آدمی کے نیوگ کا ذکر ہے۔

خاوند بیوی کو سفر میں ساتھ رہنا چاہئے

"اے بیاہے ہوئے مرد عورتو! تم دونوں رات کو کہاں ٹھہرے تھے؟ اور دن کہاں بسر کیا تھا؟ تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا؟ تمہارا وطن کہاں ہے؟ جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور (دوسرے خاوند) کے ساتھ شب باش ہوتی ہے یا جس طرح بیاہا ہوا مرد اپنی بیاہتا عورت کیساتھ اولاد کے لئے یکجا شب باش ہوتا ہے اسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے۔؟"

[رگ وید اشٹک ۷- ادھیائے ۸- ورگ ۱۸- منتر ۲]

اس منتر میں مرد و عورت کے باہمی سوال وجواب میں تثنیہ[۱] کے آنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مرد کو ایک ہی عورت کرنی چاہئے اور ایک عورت کو ایک ہی مرد سے بیاہ کرنا چاہئے اور دونوں کو ہمیشہ آپس میں محبت سے رہنا چاہئے اور کبھی جُدا یا زناکاری میں مبتلا نہ ہونا چاہئے۔

لفظ "دیور" کی نسبت نروکت میں لکھا ہے کہ

نیوگ بیوہ اور رنڈوے کا اور بیاہ کنواری اور کنوارے کا ہوتا ہے

"دیور دوسرے ور یعنی خاوند کو کہتے ہیں" [نرکت ادھیائے ۳- کھنڈ ۱۵]

اسلئے بیوہ عورت کو دوسرے مرد کیساتھ اور نیز ایسے مرد کو جس کی عورت مرگئی ہو بیوہ عورت کے ساتھ نیوگ کرنیکی اجازت پائی جاتی ہے۔ بیوہ عورت کا اولاد کے لئے صرف اسی مرد سے نیوگ ہونا چاہئے جس کی عورت مرگئی ہو نہ کہ کنوارے لڑکے سے اور اسی طرح کنوارے لڑکے کا بیاہ بیوہ عورت کے ساتھ نہیں کرنا چاہئے۔ گویا کنوارے لڑکے اور کنواری لڑکی کا ایک ہی بار بیاہ ہوتا ہے اور نیوگ صرف بیوہ عورت اور رنڈوے مرد کے مابین ہوتا ہے۔ دوِج یعنی (براہمن کشتری اور ویش) پہلے تین ورنوں کو دوسری بار بیاہ کرنیکی اجازت نہیں ہے۔ دوبارہ شادی صرف شودروں کے لئے بتائی گئی ہے۔

دوسری شادی صرف شودروں میں ہوتی ہے

کیونکہ یہ ورن علم وغیرہ سامان سے بے بہرہ ہوتا ہے (اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ) نیوگ شدہ مرد عورت کو اولاد پیدا کرنے کے لئے اسی طرح برتاؤ رکھنا چاہئے جس طرح بیاہے ہوئے عورت مرد کا باہمی برتاؤ ہوتا ہے۔

"اے مرد! یہ بیوہ عورت اپنے خاوند کے مرجانے پر خاوند سے حاصل ہونیوالے سُکھ کی خواہش کرتی ہوئی

[۱] سنسکرت زبان کی صرف ونحو میں واحد اور جمع کے علاوہ تثنیہ بھی ہوتا ہے جس سے دو جنس مُراد ہوتی ہیں۔ مترجم۔

نیوگ بیاہ کی طرح برادری کے سامنے کیا جاتا ہے

تجھے اپنا خاوند قبول کرتی ہے اور نیوگ کے قاعدے سے تیرے ساتھ رہنا چاہتی ہے تو اسکو قبول کر اور اُس سے اولاد پیدا کر۔ یہ بیوہ عورت ویدوں میں بیان کئے ہوئے قدیم دھرم کو پالتی ہوئی بطریق نیوگ خاوند کرنا چاہتی ہے۔ اسلئے تو بھی اسے قبول کر اور اس بیوہ عورت سے اِس وقت یا اِس دُنیا میں اولاد پیدا کر اور اسکو دْرَوِنْ یعنی دْرَوْیہ (مال و دولت) یا وِیریہ (نُطفہ) عطا کر۔ گویا بطریق گرہستھ آشرم اِس سے ہم صحبت ہو۔" [اتھروید کانڈ ۱۸- انوواک ۳- ورگ ۱- منتر ۱]

"اے بیوہ عورت! اپنے اس مرے ہوئے اصلی خاوند کو چھوڑ کر زندہ دیور یعنی دوسرے خاوند کو قبول کر۔ اُسکے ساتھ رہکر اولاد پیدا کر۔ وہ اولاد جو اس طرح پیدا ہوگی تیرے اصلی خاوند کی ہوگی جسکو تو نے بیاہ میں اپنا ہاتھ دیا تھا۔ اگر نیوگ کئے ہوئے خاوند کے لئے اولاد پیدا کرنے کی غرض سے نیوگ کیا ہو تو اُس صورت میں یہ اولاد اُس کی ہوگی اور اگر اپنے لئے کیا ہے تو وہ اولاد تجھ بیوہ کی ہوگی۔ ای بیوہ عورت! تو اپنے اصلی خاوند کے مرنے پر کسی ایسے مرد کو بطریق نیوگ خاوند قبول کر جس کی بیاہتا عورت مرگئی ہو اور اس طرح اولاد پیدا کرکے سُکھ حاصل کر۔" [رگ وید۔ منڈل ۱۰- سوکت ۱۸ - منتر ۸]

نیوگ کی اولاد

آب اس بارہ میں لکھا جاتا ہے کہ نیوگ سے کے اولاد پیدا کرنی چاہئیں؟ اور کے بار نیوگ کرنا چاہئے؟

"اے ویریہ (نُطفہ) عطا کرنے والے اصلی خاوند! تو اس بیاہتا عورت کو رِتودان[۱] (ہمبستری) سے با اُمید کر اور اُسکو صاحب اولاد اور ہر قسم کے اعلیٰ سے اعلیٰ سُکھ سے بہرہ ور کر۔ اس بیاہتا عورت سے دس اولاد پیدا کر۔ اُس سے زیادہ ہرگز پیدا نکر۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایشور نے مرد کو صرف دس اولاد پیدا کرنے کی اجازت دی ہے) اسی طرح اے عورت! تو اپنے بیاہے ہوئے خاوند سمیت گیارھویں خاوند تک نیوگ کر!" (رگ وید۔ اشٹک ۸- ادھیا ۳- ورگ ۲۸- منتر ۵)-

اولاد کی تعداد

یعنی اگر اتفاق سے ایسی آفت یا مصیبت واقع ہو کہ خاوند مرتے چلے جائیں تو اولاد کے لئے بیوہ عورت دسویں خاوند تک نیوگ کرے۔ اِسی طرح مرد بھی بیاہتا عورت کے مرنے پر اگر اولاد نہ ہو اور بار بار عورت مرتی چلی جائے تو دسویں بیوہ عورت تک نیوگ کرے۔ اور اگر خواہش ہو تو مرد یا عورت ایسا نکریں[۲]۔

اب مختلف خاوندوں کی اصطلاحیں بیان کرتے ہیں۔

"اے عورت! تیرا پہلا جو بیاہا ہوا خاوند ہے وہ کنوارے پن کی صفت سے موصوف ہونیکی وجہ سے سوم

[۱] منجملہ سولہ سنسکاروں کے پہلے سنسکار کا نام ہے۔ اس سے خاوند اور بیوی کا بغرض حصول اولاد شاستر کی ہدایت کے بموجب ہمبستر ہونا مراد ہے۔ مترجم۔

[۲] اس سے واضح ہوا کہ مصیبت کی حالت میں نیوگ کرنا ایک اختیاری امر ہے۔ یہ فرض نہیں ہے کہ ضروری نیوگ کیا جاوے۔ مترجم۔

نیوگ کے خاوند نامزد ہوتا ہے اور جو تیرا دوسرا نیوگ کا خاوند ہے اور جسکو تو بیوہ ہونے پر قبول کرتی ہے اُس کی اصطلاح گندھرو ہے - کیونکہ وہ بھوگ (صُحبت) کئے ہوئے اور اُس سے واقف ہوتا ہے - اور جس سے تو تیسری بار نیوگ کرتی ہے اُس کی اصطلاح اگنی ہے - کیونکہ جب وہ تجھ دو مردوں کی صُحبت بھگتی ہوئی کے ساتھ نیوگ کرتا ہے تو اُس کے جسم کی دھات اس طرح جل جاتی ہے جیسے آگ میں ایندھن - اے عورت! چھٹے سے لیکر دسویں تک جسقدر تیرے خاوند ہیں اُن کی طاقت اور نُطفہ معمولی ہوتا ہے اسلئے وہ منُشّ نامزد ہوتے ہیں - اِسی طرح عورتوں کو بھی (حِلم - دھرم وغیرہ نیک اوصاف سے بہرہ مند ہونیکی وجہ سے) سوما اور (علم موسیقی میں ماہر ہونیکی وجہ سے) گندھروبا اور (حرارت یا جوشِ نفاس کی وجہ سے) اگنائی اور (عقل و تمیز یا مونس مرد ہونیکی وجہ سے) منُشیہ جا اصطلاحیں ہوتی ہیں"۔ [رگ وید اشٹک ۸ - ادھیائے ۳ - ورگ ۲۷ - منتر ۵]

عورت کیلئے نصیحت "اے دیور (دوسرے خاوند) کی خدمت کرنیوالی عورت! اور اے بیاہے ہوئے خاوند کی فرمانبردار بیوی! تو نیک اوصاف والی ہو (یعنی خاوند کو ہمیشہ سُکھ دے اور اُسکے ساتھ ہرگز ناچاقی نہ رکھ) تو گھر کے کاروبار میں عُمدہ اُصول پر عمل کر اور اپنے پالے ہوئے جانوروں کی حفاظت کر اور عُمدہ کمال و خوبی اور علم و تربیت حاصل کر - طاقتور اولاد پیدا کر اور ہمیشہ اولاد کی پرورش میں مُستعد رہ! - اے نیوگ کے ذریعہ سے دوسرے خاوند کی خواہش کرنیوالی! تو ہمیشہ سُکھ دینے والی ہو گھر میں ہون وغیرہ کرنیکی آگ کا استعمال اور تمام خانہ داری کے کاروبار کو دِل لگا کر بڑی احتیاط سے کر"۔

[اتھروید کانڈ ۱۴ - انوواک ۲ - منتر ۱۸]

مندرجہ بالا منتروں میں مرد اور عورت کے لئے آپت کال (آفت یا مُصیبت) کی حالت میں نیوگ کرنیکی اجازت دی گئی ہے[۵]۔

نیوگ کا بیان ختم ہوا

[۵] زمانہ قدیم میں نیوگ کا رواج ہونا مہابھارت وغیرہ اتہاس (تواریخ) کی کتابوں سے ثابت ہے - چنانچہ آدی پرب ادھیائے ۱۲۰ - شلوک ۲۶ میں لکھا ہے کہ "پانڈو راجہ نے (بوجہ اپنی نامردی کے) خلوت میں اپنی رانی کُنتی سے کہا کہ تو آپت کال کی نامردی سے بذریعہ نیوگ اولاد حاصل کرنیکی تدبیر کر"۔

مہابھارت سے نیوگ کی شہادت اور نظیریں نیوگ کی اجازت مہابھارت میں حسب ذیل موقعوں پر پائی جاتی ہے (دیکھو آدی پرب ادھیائے ۱۲۰ شلوک ۳۴ و ۳۵) (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۳۸)

راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان

مندرجہ ذیل منتروں میں راج دھرم (اصولِ جہانداری) کا بیان ہے۔

تین سبھائیں سلطنت کا انتظام کریں

"جس طرح سورج اور چاند اپنی روشنی سے تمام مجسم اشیاء کو روشن کرتے ہیں اسی طرح ماہ و خورشید کے برابر پُرجاہ و جلال اور عدل و انصاف کے نور سے منور تین سبھائیں (پارلیمنٹ یا انجمن) سلطنت کو زینت دیتی ہیں۔ اُن سبھاؤں کے ذریعہ سے رعایا جنگ میں فتح پاکر سکھ بھوگتی ہے۔ اصولِ جہانداری سے واقف کار سبھائیں تمام قلمرو کی مخلوقات کو سُکھی اور رعیت کو دولت و حشمت سے مالامال کرتی ہیں (مذکورہ بالا تین سبھاؤں کے نام یہ ہیں:- راج آریہ سبھا (انجمن نظم و نسق سلطنت) جس میں خصوصاً مہمات سلطنت کا انصرام کیا جاتا ہے۔ آریہ ودیا سبھا (انجمن اشاعتِ علم) جس میں خصوصاً علم کی اشاعت اور ترقی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ آریہ دھرم سبھا (انجمن اشاعت دھرم) جس میں خصوصاً دھرم کی ترقی اور

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۴۷) ادھیائے ۱۱۱ و ۱۱۳ و شانتی پرب ادھیائے ۲۷، شلوک ۱۲ و ادھیائے ۳۴ شلوک ۲۷ آدی پرب کے ادھیائے ۱۰۴ میں ویرگھ تما کی نظیر آتی ہے جس نے راجہ بل کی اجازت سے اُس کی رانی سودیشنا سے بطریقِ نیوگ پانچ اولاد پیدا کیں۔ عورت کا کئی خاوندوں سے نیوگ کرنا بھی ثابت ہے۔ مثلاً کنتی نے تین مختلف براہمن رشیوں سے تین اولاد حاصل کیں۔ (دیکھو آدی پرب ادھیائے ۱۲۳)۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک ہی شخص مختلف عورتوں سے نیوگ کرتا تھا۔ مثلاً ویاس جی نے اپنی بھاوج انبکا سے دھرتراشٹر۔ امبالکا سے پانڈو اور ایک داسی (باندی) سے ودر پیدا کیا (آدی پرب ادھیائے ۱۰۶) علاوہ ازیں مہابھارت میں نیوگ کی اور بھی نظیریں پائی جاتی ہیں مثلاً شاردنڈائنی نے ایک براہمن سے بطریقِ نیوگ تین اولادیں حاصل کیں (آدی پرب ادھیائے ۱۲۰)۔ سوداس کی بیوی مدینتی نے اپنے خاوند کی اجازت سے وششٹ کے ساتھ نیوگ کیا (آدی پرب ادھیائے ۱۲۲)۔ راجہ کلماش پاد کی رانی بھانی نے اپنے خاوند کی اجازت سے بطریقِ نیوگ ایک اطلاد حاصل کی (آدی پرب ادھیائے ۱۲۲)۔ راجہ پانڈو کی دوسری رانی مادری نے اشونی کمار سے نکل اور سہدیو فرزندانِ توام حاصل کئے (آدی پرب ادھیائے ۱۲۴)۔ اُتتھیہ رشی کی بیوی ممتا نے نیوگ کیا (آدی پرب ادھیائے ۱۰۴) اُدالک رشی کی بیوی نے نیوگ سے شویتکیتو پیدا کیا (شانتی پرب ادھیائے ۳۴۔ شلوک ۲۲) وغیرہ۔ مترجم

ادھرم کا انسداد بذریعہ اُپدیش (ہدایت و نصیحت) کیا جاتا ہے۔ یہ تینوں سبھائیں باہم ملکر کُل کاروبار سلطنت کو انجام دیتی ہیں اور مُلک میں نہایت اعلیٰ انتظام اور عُمدہ بندوبست کرتی ہیں۔ جس قلمرو میں یہ تین سبھائیں موجود ہوتی ہیں اور اُن میں دھرماتما (نیک نہاد) اور عالم لوگ معاملہ کے کھرے کھوٹے نیک بد یا حق وناحق کی چھان بین اور تحقیقات کر کے اچھی باتوں کی ترقی اور اشاعت اور بُری باتوں کی روک اور انسداد کرتے ہیں۔ اُس قلمرو میں تمام رعایا ہمیشہ سُکھی رہتی ہے اور جہاں ایک ہی شخص (مطلق العنان) بادشاہ ہوتا ہے وہاں رعایا سخت تکلیف پاتی ہے اسلئے ایشور ہدایت کرتا ہے کہ "میں دیکھتا ہوں کہ جہاں سبھاؤں کے ذریعہ سے سلطنت کا انتظام کیا جاتا ہے وہاں رعایا بہت خوش وخورم رہتی ہے۔ جو شخص اپنے علم و یقین اور صدق دل سے سچائی اور انصاف پر عمل کرنیکا عہد کرتا ہے وہی صاحبِ علم (متعہد) شخص راج سبھا میں داخل ہونے کے لائق ہوتا ہے۔ اور جو ایسا نہ کرے اُسکو سبھا میں داخل نہیں کرنا چاہئے۔ مذکورہ بالا سبھاؤں میں گندھرو یعنی روے زمین یا قلمرو کی حفاظت

اراکین سبھا | کرنیوالوں۔ کاروبار سلطنت میں ہوشیار۔ وائوکیش یعنی ہوا کی طرح جاسوسوں کو سب جگہ پھیلاکر ہر مقام کی خبر رکھنے والوں اور قلمرو کے تمام حالات سے واقفکار شخصوں مثل شعاع آفتاب سچے انصاف کی روشنی سے دُنیا میں اُجالا کرنیوالوں اور رعایا کے خیراندیش دھرماتماؤں کو سبھاسد (اراکین انجمن) مقرر کرنا چاہئے نہ کہ اُن کو جن میں یہ اوصاف نہوں۔ (ایشور کی یہ ہدایت سبکو ماننی چاہئے)"۔

[رگ وید اشٹک ۳۔ ادھیاے ۴۔ ورگ ۳۴۔ منتر ۶]

"اے پرمیشور! تمام کاروبار سلطنت تیری ذات سے قائم ہے۔ تو ہی سلطنت کا انتظام کرنے والا ہے اسلئے ہمیں بھی اپنی رحمت سے حفاظتِ رعایا اور انتظام جہانداری کی طاقت ولیاقت عطا کر۔ ہمارے درمیان کوئی شخص تیری ذات سے مُنکر نہ ہووے۔ ہمیں کبھی ذلّت نصیب نہ ہو۔ ہم اِس دُنیا میں ہمیشہ راجیہ ادھیکاری (حاکمانِ سلطنت) ہوں"۔ [یجروید۔ ادھیاے ۲۰۔ منتر ۱]

براہمن اور کشتریہ باہم ملکر فرائض سلطنت انجام دیں | "جس مُلک میں برہم یعنی وید اور ایشور کو جاننے والے براہمن اور شجاعت واستقلال وغیرہ صفات سے آراستہ کشتریہ صاحبِ علم اور باہم اتفاق رکھنے والے ہوتے ہیں اور اُس مُلک کے لوگ پُنیہ (نیکی یا سخاوت) اور یگیہ (رفاہِ عام کے کام) کرنیوالے ہوتے ہیں جس مُلک میں عالم لوگ پرمیشور کو مانتے ہیں اور اگنی ہوتر وغیرہ یگیہ کرتے ہیں اُس مُلک کی رعایا خوشحال رہتی ہے"۔

[یجروید۔ ادھیاے ۲۰۔ منتر ۲۵]

وید میں ایشور کا حکم ہے (کہ راج پروہت اور سبھاسد راجہ کو اس طرح تخت نشین کریں کہ)

رسم تخت نشینی | اُں سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ) منور بالذات اور خالقِ جہان پرمیشور کی مخلوقات میں مثل خورشید کے برابر پُرجاہ و جلال اپنے دستِ قدرت سے رعایا کو پرورش کرنیوالے! - اے جان کو لینے اور بخشنے کی طاقت رکھنے والے! - اے زمین اور آکاش میں رہنے والی تمام ادویات سے جُملہ امراض تمام یا ظلم کی جڑ اُکھاڑنے والے! میں (راج پروہت یا سبھاسد) انصاف وغیرہ نیک گنوں کی ترقی اور کامل علم کی اشاعت کیلئے تیرا ابھشیک کرتا ہوں یعنی بطریق رسم تخت نشینی تیرے سر پر خوشبودار پانی کا چھینٹا دیتا ہوں - میں تجھے پرمیشور کی غیر متناہی قدرت اور علم و معرفت کے خزانہ سے جاہ و جلال اور عالمگیر حکومت اعلیٰ ناموری اور نیک سیرت حاصل کرنے اور فرائض سلطنت کو انجام دینے کے لئے مقرر کرتا ہوں" [یجروید ادھیاے ۲۰ - منتر ۳]۔

"(راجہ کہتا ہے) اے پرمیشور! آپ راحتِ مطلق ہیں - ہمیں بھی اچھے راج کے ذریعہ سے سُکھی کیجئے - آپ عین مسرت ہیں - ہمیں بھی بذریعہ انتظام راج سبھا نہایت اعلیٰ سُکھ اور سرور سے بہرہ مند کیجئے - ہم راحتِ دوامی کے لئے آپ کی پناہ لیتے ہیں - آپ ہی ایسی راج کو دینے والے ہیں جس میں سُکھ ہو اسلئے ہم آپ کی اُپاسنا کرتے ہیں - اے سچے ناموَر! اے سچی خوشی کے مخزن اور سچی راحت عطا کرنیوالے! اے سچائی کو ظاہر اور سچے راج کو ہمارے درمیان قائم کرنے والے ایشور! ہم آپ ہی کو اپنی راج سبھا (انجمن نظم و نسق) کا مہاراج ادھیراج مانتے ہیں" [یجروید - ادھیاے ۲۰ - منتر ۴]

سبھا دھیکش یعنی راجہ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ

راجہ اور اراکین سبھا کا سراپا | " اقبالِ سلطنت بمنزلہ میرے سر کے ہے - اعلیٰ شہرت بمنزلہ منہہ - سچے انصاف کا اُجالا بمنزلہ میرے موئے سر اور ابرو کے ہے - پران یعنی پرمیشور یا جسم میں رہنے والی ہوا جو باعثِ حیات ہے - وہ بمنزلہ میرے حاکم یا راجہ کے ہے - موکش کا سُکھ - برہم اور وید بمنزلہ میرے سمراٹ (شہنشاہ) کے ہیں - سچے علوم اور دیگر ہر قسم کے نیک گنوں کی افزائش و ترقی بمنزلہ آنکھ اور کان کے ہیں" [ایضاً منتر ۵]۔

اوپر جو راجہ کا مرقع کھینچا گیا ہے وہی سراپا سبھاسدوں (اہالیانِ سبھا) کا سمجھنا چاہیئے۔

" اعلیٰ اقتدار و حکومت بمنزلہ میرے بازو کے ہے اور پاک علم سے بہرہ مند دل اور کان وغیرہ اندریاں (حواس) میرے ہاتھوں کی مانند پکڑنے کے آلات ہیں - اعلیٰ ہمت حوصلہ و استقلال میرا کام ہے - اور میرا راج میرے دل کی مثال ہے" [ایضاً منتر ۷]

" میری قلمرو میری پُشت ہے اور فوج اور خزانہ میری قوتِ بازو یا بمنزلہ پیٹ ہیں - رعیت کو آرام و

راحت سے آراستہ و پیراستہ کرنا اور اُسکو صاحبِ محنت و تدبیر بنانا بمنزلہ میرے کولے کے ہے - رعایا کو اُصولِ تجارت اور علم ریاضی میں کامل و ماہر بنانا بمنزلہ میری ران اور کہنی کے ہے اور رعایا اور راج سبھا (انجمن نظم و نسق سلطنت) کے مابین میل ملاپ اور کلّی اتحاد و اتفاق قائم رکھنا بمنزلہ میرے زانو کے ہے - الغرض مذکورہ بالا فعل میرے اعضاء کی مثال ہیں" [ایضاً - منتر ۸]

جس طرح انسان کو اپنے اعضاء کی محبت اور اُن کی پرورش کا خیال ہوتا ہے - اُسی طرح رعایا کی حفاظت اور پرورش کے لئے مذکورۂ بالا باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے -

سلطنت کی بنیاد ایشور اور دھرم پر قائم ہے

"میں پرمیشور اُس راج میں جہاں دھرم کی پابندی ہوتی ہے - قائم ہوتا ہوں - جس ملک میں علم اور دھرم کی ترقی اور اشاعت ہوتی ہے وہ میرا مقام مالوف ہے میں اس راج میں فوج کے گھوڑوں اور بیلوں کو قوّت عطا کرتا ہوں - میں اُن میں اور نیز تمام کائنات کے جُزو جزو میں قائم ہوں - میرا قیام ہر آتما - پران (نفس) اور زبردست سی زبردست شئے - آکاش زمین - اور ہر تگیہ (نیک کام) میں ہے - میں سب جگہ محیط و بسیط ہوں - جو راجہ مجھے معبودِ کل کا سہارا لیکر فرائضِ سلطنت کو انجام دیتے ہیں - وے ہمیشہ اقبالمند اور فتح نصیب ہوتے ہیں"

[یجروید ادھیائے ۲۰ - منتر ۱۰]

اس طرح حاکمانِ سلطنت کا فرض ہے کہ رعیت کی حفاظت اور پرورش کریں اور عدل و انصاف اور علم و معرفت کی روشنی پھیلاویں تاکہ ظلم و جہالت ملک سے کافور ہوں -

"میں اُس محافظِ کائنات - صاحب جاہ و جلال نہایت زور آور - فاتحِ کل - تمام کائنات کے راجا قادرِ مطلق اور سب کو قوّت عطا کرنے والے پرمیشور کو جسکے آگے تمام زبردست بہادر سرِ اطاعت خم کرتے ہیں اور جو انصاف سے مخلوقات کی حفاظت کرنیوالا اندر (قادرِ مطلق پرمیشور) ہے - ہر جنگ میں فتح پانے کے لئے مدعو کرتا ہوں اور پناہ لیتا ہوں - وہ اعلیٰ دولت و حشمت کا عطا کرنیوالا قادرِ مطلق ایشور ہمارے تمام کاروبارِ سلطنت میں امن و اماں - فتح و نصرت اور خیر و عافیت قائم رکھے -"

[یجروید ادھیائے ۲۰ - منتر ۵۰]

ارا کینِ سبھا کے فرائض

"اے عالم و فاضل اراکینِ سبھا! تُم بے نظیر اعلیٰ اُصولِ جہانداری پر عمل اور علم غیر متناہی کی ترقی و اشاعت کرو - تمام کاروبارِ سلطنت کو سنبھالو اور حسبِ علم و تہذیب رعایا کے درمیان عُمدہ اور اعلیٰ راج کرو اور ملک میں سورج کی روشنی کی مثال عدل و انصاف کا اُجالا اور ظلم و تاریکی کا منہ کالا کرو - اپنے زیرِ سایہ کُل رعایا کو پورا پورا سُکھ پہنچانے کے لئے اس قلمرو کو دشمنوں سے

خالی اور ہر قسم کے خلل سے پُرامن کرو۔ نیک اُصولِ جہانداری پر عمل کر کے قلمرو میں عروج و اقبال کو ترقی دو۔ وید کے علم سے ماہر اہالیانِ سبھا کے درمیان جو شخص اعلیٰ درجہ کے کمال و خوبی سے آراستہ اور تمام علوم سے پیراستہ ہو اُسی کو سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ) بناؤ۔ اے اہالیانِ سبھا! تمام رعایا کو یہ امر ذہن نشین کراؤ کہ ہمارے اور تمہارے لئے جو بات راج سبھا (انجمن نظم و نسق) میں قرار پاتی ہے وہی راجہ کی مثال ہمارے سر آنکھوں پر ہے۔ اسلئے ہم اس نامور شخص کو جو مشہور و معروف ماں کا بیٹا ہے۔ بذریعہ ابھشیک (رسم تخت نشینی) سبھا دھیکش (راجہ) قبول کرتے ہیں"۔ [یجروید ادھیائے ۹ منتر ۴]

"اندر (پرمیشور) کی عنایت سے سبھا کی انتظام میں ہمیشہ اعلیٰ فتح و کامیابی حاصل ہو اور کبھی شکست نصیب نہ ہو۔ راجہ دھیراج پرمیشور روئے زمین کے راج یا مُلکی سلطنتوں میں ہمارے درمیان اپنے سچے نور اور عدل و انصاف سے جلوہ گر ہو۔ وہ مالکِ جہاں ہر انسان کا معبود حقیقی۔ ہمارا ممدوح و معظم۔ ملجا و ماویٰ اور مخدوم و مکرم ہے۔ اے مہاراج۔ راجاؤں کے راجا پرمیشور! آپ ہمارے راج میں بطریق احسن رونق افروز ہو جیئے۔ اور آپ کے لطف و احسان سے ہم بھی اس عالمگیر حکومت میں ہمیشہ شہرت و عزت پاویں"۔

[اتھروید۔ کانڈ ۶ - انوواک ۱۰ - ورگ ۶۸ - منتر ۱]

"اے اندر (پرمیشور)! تو تمام دُنیا کا مہاراج ادھیراج اور سب کی سُننے والا ہے۔ ہمیں بھی اپنی رحمت سے ایسا ہی کر۔ اے بھگون! تو قائم بالذّات اور مخلوقات کو سن مانگا سکھ اور اقتدار عطا کرنیوالا ہے ہمیں بھی اپنا رحمِ عنایت کر۔ اے خالقِ جہاں! جیسے تو اعلیٰ صفات سے موصوف اور تمام بڑی سے بڑی سلطنتوں کی حفاظت کرنیوالا اور مخلوقات کو سچے عدل و انصاف سے پرورش کرنیوالا ہے ہم بھی ویسے ہی ہوں۔ اے مہاراج ادھیراج پرمیشور! یہ قدیم اور اٹل راج دھرم سے معمور بے زوال اور گوناگوں تیرا ہی ہے۔ آپ کے فضل و کرم سے یہ ہمیں حاصل ہو (اس طرح التجا کرنے پر ایشور آشیرباد دیتا ہے کہ) میری پیدا کی ہوئی یہ تمام روئے زمین تمہارے تابع ہو"۔ [ایضاً منتر ۲]۔

ایشور نیکوں کا حامی ہے

"اے انسانو! تمہارے آیُدھ یعنی توپ۔ بندوق وغیرہ۔ آتشگیر اسلحہ اور تیر کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے مضبوط اور فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دُشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو۔ تم مضبوط۔ طاقتور اور کارِ نمایاں کرنے والے ہو۔ تم دُشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر اُنھیں رو گردان و پسپا کرو۔ تمہاری فوج جرار و کارگذار اور نامی گرامی ہو تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو۔ اور تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو اور نیچا دیکھے۔ مگر میری یہ آشیرباد اُنھیں لوگوں کے لئے ہے جو نیک اعمال اور نیکو خصال ہیں نہ کہ اُن کے لئے جو عوام یعنی رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنیوالے ہیں۔ میں بدکردار

ظالموں کو کبھی آشیرباد نہیں دیتا" [رگ وید۔ اشٹک ۱۔ ادھیائے ۳۔ ورگ ۱۸۔ منتر ۲]

"راج سبھا اور رعایا کو چاہیئے کہ صفات بالا سے موصوف مہاراج ادھیراج پرمیشور کو اور نیز ابھشکت (تخت نشین) سبھا دھیکش (میر انجمن) کو راجہ سمجھیں اور اس کے جھنڈے کے نیچے جنگ میں شامل ہوں فوج کے بہادر جوان بھی پرمیشور۔ سبھا دھیکش۔ سبھا اور اپنے سینانی (سپہ سالار) کے زیر حکم جنگ کریں"

[اتھرووید۔ کانڈ ۱۵۔ انوواک ۲۔ ورگ ۹۔ منتر ۲]

ایشور کل نوع انسان کے لئے ہدایت کرتا ہے۔

"اے دشمنوں کو مارنیوالے! اصولِ جنگ میں ماہر۔ بےخوف و ہراس۔ پُرجاہ و جلال عزیزو اور جوانمردو! تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو۔ پرمیشور کے حکم پر چلو اور بدفرجام دشمن کو شکست دینے کے لئے لڑائی کا سرانجام کرو۔ (راجہ کہتا ہے) تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے تم نے حواس کو مغلوب اور روے زمین کو فتح کیا ہے۔ تم روئیں تن اور فولاد بازو ہو تو اپنے زور و شجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو تاکہ تمھارے زور بازو و ایشور کے لطف و کرم سے ہماری ہمیشہ فتح ہو"۔

[اتھرووید۔ کانڈ ۶۔ انوواک ۱۰۔ ورگ ۹۷۔ منتر ۳]۔

"اے سبھا کے دانشمند رکن یا اے پرمیشور! میری اور میری سبھا کی اچھی طرح حفاظت کر (یہاں لفظ میری تمثیلاً آیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ تمام انسانوں کی حفاظت کر) سبھا کے کاروبار میں ہوشیار صاحب عقل و تدبیر ارکین سبھا ہماری مذکورہ بالا تینوں سبھاؤں کی حفاظت کریں۔ اے معبود کل ایشور! جو سبھا دھیکش اور ارکین سبھا اصولِ جہانداری سے واقف ہیں وہی سکھ پاتے ہیں اس طرح سبھا کی حفاظت کرتا ہوا میں (راجہ) اور تمام لوگ سکھ سے لبریز سو برس کی عمر پاویں"۔ [اتھرووید۔ کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷۔ ورگ ۵۵۔ منتر ۶]

یہاں تک اصولِ جہانداری کا بیان اختصار کے ساتھ ویدوں کے مطابق لکھا گیا۔ اب آگے اسی مضمون کو

اصولِ جہانداری کے دو پہلو

ایتریہ اور شتپتھ براہمن وغیرہ کتابوں کے مطابق اختصار سے لکھتے ہیں۔

"راج سبھا کے معزز ارکین کو چاہیئے کہ عالموں۔ دھرماتماؤں اور نیک منش انسانوں پر ہمیشہ لطف و مہربانی مبذول رکھیں اور ان کو ہمیشہ سکھ دیں اور بدوں کی سخت تدارک کریں کیونکہ اصولِ جہانداری کے دو پہلو ہیں۔ ایک حلم و حمایت اور دوسرا سختی و سیاست یعنی کہیں وقت۔ موقع اور شے (کی حیثیت) کے لحاظ سے حلم اختیار کرنا واجب ہے، اور کہیں اس کے خلاف صورتوں میں حاکمانِ سلطنت کا یہ فرض ہے کہ بدوں کو سخت سزا دیں۔ اسی کا نام حفاظت رعایا ہے یعنی اصولِ جہانداری یا حفاظت رعایا کی یہی تعریف ہے کہ نیک کردار لوگوں پر مہربانی اور بدوں پر سختی کی جاوے اور نہایت لائق اور بہادر جوانوں

کی فوج اور دیگر سامان ہر وقت مکمل رہے" "حفاظتِ رعایا کا کام تمام کاموں سے اہم اور عظیم الشان ہے
یہی سب کی پشت و پناہ - کمزوروں کی حفاظت کرنیوالا اور اعلیٰ سُکھ پیدا کرنیوالا ہے - مذکورہ بالا طریق پر
حفاظتِ رعایا کے ذریعہ سے انسان (راجہ) اصولِ سلطنت میں اصلاح و اسلوبی پیدا کر سکتا ہے اور اُسکے
خلاف عمل کرنے سے حفاظتِ رعایا میں بہتری پیدا نہیں ہو سکتی - حفاظتِ رعایا سب فرائض سے مقدم ہے
اُس سے مخبان یعنی رعایا کے لوگوں اور نیز اراکینِ سلطنت کو حسبِ دلخواہ راحت حاصل ہوتی ہے - تمام دنیا
میں بے غل و غش سُکھ پھیلانے کا یہی ذریعہ ہے - پس حفاظتِ رعایا سے بڑھکر کوئی کام نہیں ہے"
"برہم یعنی تمام علوم سے ماہر براہمن (ورن) پر حفاظتِ رعایا کا دارومدار ہے - کیونکہ سچے علم کے بغیر

براہمنوں اور کشتریوں کے فرائض متعلقہ سلطنت

حفاظتِ رعایا کی ترقی یا قیام ناممکن ہے اور سچے علم کی قدر و منزلت کرنا راجنیہ
یعنی کشتریہ یا سلطنت کا فرض ہے کیونکہ اُسکے بغیر علم کی ترقی یا حفاظت نہیں ہو سکتی
اسلئے علم اور انتظامِ سلطنت دونوں کے ذریعہ سے سلطنت میں سُکھ کی ترقی ہو سکتی ہے"
"حاکمانِ سلطنت کو ہمیشہ پُر ہمت و حوصلہ اور ضابطِ حواس ہونا چاہئے - کیونکہ قوت و شجاعت اور حفاظتِ
رعایا ہی کشتری کی صفت ہے - کشتریہ کا فرض ہے کہ قوت و شجاعت کے ساتھ فرائضِ سلطنت کو انجام
دے اور رعایا کے عروج اور راحت کو مدِنظر رکھے - اِس کام کا فکر رکھنا اُسکے لئے مقدم اور سب سے ضروری
بات ہے" [ایتریہ براہمن پنچکا ۸ - کنڈکا ۲ و ۳] -

اِنسان کو چاہئے کہ ہمیشہ محنت اور کوشش کرتا رہے اور ایسا ارادہ رکھے کہ
"میں پرمیشور کی عنایت سے سبھا دھیکش (پیر انجمن) کا رُتبہ حاصل کروں - مانند ایک (ملک سے ملک کے)
راجاؤں پر میری حکومت قائم ہو - تمام روئے زمین میری زیرِ نگیں ہو - مَیں دھرم اور انصاف سے سلطنت
کی حفاظت کرتا ہوا اقبال و شوکت حاصل کروں - اپنی قوتِ بازو سے سلطنت فتح کروں اور تمام
راجاؤں کے درمیان اعلیٰ رُتبہ اور شہرت پاؤں - اپنی سلطنتِ عظیم کے قیام کے لئے عمدہ انتظام کروں
اور عالمگیر حکومت کا سُکھ بھوگوں اور تسخیرِ عالم کر کے رعایا کو تابو میں رکھتا ہوا نہایت اعلیٰ درجہ کے عالموں سے
(دربار کو) آراستہ کروں اور ہر قسم کے وصف و کمال اور عیش و راحت کو ترقی دیتا ہوا پھلوں اور پھولوں"-
[ایضاً - کنڈکا ۶]

"اُس پرمیشور کو میں چار بار نسکار کر کے فرائضِ سلطنت کا انصرام شروع کرنا چاہئے - جو سلطنت برہم یعنی
پرمیشور کے حکم کے مطابق چلتی ہے وہ اعلیٰ ترقی عروج اور قوت حاصل کرتی ہے - اُسی ملک میں بہادر
لوگ پیدا ہوتے ہیں نہ کہ اُسکے خلاف کسی دوسری سلطنت میں" [ایضاً کنڈکا ۹]

راجہ کیسا ہونا چاہئے

"تمام اراکین سبھا اور رعایا کے لوگوں کو مالک کُل و معبود مُطلق پرمیشور کے حکم کا فرماں بردار رہنا چاہئے۔ سب کو مِلکر ایسی تجویز اور کوشش کرنی چاہئے کہ کبھی سُکھ میں زوال نہ آوے اور نہ کبھی شکست رُونما ہو۔ عالموں کے درمیان جو سب سے افضل پُرحوصلہ بہادر نہایت جفاکش و بُردبار اور تمام اعلےٰ اوصاف سے موصوف رعایا کو جنگ وغیرہ کی آفتوں سے پار اُتارنیوالا فتح نصیب سب سے برتر و اشرف ہو بالیقین اُسی شخص کو ابھشیک (رسم تخت نشینی) سے راجہ بنانا چاہئے۔ چونکہ صفات بالاسے موصوف شخص کو تخت نشین کرنے سے اعلیٰ اقبال اور بہبودی حاصل ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کو اِندر کہتے ہیں۔"

[ایتریہ براہمن پنچکا ۸ - کنڈکا ۱۲]

"جو روئے زمین کی حکومت اور اعلیٰ سامانِ راحت کو پیدا اور حفاظت کرنیوالا کاروبار سلطنت میں ہوشیار اور سچے علم وغیرہ صفات سے موصوف روشن دل رعایا کی حفاظت کرنیوالا تمام راجاؤں پر سبقت اور حکومت حاصل کرنیوالا اعلیٰ بہبودی حشمت ہمراقبالمند سلطنت کی حفاظت کرنیوالا اور عظیم الشان سلطنت کا شہنشاہ مقرر کرنے کے لایق ہو اُس صاحب مُراد اور سب سے افضل انسان کو ہم ابھشیک کی رسم سے تخت نشین کریں۔ اسی قسم کے شخص کو تخت نشین کرنے سے سلطنت میں راحت اور امن پیدا ہوتا ہے [چھندسی لُنگ لنگ لِٹہ" کے بموجب اس منتر میں لفظ "اجنی" (پیدا ہوتا ہے) باوجود لُنگ مطلع ہونے کے لِٹ (فعل حال) کے معنی دیتا ہے) کُل جانداروں کا پُرشجاعت کشتری حاکم یعنی سبھا دھیکش (میر انجمن) پاپی یا جرائم پیشہ رعیت کے لوگوں کو کھانے یا فنا کرنے۔ دُشمنوں کے شہر کو غارت کرنے اور اُن کو قتل۔ ویدوں کی حفاظت اور دھرم کی حمایت کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ سبھادھیکش (میر انجمن) وغیرہ کو پرمیشور کے حکم کے مطابق فرایض سلطنت ادا کرنے چاہئیں اور کسی انسان کو اُس کے حکم کے خلاف کبھی کوئی ارادہ نکرنا چاہئے بلکہ سب کو پرمیشور ہی کی اطاعت و عبادت کرنی چاہئے"

[ایضاً - کنڈکا ۱۴]

"جس انسان کو راج کرنیکی اُمنگ ہو وہ مذکورہ بالا جملہ سامان حشمت و اقتدار سے سلطنت حاصل کرے اور بطریق ابھشیک تخت نشین ہو کر حفاظت رعایا میں مشغول ہو۔ ایسا شخص تمام لڑائیوں میں فتح پاتا ہے اور سب جگہ فتح و کامرانی اور اعلیٰ لوک (سُکھ یا مقام) کو حاصل کرتا ہے۔ تمام راجاؤں میں شرف و عزت اور دُشمنوں پر فتح پاکر خوشی اور دُشمنوں کو زیر کر کے رُعب حاصل کرتا ہے اور اپنی مشیر و معاون سبھاؤں کے ذریعہ سے بطریق مذکور تسخیر عالم سے سامانِ راحت - حفاظتِ رعایا۔ پُر رعب و داب اعلیٰ حکومت اور مہاراج ادھیراج کا درجہ حاصل کرتا ہے اور مُلک کو فتح کر کے اِس دُنیا میں چکرورتی یعنی

تمام روئے زمین کا شہنشاہ بن جاتا ہے اور جسم چھوڑنے کے بعد سُورگ لوک یعنی عین راحت قائم بالذات اور نورِ مطلق پرمیشور کو پاکر موکش کا سُکھ اور تمام مرادیں حاصل کرتا ہے۔ اُس کی سب مرادیں برآتی ہیں اور اُسے موت اور بڑھاپا نہیں ستاتا۔ جب کوئی جملہ صفاتِ حمیدہ سے موصوف کشتری حسبِ بالا حکومت و اقتدار حاصل کرتا ہے تب سبھا سد (ارکینِ سبھا) اُسکو پرتگیا (عہد) دے کر ابھشیک کرتے ہیں اور سبھا دھیکش کے درجہ پر ممتاز کرتے ہیں۔ اُس کی عملداری میں کوئی نامرغوب بات نہیں ہوتی۔" [ایتریہ براہمن۔ پنچکا ۸۔ کنڈکا ۱۹]

"جب راج سبھا رعایا کی حفاظت کا قرار واقعی انتظام کرتی ہے تب بڑی راحت پیدا ہوتی ہے اُس سے تمام جرائم بند ہوجاتے ہیں اور رعایا امن و امان کے ساتھ رہتی ہے اُسکو اعلیٰ اور عمدہ راج کہتے ہیں" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۱۔ ادھیائے ۸۔ براہمن ۳]

"جو برہم یعنی وید اور پرمیشور کو جانتا ہے وہی براہمن ہوتا ہے اور جو حواس کو ضبط میں رکھنے والا عالم شجاعت وغیرہ صفات سے موصوف بہادر کاروبارِ سلطنت کو قبول کرتا ہے۔ اُسکو راجنیہ یعنی کشتری کہتے ہیں۔ اُن براہمنوں اور کشتریوں کی باہمی اتحاد و کوشش سے سلطنت میں اقبال و حشمت اور ہر قسم کا ہنر و کمال فروغ پاتا ہے۔ اِس طرح فرائض سلطنت کو ادا کرنے سے اقبال میں کبھی زوال نہیں آتا۔ کشتری کی بہادری اور شجاعت یہی ہے کہ جنگ کرے کیونکہ اسکے بغیر اعلیٰ دولت اور سُکھ حاصل نہیں ہوسکتا"۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۵]

نگھنٹو ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۱۷ میں سنگرام (جنگ) اور مہادھن (دولتِ عظیم) کو مترادف بتایا ہے۔ چونکہ جنگ سے بیشمار دولت حاصل ہوتی ہے اسلئے اُسکا نام مہادھن ہے۔ جنگ کے بغیر اعلےٰ عزت اور دولتِ کثیر حاصل نہیں ہوسکتی۔

اشومیدھ یگیہ سے کیا مراد ہے

"سلطنت کی حفاظت کرنا ہی کشتریوں کی اشومیدھ یگیہ کہلاتی ہے"۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۶]

اسلئے گھوڑے کو مار کر اُسکے اعضاء سے ہوم کرنیکا نام اشومیدھ[۵۱] نہیں ہے۔

---

۵۱ واضح رہے کہ پُرانے زمانہ میں جانوروں کو مار کر ہوم کرنیکی رسم ہرگز نہیں تھی بلکہ یہ رسم درمیانی زمانہ میں جبکہ وام مارگ چل پڑا تھا اور قربانی کا مسئلہ پیدا ہوگیا تھا رائج ہوئی تھی۔ شت پتھ براہمن میں صاف لکھا ہے کہ वनस्पतयो हि यज्ञिया नहि मनुष्या यज्ञं स्न्य द्वनस्पतयो न स्युस्तस्मादाह वनास्पतिर्य. ज्ञिय इति ॥ शत० ३।२।१।९ یعنی بنسپتی (نباتات) ہی سے یگیہ کرنی چاہئے۔ انسان نباتات کے سوا ہر اور کسی چیز سے یگیہ ہوم نکرے (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۱)

"جب مذکورہ بالا صفات سے موصوف راجنیہ یعنی کشتری شجاعت عزت اور شہرت کے ذریعہ سے اپنا رُعب وداب بٹھاتا ہے۔ تب اُس کی حکومت روی زمین پر بے خلل قائم ہوتی ہے۔ اسلئے کشتری بہادر جنگجو۔ بےخوف۔ اسلحہ کے فن میں ہوشیار۔ دشمنوں کو فنا کرنے والا اور خشکی تری اور انتر کش (خلا) میں سفر کرنیکی سواریاں رکھنے والا ہوتا ہے۔ جس سلطنت میں ایسے کشتری پیدا ہوتے ہیں اُس میں کبھی خوف یا دُکھ پیدا نہیں ہوتا۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۹]

"علم وغیرہ اعلیٰ گنوں والی نیتی (اصول) ہی کو راشٹر (سلطنت) کہتے ہیں۔ حکومت اور اقبال ہی سلطنت کا بھار (بیخ و بنیاد) ہے اور شری (اقبال) سلطنت کا مرکز ہے۔ کشیم یعنی حفاظت مال وجان۔ سلطنت میں بےخلل امن قائم رہنے کا ذریعہ ہے۔ پرجا یعنی رعیت سلطنت میں گنجہ (صاحب دولت) ہوتے ہیں اور سلطنت کو ویس (عصا) کہتے ہیں۔ اسلئے سلطنت کا تمام کاروبار رعیت کے ہاتھ میں ہے۔ راجہ رعیت سے معقول معاملہ اور محصول اور اُن کی عمدہ عمدہ چیزوں کو لیتا ہے۔ جہاں شخصی حکومت ہوتی ہے اور کوئی سبھا (پارلیمنٹ یا انجمن) نہیں ہوتی وہاں رعیت ہمیشہ تکلیف پاتی ہے۔ اسلئے ایک شخص کو ہرگز راجہ نہیں بنانا چاہئے کیونکہ اکیلا شخص فرائض سلطنت کو بخوبی انجام نہیں دے سکتا۔ بلکہ سبھا کی مدد سے ہی سلطنت کا انتظام ہو سکتا ہے۔ جہاں راجہ مطلق العنان ہوتا ہے وہاں کی سلطنت رعیت کو کھا جاتی ہے اور بڑا ظلم ہوتا ہے۔ کیونکہ مطلق العنان راجہ اپنے آرام کیلئے رعیت کی عمدہ عمدہ سامان معیشت کو لیکر اُسپر ظلم کرتا ہے۔ پس شخصی حکومت رعیت کیلئے آفت ہے جسطرح گوشت خوار (یا قصائی) موٹا تازہ جانور دیکھکر اُسکو مارنیکی نیت کرتا ہے اسی طرح مطلق العنان راجہ بھی یہی چاہتا ہے کہ کوئی بڑھنے نہ پائے وہ حسد کے مارے رعیت کے کسی شخص کی آسودگی یا عروج کو نہیں دیکھ سکتا۔ اسلئے سبھا کی انتظام سے کاروبار سلطنت کا انصرام کرنا بہتر اور درست ہے۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳]

شخصی حکومت سے رعیت پر ظلم ہوتا ہے

اس قسم کے اصولِ سلطنت کو بیان کرنے والے منتر ویدوں میں بہت سے ہیں۔

راجہ اور رعیت کے فرائض کا بیان ختم ہوا

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۴۶) اسی طرح اشولاین گرہیہ سوتر میں کہا ہے کہ हौम्यं च मांस वर्जम् ॥ یعنی ماس کے سوائے اور سب چیزیں ہوم کرنے کے لائق ہیں۔ مترجم

(نوٹ) سبھا کے ذریعہ سے سلطنت کا انتظام آریہ راجاؤں میں مہاراجہ یدھشٹر تک ہوتا رہا۔ (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۸)

ورن اور آشرم کا بیان

ورن ورن[۱] کا مضمون "براہمن اُس پُرش کے بمنزلہ مُکھ" الخ منتر میں (صفحہ ۸۰ پر) آچکا ہے۔ اب یہاں اس مضمون کو مفصّل بیان کرتے ہیں

"لفظ "ورن" ورنوتِ یعنی "قبول کرتا ہے" سے نکلا ہے" [نِرُکت ادھیائے ۲ - کھنڈ ۳] - वृणोति वर्ण

اسلئے جو چیز قبول کیجاوے یا قبول کرنے کے لائق ہو اور جو گُن (صفات) اور اعمال کے لحاظ سے مانا یا قبول کیا جاتا ہے اُسکو ورن کہتے ہیں۔

"برہم یعنی وید کو جاننے اور پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنیوالا اور علم وغیرہ اعلیٰ صفات سے موصوف شخص براہمن نامزد ہوتا ہے۔ اسی طرح جو شخص صاحبِ اقتدار و حکومت دشمنوں کو فنا کرنے والا جنگجو اور حفاظتِ رعایا میں مستعد ہو وہی کشتر یا کشتریہ کُل یعنی کشتریہ خاندان والا ہوتا ہے"۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۵ - ادھیائے ۱ - براہمن ۱]

"مِتر (سبکو سُکھ دینے والا) اور ورن (اعلیٰ صفات سے موصوف اور نیک) ہونا یہی دو صفتیں کشتری کے دو بازو کی مثال ہیں یا حوصلہ اور قوت یہ دو کشتری کے بازو ہیں"۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۵ - ادھیائے ۴ - براہمن ۳]

"رعایا کو پران (جان کی اماں) یا آنند (راحت) بخشنے سے کشتری کی قوت ترقی پاتی ہے۔ اُس کے تیر ہمیشہ آتش فگن یا مشہور و معروف ہونے چاہئیں (یہاں لفظ تیر تمثیلاً آیا ہے دراصل کُل اسلحہ سے مراد ہے)"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۵ - ادھیائے ۴ - براہمن ۴]

(بقیہ نوٹ متعلق صفحہ ۱۴۷) جسکی شہادت مہابھارت کے راج دھرم وغیرہ مقامات سے ملتی ہے۔ منوسمرتی وغیرہ میں بھی اصول سلطنت اسی طرح بیان کئے ہیں۔ زمانۂ قدیم میں ایک خاص بات یہ تھی کہ جب کسی پر ظلم ہوتا تھا تو راجہ ارکینِ سلطنت اور حاکمانِ عدالت کو ذمہ دار قرار دیکر اُن کو سزا دیتا تھا۔ اسی وجہ سے انصاف کرنے میں بڑی کوشش اور تندہی کی جاتی تھی۔ اُصولِ بالا کے مطابق آریہ راجاؤں نے روی زمین پر کروڑوں برس حکومت کی۔ مترجم۔

[۱] ورن سے جمہورِ انام کی چہارگانہ تقسیم مراد ہے یعنی برہمن (علم پیشہ)۔ کشتریہ (شجاعت پیشہ و ماہرانِ فنونِ جنگ) ویشیہ (اہلِ تجارت۔ حرفت و زراعت)۔ شودر (خدمتگار اور محنتی لوگ)۔ دنیا میں یہ تقسیم قدرتی پائی جاتی ہے اور حال کی بعض مہذب قوموں میں بھی اسی قسم کی یا اس سے کسیقدر ملتی ہوئی تقسیم کا موجود ہونا پایا جاتا ہے۔ مترجم۔

آشرم | آشرم بھی چار ہوتے ہیں - برہم چریہ - گرہستھ - بان پرستھ اور سنیاس -

برہم چریہ آشرم میں سچا علم اور نیک تربیت حاصل کرنی چاہئے -

گرہستھ آشرم میں نیک چلنی سے رہنا یا نیک کام کرنا اور راحتِ دُنیوی کا سامان حاصل کرنا چاہئے -

بان پرستھ میں خلوت گزینی - پرمیشور کی اُپاسنا تحصیل علم اور عاقبت یا انجام کی فکر کرنی چاہئے - اور سنیاس لیعنی ترک دُنیا کر کے پرمیشور اور موکش لیعنی راحتِ اعلیٰ کو حاصل کر نیکی تدبیر کرنا اور سچی نصیحت اور ہدایت سے سبکو سکھ پہونچانا چاہئے - الغرض ان چار آشرموں کے ذریعہ سے دھرم - ارتھ (دولت) کام (مراد) - موکش (نجات) کو حاصل کرنا واجب ہے - ان میں سے خصوصاً برہم چریہ میں سچے علم اور نیک تربیت وغیرہ عمدہ اوصاف کو بخوبی حاصل کرنا چاہئے -

اب برہم چریہ کے متعلق ویدوں کے حوالے درج کئے جاتے ہیں -

برہمچاری کے فرائض اور برہمچریہ کے فواید | "آچاریہ لیعنی علم پڑھانے والا برہمچاری کو اُپ نین لیعنی علم پڑھنے کا پختہ ترت (عہد) کرا کر اپنی گربھ لیعنی حفاظت اور سپردگی میں لیتا ہے اور تین رات اور دن تک اُسکو اپنی زیر نظر رکھتا ہے[۵۲] - اُسکو ہر قسم کی ہدایت و نصیحت کرتا ہے - پڑھنے کا طریقہ بتلاتا ہے اور جب وہ علم کو پورا کر کے عالم ہو جاتا ہے تب دیو لیعنی عالم اُس علم میں نام پائے ہوئے کو دیکھنے کے لئے آتے ہیں اور بڑی خوشی سے اُسکو عزت بخشتے ہیں اور اُس کی یوں تعریف کرتے ہیں کہ ایشور کی عنایت سے تو ہمارے درمیان بڑا صاحبِ قسمت اور کل نوع انسان کو فائدہ پہونچانے کے لئے عالم پیدا ہوا ہے"

[اتھرووید - کانڈ ۱۱ - انوواک ۳ - ورگ ۵ - منتر ۳]

"برہمچاری زمین - آکاش یا عالم نور اور انترکش (خلا بالائے زمین) کو بھرپور کرتا ہے لیعنی اپنے علم اور ہوم کے ذریعہ سے مقاماتِ مذکور میں رہنے والے جانداروں کو راحت پہونچاتا ہے اور اگنی ہوتر - میکھلا (تجرد کا نشان لیعنی لنگر کی رسی یا ڈور) اور برہمچریہ کے نشانات سے مزین محنت کرتا ہے اور دھرم پر

---

[۵۱] آشرم سے انسان کی زندگی کی چہارگانہ تقسیم مراد ہے - ہر حصہ یا مرحلہ ۲۵ برس کا ہوتا ہے پہلے حصہ لیعنی برہمچریہ میں مجرد رہکر تعلیم حاصل کی جاتی ہے - دوسرے لیعنی گرہ آشرم میں خانہ داری اور تیسرے لیعنی بان پرستھ آشرم میں صحرا نشینی اور تصور الٰہی اور چوتھے لیعنی سنیاس آشرم میں تارک الدنیا ہو کر یوگ کرنا اور آزادو بےخطر رعایت ہو کر دُنیا کو راہ راست پر چلنے کی ہدایت کرنا فرض ہوتا ہے - مترجم -

[۵۲] سنسکرت میں یہاں "پیٹ میں رکھتا ہے" ہے جو سنسکرت کا محاورہ ہے - ہم نے اُردو محاورہ کے خیال سے "زیر نظر رکھتا ہے" لکھا ہے - مترجم -

چلنے۔ پڑھانے اور اُپدیش (ہدایت و نصیحت) کرنے سے تمام جانداروں کو قوت اور سکھ پہونچاتا ہے"۔ [ایضاً منتر ۴]

"جو برہم یعنی ایشور اور وید کو حاصل کرنے میں مصروف ہوتا ہے اُسے برہمچاری کہتے ہیں۔ برہمچاری نہایت محنت کے ساتھ وید اور ایشور کا علم حاصل کرتا ہوا سب آشرموں میں ممتاز اور تمام آشرموں کا زیور ہے۔ دھرم کی پابندی سے اعلیٰ درجہ کے علم کی تحصیل اور نیک کام میں مصروف ہو کر وہ برہم یعنی پرمیشور اور علم کو سب سے افضل اور مقدم مانتا ہے۔ جب برہمچاری امرت یعنی پرمیشور اور موکش کا علم حاصل کرکے راحتِ اعلیٰ کو پالیتا ہے اور برہم کا جاننے والا مشہور ہو جاتا ہے تب تمام عالم اُسکی تعریف کرتی ہیں"۔ [ایضاً منتر ۵]

"برہمچاری بطریق بالا علم کے نور سے منور ہوکر مرگ چھالا[۱] وغیرہ کو اوڑھتا اور سر، مونچھ اور ڈاڑھی کے بال لیے رکھتا ہوا دیکشا[۲] پاکر راحتِ اعلیٰ حاصل کرتا ہے اور پہلے سمندر یا منزل یعنی برہمچریہ کے عہد کو پورا کرکے دوسرے سمندر یعنی گرہ آشرم (خانہ داری کی منزل) میں داخل ہوتا ہے اور پُر راحت و عمدہ گھر میں رہکر ہمیشہ دھرم کی تعلیم دیتا ہے"۔ [اتھروید کانڈ ۱۱- انوواک ۳- منتر ۶]

"برہمچاری وید کے علم کو حاصل کرتا ہوا پران (النفس)، لوک (محسوسات) اور پرجاپتی یعنی محافظِ مخلوقات اور مظہرِ کل پرمیشور کو عیاں اور بیاں کرتا ہوا موکش کے علم و اصول کا گربھ بن کر یعنی دل و جان سے اُس میں مشغول ہوکر کامل علم کو حاصل کرتا اور مثلِ آفتاب روشن و منور ہوتا ہے اور پاپ کرنے والوں جاہلوں پاکھنڈیوں اور دیت (تن پرور) لوگوں اور راکشش (ایذا دینے والی پاپیوں) کو ندامت دیتا اور اُن کی بیخکنی کرتا ہے جس طرح سورج۔ اسرلیتی بادل یا رات کو دور کرتا ہے اُسی طرح برہمچاری تمام نیک اوصاف کو ظاہر کرتا ہوا بُرے گُنوں کو دفع کرتا ہے"۔ [ایضاً منتر ۷]

"تپ (ریاضت) اور برہمچریہ کی بدولت راجہ سلطنت کا انتظام اور خصوصاً رعیت کی حفاظت کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ آچاریہ (اُستاد) بھی برہمچریہ کے ذریعہ سے عالم ہوکر برہمچاری کو پڑھانے کی خواہش یا جرأت کرتا ہے۔ اسکے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا"۔ [ایضاً منتر ۱۷]

لفظ "آچاریہ" کی نسبت نرکت کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"آچار (نیک اطوار) سکھانے۔ نکات و معانی کا علم کرانے اور عقل پیدا کرانیوالے کو "آچاریہ" کہتے ہیں"۔

[نرکت ادھیائے ۱- کھنڈ ۴]

"کنیا (کنواری لڑکی) بھی جب برہمچریہ کرکے جوان ہوجاتی ہے تب اپنے دل کی پسند اور مزاج کی موافق جوان

---

[۱] مرگ چھم یا مرگ چھالا سے ہرن کی کھال مراد ہے جسکو برہمچاری اوڑھنے یا نیچے بچھانے کے لئے رکھتے ہیں۔ مترجم

[۲] دیکشا سے وہ ڈگری یا سند مراد ہے جو کسی کو خاص درجہ کی لیاقت حاصل کرنے پر بطور تصدیق عطا کیجاوے۔ مترجم

خاوند کو قبول کرتی ہے۔ اُسکے برعکس برہمچریہ سے جوان ہونے کے بغیر یا اپنے مزاج کے خلاف خاوند کو قبول نہیں کرتی۔ بیل بھی برہمچریہ کے ذریعہ سے قوت پاکر گھاس کھاتا ہوا اپنے مخالف جانوروں کو پچھاڑتا ہے یعنی گاو زوری سے اُن کو جیتنے کی خواہش کرتا ہے (یہاں بیل تمثیلاً آیا ہے درحقیقت گھوڑے وغیرہ تمام زور آور جانوروں سے مراد ہے)۔" [اتھروید۔ کانڈ ۱۱۔ انوواک ۳۔ منتر ۱۸]۔

اسلئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان کو ضرور ہی برہمچریہ کرنا چاہئے۔

"عالم برہمچریہ کے ساتھ ویدوں کو پڑھکر ایشور کا علم و معرفت حاصل کرکے تپ (ریاضت) اور دھرم کی پابندی سے پیدا ہونے اور مرنے کے دُکھ سے چھوٹ جاتی ہیں نہ کہ اسکی خلاف کرنے سے۔ برہمچریہ یا عمدہ اُصول و قواعد پر چلنے سے اِندر (جیو)۔ اِندریوں (حواس) کو سُکھی اور سورج۔ دیو (موجودات عالم) کو روشن کرتا ہے۔ برہمچریہ کے بغیر کسیکو بھی واقعی علم یا سُکھ نہیں ہوسکتا۔" [ایضاً۔ منتر ۱۹]

اسلئے اوّل برہمچریہ کرکے پھر گرہ آشرم وغیرہ باقی تین آشرموں میں داخل ہونے سے سُکھ حاصل ہوتا ہے اگر جڑ ہی ٹھیک نہ ہو تو شاخیں کب درست ہوسکتی ہیں۔ جب جڑ مضبوط جم جاتی ہے تب ہی شاخیں پھل۔ پھول اور سایہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

مندرجہ ذیل منتروں میں گرہ آشرم کا بیان ہے۔

گرہ آشرم

"ہم لوگ گرہ آشرم میں رہتے ہوئے جو کچھ پن (نیک کام) علم کی اشاعت اور اولاد پیدا کریں اور جو جو اعلیٰ اور عمدہ سالا چار (مجلسی) قواعد باندھیں اور دُنیا کو فائدہ پہونچائیں اسی طرح ہم بان پرستھ آشرم میں رہتے ہوئے جو کچھ ایشور کا دھیان۔ علم کی تحصیل اور ریاضت کریں یا سبھا کے متعلق جو کچھ بہتری کی بات تجویز کریں اور دل سے جو کچھ نیک بات سوچیں یا کریں وہ سب ایشور اور موکش کے لئے ہو اور جو پاپ ہمنے لاعلمی یا بھول سے کئے ہوں ہم اُن کو چھوڑ دیں۔ اسی لئے ہم آشرموں کی پابندی کرتے ہیں۔"

[یجروید ادھیائے ۳۔ منتر ۴۵]

پرمیشور حکم دیتا ہے کہ

"اے جیو! تو اس طرح کہہ کر مجھے یہ دیجئے۔ میرے سُکھ کے لئے علم اور دولت وغیرہ عطا کیجئے۔ میں بھی تجھے وہی دیتا ہوں۔ مجھمیں تو عمدہ عادات فیاضی۔ سخاوت۔ نیک چلنی وغیرہ قائم کر۔ میں تجھ میں اُن کو قائم کرتا ہوں۔ مجھے خرید و فروخت یا لین دین میں دھرم دیو ہار (سچائی اور دیانت داری) عطا کر۔ میں تجھکو بھی عطا کرتا ہوں۔ سُوَاہا یعنی سچ بولنا۔ سچ ہی کو ماننا اور سچ ہی پر عمل کرنا اور سچی بات کو سُننا چاہئے۔ ہم سب آپس میں سچائی سے برتیں۔" [ایضاً۔ منتر ۵۰]۔

"اے گرہ آشرم کی خواہش رکھنے والے انسانو! سویمبر یعنی خود باہمی پسند و رضامندی سے بیاہ کر کے گھر بساؤ اور گرہ آشرم میں داخل ہونے سے خوف مت کرو اور اس سے بہت کا نپو۔ تمکو قوت اور حوصلہ کے ساتھ یہہ ارادہ رکھنا چاہئے کہ ہم جملہ سامان راحت کو حاصل کریں۔ میں تمکو کُل سامان راحت عطا کروں گا (جیو کہتا ہے کہ اے ایشور!) پاک دل۔ اعلیٰ دماغ اور نیک و روشن عقل حاصل کر کے میں بخوشی خاطر گرہ آشرم قبول کرتا ہوں" [ایضاً منتر ۴۱]۔

"پھر راحت مکان میں آباد ہو کر انسان اپنے سکھ دینے والے محسنوں کو یاد کرتا ہے۔ حالت خانہ داری میں بیاہ وغیرہ کے موقع پر اپنے خاندان کے رشتہ داروں۔ دوستوں۔ بھائیوں اور اُستاد وغیرہ کو عزت کے ساتھ بلاتا ہے تاکہ وے اس امر کے شاہد رہیں کہ ہمنے بیاہ کے متعلق اپنا عہد قائم رکھا۔ یعنی پورا علم حاصل کرنے کے بعد عین شباب میں بیاہ کیا ہے" [ایضاً منتر ۴۲]

"اے پرمیشور! آپ کی عنایت سے ہمیں اس گرہ آشرم کے اندر گائے۔ بھیڑ۔ بکری وغیرہ جانور اور زمین حواس۔ علم کی روشنی اور راحت و خوشی وغیرہ بخوبی حاصل ہوں اور سب چیزیں ہمارے ساتھ موافق رہیں اور مذکورہ بالا اشیاء حاصل ہونے کے علاوہ گھر میں کھانے پینے کا عمدہ سامان اور گھی شہد وغیرہ عمدہ عمدہ اشیاء خورد و نوش موجود ہوں۔ مذکورہ بالا چیزوں کو میں اپنی حفاظت اور سکھ کے لئے بہم پہونچاتا ہوں۔ اُن کے حصول سے مجھکو عمدہ بہبودی یعنی اعلیٰ مقصد انسانی یا موکش کا سکھ اور دُنیوی راحت یعنی اقبال و حشمت نصیب ہو اور ہم دوسروں کی بھلائی کرتے ہوئے گرہ آشرم کے اندر مذکورہ بالا دونوں قسم کے سکھ کو ترقی دیں" [ایضاً منتر ۴۳]۔

शम

اس منتر میں لفظ "وَہ" वः کا ترجمہ صیغہ کا تغیر ہونیکی وجہ سے بجائے "تم" کے "ہم" کیا گیا ہے اور لفظ "شم" کا ترجمہ سکھ کیا گیا ہے۔ کیونکہ نگھنٹو میں اُسکو "پد" पद کا مترادف بتلایا ہے۔

بان پرستھ آشرم "تمام آشرموں میں دھرم کی تین شاخیں ہیں۔ ایک آدھیین (پڑھنا) دوسرے یگیہ (اعمال) اور تیسرے دان (خیرات) ان میں سے پہلے کو برہمچاری آچاریہ کُل یعنی اُستاد کے گھر میں رہکر نیک تعلیم و تربیت پانے اور دھرم کی پابندی کرنے سے۔ دوسرے کو گرہ آشرم میں داخل ہو کر اور تیسرے کو بان پرستھ آشرم کے اندر اپنی آتما کو قابو میں لا کر اور دل کو دھیان میں قائم کر کے خلوت گزینی اور حق و ناحق کی تمیز حاصل کرنے سے پورا کرتا ہے۔ یہ برہمچریہ وغیرہ تینوں آشرم تپ اور سکھ کے مقام اور پُر راحت ہوتے ہیں۔ چونکہ انھیں کو آشرے تپ کیا جاتا ہے اسلئے انکو آشرم کہتے ہیں" [چھاندوگیہ اُپنشد پرپاٹھک ۲۔ کھنڈ ۲۳]

برہمچریہ آشرم میں تحصیل علم اور دھرم اور ایشور وغیرہ کی نسبت بخوبی تحقیق و اطمینان کر کے پھر گرہ آشرم میں

اُس کے مُطابق عمل اور علم و معرفت کی ترقّی کرنی چاہیئے - بعدازاں بن میں جاکر یعنی خلوت گزیں ہوکر ٹھیک ٹھیک حق و ناحق اور دُنیوی اشیاء اور کاروبار کی نسبت تحقیقات کرنی چاہیئے - پھر بان پرستھ آشرم کو پورا کرکے سنیاسی ہونا چاہیئے -

سنیاس آشرم شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴ میں سنیاس کے متعلق پہلا قاعدہ کلیہ یہ لکھا ہے کہ " برہمچریہ آشرم کو پورا کرکے گرہ آشرم میں داخل ہو اور گرہ آشرم کو طے کرکے بان پرستھ ہو جائے اور بان پرستھ میں رہنے کے بعد سنیاس لیلیوے " دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ بان پرستھ آشرم نہ کرکے گرہ آشرم ہی سے سنیاس لیلیوے اور تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ برہمچریہ ہی سے سنیاس لیلیوے یعنی ٹھیک ٹھیک باقاعدہ برہمچریہ آشرم پورا کرکے گرہ آشرم اور بان پرستھ آشرم کرنے کے بغیر ہی سنیاس آشرم میں داخل ہو جاوے - چنانچہ شت پتھ براہمن میں کہا ہے کہ " جس دن ویراگ (پاپ) سے نفرت پیدا ہو اُسی دن سنیاس لیلیوے خواہ بان پرستھ کے آشرم میں ہو یا گرہ آشرم میں -

واضح رہے کہ برہمچریہ کے سوائے اور سب آشرموں کے لئے استثنا ئیں بیان کی گئی ہیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ برہمچریہ آشرم کی پابندی ہمیشہ لازمی ہے کیونکہ برہمچریہ آشرم کے بغیر دوسرے آشرم ہو ہی نہیں سکتے -

" چوتھے آشرم والا یعنی ایشور کے دھیان میں لگا ہوا سنیاسی موکش کو حاصل کرتا ہے "-

[چھاندوگیہ اُپ نشد پرپاٹھک ۲ - کھنڈ ۲۳] -

" تمام آشرم والوں میں سے خصوصاً سنیاسی کا فرض ہے کہ وید کو پڑھنے اور پڑھانے اور اُس کے سُننے (اور سُنانے) اور نیز اُسکے مُطابق عمل کرنے سے تمام موجودات کے مالک و محافظ پرمیشور کو جاننے کی کوشش کرے - جیہ برہمچریہ - تپ (ریاضت) اور دھرم کی پابندی - شردھا (دلی عقیدت) نہایت انکساری - یگیہ (رفاہ عام کے کام) اور بے زوال علم و معرفت اور نیز دھرم کے کام کرنے سے اُس پرمیشور کو جان کر منی (تارک الدّنیا عالم) بنے - یہ لوگ ایشور کی لگن میں اس ارادہ سے سنیاس لیتے ہیں کہ جس قابل دید لوک (مقام یا سُکھ) کو سنیاسی لوگ پاتے ہیں ہم بھی اُسکو حاصل کریں - جو اس قسم کی خواہش رکھنے والے اعلیٰ درجہ کے عارف یعنی ایشور کو جاننے والے براہمن پورے عالم اور تمام شکوک رفع کرکے دوسروں کی شکوک دور کرنے والے ہوتے ہیں اور گرہ آشرم یعنی اولاد کی خواہش نہیں کرتے - وہ علم کے نور اور معرفت کے سرور سے مست ہوکر یہ کہتے ہیں کہ ہم اولاد کو کیا کریں گے ؟ - ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں - آتما اور پرمیشور ہی ہمارا منزل مقصود یعنی مطلوب خاطر ہے - اس طرح وہ اولاد پیدا کرنے کی خواہش اور ناچیز دولت جمع کرنیکی حرص اور دُنیا میں اپنی عزّت یا مدح و مذمّت کا خیال چھوڑ کر ویراگ یعنی پاپ سے متنفر ہو سنیاس آشرم لے لیتے ہیں - کیونکہ جس کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے اُسکو دولت کی پہلے خواہش ہوتی ہے اور

جو دولت کا طلبگار ہوگا وہ بالیقین دُنیوی عزت بھی چاہیگا اور جو دُنیوی عزت کا خواستگار ہے اُس کو پہلی دو خواہشیں یعنی اولاد اور دولت کی آرزو بھی ضرور دامنگیر ہے اور جبکو صرف پرمیشور کے پانی یعنی کوشش حاصل کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ اُس کی یہ تینوں خواہشیں مٹ جاتی ہیں۔"

[شَتَ پتھ براہمن کانڈ ۱۴ - ادھیائے ۷ - براہمن ۲]

برہم آنند (معرفت الٰہی کے سرور) کے خزانہ کے سامنے دُنیوی دولت ہیچ ہے وہ ہرگز اس کی برابری نہیں کرسکتی جس کی عزت پرمیشور کی نظر میں ہے پھر اُسکو کسی دوسری عزت کی خواہش نہیں رہتی ایسا شخص تمام انسانوں کو سچی ہدایت اور نصیحت سے ممنون کرتا ہوا سکھ پاتا ہے۔ اُسکو صرف دوسروں کی بھلائی یعنی سچائی کو پھیلانے سے مقصد ہوتا ہے۔

"سنیاسی صرف ایک پرمیشور کی لگن میں اپنے دلکو مضبوط کرکے بالوں اور کپڑوں وغیرہ (آرائش ظاہری) کو خیرباد کہکر سنیاس لیتا ہے اور ایشور کے دھیان (تصور) میں محو و مست رہتا ہے۔"

[یہ وید کے الفاظ ہیں جن کو شت پتھ براہمن میں نقل کیا گیا ہے]۔

عالم شخص ہی سنیاسی ہوسکتا ہے

واضح رہے کہ پورے عالم اور راگ دویش (ہوا و ہوس و دشمنی) سے آزاد اور سب انسانوں کی بھلائی کرنے کی نیت رکھنے والے لوگوں ہی کو سنیاس لینے کا ادھکار (حق) ہے۔ کم علم انسان کو اجازت نہیں ہے۔

[اب سنیاسیوں کی پنچ مہا یگیہ[1] بیان کرتے ہیں]

(۱) سنیاسیوں کا اگنی ہوتر یہ ہے کہ پران (اندر سے باہر آنیوالے سانس) اور اپان (باہر سے اندر جانے والے سانس) کا ہوم کریں[2] - یعنی اِندریوں (حواس) اور دل کو عیب اور پاپ کی بات سے روک کر ہمیشہ سچے دھرم کی پابندی میں لگادیں۔ پہلے تین آشرم والوں کا اگنی ہوتر وہی ہے جسکا تعلق خارجی فعل سے ہے مگر وہ سنیاسی کے لئے نہیں ہے۔ سنیاسیوں کی دیو یگیہ صرف ایشور کی اُپاسنا کرنا ہے۔

(۲) سنیاسیوں کی برہم یگیہ سچی نصیحت اور ہدایت (اُپدیش) کرنا ہے۔

(۳) عالموں اور عقلمندوں کی عزت کرنا اُن کی پتر یگیہ ہے۔

(۴) علم سے بے بہرہ لوگوں کو علم و معرفت عطا کرنا اور تمام جانداروں پر مہربانی کی نظر رکھنا یعنی اُن کو تکلیف نہ دینا بھوت یگیہ ہے۔

---

[1] اِن کا بیان ابھی آگے آتا ہے - (دیکھو صفحہ ۱۵۶) [2] پرانیام کرتے رہے - (دیکھو [illegible])

(۵) تمام انسانوں کی بھلائی کے لئے سب جگہ جانا اور غرور و نخوت کو چھوڑ کر سچی نصیحت و ہدایت (اُپدیش) کرنا اور سب لوگوں کی عزت و تعظیم کرنا اتھتی یگیہ ہے۔

الغرض علم و معرفت اور دھرم کی پابندی ہی ستیاسیوں کی پنچ مہایگیہ سمجھنی چاہئے۔ ایک بے عدیل قادر مطلق وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشور کی اُپاسنا (عبادت) کرنا اور سچے دھرم پر چلنا تمام آشرم والوں کے لئے یکساں ہے۔

"پاک باطن انسان جن جن مرادوں اور جس جس سکھ کی خواہش کرتا ہے اُسے وہی وہی مراد اور سکھ نصیب ہوتا ہے۔ اسلئے بہبودی اور اقبال کے خواہشمند انسان کو آتما اور پرمیشور کے عارف ستیاسیوں کی ہمیشہ تعظیم کرنی چاہئے کیونکہ ایسے لوگوں کی صحبت اور تعظیم سے انسان کو راحت کا درجہ یا مقام اور تمام مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔" [منڈک اپنشد۔ منڈک ۳۔ کھنڈ ۱۔ منتر ۱۰]

اسکے خلاف جو جھوٹا اُپدیش (ہدایت و نصیحت) کرنیوالے اور خود غرضی میں ڈوبے ہوئے پاکھنڈی لوگ ہیں۔ اُن کی ہرگز تعظیم نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اُن کی تعظیم کرنا بے سود بلکہ دُکھ کا باعث اور ضرر رساں ہے۔

ورن اور آشرم کا مضمون ختم ہوا

پنچ مہایگیہ یعنی پانچ روزانہ فرائض کا بیان

اب پنچ مہایگیہ کا بیان اختصار کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اِن پانچ یگیوں کو روزمرہ کرنا ہر انسان پر فرض ہے۔

۱۔ برہم یگیہ یا سندھیوپاسن ان میں سے اوّل یعنی برہم یگیہ کا یہ طریق ہے کہ ویدوں کو اُن کے انگوں[۱] سمیت باقاعدہ پڑھنا اور پڑھانا چاہئے اور سب کو سندھیوپاسن یعنی ایشور کا دھیان اور اُس کی عبادت کرنی چاہئے۔ پڑھنے اور پڑھانیکا قاعدہ آگے پڑھنے اور پڑھانے کے مضمون میں بیان کیا جائیگا۔ اور سندھیوپاسن کا طریق پنچ مہایگیہ ودھی[۲] میں بیان کیا گیا ہے۔ اُس کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ اُسی میں اگنی ہوتر کا طریق بھی لکھا گیا ہے جسکو اُسی کے مطابق کرنا چاہئے۔ اب یہاں برہم یگیہ اور اگنی ہوتر کے متعلق ویدوں کے حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

۲۔ دیویگیہ یا اگنی ہوتر "اے انسانو! ہوا۔ پودوں اور بارش کے پانی کی صفائی (و تقویت) کے ذریعہ سے دُنیا کی بھلائی کرنے کے لئے تم ہمیشہ گھی وغیرہ عمدہ صاف کی ہوئی چیزوں سے اچھی یعنی آگ کو روشن کرو اور اُس میں ہوم کرنے کے لائق خوب صاف کی ہوئی مقوی۔ شیریں۔ خوشبودار اور دافع مرض وغیرہ تاثیروں والی چیزوں سے ہوم کرو۔ اس طرح ہمیشہ اگنی ہوتر کرتے رہو اور اس فیضِ عام کام کو ہمیشہ جاری رکھو"۔ [یجروید۔ ادھیائے ۳۔ منتر ۱]۔

اگنی ہوتر کرنے والے کو اپنے دل میں یہ خیال کرنا چاہئے کہ

"میں ہوا اور بادل کے کُرے میں مذکورہ بالا اشیاء کو پہنچانے کے لئے آگ کو قاصد بناتا ہوں۔ وہ آگ ہوم کی ہوئی چیزوں کو دوسرے مقاموں میں لیجاتی ہے۔ میں اس آگ کی تعریف یا علم شائقین علم و معرفت کے سامنے بیان کروں۔ وہ آگ اگنی ہوتر کے ذریعہ سے ہوا اور بارش کے پانی کو صاف کرکے اِس دُنیا میں اعلیٰ اور عُمدہ گُنوں اور تاثیروں کو پیدا کرتی ہے"۔ [یجروید۔ ادھیائے ۲۲۔ منتر ۱۷]

---

[۱] وید کے انگوں سے وہ چھ علوم مُراد ہیں جو وید کے دقیق مضامین کی تشریح کرتے ہیں۔ اُن کے نام یہ ہیں:۔ (۱) شِکشا (علم قرأت)۔ (۲) کلپ (سنسکاروں یعنی رسوم کے متعلق ہدایتیں اور ہر سنسکار کے متعلق وید منتروں کا انتخاب)۔ (۳) چھند (علم عروض) (۴) ویاکرن (علم صرف و نحو)۔ (۵) نرکت (علم لغت)۔ (۶) جیوتش (علم ہیئت و ہندسہ جس میں ریاضی کی تمام شاخیں یعنی حساب۔ ساحت۔ اُقلیدس اور جبر و مقابلہ۔ علم طبقات ارضی (جیولوجی) اور جغرافیہ وغیرہ بھی شامل ہیں)۔ مترجم۔ [۲] سوامی جی کی تصنیفات میں سے ایک کتاب کا نام ہے۔ مترجم

اسی منتر کا دوسرا ترجمہ یہہ ہے -

"اے پرمیشور! میں تجھے اگنی (علیم کُل) اور سچے ہادی و ناصح کو اپنا معبود مانتا ہوں تو نیک گنوں سے پُر اور اس علم و معرفت کا عطا کرنیوالا ہے جسکا حاصل کرنا سب پر فرض ہے - اس لئے میں تیرا ذکر یا حمد و ثنا دوسروں کے روبرو کرتا ہوں - آپ اپنی رحمت سے اس دُنیا میں عُمدہ اور نیک گنوں کو پیدا کیجئے"-

"ہم خانہ داروں کو اگنی (پرمیشور) کی صبح شام اُپاسنا کرنی چاہئے - وہ پرمیشور ہمیں صحت اور راحت بخشتا ہے - وہی ہمکو عُمدہ عُمدہ چیزیں عطا کرتا ہے - اسی وجہ سے پرمیشور کا نام وسُوودان (آمرزگار) ہے - اے پرمیشور! تو ہمارے انتظام سلطنت وغیرہ کاروبار اور ہمارے دلوں میں جلوہ گر ہو - اے پرمیشور! ہم تیرے نور سے اپنے دلوں کو روشن کرتے ہوئے اپنی قوّت کو بڑھاتے ہیں" [اتھرووید کانڈ ۱۹ - انوواک ۷ - منتر ۳]

اسی کا دوسرا ترجمہ یہہ ہے :-

"ہم خانہ داروں کو صبح شام (اگنی ہوتر وغیرہ میں) آگ کا استعمال کرنا چاہئے - آگ ہمیں صحت اور سُکھ دینے والی ہے اس کی بدولت ہمیں عُمدہ عُمدہ چیزیں ملتی ہیں - اُس مخزنِ دولت یعنی آگ کا علم ہمیں حاصل ہو ہم اگنی ہوتر وغیرہ میں آگ کو روشن کر کے جسمانی صحت اور طاقت حاصل کریں"

"اسطرح اگنی ہوترا اور ایشور کی اُپاسنا کرتے ہوئے ہم سو جاڑوں یعنی سو برس تک پھلیں پھولیں اور اس طرح عمل کرتے ہوئے ہمیں کبھی ضرر نہ پہونچے - یہی ہماری خواہش ہے" [اتھرووید کانڈ ۱۹ - انوواک - منتر ۴]

اِس منتر کا باقی جزو پچھلے منتر کے مُطابق ہے اسلئے اسکا ترجمہ نہیں کیا - جتنا زیادہ تھا اُسیکا ترجمہ کیا گیا -

ہَون کرنیکا طریقہ اور اُسکے منتر

"اگنی ہوتر کرنے کے لئے ایک تانبے یا مٹی کی ویدی[1] بنانی چاہئے اور لکڑی - چاندی یا سونے کا چمچہ (چمچہ) اور آجیہ ستھالی (تھالی) استعمال کرنی چاہئے - ویدی میں ڈھاک یا آم وغیرہ کی لکڑی رکھکر آگ جلانی چاہئے اور اُسمیں مذکورہ بالا چیزوں[2] سے ہوم کرنا چاہئے -

صُبح شام ہوم کرنے کے منتر نیچے لکھے جاتے ہیں

सूर्यो ज्योतिर्ज्योतिः सूर्यः स्वाहा	।१।	(۱) سُوریو جیوتر جیوتہ سُوریہ سُواہا -	
सूर्यो वर्चो ज्योतिर्वर्चः स्वाहा	।२।	(۲) سُوریو ورچو جیوتر ورچہ سُواہا -	

[1] دیکھیو صفحہ نمبر ۳۸ کتاب ہذا - مُترجم - [2] ہَون کرنیکی چیزیں یہ ہیں :- (۱) مُقوی - مثلاً گھی - بادام - کشمش - کھوپرا - پستہ - سونگ پھلی - چلغوزہ - چرونجی - چاول - جو - گیہوں - اُرد - موہن بھوگ - لڈو - کھیر - کھچڑی - بھات وغیرہ - (۲) شیریں - مثلاً شکر - چینی - شہد - چھوارے - کشمش وغیرہ (۳) خوشبودار - مثلاً کیسر - کافور - کستوری - اگر - تگر - چندن - چھڑیلا - جاوتری - لوبان - گوگل - الائچی - چھڑ چھڑیلا - بالچھڑ - ناگرموتھا - لونگ وغیرہ - (۴) دافع مرض - گلو - اندرجو - کپور کچری کٹکی وغیرہ - مترجم

(۳) جیوتہ سوریہ سوریو جیوتہ سواہا

(۴) سجور دیوین سوترا سجور اُشس سیندر وتیا جشانہ سوریو ویتُ سواہا۔

[یہ صبح کے منتر ہوئے]

(۱) اگنر جیوتر جیوتر اگنہ سواہا۔

(۲) اگنر ورچو جیوتر ورچہ سواہا۔

(۳) اگنر جیوتر جیوتر اگنہ سواہا (دل ہی میں کہکر)

(۴) سجور دیوین سوترا سجور راتریا اِیندر وتیا جشانو اگنر ویتُ سواہا۔ [یہ شام کے منتر ہوئے]

[یجروید - ادھیاے ۳ منتر ۹ و ۱۰]

ज्योतिःसूर्य्यः सूर्य्यो ज्योतिः स्वाहा ॥३॥

सजूर्देवेन सवित्रा सजूरुषसेन्द्रवत्या - जुषाणः सूर्य्यो वेतु स्वाहा ॥४॥

इति प्रातःकाल मंत्राः॥

अग्निर्ज्योतिर्ज्योतिरग्निः स्वाहा ॥१॥

अग्निर्वर्च्चो ज्योतिर्वर्च्चः स्वाहा ॥२॥

(अग्निर्ज्योतिरिति मंत्रं मनसोच्चार्य्य तृतीयाहुतिर्देया) ॥३॥

सजूर्देवेन सवित्रा सजूरात्र्येन्द्रवत्या जुषाणो अग्निर्वेतु स्वाहा ॥४॥ इति सायंकाल मंत्राः॥

[यजुर्वेद ॥अ० ३ मं० ९ ॥१०॥]

صبح کے منتروں کا ترجمہ :—

(۱) جو ساکن و متحرک کائنات کا آتما اور سورج وغیرہ روشن اجرام کو روشنی عطا کرنیوالا سب کا پران (باعث حیات) پرمیشور ہے اسکے لئے سواہا یعنی میں اس کے حکم کی تعمیل کرتا اور تمام دنیا کی بھلائی کے لئے ایک آہوتی[۱] دیتا ہوں۔

(۲) جو عالموں اور اہل علم و معرفت جیووں کے دلوں میں موجود منتظم کل اور اُن کو سچی ہدایت و نصیحت کرنیوالا سب کا آتما نور مطلق پرمیشور ہے اُسکے لئے سواہا۔

(۳) جو منور بالذات تمام دنیا کو ظاہر و روشن کرنیوالا نور مطلق خالق جہاں ہے اُسکے لئے سواہا۔

(۴) وہ سب کو روشن کرنے والا خالق جہاں سوریہ لوک (کرۂ آفتاب) اور جیو کے اندر موجود منور بالذات پرمیشور جو اُوشس (شفق) اور جیو کا مالک اور علم و عرفان کی کان ہے اپنی نظر عنایت و رحمت سے ہمیں علم وغیرہ اچھے اوصاف سے آراستہ اور علم و معرفت سے پیراستہ کرے اس ایشور کے لئے سواہا۔

شام کے منتروں کا ترجمہ :—

(۱) جو عین علم نور الانوار علیم کل پرمیشور ہے اُسکے لئے سواہا۔

(۲) جو صفات اوپر (نمبر ۲) میں لکھی گئیں اُن سے موصوف علیم کل پرمیشور کے لئے سواہا۔

(۳) تیسری آہوتی اُنھیں الفاظ کو جو ابھی (نمبر ۱) میں لکھی گئی ہیں دل ہی دل میں کہکر دینی چاہئے اور اسکا ترجمہ بھی وہی سمجھنا چاہئے

[۱] جو چیز ہوم کرنے کے لئے تیار کیجاوے اسمیں سے ایکبار ۱۲ ماشہ یا تولہ بھر آگ میں ڈالنی چاہئے اسکا نام آہوتی ہے۔ مترجم

(۴) مذکورۂ بالا سُنوئر بالذات خالقِ جہاں پرمیشور جو انندر یعنی ہوا - چاند اور رات کا مالک ہے ہمیں اپنی عنایت بے غایت سے راحتِ جاودانی یعنی موکش کا سُکھ عطا کرے اُس خالقِ جہاں کے لئے سُواہا -

ان سے الگ الگ صُبح شام کا ہَون کرے یا سب سے ایک ہی وقت میں ہَون کرے - (اور آخر میں ایک آہوتی اِن الفاظ سے دے "سَروَم وَی پُورن گنگ سُواہا" (सर्वं वै पूर्णं ँ स्वाहा) "اِنکا ترجمہ یہ ہے) ای مالک جہاں ہمنے جو یہ کام دُنیا کی بھلائی کے لئے کیا ہے وہ آپ کی عنایت سے پورا ہو - اسلئے ہم اس کام کو تیری نذر کرتے ہیں"

اسکے علاوہ ایتریہ براہمن پنچکا ۵ - کنڈکا ۳۱ میں صُبح اور شام دونوں وقت کی اگنی ہوتر کے لئے "بھُور بھوَہ سُوَر وَم (भूर्भुवः स्वः) "الخ وغیرہ منتر دئے ہیں - اب وہ منتر لکھے جاتے ہیں جو دونوں وقت کے ہَوَن کے لئے یکساں ہیں -

(۱) اوم بھُور اگنیئے پرانایہ سُواہا -	ओम्भूरग्नये प्राणाय स्वाहा ॥१॥
(۲) اوم بھُوَر وایوے اپانایہ سُواہا -	ओम्भुवर्वायवेऽपानाय स्वाहा ॥२॥
(۳) اوم سُوَر آدِتیاے ویانایہ سُواہا -	ओं स्वरादित्याय व्यानाय स्वाहा ॥३॥
(۴) اوم بھُور بھُوَہ سُوَر اگن وایوا دِتیئے بھیہ پراناپان ویانے بھیہ سُواہا	ओम्भूर्भुवः स्वरग्निवाय्वादित्येभ्यः प्राणापानव्यानेभ्यः स्वाहा ॥४॥
(۵) اوم آپو جیوتی رسوَمرتم برہم بھُور بھُوَہ سُوَر وَم سُواہا -	ओमापो ज्योती रसोऽमृतं ब्रह्म भूर्भुवः स्वरों स्वाहा ॥५॥
(۶) اوم سَروَم وَی پُورن گنگ سُواہا	ओं सर्वं वै पूर्णं ँ स्वाहा ॥६॥

ان منتروں میں بھُوہ भूः وغیرہ سب ایشور کے نام ہیں انکا ترجمہ گایتری کے ترجمہ میں دیکھنا چاہئے -

لفظ اگنی ہوتر کی تشریح اور اُسکا مقصد

اگنی ہوتر اُسے کہتے ہیں جس میں اگنی یعنی پرمیشور کے نام پر پانی اور ہوا کو پاک صاف کرنے کے لئے ہوتر یعنی ہَوَن یا دان کیا جاتا ہے - یا یوں کہو کہ جو فعل ایشور کے حکم کی تعمیل میں کیا جاتا ہے اُسے اگنی ہوتر کہتے ہیں -

خوشبودار - مُقوّی - شیریں - عقل - شجاعت - استقلال اور قوت بڑھانیوالی دافع مرض وغیرہ

لہ یہاں سوامی جی کا اپنی پنچ مہایگیہ ودھی کی طرف اشارہ ہے - اُس میں سوامی جی نے تیتریہ اُپنشد کے حوالے سے بھُو भूः کا ترجمہ پران (سبکو قائم رکھنے والا اور باعثِ حیات) بھُوَہ भुवः کا ترجمہ اپان (دُکھوں کا ناش کرنیوالا یا راحت بخش عالم) اور سوَہ स्वः کا ترجمہ ویان (سب میں سمایا ہوا یا محیطِ کل) ایشور کیا ہے - مترجم -

چیزوں سے ہون کرنے پر ہوا اور بارش کے پانی کی صفائی ہوتی ہے اور پانی اور ہوا کے پاک صاف ہونے سے روئے زمین کی تمام چیزوں کی درستی ہو کر تمام جیبوں کو بڑا بھاری سُکھ پہونچتا ہے۔ اسلئے اگنی ہوتر کرنیوالوں کو اس نیک کام کے عوض میں نہایت اعلیٰ سُکھ اور ایشور کا فضل و کرم حاصل ہوتا ہے اور یہی اگنی ہوتر کرنیکا مقصد ہے۔

۲۔ پِترِ یگیہ۔ پِترِ یگیہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو ترپن اور دوسری کو شرادھ کہتے ہیں۔ ان میں سے ترپن وہ فعل ہے جسکے ذریعہ سے عالموں۔ فاضلوں۔ رشیوں اور بزرگوں کو سُکھی اور ترپت (سیر) کیا جاتا ہے اور شرادھ اُن کی شردّھا یعنی صدقِ دل سے خدمت و تواضع کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ فعل زندہ عالموں کے لئے موزوں ہے نہ کہ مُردوں کے لئے۔ کیونکہ مُردوں کی موجود نہ ہونیکی وجہ سے اُن کی خدمت و تواضع کرنا ناممکن ہے اور چونکہ اس صورت میں وہ مقصد جسکے لئے یہ فعل کیا جاتا ہے حاصل نہیں ہوتا۔ اسلئے وہ عبث اور فضول ثابت ہوتا ہے۔ اسلئے اس فرض کو ادا کرنیکی ہدایت اسی غرض سے کی گئی ہے کہ زندوں کی خدمت وغیرہ کی جاوے۔ کیونکہ خادم و مخدوم دونوں کے موجود ہونے پر یہ فعل عمل میں آ سکتا ہے۔ خاطر تواضع کرنے کے لایق تین ہوتے ہیں۔ دیو (عالم)۔ رشی (اُستاد) اور پتر (بزرگ)۔ اب ان میں سے ہر ایک کی نسبت حوالے درج کئے جاتے ہیں چنانچہ اوّل دیو یعنی عالموں کی بابت حوالے لکھتے ہیں۔

دیو ترپن۔ ’’اے پرمیشور! آپ مجھے سراپا پاک کیجئے۔ دیو یعنی آپ کا دھیان رکھنے والے اور آپ کے حکم پر چلنے والے عالم اور اعلیٰ درجے کے عارف ہمیں اپنے علم کی بخشش سے مسرور و ممنون فرما کر (جہالت وغیرہ سے) پاک کریں۔ آپ کی عطا کئے ہوئے وگیان (علم و معرفت) اور آپ کے دھیان (تصوّر) سے ہماری عقلیں پاک و روشن ہوں۔ دنیا کی تمام مخلوقات پاک اور نیک ہو۔ آپ کے فضل و کرم سے سب سُکھی خوش۔ پاک اور نیک ہوں‘‘۔ [یجروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۳۹]

’’انسان کی دو مختلف خصلتوں یا صفات کی وجہ سے دو اصطلاحیں ہوتی ہیں ایک دیو اور دوسری منشیہ۔ یہ تقسیم سچائی اور جھوٹ کی امتیاز سے ہے۔ دیو وہ ہیں جو راست گفتاری۔ سچّی عقیدت اور راست اعمال کو اختیار کرتے ہیں۔ اور جو جھوٹ بولتے یا جھوٹی بات کو مانتے یا جھوٹے کام کرتے ہیں وہ منشیہ ہیں۔ اسلئے جو شخص جھوٹ کو چھوڑ کر سچائی کو اختیار کرتا ہے وہی دیو شمار کیا جاتا ہے اور جو سچائی کو چھوڑ کر جھوٹ کو اختیار کرتا ہے اُسے منشیہ کہتے ہیں۔ پس ہمیشہ سچ بولنا چاہئے اور سچ ہی کو ماننا اور سچ ہی پر عمل کرنا چاہئے۔ جو سچائی کے پابند یعنی دیو ہوتے ہیں وہ نیک کاموں میں شہرت پاتے ہیں اور جو اسکے خلاف کرتے ہیں وہ منشیہ کہلاتے ہیں‘‘۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱ ادھیائے ۱ براہمن ۱]

"عالم ہی کو دیو کہتے ہیں"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۳۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۶]

اب رشی کے متعلق حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

رشی ترپن "تمام دنیا کو پیدا کرنے والے یگیہ یعنی سب کے پوجنے کے لائق پرمیشور کو جو قدیم سے دلوں یا انترکش (خلا) میں موجود ہے اور جس کی سب تعظیم کرتے آئے ہیں۔ کرتے ہیں اور آئندہ بھی کریں گے۔ وید سے ہدایت پاکر تمام عالم اور سادھیہ یعنی منتروں کے معنی کو قرار واقعی جاننے والے گیانی۔ رشی اور دیگر انسان پوجتے ہیں"۔

[یجروید۔ ادھیائے ۳۱۔ منتر ۹]

"تمام علوم کو پڑھ کر پھر دوسروں کو وہی تعلیم دینا اور اس پر عمل کرنا رشی کرتویہ یعنی رشی کا کام کہلاتا ہے علم کے پڑھنے اور پڑھانے سے ہی خدمت کرنے کے لائق رشی پیدا ہوتے ہیں۔ جو شخص اُن کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے وہی اُن کی خدمت کرنیوالا ہے اور وہی سُکھ پاتا ہے۔ جو شخص تمام علوم سے ماہر ہو کر دوسروں کو پڑھاتا ہے اُسی کو رشی کہتے ہیں"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۵۔ کنڈکا ۳]

"جو شخص پڑھانے کے کام کو اختیار کرتا ہے اسکو آرشیہ کرم یعنی رشیوں کا کام کہتے ہیں۔ جو شخص رشیوں (اُستادوں)۔ دیووں (عالموں) اور ودیارتھیوں (طالب علموں) کو اُن کی من بھاتی مدد دیکر ہمیشہ تحصیل علم میں مصروف رہتا ہے وہ عالم اور صاحب جلال ہو کر یگیہ یعنی علم و معرفت حاصل کرتا ہے۔ اسلئے یہ آرشیہ کرم یعنی رشیوں کا کام سب انسانوں کو قبول کرنا چاہئے"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۵۔ کنڈکا ۳]

اب پتر کے متعلق حوالے لکھے جاتے ہیں :۔

پتری ترپن ہر انسان کو مندرجہ ذیل ہدایت پر عمل کرنا اور دوسروں کو عمل کرنے کی ہدایت کرنی چاہئے "تم لوگ میرے باپ دادا وغیرہ بزرگوں اور نیز آچاریہ (اُستاد) وغیرہ کو خدمت و تواضع سے خوش کرو اور سچے علم اور تپسیا (عبادت) میں مصروف ہو کر اپنی اپنی چیز پر صبر و قناعت رکھو۔ متقوی۔ خوشبودار شیریں۔ دلکش۔ روح افزا یا قسم قسم کی کھانے پینے کی چیزوں۔ گھی۔ دودھ اور نہایت عمدہ بنائی ہوئے قسم قسم کے لذیذ پکوانوں۔ شہد اور پکے ہوئے پھلوں وغیرہ سے پتروں (بزرگوں) کی تواضع کرو"۔

[یجروید۔ ادھیائے ۲۔ منتر ۳۴]

"سلیم الطبع عالم یا سوم[۱] لتا وغیرہ کے رس کو تیار کرنے کے علم میں ہوشیار پرمیشور کا دھیان کرنے والے

[۱] سشرت کی چکتسا ستھان رسائن پرکرن ادھیائے ۲۹ میں سوم کا بیان اس طرح لکھا ہے کہ سوم کی ۲۴ قسمیں ہیں وہ ایک دودھ والی لتا (بیل) ہوتی ہے۔ پندرہ پتے شکل پکش (روشن پندرواڑے) میں نکلتے ہیں اور اندھیرے پندرواڑے میں گرجاتے ہیں۔ ہر روز ایک پتا آتا ہے اور پورنماسی کے دن پورے پندرہ پتے ہوتے ہیں (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۶۲)

یا حشمت و دولت کیلئے علم حرارت کو حاصل کرنے والے ہوم کرنے کے لئے یا صنعت اور ہنر کے کام واسطے آگ کو استعمال کرنے والے پتر یعنی صاحب علم و معرفت اور پرورش کرنے والے بزرگ ہماری ہاں تشریف لائیں اور ہم ان کی خدمت میں ہمیشہ حاضر رہیں۔ اُن عالموں یا بزرگوں کو آتے ہوئے دیکھ کر ہمیں فوراً اُٹھکر تعظیم دینی چاہیئے اور یہہ کہنا چاہیئے کہ "اے پتر (بزرگوار)! آئیے۔ تشریف لائیے اور یہ کہکر بڑی خاطرداری سے اُن کو آسن وغیرہ دیکر عزّت سے بٹھانا چاہیئے اور یہہ عرض کرنا چاہیئے کہ اے بزرگوار! میری اس نگیہ (تواضع) کو قبول فرمائیے اور ہمیں سچا علم عطا کرکے دُکھوں سے حفاظت کیجئے اور نیک ہدایت کیجئے"۔ [یجروید۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۵۸]

"اے پترو (بزرگو)! اس سبھا (مجلس) یا پاٹھ شالہ (مدرسہ) میں ہمیں علم اور معرفت عطا کرکے سکھی کیجئے اور اپنے اپنے درجہ علمی کے مناسب ہماری تواضع کو قبول کیجئے اور سچّی ہدایت و نصیحت (اپدیش) اور علم عطا کرنے کے کام میں بخوشی خاطر اور پوری پوری ہمت و استقلال کے ساتھ قائم ہو جیئے۔ ہم آپ کی لیاقت کے مناسب آپ کی عزّت و تعظیم کرتے ہیں۔ آپ ہمارے نیک اطوار کو دیکھکر خوش ہو جیئے"۔ [یجروید ادھیائے ۲۔ منتر ۳۱]

"اے پتر (بزرگوار)! رس یعنی سوم لتا وغیرہ کے عرق کا علم۔ آنند (راحت) اور آگ اور ہوا کا علم معیشت کیلئے علم و روزگار اور نیز کوشش کا علم حاصل کرنے۔ مصیبت کا دفعیہ۔ بدوں پر سختی اور غصہ کی عادت چھوڑنے اور تمام علم حاصل کرنے کے لئے ہم تمکو بار بار نمسکار کرتے ہیں۔ اے بزرگوار! خانہ داری کے متعلق جملہ کاروبار کی واقفیت عطا کیجیے۔ اے بزرگوار! جو عمدہ سامان میرے اختیار و ملکیت میں ہے اُسکو ہم آپ کی نذر کریں اور آپ سے علم حاصل کرکے ہم کبھی زوال نہ پاویں۔ اے بزرگوار! ہم کپڑا وغیرہ جو چیز آپ کو دیویں اُسکو آپ خوشی سے قبول کیجیئے"۔ [ایضاً منتر ۳۲]

"اے پتر (بزرگوار)! آپ انسانوں کو علم کے زیور سے آراستہ کیجئے اور پھولوں کی مالا پہنے ہوئے جوان بر ہمچاری کو پڑھانے کے لئے اپنی خدمت میں قبول کیجیے تاکہ اس دُنیا میں انسان علم و تربیت سے بہرہ یاب ہوں۔ آپ کو ایسی تدبیر و کوشش کرنی چاہیئے کہ انسانوں میں اعلیٰ علم کی ترقی ہووے"۔ [ایضاً منتر ۳۳]

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۱۶۱) پھر ایک ایک پتہ ہر روز گرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اماوس کو ننگی بیل رہجاتی ہے۔ گھی کیسی خوشبو۔ لہسن کیسے پتے۔ بیل سنہری روپہلی اور بعض سانپ کی کینچلی کی طرح زردی مائل سفید رنگ کی ہوتی ہیں۔ ہمالیہ۔ ملایا۔ مشری پربت (دوگری)۔ پاری یا ترک (کوہ شوالک)۔ وندھیاچل۔ دیو سندھ وغیرہ پہاڑ کی جھیلوں۔ کشمیر وتستا ندی کی شمال اور دریائے سندھ پر پائی جاتی ہے۔ اسکا عرق بیل کو سونے کی سوئی سے چھید کر نکالا جاتا تھا لکھا ہے کہ اُسکے پینے سے بہت بڑی عمر اور جسم از سر نو طیار تازہ اور توانا ہو جاتا ہے اور کندن کی طرح دمکنے لگتا ہے۔ مترجم۔

"جو ہمارے اُستاد وغیرہ بزرگ جیوا (زندہ اور موجود) ہیں جو سب لوگوں کی بہتری اور بہبودی چاہنے والے اور دھرم اور ایشور کو ماننے والے اور دھرم ایشور اور سچے علم وغیرہ نیک صفات سے آراستہ اور نصیحت سننے والوں یا شاگردوں کو سچا علم عطا کرنے والے اور دغا فریب وغیرہ عیبوں سے پاک عالم ہیں وہ سچے علم وغیرہ گنوں سے آراستہ و پیراستہ اپنے اوصاف وخوبی اور اقبال و دولت کے ساتھ سو برس تک قائم رہیں تاکہ ہم ہمیشہ سُکھ پاویں"۔ [یجروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۴۶]۔

"(نیچ) متوسط و ادنیٰ گنوں والے اور سلیم الطبع۔ دشمنی سے خالی اور ایشور اور وید کو جاننے والے گیانی پتر (بزرگ) ہر قسم کے کاروبار مثل لین دین وغیرہ کا علم عطا کر کے ہمیشہ ہماری حفاظت کریں جو پران (روحانی زندگی) کو حاصل کرنے یعنی دونوں جنموں[۱] سے عالم ہوتے ہیں۔ وہی بزرگ عالم جو زندہ اور ہمارے سر پر موجود ہیں۔ خدمت اور تواضع کرنے کے لائق ہیں نہ کہ مرے ہوئے کیونکہ اگر وہ دوسرے مقام پر ہوں اور پاس نہ ہوں تو ہماری خدمت و تواضع کو حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہم اُن کی خدمت کر سکتے ہیں"۔ [یجروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۴۹]۔

"جو عضو عضو میں سمائے ہوئے اور انسان کی حیات کے باعث پران (نفس) کو اور نیز پرمیشور کو جانتے تمام نیک کاموں اور اعلیٰ سے اعلیٰ اور جدید سے جدید علم میں کمال رکھتے۔ اتھرووید اور دھنر وید کو جانتے۔ اور پختہ عقل۔ نیک رائے اور سلیم الطبع ہیں۔ ہم اُن دُنیا کی بھلائی کرنے والوں اور یگیہ وغیرہ نیک کاموں میں ہوشیار لوگوں سے علم وغیرہ نیک اوصاف حاصل کریں اور بہبودی اور رفاہِ عام کے کاموں میں جن سے راحتِ قلبی حاصل ہوتی ہے اُن سے اُپدیش (نصیحت) پا کر دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مُراد)۔ موکش (نجات) کو نصیب ہوں"۔ [ایضاً۔ منتر ۵۰]

"ہمارے درمیان دھرم اور ایشور کو ماننے والے زندہ بزرگ اور عدالت ہائے سرکاری میں حاکموں کے درجے پر شرف و عزت پائے ہوئے عالم پیدا ہوں اور مُلک میں عدل و انصاف۔ بے زوال سُکھ۔ حفاظتِ رعایا اور وہ انتظام سلطنت قائم اور مستحکم ہو جو عالموں کے درمیان مشہور ہے۔ جو اس طرح سچا انصاف کرتے ہیں اُن کے لئے ہمارا نمسکار ہو۔ اور ایسے سچے اور منصف حاکم ہمیشہ ہمارے درمیان قائم رہیں"۔ [ایضاً۔ منتر ۵۴]

"سوم ودیا (علم نباتات) کی تعلیم دینے والے اور وسشٹھ یعنی تمام علوم اور نیک گنوں کا شوق و رغبت رکھنے والے۔ علم نباتات کے محافظ اور اوّل آپ تمام علوم کو پڑھ کر دوسروں کو پڑھانے والے آیُن کا

---

[۱] یہ خاص سنسکرت زبان کی اصطلاح ہے۔ انسان جیسا کہ وہ ماں باپ سے پیدا ہوتا ہے ایک جنم والا کہلاتا ہے اور جب وہ اُستاد سے تعلیم پا کر میدانِ علم میں قدم رکھتا اور نئی روحانی زندگی حاصل کرتا ہے تب اُس کو دوِجا یعنی دوسرے جنم والا کہتے ہیں۔ مترجم

تجربہ و تحقیقات کرنے والے اور ہمارے قدیم بزرگ (پِتر) پرمیشور اور دھرم کی خواہش رکھنے والے اور سچے علوم کا دان بااشاعت کرنیوالے سب کو علم و معرفت عطا کرتے ہوئے اس عالم و مُتصف حقیقی پرمیشور کو پاتے ہیں۔ ہر انسان کو اسی پر عمل کر کے تمام مُرادیں حاصل کرنی چاہئیں۔" [ایضاً منتر ۵۱]۔

"بزرگ و جلیل پرمیشور کا دھیان کرنے والے اور علم میں کامل بزرگ بہبودی و خیراندیشی کی نظر سے ہماری حفاظت کرنے والے ہمارے ہاں رونق افروز ہوں اور اُن کے تشریف لانے پر ہم اُن سے یہ عرض کریں کہ اے عالمو! آپ تشریف لائے اور ہماری نذر و نیاز کو بنظرِ محبت قبول فرمائیے۔ اے بزرگوار! آپ کا سایۂ عاطفت ہمارے اوپر ہمیشہ برقرار رہے اور ہم ہمیشہ آپ کی خدمت کرتے رہیں۔ ہماری تواضع کو قبول فرما کر ہمیں سکھ کا چشمہ یعنی علم و معرفت عطا کیجئے اور ہماری جہالت اور پاپ کو دور کر کے ہمیں عیب اور گناہ سے پاک کیجئے تاکہ ہم ہمیشہ پاپ سے الگ رہیں۔" [ایضاً۔ منتر ۵۵]

"ایشور کا دھیان کرنے والے عالم ہمارے ہاں تشریف لا کر کھانا تناول فرما دیں اور سوم وَلی وغیرہ سے تیار کئے ہوئے عرق کو نوش فرما کر سیر ہوں۔ اُن نیک گنوں کے عطا کرنے والے بزرگوں سے میں علم حاصل کرتا ہوں (یہاں فعل کے تغیّر کی وجہ سے پرسمئی (فعل متعدی) کی بجائے آتمنے پد (فعل لازمی) آیا ہے اور فعل لازمی کے واحد متکلم کی علامت (اٹ) گر گئی ہے)۔ اُنھیں کی صحبت سے مجھے یہ علم ہوا ہے کہ محیطِ کُل پرمیشور نے گوناگوں صنعت سے یہ کائنات بنائی ہے اور انھیں کے طفیل سے مجھے اس لازوال موکش پد (نجات کے درجہ) کا علم ہوا ہے جس درجہ کو پا کر مُکتی پائے ہوئے جیو فوراً اس دُنیا میں واپس نہیں آتے۔ یہ سب علم مجھے عالموں کی صحبت سے حاصل ہوا ہے۔ اسلئے ہر انسان کو ہمیشہ عالموں کی صحبت کرنی چاہئیے۔"

[یجروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۵۶]

"واجب التعظیم بزرگ (پتر) ہماری التجا کو قبول فرما کر نہایت دلکش خوشنما اور عمدہ عمدہ آرائشوں سے مُزیّن اور طبیعت کو فرحت بخشنے والے آسنوں پر بیٹھیں اور متواتر ہمارے پاس تشریف لا کر ہماری تعظیم و تکریم کو قبول فرما دیں اور ہمارے سوالوں کو سُنیں اور سُنکر اُن کا جواب لطف فرما دیں اور اس طرح علم عطا کر کے اور کاروبار دُنیوی کی بابت نصیحت فرما کر ہمیشہ ہماری حفاظت کریں۔" [ایضاً۔ منتر ۵۷]

"اے پرمیشور کے جاننے والے اور علمِ حرارت کے ماہر پتر (بزرگوار)! براہ نوازش ہمارے ہاں تشریف لائیے اور تشریف لا کر نہایت عمدہ اور اعلیٰ انیتی یعنی اصول معاشرت کو تلقین فرمائیے۔ ہماری تعظیم و تکریم کو قبول کیجئے اور گھرانوں اور سبھاؤں میں اُپدیش (وعظ) کے لئے قیام فرمائیے۔ سب جگہ دورہ کیجئے۔ ہماری کوشش و محنت کو منظور فرمائیے۔ ہمارے گھر کھانا تناول فرما کر آسن پر بیٹھئے۔ اور ہمیں اور ہمارے تمام کُنبے کو

اپنے علم نصیحت کی دولت سے نہال کیجیے تاکہ ہمارے درمیان اہل دماغ اور توانا جوان پیدا ہوں اور ہمارا علم حقیقی کا خزانہ بھرپور رہے۔" [ایضاً۔ منتر ۵۹]

"آگ، ہوا، پانی اور بھوگربھ (علم طبقات ارضی یا جیولوجی۔ Geology) وغیرہ علوم میں ماہر روشن ضمیر پرمیشور کو جاننے والے سچے علوم کو بیان کرنے والے اور آیوروِدیا (علم طب) سے جسم اور دماغ کی قوت کو حاصل کرنیوالے بزرگ ہم سے خوش و مسرور ہو کر ہمیں راحت بخشیں۔ اُن عالموں سے ہم ہمیشہ انصاف اور حق سے بھری ہوئی پُران نیتی (اُصول معاشرت یا یوگ) کے علم کو حاصل کریں۔ دیو عالم اور ہم بھی علم معرفت کے حصول اور رفاہِ عام کے اُصول کی تعمیل میں دوسروں کی تابع اور اپنے ذاتی فائدے کے کاموں میں خود مختار رہیں۔ منور بالذات اور سب کو نور عطا کرنیوالا پرمیشور عالموں کی جسم کو ہماری خاطر اپنی رحمت سے قائم رکھے تاکہ ہمارے درمیان بہت سے عالم ہوں۔" [ایضاً۔ منتر ۶۰]

"اے انسانو! جس طرح ہم موسموں کے علم یا مصلحتِ وقت کے مطابق تدبیر و کوشش کرنیوالے بزرگوں (پتروں) کی دعوت کرتے ہیں اسی طرح تمکو بھی اُنھیں بلانا اور اُن کی خدمت و تواضع کرنی چاہیے۔ جو سوم کا عرق پینے والے اور دنیا میں سب کے ممدوح بنیک اعمال دانشمند اور عالم لوگ ہیں وہ ہمارے معاون اور رہنما ہوں۔ سوم وِدیا (علم نباتات) کو پڑھنے اور پڑھانے والوں کی صحبت سے ہم سچے علوم کو حاصل کریں اور عالمگیر حکومت اور اقبال و حشمت کو اپنے قبضۂ تصرف میں لادیں۔" [یجروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۶۱]

"اے پرمیشور! جو پتر (بزرگ) عالم ہمارے درمیان موجود ہیں یا جو ہم سے دور کسی دوسرے ملک میں رہتے ہیں۔ جن کو ہم جانتے ہیں اور جن کو بوجہ دور دراز مقاموں میں رہنے کے ہم نہیں جانتے تو اُن سب کو ٹھیک ٹھیک جانتا ہے۔ اسلئے تیری عنایت سے ہمیں اُن کا شرف نیاز حاصل ہو۔ ہم جو غلہ وغیرہ یا دیگر اشیاء سے یگیہ (رفاہِ عام کا کام) کرتے ہیں آپ اُس کو قبول کیجیے تاکہ ہمیں دُنیوی حشمت اور موکش (نجات) حاصل ہو۔ اور ہمارے اعمال ٹھیک رہیں اور جو عالم غائب ہیں یعنی یہاں موجود نہیں ہیں ہمیں بھی اُن کا درشن نصیب ہو۔" [ایضاً۔ منتر ۶۷]

"جو پتر (بزرگ) اسوقت ہمارے قریب پڑھنے اور پڑھانے کے کام میں مشغول ہیں اور جو پیشتر پڑھکر عالم ہو چکے ہیں۔ نیز جو سطح ارضی سے تعلق رکھنے والی بھوگربھ وِدیا (علم طبقات ارضی یا جیولوجی Geology) میں پورے کامل و ماہر ہیں۔ جو صاحبِ مقدرت اور خوشحال رعایا کے سبھا دھیکش (میر انجمن یا پنچ) اور سبھا سد (اراکین سلطنت) ہیں اور جو اہل سیاست و حکومت ہیں وہ ہمارے حال پر نوازش کی نظر رکھیں۔ ایسے پتروں (بزرگوں) کے لئے ہمارا ہمیشہ نمسکار ہو۔" [ایضاً۔ منتر ۶۸]

"اے پرمیشور! ہم تجھے اپنا معبود حقیقی مان کر اپنے دل کے آکاش میں اور اپنا عادل و منصف حاکم سمجھ کر سلطنت میں متمکن و قائم کرتے ہیں۔ اے خالق جہاں! ہم ہمیشہ تیرا ذکر سنیں اور دوسروں کو سنائیں تاکہ ہمیں سچا علم حاصل ہو اور دولت وغیرہ عمدہ سامان اور راحت و مسرت حاصل ہو۔ تو ہمیں سچی ہدایت اور علم جس کی ہمیں خواہش ہے عطا کر" [ایضاً۔ منتر ۷]

پتروں کے درجے

"جنکو امرت یعنی موکش (نجات) کا علم حاصل ہے۔ اُن رشیوں کا درجہ پائے ہوئے عالموں اور خانہ دار بزرگوں کے لئے ہم کھانا وغیرہ عمدہ چیزیں دیں جو چوبیس سال تک برہمچریہ کے ساتھ علم پڑھکر دوسروں کو پڑھاتے ہیں۔ اُن کو شودھائی یعنی وسو کہتے ہیں اور جو چوالیس برس تک برہمچریہ کر کے تحصیل علم کرتے ہیں اور دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں اُن کو رُدر یا پتامہہ کہتے ہیں اور جو اڑتالیس برس تک برہمچریہ کے ساتھ علم کا انتہائی درجہ حاصل کرتے ہیں اور دوسروں کو تعلیم دیتے ہیں اُن کو آدتیہ یا پرپتامہہ کہتے ہیں وہ سچے علوم کے مخزن اور سورج کی طرح علم کی روشنی پھیلانے والے ہوتے ہیں اُن سب کیلئے ہمارا متواتر نمسکار ہو۔ اے پِتر (بزرگوار)! آپ اسی مقام پر یگیہ کرتے ہوئے یعنی تعلیم دیتے ہوئے ہماری خاطر و تواضع یعنی کھانا۔ کپڑا وغیرہ قبول کیجئے اور ہمیشہ آرام و راحت سے زندگی بسر کیجئے۔ اے بزرگوار! ہماری خاطر و تواضع سے خوش اور سیر ہو جئے اور ہمیں اپنے اُپدیش (ہدایت و نصیحت) سے پاک کیجئے یعنی ہمارے جہالت وغیرہ عیبوں کو دور کیجئے۔" [یجرویدا۔ ادھیائے ۱۹۔ منتر ۳۶]

"اے پتامہہ اور پرپتامہہ کے درجہ والے بزرگو! آپ میرے دل و فعل اور زبان کو متواتر پاک اور درست کیجئے۔ یعنی ہمیں نیک کام کرنیکی ہدایت و نصیحت کرکے نیک چلن بنائیے۔ ہم آپ کی نصیحت سے برہمچریہ کرکے سو برس تک نیکی کے ساتھ زندگی بسر کریں اور پوری عمر پاویں۔" [ایضاً منتر ۳۷]

اِس منتر میں چھاندوگیہ اُپ نشد۔ پرپاٹھک ۳۔ کھنڈ ۱۶۔ منتر ۱ تا ۶ کے حوالے سے شودھائی۔ پتامہہ اور پرپتامہہ کا ترجمہ۔ وسو۔ رُدر۔ اور آدتیہ کیا گیا ہے۔ یہ عالموں کے تین درجے ہیں۔

۴۔ بلی ویشو دیو یگیہ کا طریق

گھر میں جو کھانا پکا ہو اُس میں سے نمکین اور ترش چیز کو چھوڑ کر باقی اشیاء کی بلی و ویشو دیو کرنا چاہیئے۔

"براہمن وغیرہ گرہستھی جو چیز گھر میں بنی ہو اُس کی چولھے کی آگ میں (ہوا وغیرہ میں) عمدہ گن پیدا کرنے کے لئے ہوم کرے۔" [منوسمرتی۔ ادھیائے ۳۔ شلوک ۸۴]۔

"اے پرمیشور! جس طرح روزمرہ گھوڑے کے آگے بہت سی گھاس یا چارہ ڈالا جاتا ہے اُسی طرح ہم تیرے حکم کی تعمیل میں روزمرہ آگ کے اندر بلی (پکی ہوئی کھانیکی چیز کا ہون) کرتے ہوئے یا اتھتی (گھر آئے

سادھو یا مہان کو روز افزوں خوشی پہنچاتے ہوئے حسب دلخواہ عالمگیر حکومت اور اقبال و حشمت کو حاصل کر کے مسرور ہوں اور کبھی تیرے حکم عدولی نہ کریں یعنی دُنیا کے کسی جاندار کو کبھی تکلیف نہ دیں۔ بلکہ آپ کے فضل و کرم سے تمام جاندار ہمارے خیر خواہ ہوں اور ہم بھی سب کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کریں اور اس طرح باہم ایک دوسرے کو فیض پہونچائیں۔" [اتھرووید کانڈ ۱۹۔ انوواک ۷۔ منتر ۲]

یجروید کے ادھیائے ۱۹ کا ۳۹ واں منتر بھی جسکو صفحہ ۱۶۰ پر لکھ چکے ہیں اور جس میں یہ لفظ آئے ہیں کہ " دُنیا کی تمام مخلوقات پاک اور نیک ہو وغیرہ"۔ اِسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے۔

اب آگے وہ منتر لکھے جاتے ہیں جن سے بلی ویشو دیو ہوم کیا جاتا ہے۔

بلی ویشو دیو ہوم کے منتر		
	(۱) اوم اگنیے سواہا۔	ओमग्नये स्वाहा ॥१॥
	(۲) اوم سومائے سواہا۔	ओंसोमाय स्वाहा ॥ २॥
	(۳) اوم اگنی شوم آبھیام سواہا۔	ओमग्नीषोमाभ्यां स्वाहा ॥३॥
	(۴) اوم وشو بھیو دیو بھیہ سواہا۔	ओंविश्वेभ्योदेवे भ्यः स्वाहा ॥४॥
	(۵) اوم دھنونتریے سواہا۔	ओंधन्वन्तरये स्वाहा ॥५॥
	(۶) اوم کہوئی سواہا۔	ओंकुहै स्वाहा ॥६॥
	(۷) اوم انومتئی سواہا۔	ओमनुमत्यै स्वाहा ॥७॥
	(۸) اوم پرجاپتیئے سواہا۔	ओंप्रजापतये स्वाहा ॥ ८
	(۹) اوم سہدیاوا پرتھوی بھیام سواہا۔	ओंसहद्यावापृथ्वीभ्यां स्वाहा ॥९॥
	(۱۰) اوم سوشٹ کرتے سواہا۔	ओंस्विष्टकृते स्वाहा ॥१०॥

(۱) اگنی سے علیمِ کُل اور سُورج بالذّات پرمیشور مُراد ہے۔

(۲) سوم سے راحت بخشِ عالَم۔ خالقِ جہاں ایشور مُراد ہے۔

(۳) اگنی شوم سے پران (اندر سے باہر جانیوالا سانس) اور اپان (باہر سے اندر آنیوالا سانس) مُراد ہے۔

(۴) وشو دیوا سے ایشور کی تجلّی بخش عالَم صفات یا تمام عالم لوگ مُراد ہیں۔

(۵) دھنونتری سے تمام بیماریوں کو دفع کرنے والا ایشور مُراد ہے۔

(۶) کُہو سے اماوس یعنی ہلال کے دِن کی یگیہ یا قوّتِ حافظہ مُراد ہے۔

(۷) انومتی سے پورنماسی یعنی بدر کے دِن جو پندرہ روزہ یگیہ کیجاتی ہے یا تحصیل علم کے بعد جو لیاقت یا تجربہ اور دماغی طاقت حاصل ہوتی ہے اُس سے مُراد ہے۔

(۸) پرجاپتی سے تمام کائنات کا مالک و محافظ ایشور مراد ہے۔

(۹) سہدیاوا پرتھوی سے یہ مراد ہے کہ آگ یا اجرامِ روشن اور زمین ایشور کی اعلیٰ قدرت اور صنعت سے پیدا ہوئے ہیں جن سے کامل فیض و فائدہ حاصل کرنا چاہئے۔

(۱۰) سوشٹ کرت سے حسبِ دلخواہ عمدہ سُکھ دینے والا ایشور مراد ہے۔

گویا اِن کے لئے بہ نِیّت یعنی گھر میں پکی ہوئی چیز سے چولھے کی آگ میں ہوم کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا منتروں سے ہوم کرنے کے بعد بلی دان یعنی عالموں کی دعوت یا ضیافت کرنی چاہئے۔ اسکو نیتیہ شرادھ یعنی

نیتیہ شرادھ | عالموں کی روزانہ تواضع بھی کہتے ہیں۔ اسکے متعلق منتر ذیل ترتیب وار لکھے جاتے ہیں۔

(۱) اوم سانُگائے اِندرایہ نمہ۔	ओं सानुगायेन्द्राय नमः ॥१॥
(۲) اوم سانُگائے یمایہ نمہ۔	ओं सानुगाय यमाय नमः ॥२॥
(۳) اوم سانُگائے ورُنایہ نمہ۔	ओं सानुगाय वरुणाय नमः ॥३॥
(۴) اوم سانُگائے سومایہ نمہ۔	ओं सानुगाय सोमाय नमः ॥४॥
(۵) اوم مرُدبھیو نمہ۔	ओं मरुद्भ्यो नमः ॥५॥
(۶) اوم اد بھیو نمہ۔	ओं अद्भ्यो नमः ॥६॥
(۷) اوم ونسپتی بھیو نمہ۔	ओं वनस्पतिभ्यो नमः ॥७॥
(۸) اوم شری یُی نمہ۔	ओं श्रियै नमः ॥८॥
(۹) اوم بھدرکال یُی نمہ۔	ओं भद्रकाल्यै नमः ॥९॥
(۱۰) اوم برہم پت یے نمہ۔	ओं ब्रह्मपतये नमः ॥१०॥
(۱۱) اوم واستوپت یے نمہ۔	ओं वास्तुपतये नमः ॥११॥
(۱۲) اوم وِشوے بھیو دیوے بھیو نمہ۔	ओं विश्वेभ्यो देवेभ्यो नमः ॥१२॥
(۱۳) اوم دِواچرے بھیو بھوتے بھیو نمہ۔	ओं दिवाचरेभ्यो भूतेभ्यो नमः ॥१३॥
(۱۴) اوم نکتم چاری بھیو نمہ۔	ओं नक्तंचारिभ्यो नमः ॥१४॥
(۱۵) اوم سرواتم بھوتیے نمہ۔	ओं सर्वात्मभूतये नमः ॥१५॥
(۱۶) اوم پِتری بھیہ سُودھائی بھیہ سُودھا نمہ	ओं पितृभ्यः स्वधायिभ्यः स्वधा नमः ॥१६॥

لفظ "نمہ" "نم णम" مصدر سے بنتا ہے جسکے معنی جُھکنا۔ تعظیم کرنا یا اطاعت کرنا اور بولتا ہیں اِنسان کو اچھے آدمیوں کی عزت۔ نیک باتوں کی قدر اور اعلیٰ مضامین پر غور کرنے سے کامل علم و معرفت حاصل ہوتی ہے۔

(۱) سائگو کا یہ بندر سے بے زوال صفات سے موصوف اور قادرِ مطلق پرمیشور مراد ہے۔
(۲) سانُو کا یہ یجم سے بے روز عایت انصاف اور عدل کی صفت سے موصوف پرمیشور جاننا چاہئے۔
(۳) سانُو کا یہ ورُن سے علم وغیرہ عمدہ و اعلیٰ صفات سے موصوف سب سے افضل واشرف پرمیشور سمجھنا چاہئے۔
(۴) سانُو کا یہ سوم سے راحت بخشِ عالم اور خالقِ جہان ایشور مُراد ہے۔
(۵) مرُت سے ایشور کی قوت سے تمام کائنات کو قائم رکھنے والی اور حرکت دینے والی ہوائیں مُراد ہیں۔
(۶) آپ سے محیطِ کل پرمیشور مراد ہے۔
(۷) وَنسپتی سے وَن (دُنیاؤں) کا پتی (مالک) ایشور یا ہوا اور بادل وغیرہ اشیاء مُراد ہیں۔
(یعنی یہ منشا ہے کہ ایشور نے جن بڑے بڑے اور عمدہ نامیوں والے درختوں کو پیدا کیا ہے اُن سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنا چاہئے)
(۸) شری سے سب کا مخدوم و معبود عین راحت اور حسب جمال ایشور اور اُس کی پیدا کی ہوئی تمام خوشنما صنعتیں مُراد ہیں
(۹) بھدرکالی سے ایشور کی بہبودی - بہتری اور سُکھ عطا کرنیوالی طاقت مُراد ہے۔
(۱۰) برہم پتی سے تمام شاستروں کے جاننے والے عالموں کا محافظ یا وید اور تمام کائنات کا مالک ایشور مُراد ہے۔
(۱۱) واستوپتی - جس میں تمام موجودات قائم ہے اُسے واستو یعنی آکاش کہتے ہیں اور واستوپتی سے آکاش کا مالک ایشور مُراد ہے۔
(۱۲) وِشودیوا سے ایشور کی تجلّی بخشِ عالم صفات یا تمام عالم مُراد ہیں۔
(۱۳) دِواچر سے دِن میں چلنے پھرنے والے یعنی دِن کو جاگنے والے جاندار مُراد ہیں۔
(۱۴) نکتم چاری سے رات کو چلنے پھرنے والے یعنی رات کو جاگنے والے جاندار مُراد ہیں۔
(یعنی یہ دونوں قسم کے جاندار ہمیں کچھ نقصان نہ پہونچا ہیں اور ہم ان کے ساتھ صلح سے رہیں)۔
(۱۵) سَروَاتم بھوتی سے تمام جیوں کی پُشت و پناہ یا اُن کا قائم رکھنے والا ایشور مُراد ہے۔
(۱۶) پتیر سُودھائی اسکا ترجمہ اوپر کر چکے ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۱۶۶)۔
ان سب کے لئے نمہ[۱] یا نمسکار کرنا چاہئے یعنی عجز وانکسار کے ساتھ اُن کو تعظیم دینا اور سب کو اپنے

[۱] نمہ نگھنٹو ادھیاے ۲ کھنڈ ۷ میں ان (اناج یا کھانا وغیرہ) کا مُترادف آیا ہے۔ اسلئے یہ بھی مُراد ہوسکتی ہے کہ عالموں کی کھانے وغیرہ سے تواضع کرنی چاہئے مُترجم۔

بُرامان کر عزّت دینا چاہیئے۔

"کُتّوں۔ پتِت (کنگال یا نیچ لوگوں)۔ شوَپچ (بھنگی وغیرہ)۔ پاپ روگی (کوڑھی وغیرہ مریض)۔ کوّے وغیرہ جانوروں اور چیونٹیوں کے لئے کھانے کی چیزیں سے چھ حصّے نکالکر زمین پر رکھے"۔

[منوسمرتی ادھیائے ۳۔ شلوک ۹۲]۔

اور اُن میں سے ہر جاندار کو اُس کا حِصّہ دیکر اُن کی پرورش کرنی چاہیئے۔

۵۔ اَتتھی یگیہ — جہاں اَتتھیوں کی خدمت و تواضع بدل و جاں کی جاتی ہے۔ وہاں ہر قسم کا سُکھ رہتا ہے۔ اَتتھی اُنھیں کہتے ہیں جو تمام علوم میں ماہر دُنیا کی بھلائی کرنے والے حواس کو ضبط میں رکھنے والے۔ دھرم پر چلنے والے۔ راست گفتار۔ مکروفریب وغیرہ عیبوں سے خالی اور ہمیشہ جگہ بجگہہ پھرنے والے ہوں اس بارہ میں کئی وید منتر شاہد ہیں مگر یہاں بنظر اختصار صرف دو منتر لکھے جاتے ہیں۔

"جو مذکورہ بالا صفات سے موصوف عالم نہایت اعلےٰ اور عمدہ گُنوں سے آراستہ اور خدمت و تعظیم کے لایق ہیں اُن کو اتتھی کہتے ہیں۔ اُن کے آنے جانیکی کوئی تتھی (تاریخ) مُقرّر یا معلوم نہیں ہوتی یعنی جو اپنی خوشی سے ناگہاں آجائیں اور بلا کہے چلے جائیں وہی وراتیہ یا اتتھی کہلاتے ہیں"۔

[اتھروید۔ کانڈ ۱۵۔ انوواک ۲۔ ورگ ۱۱۔ منتر ۱]

"جب وہ گرہستھی (خانہ دار) کے گھر تشریف لاویں تو گرہستھی کو بڑی تعظیم و تکریم سے اُٹھکر نمسکار کرنا چاہئے اور اُن کو سب سے اونچی اور اچھی جگہ پر بٹھانا چاہیئے اور حسبِ منشا سب خاطر تواضع کرکے یہ پوچھنا چاہیئے کہ اے وراتیہ (بزرگوار)! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟۔ اے اتتھی! یہ پانی لیجیئے۔ آپ اپنے سچے اُپدیش (نصیحت) سے ہمیں مرہون عنایت کیجئے اور آپ ہماری تواضع کو قبول کرکے خوش اور مسرور ہوجیئے۔ اے وراتیہ! جیسا آپ کا حُکم یا منشاء ہو ہم ویسا ہی کریں۔ جو شئے آپ کی مرغوب خاطر ہو اُسکے لئے حُکم کیجئے اے وراتیہ! جیسی آپ کی خواہش ہو ہم اُسی طرح آپ کی خدمت بجا لائیں۔ ہم آپ کے حُکم کی تعمیل کیلئے بدل وجاں حاضر ہیں ہم آپ کی خاطر تواضع اور خدمت و صحبت کے ذریعہ سے علم کی ترقی حاصل کریں اور ہمیشہ اُس سے سُکھ پاویں"۔ [ایضاً منتر ۲]۔

پنچ مہایگیہ کا مضمون ختم ہُوا

مُستند وغیر مُستند کتابوں کا بیان

مُستند بالذات اور مُستند بالغیر کی تشریح

آغازِ آفرینش سے لیکر آج تک لے رو رعایت اور بیجا ہوس و دشمنی سے خالی سچائی اور دھرم کو عزیز جاننے والے نیک چلن۔ دنیا کی بھلائی کرنے والے آریہ عالم جن جن مُستند بالذات اور مُستند بالغیر کتابوں کو جس طرح مانتے آئے ہیں اب اسکا حال بیان کیا جاتا ہے۔

جو ایشور کی الہامی کتابیں ہیں وہ سوَتہ پرمان (مُستند بالذات) ماننی چاہئیں اور جو کتابیں انسان کی بنائی ہوئی ہیں وہ پرتہ پرمان یعنی مستند ہونے کے لئے مُحتاج بالغیر ہیں۔ چار وید ایشور کا الہام ہیں اسلئے وہ مُستند بالذات ہیں۔ ایشور کا کلام خطا وغیرہ عیوب سے پاک ہے۔ کیونکہ ایشور علیم کل ہمہ داں اور قادرِ مطلق ہے۔ ویدوں میں ویدوں ہی کی سند مانی جاتی ہے مثلاً آفتاب اور چراغ اپنی ہی روشنی سے عیاں و روشن ہیں اور تمام مجسم اشیاء کو روشن کرتے ہیں اسی طرح وید بھی اپنے ہی نور سے منور ہیں اور تمام دیگر علمی کتابوں کو ضیا بخشتے ہیں جو کتابیں وید کے خلاف پائی جاتی ہیں اُن کی سند کرنا واجب نہیں ہے۔ خواہ وید میں کوئی بات دوسری کتابوں سے خلاف پائی جاوے تاہم وید غیر مُستند نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ مُستند بالذات ہیں اور اُسکے سوائے باقی تمام کتابیں مُستند ہونے کے لئے شہادتِ وید کی مُحتاج ہیں۔ صرف منتر سنہتائیں جو چار وید کے نام سے مشہور ہیں مُستند بالذات ہیں اور ان کے علاوہ براہمن کے نام کی کتابیں

وید۔ براہمن شاکھائیں انگ اور اُپانگ مُستند ہیں

جن میں اُن کی شرح ہے۔ جہاں تک وید کے مُطابق ہیں مُستند ہیں اور نیز ویدوں کی ایک ہزار ایک سو ستائیس شاکھائیں جو وید کے منتروں کی شرح ہیں جہاں تک وید کے مُطابق ہیں مُستند ہیں۔ یہی کیفیت وید کے چھ انگوں کی ہے جن کے یہ نام ہیں:۔

۱ شکشا (علمِ قراءت)۔ ۲ کلپ (سنسکاروں کا ہدایت نامہ)۔ ۳ ویاکرن (علمِ صرف و نحو)۔ ۴ نرکت (علمِ لغت) ۵ چھند (علمِ عروض)۔ ۶ جیوتش (علمِ ہیئت و ہندسہ)۔ اسکے علاوہ چار اُپ وید ہیں۔ ۱ آیُروید (علمِ طب) ۲ دھنُروید (فنِ جنگ و اسلحہ و انتظامِ سلطنت)۔ ۳ گاندھروید (علمِ موسیقی)۔ ۴ اَرتھ وید (علمِ صنعت و ہنر) اِن میں سے چرک۔ سُشرُت۔ نگھنٹو وغیرہ کو آیُروید مانا جاتا ہے اور دھنُروید کی کتابیں عموماً گم ہیں۔ مگر چونکہ یہ علم تمام علوم کے تجربات کے نتائج اور امداد سے ماخوذ ہوتا ہے اسلئے وہ اب بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ انگرا وغیرہ رشیوں کی بنائی ہوئی بہت سی دھنُروید کی کتابیں تھیں۔ گندھروید سے سام وید کے گانے وغیرہ کا علم مراد ہے اور ارتھ وید میں وشوکرما۔ توشٹری اور میے کی بنائی ہوئی

سنہتا نام کی چار کتابیں شامل تھیں۔ شکشا میں پانینی وغیرہ منیوں کی بنائی ہوئی کتابیں اور کلپ میں
مانو کلپ سوتر وغیرہ شامل ہیں۔ ویاکرن کی کتابیں اشٹادھیائی۔ مہابھاشیہ۔ دھاتو پاٹھ۔ اُن آدی گن
پراتی پدک۔ گن پاٹھ ہیں اور نرکت مصنفہ یاسک منی جس میں نگھنٹو بھی شامل ہے وید کا چوتھا
انگ ہے۔ چھند میں پنگل آچاریہ کا بنایا ہوا سوتر بھاشیہ ہے۔ جیوتش میں وششٹھ وغیرہ رشیوں کی
بنائی ہوئی ریکھا گنت (علم مساحت و اقلیدس) اور بیج گنت (علم جبر و مقابلہ کی کتابیں شامل ہیں
یہ چھ کتابیں ویدانگ کہلاتی ہیں۔

اور چھ اُپانگ ہیں۔

(۱) جیمنی منی کا پورو میمانسا شاستر جس پر ویاس منی نے بھاشیہ (شرح) لکھا ہے۔ اس میں کرم کانڈ یعنی
عمل یا رسوم کا بیان ہے اور دھرم (عرض) اور دھرمی (جوہر) کی تشریح کی ہے۔

(۲) کناد منی کا ویشیشک شاستر جس پر گوتم منی نے پرشست پاد شرح لکھی ہے اس میں خصوصاً
عرض و جوہر کا بیان ہے۔

(۳) گوتم منی کا نیائے شاستر جس پر واتسیاین رشی نے شرح لکھی ہے اس میں پدارتھ ودیا (علم طبیعات) کا بیان ہے۔

(۴) پتنجلی منی کا یوگ شاستر جس پر ویاس منی نے شرح لکھی ہے۔

پورو میمانسا۔ ویشیشک اور نیائے شاستر میں تمام جوہروں کا ثبوت سماعی۔ ذہنی اور قیاسی علم کے
ذریعہ سے دیا جاتا ہے۔ مگر ان کا علم حقیقی یا انکشاف اور اُپاسنا (عبادت الٰہی) کا طریق یوگ شاستر
میں بیان کیا گیا ہے۔

(۵) کپل منی کا سانکھیہ شاستر جس کی بھاگری منی نے شرح کی ہے اس میں امتیاز کے لئے تتوؤں کی تعداد
بیان کی گئی ہے۔

(۶) ویاس منی کا ویدانت شاستر جس پر بودھاین رشی نے شرح لکھی ہے (اس میں برہم یعنی ایشور کا بیان ہے)

دس اُپنشد بھی اسی اُپانگ میں شامل ہیں اُن کے نام یہ ہیں۔ ایش۔ کین۔ کٹھ۔ پرشن

مستند اُپنشد

منڈک۔ مانڈوکیہ۔ تیتریہ۔ ایتریہ۔ چھاندوگیہ۔ برہدارنیک۔ اس طرح چار وید معہ شاکھاؤں اور تفسیر
(یعنی چاروں براہمنوں) کے اور چار اُپ وید اور چھ ویدانگ جس میں چھ اُپانگ بھی شامل ہیں۔ تمام ملا کر چودہ
ودیا (علوم) کہلاتے ہیں۔ جنکو حاصل کرنا انسان کا فرض ہے۔ یہ یقین جاننا چاہیئے کہ ان کی پڑھنے سے
کامل علم ہو جاتا ہے اور تمام باطنی اور خارجی علم اور عمل کا انکشاف ہو کر انسان مہا ودوان (عالم فاضل) بنجاتا ہے
اوپر ایشور کے کلام یعنی ویدوں اور اُسکے متعلق کتابوں کا بیان ہوا۔ ایتریہ براہمن وغیرہ کتابیں جو رشیوں

کی بنائی ہوئی ہیں جہاں تک وید کے مطابق پائی جائیں سچے دھرم اور علم سے پُر اور عقل و دلیل سے ثابت ماننی چاہئیں۔

اِن کے علاوہ متعصب۔ کوتاہ عقل۔ کم علم۔ ادھرم پر چلنے والے۔ نا راستی شعار لوگوں کی بنائی ہوئی وید کے خلاف اور عقل و دلیل سے خالی کتابیں ہرگز کسی کو نہ ماننی چاہئیں اس قسم کی کتابوں کو بھی یہاں اختصار کے ساتھ گِنایا جاتا ہے۔

غیر مستند اور قابلِ ترک کتابیں

(۱) رُدر یامل وغیرہ تمام تنتروں کی کتابیں۔

(۲) برہم ویورت وغیرہ پُران۔

(۳) منوسمرتی کے وہ شلوک جن میں تحریف ہوئی ہے اور نیز منوسمرتی کے علاوہ تمام سمرتیاں۔

(۴) سارسوت۔ چندرکا۔ کومدی وغیرہ ویاکرن (علم صرف و نحو) کی غلط کتابیں۔

(۵) پورو میمانسا شاستر کے خلاف۔ نرنے سندھو وغیرہ کتابیں۔

(۶) ویشیشک اور نیائے شاستروں کے خلاف۔ ترک سنگرہ سے لیکر جاگدیشی تک تمام نیائے کی فرضی کتابیں۔

(۷) یوگ شاستر کے خلاف ہٹھ پردیپکا وغیرہ کتابیں۔

(۸) سانکھیہ شاستر کے خلاف سانکھ تتو۔ کومدی وغیرہ کتابیں۔

(۹) ویدانت شاستر کے خلاف ویدانت سار۔ پنچ دشی۔ یوگ واشسٹھ وغیرہ کتابیں

(۱۰) جیوتش۔ شاستر کے خلاف مُہورت چنتامنی وغیرہ کتابیں جن میں مہورت (ساعت) جنم پتر (زائچہ) اور پھلادیش (تقویم) وغیرہ کا بیان ہے۔

(۱۱) شروت سوتر کے خلاف سنتری کنٹھ کا۔ سنان سوتر۔ پرشسٹھ وغیرہ کتابیں جن میں منگل وغیرہ مہینوں اور ایکادشی وغیرہ تتھی (تاریخ) کے برت۔ کاشی (بنارس) وغیرہ مقام یا تیرتھ کی یاترا (زیارت)۔ نام رٹنے یا اشنان کرنے اور غیر ذی روح مورتی کو پوجنے سے مکتی ملنا یا پاپ سے چھوٹ جانا وغیرہ مہاتم لکھے ہیں۔

نیز پاکھنڈیوں اور سمپردائے (مت یا فرقہ) والوں کی بنائی ہوئی کتابیں اور وہ کتابیں اور گرنتھ جن میں ایشور کی ہستی سے انکار کیا گیا ہے۔ اِن سب کو ویدوں کے خلاف ہونے اور عقل و دلیل سے خارج ہونیکی وجہ سے نیک لوگوں کو نہیں ماننا چاہئے

سوال۔ اُن میں جہاں بہت سا جھوٹ ہے وہاں کسی قدر سچ بھی ہے اُسکو لینا چاہئے یا نہیں؟

جواب۔ ایسے سچ کی مثال زہر ملے کھانیکی مانند ہے یعنی جس طرح اہلِ بصارت زہر ملے کھانے کو خواہ

غیر مستند کتابوں کا جھوٹ

وہ امرت (آب حیات) کے برابر کیوں نہ ہو۔ امتحان کرتے پر بالکل چھوڑ دیتے ہیں اسی طرح غیر مستند کتابیں بھی قابلِ ترک ہیں۔ کیونکہ اگر اُن کو رواج دیا جائیگا تو ویدوں کے سچے مطالب کی اشاعت نہ ہوگی اور اُن کی اشاعت نہ ہونے سے جھوٹی باتیں شہرت پاکر جہالت کا اندھیرا چھا جائیگا اور جہالت کی تاریکی چھا جانے سے علم حقیقی مفقود ہو جائیگا۔

اب ہم تنتر[1] کی کتابوں کا جھوٹ ہونا ثابت کرتے ہیں۔

اِن کتابوں میں پنچ مکاروں (یعنی حرف "م" سے شروع ہونیوالی چیزوں) کے استعمال سے مکتی بتائی ہے اور اسکے خلاف کسی دوسرے طریق سے مکتی نہیں مانی جاتی۔ اِن کے مسائل یہ ہیں:—

" مدیہ (شراب)۔ مانس (گوشت)۔ مین (مچھلی)۔ مُدرا (کچوری پکوڑی یا اشارات مخفی) اور میتھن (زناکاری)۔ یہ پانچ مکار یعنی حرف "م" سے شروع ہونیوالی چیزیں یُگ یُگ میں موکش دینے والی ہیں"۔ [کالی تنتر]

" شراب پیوے۔ پھر پیوے اور پھر بھی پیوے۔ یہاں تک کہ زمین پر گر پڑے اور پھر اُٹھکر پیوے تو دوسرا جنم نہ ہووے"۔ [مہانروان تنتر]

" بھیروی چکر[2] میں آکر تمام ورن۔ دوِجاتی یعنی براہمن ہو جاتے ہیں اور بھیروی چکر سے نکلکر سب کے ورن اپنے اپنے جُدا ہو جاتے ہیں"۔ [کُلارنو تنتر]

" ایک ماں کو چھوڑ کر باقی سب سے ہمبستر ہو اور عضو مخصوص کو عورت کے اندام نہانی میں داخل کر کے ہوشیاری سے منتر کو جپے"۔ [گیان سنکلنی تنتر]

" ماں کو بھی نہ چھوڑے" [ماتنگی ودیا]

الغرض اسی قسم کی بہت سی بیہودہ اور بیجنی باتیں کم عقل۔ پاپی۔ بد اعمال اناڑیہ لوگوں نے عقل اور دلیل سے خالی اور ویدوں سے قطعی خلاف آنارش یعنی رشیوں کے اصول سے برعکس لکھی ہیں جنھیں نیک لوگوں کو ہرگز نہ ماننا چاہئے۔ شراب وغیرہ کے استعمال سے عقل وغیرہ میں فتور آکر مکتی تو حاصل نہیں ہوتی البتہ نرک تو ضرور مل سکتا ہے۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس مت کی اکثر باتیں مشہور ہیں۔

اسی طرح برہم ویورت وغیرہ کتابوں جن کا نام غلطی سے پُران پڑ گیا ہے اور جو دراصل بُرائی کی بجائے

[1] تنتر کی کتابیں وام مارگیوں یا شاکتوں کی مت کی کتابیں ہیں۔ یہ لوگ عورتوں کو ننگا کھڑا کرکے اسکے اندام نہانی کی پوجا کرتے ہیں۔ اسی طرح ایک مرد کو ننگا کرکے اسکے عضو مخصوص کو عورتیں پوجتی ہیں عورت کو دُرگا اور مرد کو بھیروں کہتے ہیں۔ مترجم

[2] بھیروی چکر وام مارگیوں کے جلسہ کا مکان ہوتا ہے جس میں وہ ننگے مرد عورت کی پوجا کرتے ہیں۔ مترجم

بالکل نئی اور جھوٹی کتابیں ہیں۔ بہت سی سراپا لغو کتھائیں لکھی ہیں۔ یہاں اُن میں سے بطور "مشتے نمونہ از خروارے" چند کتھائیں لکھی جاتی ہیں۔ چنانچہ ایک کتھا لکھی ہے کہ :۔

تلازمات وید کی غلط فہمی سے پرانوں کی گپیں

"پرجاپتی برہما جو چار مُنہہ والا آدمی تھا اپنی بیٹی سرسوتی کے پاس بہ نیت بد گیا"

یہ کہانی بالکل جھوٹ ہے۔ کیونکہ یہہ کتھا نہیں ہے۔ بلکہ روپک النکار یعنی تلازمہ ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ سوِتا یعنی سورج کو پرجاپتی کہتے ہیں اور صبح کی شفق (اُشا) اُس کی دختر کی مثال ہے۔ کیونکہ جو شئے کسی سے پیدا ہوتی ہے وہ اُس کی اولاد کی مثال ہوتی ہے اور وہ خود بمنزلہ اُسکے باپ کے ہوتا ہے۔

تلازمۂ آفتاب و شفق

(اسی بنا پر یہہ تلازمہ باندھا گیا ہے) وہ باپ (سورج) روہتا یعنی سُرخی نما شفق میں جو بمنزلہ اُس کی دختر کے ہے بکمالِ سرعت اپنی کرنوں سے حلول کرتا ہے اور اس طرح شفق میں سورج کی حلول کرنے سے سورج کی روشنی یا دِن جو بمنزلہ اُسکے فرزند کے ہے پیدا ہوتا ہے۔ اِس فرزند یعنی روشنی یا دِن کی ماں اُشا (شفق) اور باپ سورج ہے۔ گویا اُشا (شفق) کے بطن سے جو سورج کی دختر کے بمنزلہ ہے سورج کی کرن صورتِ نطفہ سے اُسکا فرزند یعنی دِن پیدا ہوتا ہے۔ علی الصباح یعنی پانچ گھڑی (دو گھنٹہ) رات رہے سورج کے برآمد ہونے سے پیشتر کسی قدر سُرخی نمایاں ہو جاتی ہے اُسے اُشا (شفق) کہتے ہیں اُس وقت باپ (سورج) اور بیٹی (شفق) کے اتصال سے خوشنما روشنی مثل فرزند پیدا ہوتی ہے جس طرح ماں باپ سے اولاد پیدا ہوتی ہے اُسی طرح یہاں بھی سمجھنا چاہئے"۔ [ایتریہ براہمن پنچکا ۳۔ کنڈکا ۳۳ و ۳۴]

"پرجاپتی سے تیز رفتار یا کشش کرنے والا اور نہایت عظیم الشان سُورج مُراد ہے"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۷۔ کنڈکا ۴]

بادل اور زمین کا تلازمہ

"بادل اور زمین کا بھی باپ بیٹی کا تعلق ہے۔ کیونکہ بادل یعنی پانی[۱] سے زمین کی پیدائش ہوتی ہے۔ اسلئے زمین بمنزلہ اُس کی دختر کے ہے۔ بادل اُس میں باراں صورتِ نطفہ ڈالتا ہے۔ پانی پڑنے سے زمین بارور ہوتی ہے اور اُس سے نباتات وغیرہ بمنزلہ اولاد پیدا ہوتی ہے۔ (یہ بھی ایک تلازمہ ہے)"۔ [نرکت ادھیائے ۴۔ کھنڈ ۲۱]

اس بارہ میں وید کا حوالہ بھی درج کیا جاتا ہے :۔

"روشنی (سُورج) میرا پتا یعنی مُحافظ ہے۔ اُس سے تمام کاروبار انجام پاتے ہیں۔ یہاں سورج اور زمین

---

[۱] پانی اور زمین کے درمیان باپ اور بیٹی کا رشتہ ایک قدرتی خیال ہے اور ساتھ ہی یہ خیال دیگر اُنکو خاوند بیوی کہنے بھی بیجا نہیں چنانچہ اس مثال کی مصر کے دیوتاؤں آئسس (Isis.) اور اوسرس (Osiris) میں موجود ہے یعنی آئسس سے مصر کی زمین مُراد ہے اور اوسرس سے دریائے نیل مُراد ہے جسکو مصر کا خاوند خیال کیا جاتا ہے۔ مُترجم۔

تلازمہ آفتاب و زمین

کا باہمی تعلق ہے۔ زمین ماتا یعنی جائے قیام ہے۔ زمین اور سورج یا زمین اور بادل چادر چھت اور چاندنی یا دو بالمقابل کھڑی ہوئی فوجوں سے مشابہ ہیں (یہ محض ایک تلازمہ ہے) بادل جو بمنزلہ باپ ہے زمین میں جو بمنزلہ دختر ہے۔ آب باراں صورت حمل کو قایم کرتا ہے۔ (اسکو تلازمہ تصور کرنا چاہیئے)"۔
[رگ وید۔ منڈل ۱۔ سوکت ۱۶۴۔ منتر ۳۳]

مندرجہ ذیل منتر میں بھی یہی تلازمہ ہے۔
"دِدھی یعنی سورج جو بمنزلہ باپ ہے شفق میں جو بمنزلہ اُس کی دختر کے ہے۔ کرن صورت نطفہ سے حمل قائم کرتا ہے جس سے دن جو اُسکے فرزند کی مثال ہے پیدا ہوتا ہے" [رگوید۔ منڈل ۳۔ سوکت ۳۱۔ منتر ۱]
اس طرح نرکت اور برہمن میں نہایت عمدہ تلازمہ باندھا ہے جو ایک امر واقعی کا بیان ہے مگر برہم وَیوَرت وغیرہ میں اسی کو غلط فہمی سے جھوٹی کہانی کی صورت میں بیان کیا ہے جسکو ہرگز نہ ماننا چاہیئے ایک اور کہتا ہے کہ "اندر دیوراج نام ایک آدمی تھا اُسنے گوتم کی عورت سے زنا کیا جسپر گوتم نے بددعا (شاپ) دی کہ "تو ہزار بھگ[1] والا ہو جائے۔ اور اَہلیا (اپنی عورت) کو یہہ بددعا دی کہ تو پتھر کی سِل بن جائے۔ پھر رامچندر کی خاک پا کے چھونے سے اہلیا کی بددعا دور ہو گئی"۔ یہ کتھا بھی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اس میں تلازمہ ہے۔ اندر سے پُرحرارت آفتاب مراد ہے جو روئے زمین کی تمام چیزوں کو روشن کرتا ہے۔ چونکہ سورج اعلیٰ درجہ کی قوت کا مخزن یا سرچشمہ ہے

سورج اور رات کا تلازمہ

اسلئے اُسکا نام اِندر ہے۔ سورج اَہلیا (رات) کا جار (زائل کرنیوالا) ہے۔ اَہلیا (رات) سوم (چاند) کی عورت ہے۔ چاند کا نام گوتم ہے۔ لفظ گوتم کے معنے چلنے والا یا گورا (الالرفام) ہیں اسلئے گوتم سے چاند مراد ہے۔ چاند اور رات کا مرد و عورت کا رشتہ ہے۔ رات کو اہلیا اسلئے کہتے ہیں کہ اُس میں آہر (دن) لَے (زائل یا ختم) ہو جاتا ہے۔ پس اہلیا سے رات مراد ہے۔ چاند تمام جانداروں کو سرور و راحت بخشتا ہے اور اپنی بیوی یعنی رات کو مسرور کرتا ہے۔ اِندر (سورج) گوتم (چاند) کی بیوی اَہلیا (رات) کا جار (فنا کرنیوالا) کہلاتا ہے۔ لفظ جار کے معنی جرا بڑھاپا یا فنا کرنیوالا ہیں اسلئے سورج رات کا فنا کرنے والا ہے۔ لفظ "جار" "جرِیُش" مصدر سے نکلتا ہے جسکے معنے عمر گھٹانا ہے۔ چونکہ اندر یعنی سورج رات کی عمر کو گھٹاتا ہے اسلئے اسکو جار سمجھنا چاہیئے۔ چنانچہ اس بارہ میں حسب ذیل حوالے لکھے جاتے ہیں۔
"جب چاند برآمد ہوتا ہے تو اپنے قدوم میمنت لزوم سے اہلیا کو سرور بخشتا ہے اور سورج اُس اہلیا کا

---

[1] بھگ عورت کے اندام نہانی کو کہتے ہیں۔ مترجم۔

جار یعنی فنا کرنے والا ہے" [شت پتھ براہمن کانڈ ۳- ادھیائے ۳- براہمن ا- کنڈکا ۱۸]

"رییت سی سوم (چاند) مراد ہے" [ایضاً براہمن ۵- کنڈکا ا]

"سورج کے نکلنے پر رات چھپ جاتی ہے" [نرکت ادھیائے ۱۲- کھنڈ ۱۱]

"سورج کی کرنوں سے روشنی پانے والے چاند کو گور (لالہ فام) کہتے ہیں" [نرکت ادھیائے ۲- کھنڈ ۶]

"سورج کو جار کہتے ہیں کیونکہ وہ رات کا زوال (جرا) کرتا ہے" [نرکت ادھیائے ۳- کھنڈ ۱۶]

"اندر سورج کو کہتے ہیں جو سب کو حرارت پہنچاتا ہے" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱- ادھیائے ۶ براہمن ۴- کنڈکا ۱۸]

اس طرح جو پر چھنست تلازمے سچے شاستروں میں سچے علوم کے اصول کو واضح کرنے کے لئے لکھے ہیں ان کو نئی کتابوں میں بگاڑ کر بالکل لغو کہانیوں کی شکل میں بیان کیا ہے جنھیں کسی کو نہ ماننا چاہئے اس قسم کی اور بھی کتھائیں مشہور ہیں۔

چنانچہ ایک اور لکھا ہے کہ اندر نام ایک دیوتاؤں کا راجہ تھا اسکا توشٹا کے بیٹے ورتراسر کیساتھ سنگرام (جنگ) ہوا۔ ورتراسر نے اندر کو نگل لیا۔ جس سے دیوتاؤں کو بڑا خوف پیدا ہوا اور انھوں نے وشنو سے فریاد کی۔ وشنو نے ان کو یہہ تدبیر بتلائی کہ میں سمندر کے اندر داخل ہوتا ہوں پھر جو سمندر کے جھاگ اٹھیں گے ان سے یہہ ورتراسر فنا ہو جائیگا" اس قسم کی بے سروپا پاگلوں کی سی باتیں نام کے پرانوں مگر اصل میں نئی کتابوں میں لکھی ہیں۔ دانشمند اور نیک لوگوں کو انھیں ہرگز نہ ماننا چاہئے کیونکہ ان کہانیوں میں تلازمہ ہے۔ چنانچہ اس کی اصلیت یہہ ہے:-

سورج اور بادل کا تلازمہ

"میں اندر یعنی سورج یا پرمیشور کی قوت اور جلال کو بیان کرتا ہوں جن میں سے اول سورج کا وجر یعنی روشنی اور انیشور کی قوت ہے اس (سورج) نے اہی یعنی بادل کو مار گرایا اور اسکو مار کر زمین پر پھیلا دیا۔ اس سے زمین پر پانی پھیل پڑا۔ اور ندیاں پانی کے زور سے ٹوٹ پڑیں اور پانی کنارے توڑ کر بہہ نکلا۔ ندیاں میگھ یعنی پہاڑ سے نکلتی ہیں اور بادل کا پانی جو انترکش (خلا) کے اندر سے ٹوٹ کر گرتا ہے وہ ورتر (بادل) کا جسم شکستہ ہے" [رگوید- منڈل ا- سوکت ۳۲- منتر ا]

"وجر ویریہ یعنی قوت کا مترادف ہے" [شت پتھ براہمن کانڈ ۷- ادھیائے ۴]

اس سے آگے جسقدر منتروں کا ترجمہ کیا ہے اس میں اختصار کا خیال رکھا گیا ہے

"توشٹا (سورج) نے اہی (بادل) کو مار گرایا اور اس اہی یا ورتراسر یعنی بادل کو مارنے کے لئے

سورج اور بادل کی لڑائی اور سورج کی فتح

بادلوں میں رہنے والی پر نور اور اپنی کرنوں سے پیدا ہونے والی بجلی کو کڑکایا جس سے ورتراسر (بادل) پاش پاش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ زمین پر گرنے کے بعد وہی پانی کے

کے ذریعہ پھر بخارات بنکر آکاش کو چڑھے اور پانی پھیلتا اور اُمنڈتا ہوا سمندر کی طرف اِس طرح تیزی کر چلا جس طرح گائے اپنے بچھڑے کے پیچھے بھاگا کرتی ہے۔ ورِتراسُر (بادل) کا جسم پانی ہی سے بنا ہے اور اُس ورِتر یعنی مجموعۂ آب کے زمین پر گرنے سے سورج کو فتح و شادمانی اور مدح و تعریف حاصل ہوتی ہے" [رگوید منڈل ۱ - سوکت ۳۲ - منتر ۲]

"لفظ آہی میگھ یعنی بادل کا مترادف ہے" [نگھنٹو - ادھیائے ۱ - کھنڈ ۱۰]

"اِندر یعنی سورج وجر یعنی نہایت تیز بجلی یا کرنوں سے نہایت زبردست بادل کو شکستہ بازو یا پاش پاش کر کے مار گراتا ہے" [رگوید منڈل ۱ - سوکت ۳۲ - منتر ۵]

"اِندر (سورج) ورِتر (بادل) کا دشمن یا مارنیوالا اور فنا کرنے والا ہے۔ یہ اہلِ لغت کی رائے ہے اور اہلِ روایت توشٹا اور اسُر کو سورج اور بادل کہتے ہیں۔ لفظ ورِتر ورِ نوتی (قبول کرتا ہے) اور ورتتی (موجود ہے) یا وردھتی (بڑھتا یا پھیلتا ہے) سے بنتا ہے" [نِرُکت ادھیائے ۲ - کھنڈ ۱۷]

"وہ آہی (بادل) وجر (سورج کی کرنوں) سے شکستہ بازو یا پاش پاش ہو کر اس طرح زمین پر گرتا ہے جس طرح کسی انسان کے اعضاء کو تلوار سے کاٹ کاٹ کر گرا دیتے ہیں سورج اسکو شکستہ دست و پا کر کے زمین پر گرا دیتا ہے اور بادل کو مار کر زمین پر سُلا دیتا ہے" [رگوید منڈل ۱ - سوکت ۳۲ - منتر ۷]

ویدوں میں لُنگ (ماضی قریب) - لنگ (ماضی بعید) - اور لِٹ (ماضی مطلق) سب لنگ کے معنی دیتے ہیں۔ نگھنٹو میں ورِتر کو بادل کا مترادف بتایا ہے اور چونکہ اِندر (سورج) اسکا شترو (دشمن یا فنا کرنیوالا) ہے اسلئے اُسکو اِندر شترو بھی کہتے ہیں۔ توشٹا سورج کا نام ہے اور اسُر یعنی بادل اُسکی اولاد کی مثال ہے۔ کیونکہ سورج کی کرنوں سے پانی کے بخارات ہلکے ہو کر اوپر چڑھتے ہیں اور وہاں باہم ملکر بادل بن جاتے ہیں اُس وقت اُن کی اصطلاح اسُر ہوتی ہے۔ پھر سورج اُن کو مار کر زمین پر لٹا دیتا ہے۔ اور اُسکے زمین پر گرنے سے ندیاں چلتی ہیں۔ پھر وہ سمندر کو اپنا مسکن بنا کر رہتا ہے اور پھر دوبارہ اوپر چڑھتا ہے اور سورج اسکو پھر مار گراتا ہے۔ ورِتر کے معنی قبول کرنے کے لائق ہیں چونکہ بادل چھائے ہوئے ہوتے ہیں اور ہر وقت آکاش میں موجود رہتے ہیں اور پھیلے ہوئے رہتے ہیں۔ اسلئے اُن کو ورِتر کہتے ہیں۔ اس مضمون کے منتر ویدوں میں بہت سے آتے ہیں۔

"بادل کے جسم میں پانی بھرا ہوا نہایت سیاہ معلوم ہوتا ہے۔ سورج بادل کو زمین پر گرا دیتا ہے اور بارش کا پانی زمین پر لیٹے پاؤں پسار کر سو جاتا ہے" [رگوید منڈل ۱ - سوکت ۳۲ - منتر ۱۰]

"بادل ہزار گوناگوں شکلیں بنا کر منڈلاتا اور اُمنڈ اُمنڈ کر آتا ہے اور بجلی بھی کڑکتی ہے۔ مگر یہ اِندر (سورج

پر غالب نہیں آسکتے۔ بادل اور سورج دونوں کے درمیان لڑائی گرم ہوتی ہے۔ جب بادل غالب ہوتا ہے تو سورج کی روشنی کو دبا لیتا ہے اور جب سورج کی حرارت کی فوج زوروں پر آتی ہے تب وہ بادل کو ہٹا دیتی ہے اور سورج بادل پر فتحیاب ہوتا ہے۔ آخر کار بادل شکست کھاتا ہے اور فتح سورج کے ہاتھ رہتی ہے۔"

[ایضاً منتر ۱۳]

"بادل اس تمام عالم پر چھایا ہوا سوتا ہے اسی وجہ سے اسکا نام ورترہے۔ یعنی جو زمین اور سورج کے درمیان تمام خلا میں سمایا ہوا یا پھیلکر سویا ہوا ہے اسکو ورتر کہتے ہیں۔" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱ براہمن ۳۔ کنڈکا ۴]

"اس ورتر (بادل) کو اندر (سورج) نے مار گرایا۔ سورج سے مضروب بادل پاش پاش ہوکر زمین پر گر پڑا۔ لکڑی اور گھاس پات وغیرہ کے سڑنے سے بدبو پیدا ہوتی ہے۔ بادل آکاش کے اندر قائم ہوکر چاروں طرف پانی برساتا ہے اور سورج سے مضروب ہوکر ہی ورتر (بادل) سمندر میں پہونچکر ہیبت ناک بن جاتا ہے۔ سمندر میں بھرا ہوا پانی بڑا خوفناک معلوم ہوتا ہے۔ بادل سے گرا ہوا پانی ندیوں یا سمندر میں پہونچکر یا زمین پر پھیلا ہوا سورج کی حرارت سے اوپر انترکش (خلا بالائے زمین) میں پہونچتا ہے اور پھر برستا ہے اور اسی سبب ذریعہ گھاس وغیرہ نباتات پیدا ہوتی ہیں۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۵]

"اہل لغت تین دیوتا مانتے ہیں۔ ایک آگ جو زمین پر پائی جاتی ہے۔ دوسرے ہوا یا اندر (بجلی) جو انترکش (خلا بالائے زمین) میں رہتی ہے اور تیسرے سورج جو چشمۂ نور اور آکاش میں قائم ہے۔"

[نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۵]

اس طرح سچے شاستروں (علمی کتابوں) میں نہایت عمدہ تلازمے پائی جاتی ہیں جو نہایت معقول اور سراسر راست ہیں مگر برہم ویورت وغیرہ نئی کتابوں میں جن کو فرضی طور پر پران کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے۔ اسکے برعکس لغو کہانیاں لکھی ہیں جنھیں نیک لوگوں کو ہرگز نہ ماننا چاہئے۔

اسی طرح نئی کتابوں (پرانوں) میں دیو اسُر کی لڑائی کا قصہ کئی طرح پر پایا جاتا ہے جو بالکل غلط ہے۔ جنگ دیو اسُر کا تلازمہ دانشمند لوگوں بلکہ کسیکو بھی انھیں نہ ماننا چاہئے۔ کیونکہ دیو اسُر کی لڑائی بھی ایک تلازمہ ہے۔ دیو اور اسُر باہم برسر جنگ رہتے ہیں۔" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۳۔ براہمن ۹۔ کنڈکا ۱]

اب یہ بیان کرتے ہیں کہ دیو کون ہیں اور اسُر کون؟

"عالموں ہی کو دیو کہتے ہیں" [شت پتھ براہمن کانڈ ۳۔ ادھیائے ۷۔ براہمن ۶۔ کنڈکا ۱۰]

یعنی بالیقین عالم ہی دیوتا ہیں اور اس کے برعکس جاہل اسُر ہیں۔ دیو صاحب علم اور روشن عقل ہوتے

ہیں اور اسُر جاہل علم سے بے بہرہ اور جہالت کی تاریکی میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان دونوں کی باہم ان بن رہتی اور اسی کو دیواسُر سنگرام یعنی عالم و جاہل کی نا اتفاقی کہتے ہیں۔

"دُنیا میں دو ہی چیزیں ہیں تیسری نہیں ہے یا سچ ہے یا جھوٹ۔ جن میں سچ ہے وہ دیو اور جن میں جھوٹ ہے وہ منشیہ کہلاتی ہیں۔ جو انسان یہ عہد کرتا ہے کہ میں جھوٹ کو چھوڑ کر سچ اختیار کرتا ہوں وہ گویا انسان سے دیو بن جاتا ہے۔ بالیقین جو شخص سچ بولتا ہے وہی دیوتا کے عہد پر چلتا ہے اور جو راستی اختیار کرتا ہے وہی نیک نام پاتا ہے۔ جو عالم راستی شعار ہوتا ہے وہ انسانوں کے درمیان دیوتا ہے۔"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۔ ادھیائے ۱۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۴ و ۵ و ۷]

جو انسان سچ بولنے سچ کو ماننے اور سچ ہی پر عمل کرنے والے ہیں وہ دیو یعنی دیوتا ہیں اور جو جھوٹ بولنے جھوٹ کو ماننے اور جھوٹ ہی پر عمل کرنے والے ہیں وہ انسان اسُر ہیں اُن کے مابین بھی ہمیشہ ایک قسم کی ان بن رہتی ہے۔

"انسان کے من (دل) کو دیو کہتے ہیں اور پران (نفس) کو اسُر کہتے ہیں۔ اُن کی بھی آپس میں جنگ ہے دل علم و معرفت کے زور سے پران (نفس) کو زیر کرتا ہے اور جب پران زور پر آتا ہے تو دل کو دبا لیتا ہے۔ گویا ان میں بھی ایک قسم کی لڑائی رہتی ہے۔ ایشور نے پرکاش (نور) سے دیووں یعنی من (دل) سمیت چھ اندریوں (قوائے احساس باطنی) کو پیدا کیا۔ اسی وجہ سے وہ روشنی کرنے والے یعنی علم و احساس کا ذریعہ ہیں اور اندھکار (ظلمت) یعنی مٹی وغیرہ سے اسُروں یعنی پانچ کرم اندریوں[۱] (قوائے احساس خارجی) اور پران (نفس) کو پیدا کیا۔" [نرکت ادھیائے ۳۔ کھنڈ ۸]

"ان دونوں یعنی روشنی اور تاریکی پیدا کرنے والی قوتوں کے اختلاف کی وجہ سے ہمیشہ ایک قسم کی [illegible] جاری رہتی ہے۔" [نرکت ادھیائے ۱۰۔ کھنڈ ۳۴]

"جب پرمیشور نے پیدائش عالم کا ارادہ کیا تو آگ کی حالت علت صورت [illegible] اجرام کو علمی اوصاف اور فعل سے وابستہ پیدا کیا۔ انہیں کو دیو کہتے ہیں۔ یہ روشن اجرام پرمیشور کے [illegible] روشنی دیتے ہیں۔ ان کو دیوتا اسوجہ سے کہتے ہیں کہ وہ آکاش میں اپنے نور و تجلی سے قائم [illegible] بعد ازاں ایشور نے حادث پران (نفس) اور ہوا اور زمین وغیرہ کے کُرے پیدا کیے اور انہی [illegible] غیر روشن کُروں کو پیدا کیا۔ ان کُروں میں مٹی سے نباتات وغیرہ پیدا ہوتی ہے۔ ان دونوں [illegible] محسوس یعنی روشن و غیر روشن کا باہم اختلاف ہے۔ گویا ان دونوں کے درمیان ایک قسم کا [illegible]

[۱] کرم اندریوں سے وہ قوتیں مراد ہیں جن سے کل حرکات خارجی یا افعال ظاہری انجام پاتے ہیں۔ مترجم۔

اُسی کو دیواسُر یدھ یعنی اجرام کی کشمکش کہتے ہیں۔ علیٰ ہٰذا نیک نہاد انسان کو دیوا اور بدنہادوں کو اسُر کہتے ہیں۔ اِن کے مابین بھی باہمی اختلافِ طبع کی وجہ سے ہمیشہ ایک قسم کی لڑائی جاری رہتی ہے۔ اسلئے یہ بھی دیواسُر سنگرام یعنی نیک و بد کی آن بن ہے۔ اسکے علاوہ دِن کو دیوا اور رات کو اسُر کہتے ہیں۔ اِن کی باہمی بھی باہمی تفرقہ ہونیکی وجہ سے ایک قسم کی جنگ جاری ہے"۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۱- ادھیائے ۱- براہمن ۶- کنڈکا ۷ لغایت ۱۲]

"یہ دونوں (دیوا اور اسُر) مالک و محافظِ کائنات پرمیشور کے نزدیک فرزند کی مثال ہیں اور اسی وجہ سے وہ دونوں پرمیشور کے پیدا کئے ہوئے سامان کے حقدار یا وارث ہیں"۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱- ادھیائے ۷- براہمن ۵- کنڈکا ۲۲]

ان میں سے اسُر یعنی پران (نفس) وغیرہ بڑے ہیں کیونکہ وہ ہوا سے پیدا ہوتے ہیں اور ہوا سے ہی پیدا ہوتے ہیں اور دیوؤں سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ چنانچہ سب انسان پیدا ہونے پر پرانوں والے ہوتے ہیں بعد میں عالم ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں آگ ہوا کے بعد پیدا ہوئی ہے اور اندریاں (آلاتِ احساس) پرکرتی (مادہ کی حالتِ اولیں) سے پیدا ہوئی ہیں۔ اسلئے اسُر (عمر کے لحاظ سے) بڑے ہیں اور دیو چھوٹے ہیں۔ دوسری صورت میں سورج وغیرہ دیوتا بڑے ہیں اور راہن وغیرہ اسُر چھوٹے ہیں اور ان دونوں کو محافظِ مخلوقات پرمیشور نے پیدا کیا ہے۔ اسلئے اُن کو پرمیشور کی اولاد یا مخلوقات سمجھنا چاہئے۔ ان کے درمیان بھی ایک قسم کی جنگ رہتی ہے۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴- ادھیائے ۱- براہمن ۲- کنڈکا ۱۲]

"جو تن پرور خود غرض دغا باز ستمگار ہوتے ہیں اُن شخصوں کو اسُر کہتے ہیں اور جو دوسروں کی بھلائی کیلئے دوسروں کا دُکھ دور کرنیوالے ہیں۔ نیک اور دھرم کے پابند انسان ہوتے ہیں اُن کو دیو کہتے ہیں۔ یہ دونوں بھی باہم اختلافِ طبع کی وجہ سے برسرِ جنگ رہتے ہیں"۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۰- ادھیائے ۵- براہمن ۶- کنڈکا ۲۰]

"پران (نفس) کو دیو کہتے ہیں"۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۶- ادھیائے ۲- براہمن ۳- کنڈکا ۱۵]

"یا پران (نفس) ہی اسُر ہے اور اسی کی یہ ریاکاری ہے"۔ [ایضاً- ادھیائے ۲- براہمن ۴- کنڈکا ۴]

اسی قسم کے اختلافاتِ قدرت کا نام دیواسُر سنگرام ہے۔ ان بیانات کو اہلِ علم و معرفت سے پوشیدہ رکھا گیا پیچھے شاستروں (علمی کتابوں) میں درج اور سراسر راست ہیں۔ آجکل کی پران اور تنتر وغیرہ کی اور بیہودہ کتابوں میں جھوٹا قصہ بنا کر لکھا ہے۔ عالموں کو چاہئے کہ ان جھوٹے افسانوں کو ہرگز نہ مانیں۔

کشیپ رشی کی کتھا کی اصلیت

اسی طرح کشیپ اور گیا وغیرہ تیرتھوں کی کتھا برہم ویورت وغیرہ کتابوں میں ہے جو ویدوں اور سچے شاستروں سے سراسر خلاف ہے۔ مثلاً لکھا ہے کہ کشیپ رشی مریچ رشی کا بیٹا تھا اُسکے ساتھ دکش پرجاپتی نے اپنی تیرہ لڑکیوں کا بیاہ کر دیا۔ اُن میں سے دِتی سے دَیت اَدِتی سے آدِتیہ۔ دنُو سے دانو۔ کدرا سے سانپ۔ ونتا سے پرند پیدا ہوئے۔ اور اسی طرح کسی سے بندر کسی سے ریچھ کسی سے درخت اور کسی سے گھاس وغیرہ پیدا ہوئی۔" اس قسم کی سخت جہالت سے بھری ہوئیں اور عقل و دلیل سے خالی۔ علم و عقل سے خلاف ناممکن اور لایعنی کتھائیں لکھی ہیں۔ ان کو بھی لغو سمجھنا چاہئے اصل بات یہ ہے کہ

"چونکہ اس تمام عالم کو پرمیشور نے بنایا ہے اسلئے اسکو کورم کہتے ہیں اور کشیپ کورم کا مترادف ہی۔ اسلئے کشیپ پرمیشور ہی کا نام ہے۔ اس تمام مخلوقات کو اسی کشیپ یعنی پرمیشور نے پیدا کیا ہی۔ اسلئے اس تمام مخلوقات کو کاشیپیہ کہتے ہیں" [شت پتھ براہمن کانڈ ۷۔ ادھیائے ۵۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۵]

علاوہ ازیں نرکت میں لکھا ہے کہ۔

"کشیپ پشیک سے بدلکر بنتا ہے" [نرکت ادھیائے ۲۔ کھنڈ ۲]

"پشیک دیکھنے والے کو کہتے ہیں اسلئے علیم کل اور بصیر کل پرمیشور کا نام پشیک ہی۔ چونکہ ایشور نہایت لطیف سے لطیف اشیاء کو بخوبی اور بے شک و شبہ جانتا اور دیکھتا ہے اسلئے اُسکو پشیک کہتے ہیں۔ اوّل اور آخر کے حروف کو باہم بدلکر پشیک سے کشیپ۔ ہنس سے سنہہ اور کرتَ سے ترکہ بنا لیتے ہیں۔" اس بارہ میں مہابھاشیہ کی شہادت موجود ہے (دیکھو مہابھاشیہ کی شرح "ہنس ورت" ہے یہ ورت) हंस वरट اسلئے مخلوقات کا نام کاشیپیہ ہونا بخوبی ثابت ہے۔

اب اس بات پر بحث کی جاتی ہے کہ گیا میں شرادھ کرنیسے کیا مراد ہے؟۔

گیا شرادھ کی حقیقت اصلی

"پران ہی طاقت ہے اور طاقت ہی اوج و اقبال ہے۔ پران میں سچائی اور علم و معرفت الٰہی قائم ہے اور اُسی مقام پر ایشور کا وصال ہوتا ہے کیونکہ پرمیشور کا نام بھی پران ہے گایتری بھی برہم وِدیا (علم الٰہی) میں شامل ہے اور علم و معرفت میں ممتاز ہے۔ گایتری کو گیا کہتے ہیں اور پران (نفس) کو بھی گیا کہتے ہیں اُس گیا میں شرادھ کرنا چاہئے یعنی گیا (پران النفس) کو اندر شردھا (صدق دل) سے بطریق سمادھی (مراقبہ) پرمیشور کے ملنے کی نہایت خواہش اور شوق رکھنے والے جیو کو قائم ہونا چاہئے یہی شرادھ کا منشاء ہے۔ جو گیا یعنی پران (نفس) کو پار اتارے اُسے گایتری کہتے ہیں"

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۴۔ ادھیائے ۸۔ براہمن ۱۔ کنڈکا ۶]

"گیہ اولاد کا مترادف ہے"۔ [نگھنٹو ادھیاے ۳ - کھنڈ ۳]

گویا بچے اولاد کو عمدہ تعلیم و تربیت دینا اور سچے دل سے اس کی بہبودی چاہنا سب کا فرض ہے۔ ان باتوں میں شردھا (اعتقاد) رکھنی اور علم کو حاصل کرنے سے وشنو پد یعنی موکش کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ لفظ وشنو کیا مراد ہے

اور گیا کی نسبت غلط فہمی کی وجہ سے بہت کچھ اختلاف معنی واقع ہو گیا ہے۔ چنانچہ گدھ ویش (ملک بہار) میں سنگ تراشوں نے ایک پتھر پر انسان کے پاؤں کا نشان کندہ کر رکھا ہے جسکا نام خود غرض پیٹ کے بندوں نے وشنو پد رکھ چھوڑا ہے اور اسی مقام کو گیا کہتے ہیں۔ یہ سب لغو ہے۔ کیونکہ وشنو پد موکش (نجات) کا نام ہے اور نیز پران (نفس) گرہ (گھر) اور پرجا (اولاد) کا مترادف بھی ہے۔ لوگوں کا خیال اس لفظ کی نسبت محض غلط ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

"وشنو یعنی محیط کل پرمیشور نے اس تمام کائنات کو تین قسم کا بنایا ہے اور پاد یعنی پرکرتی (مادہ کی حالت اولیں) اور پرمانو (ذروں) وغیرہ اور نیز اپنی قدرت سے اس تمام عالم کو اور اسکے اندر جسقدر موجودات ہے اس تمام کو تین حالتوں یا درجوں میں قائم کیا ہے یعنی جسقدر کثیف یا ثقیل اور غیر روشن عالم ہے اس تمام کو زمین پر قائم کیا ہے اور جسقدر ہلکا یا لطیف مثل ہوا اور ذرے وغیرہ ہیں وہ سب انترکش (خلا بالاے زمین) میں قائم ہیں اور جسقدر پرنور و روشن مثلاً سورج۔ گیان اندریہ (قواے احساس باطنی) اور جیو (ارواح) وغیرہ ہیں اُن سب کو پرنور آکاش یا روشنی یا حرارت میں قائم کیا ہے۔ اس تین قسم کے عالم کو ایشور نے بنایا ہے۔ اُن میں جسقدر غیر ذی شعور اور علم و احساس سے معرا کائنات ہے اسکو بشکل ذرات انترکش (خلا بالاے زمین) میں قائم کیا ہے یعنی تمام کرے انترکش (خلا) کے اندر قائم ہیں پرمیشور کا یہ کام قابل تحسین اور شکر کے لائق ہے"۔ [یجروید - ادھیاے ۵ - منتر ۱۵]

اسی منتر کے اصلی معنی کو نہ سمجھکر غلط فہمی سے فضول بیہودہ کہانی گھڑ لی۔ لفظ وشنو سے محیط کل پرمیشور مراد ہے جو تمام کائنات کا بنانیوالا ہے۔ اسکا نام پوشا بھی ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں نرکت کا مصنف لکھتا ہے کہ

"پوشا اُسے کہتے ہیں جو سب جگہ محیط ہو اُسی کو وشنو کہتے ہیں۔ لفظ وشنو وشتی विशति (سرایت کرتا ہے) سے بنتا ہے۔ یعنی جو تمام ساکن و متحرک کائنات میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور ہر جگہ موجود یا حاضر و ناظر اور غیر مجسم ہونیکی وجہ سے سب کے اندر سمایا ہوا ہے۔ اُسی ایشور کو وشنو کہتے ہیں اس بارہ میں مندرجہ ذیل رچا[۱] یعنی منتر شاہد ہے"۔ [نرکت ادھیاے ۱۲ - کھنڈ ۱۷]

---

[۱] اس مقام پر جس رچا کا نرکت کے مصنف نے حوالہ دیا ہے وہ یجروید کے ادھیاے ۵ کا پندرھواں منتر ہے جسکا ترجمہ اوپر کیا جا چکا ہے۔ مترجم۔

پاپک آچاریہ جی اِ س منتر کی شرح اس طرح کرتے ہیں کہ

" جسقدر یہہ کائنات موجود ہے۔ اُس تمام کو وِشنُو یعنی مُحیطِ کُل ایشور نے اپنی صنعت کاملہ سے بنایا ہے اور تین قسم کے عالم کو (جسکی تشریح اوپر کی گئی ہے) اُسی ایشور نے قایم کر رکھا ہے۔ وِشنُو پد یعنی کوشش کو حاصل کرنے کے لئے جیو اور پران زینہ ہیں۔ جس طرح انسان کا سب سے عمدہ عضو پر کرتی سے بنا ہوا سر ہے۔ اُسی طرح ایشور کی قدرت جیو اور پران کے طبقاتِ اعلیٰ میں قائم ہے۔ چونکہ ایشور کی قدرت غیر مُستنا ہی ہے اسلئے وہ جیو اور پران کے اندر بھی موجود ہے اور چونکہ یہہ سب اُس ایشور کی قدرت سے قائم ہیں اسلئے ایشور کا نام وِشنُو پد ہے۔ یہہ تمام عالم مُحاط و محدود اُس مُحیطِ کُل پرمیشور کی ذات میں قائم ہے۔ انترکش (خلا بالائے زمین) میں جسقدر عالم ذرّوں کی حالت میں موجود ہے وہ آنکھ سے نظر نہیں آتا۔ تمام موجوداتِ ظاہری انھیں ذرّوں سے اتصال پاکر حالتِ محسوس میں آتی ہے اور تمام کائنات عالمِ شہود میں آکر پھر (پرلے کے وقت) اُسی ایشور میں سما جاتی ہے "۔ [نرکت ادھیائے ۱۲۔ کھنڈ ۱۸]

اس معنی کو نہ جان کر برائے نام فرضی پنڈتوں نے جھوٹی کتھائیں بنا کر مشہور کر دیں۔

سچے تیرتھ کیا ہیں؟ اسی طرح جو تیرتھ آریہ لوگوں کو وید کے منشاء کے مطابق ماننے چاہئیں وہ بھی مروجہ تیرتھوں سے مختلف ہیں۔ جو تمام دُکھوں کو چھُڑا کر انسان کو سُکھ حاصل کرا سکے۔ اُسی کو تیرتھ ماننا چاہئے آجکل کی جھوٹی کتابوں میں جو جل تھل (خشکی اور پانی) کا نام تیرتھ بتلایا ہے وہ وید کے منشاء سے سراپا خلاف ہے۔ اصلی تیرتھ یہہ ہیں:۔

" جو شخص اتی راتر برت[1] کو جو پراپر نیئیہ یگیہ[2] کا جزو ہے پورا کر کے اشنان کرتا ہے اُسے تیرتھ کہتے ہیں اُس تیرتھ میں نہا کر انسان پاک صاف ہو جاتے ہیں اسی طرح جو اودے نیئیہ یگیہ[3] کے متعلق جملہ رفاہِ عام کے کاموں کو پورا کر کے اشنان کرتے ہیں اُسے تیرتھ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ وہ انسان کو دکھ کے سمندر سے پار اُتار دیتا ہے "۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۲۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۵۔ کنڈکا آدھم]

" انسان کو چاہئے کہ کسی جاندار کو ایذا نہ دے یعنی سب کے ساتھ دشمنی کو چھوڑ کر محبت سے پیش آوے مگر جو بات تیرتھوں (ویدوں اور سچے شاستروں) کے خلاف ہے اُن میں سزا دینا فرض ہے۔ مثلاً جس مقام پر مُجرم کے لئے سزا دینے کی ہدایت کی گئی ہے اُس کی تعمیل واجب ہے۔ یعنی جو پاکھنڈی وید اور سچے

[1] اتی راتر برت سوم یگیہ کے موقع پر آدھی رات کے قریب یگیہ سے فارغ ہو کر دودھ وغیرہ پینے کو کہتے ہیں۔ مُترجم۔

[2] پراپر نیئیہ یگیہ وہ ہون ہوتا تھا جس میں سوم کے عرق کی آہوتی دی جاتی تھی۔ مُترجم۔

[3] اودے نیئیہ یگیہ ہون کے آخری حصّہ کو کہتے ہیں۔ مُترجم۔

دھرم کے مخالف اور چور وغیرہ ہیں۔ اُن کو اُن کے جرم کے مطابق سزا دینا لازم ہے" [چھاندوگیہ اُپ نشد]

اس مقام پر وید وغیرہ سچے شاستروں کا نام تیرتھ آیا ہے۔ کیونکہ اُن کے پڑھنے پڑھانے اور اُن میں بتائے ہوئے دھرم پر عمل کرنے اور علم و معرفت حاصل کرنے سے انسان دُکھ کے سمندر سے پار ہو سکتا ہے اُنھیں میں نہا کر انسان پاک وصاف ہو سکتے ہیں۔

"جو دو ودیارتھی (طالبِ علم) ایک ہی آچاریہ (اُستاد) سے تعلیم پاتے ہوں اور ایک ہی شاستر کو پڑھتے ہوں اُن کو سمان تیرتھ واسی یعنی ایک ہی تیرتھ میں رہنے والے یا ہم جماعت وہم سبق کہتے ہیں"

[اشٹا دھیائی ادھیائے ۶۔ پاد ۳۔ سُوتر ۱۰۸]

یہاں آچاریہ (اُستاد) اور شاستر (علمی کُتب) کا نام تیرتھ آیا ہے۔ ماں باپ اور اتتھی (گھر آئے سادھو یا مہمان) کی خدمت و تواضع۔ نیک تربیت اور تحصیل علم کا نام بھی تیرتھ ہے۔ کیونکہ اُن کے ذریعہ سے انسان دُکھ کے سمندر سے پار ہوتے ہیں۔ اِن تیرتھوں میں غوطہ لگا کر انسان کو پاکیزگی حاصل کرنی چاہیئے۔

"تین تیرتھوں میں نہا کر انسان پاک ہوتے ہیں۔

(۱) جو باقاعدہ پورا پورا علم حاصل کر لیتا ہے وہ اگرچہ برہمچریہ آشرم کو پورا نہ کرے تاہم علم کے تیرتھ میں نہانے سے پاک ہو کر ودیا سناتک کہلاتا ہے۔

(۲) جو برہمچریہ کو عمدہ اُصول اور قواعد کی پابندی کی ساتھ پورا کرلے مگر تحصیلِ علم کی تکمیل کے بغیر گھر واپس آجاوے اُسکو ورت سناتک کہتے ہیں۔

(۳) جو عمدہ اُصول وقواعد کی پابندی سے برہمچریہ آشرم کو پورا کر کے اور وید شاستر وغیرہ تمام علوم کو مکمل طور پر حاصل کر کے واپس آتا ہے اُسکو ودیا ورت سناتک کہتے ہیں۔ وہ نہایت اعلیٰ تیرتھ میں نہا کر پاک آتما پاک باطن سچے دھرم پر چلنے والا فاضلِ اجلّ اور فیض رسان عالم ہوتا ہے"

[پارسکر گرہیہ سُوتر]

"جو پران (النضباطِ نفس[ا]) اور ویدوں کے علم و معرفت وغیرہ تیرتھوں کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اُس تیرتھیہ پرمیشور کے لیئے ہمارا نمسکار ہو۔ جو عالم تیرتھوں (ویدوں) کو پڑھنے والے اور راستی شعار نیک چلن اور بطریق بالا برہمچریہ کرنے والے رُدر یعنی اعلیٰ درجہ کے عالم ہیں جن کو علم و معرفت میں دسترس حاصل ہے اور جو نیک نصیحت اور ہدایت کی تلوار سے شکوک کی سر کو قلم کرنے والے سچے واعظ ہیں (اُن کے لیئے نمسکار ہو)" [یجُروید ادھیائے ۱۶۔ منتر ۶۱]

[ا] پرانایام سے مراد ہے جو یوگ کا چوتھا درجہ ہے۔ مترجم۔

براہمنوں میں پرمیشور کا نام اُوپ نشد پُرش یعنی وہ پرمیشور جسکا علم اُپ نشدوں ہی حاصل ہوتا ہے یا جسکا اُن میں بیان ہے آیا ہے - ایشور کا نام تیرتھ بھی اسلئے ہے کہ وہ دُکھ سے پار اُتارنے والی تیرتھوں یعنی وید اُپ نشد وغیرہ شاستروں کا بھی آتما ہے اور اپنے بھگت (عابد) دھرماتماؤں کو فوراً پار اُتارنیوالا ہے - اسلئے پرمیشور ہی پرم تیرتھ ہے - الغرض تیرتھ وہی ہیں جن کا اوپر بیان کیا گیا -

سوال - جل تھل (تری و خشکی) وغیرہ تیرتھوں سے انسان پار ہو جاتے ہیں پھر آپ انھیں تیرتھ کیوں نہیں مانتے؟

جواب - جل تھل ہرگز پار نہیں اُتار سکتے کیونکہ اُن میں پار اُتارنیکی طاقت نہیں ہے - جو وہ شے جسکے پار اُترنا ہے پار اُتارنیکا آلہ نہیں بن سکتی - جل تھل وغیرہ میں سے انسان کشتی وغیرہ سواریوں یا ہاتھ پاؤں کے بل سے پار اُتر سکتا ہے - گویا جل تھل خود وہ شے ہیں جن سے پار اُترتا ہے اور پار اُتارنیوالی کشتی وغیرہ ہیں - اگر پاؤں سے نہ چلیں یا ہاتھ کا زور نہ لگائیں اور نہ کشتی وغیرہ میں بیٹھیں تو بالیقین انسان اُس میں ڈوب جائیں اور سخت تکلیف اُٹھائیں اسلئے وید کی ماننے والی آریوں کی مت میں کاشی - پرماگ پُشکر اور گنگا - جمنا وغیرہ ندیوں یا ساگر (سمندر) وغیرہ کا نام تیرتھ نہیں ہے - بلکہ وید کے علم سے بے بہرہ پیٹ کے بندوں اور سمپردائی (فرقہ) والوں نے جن کا یہی روزگار ہے اور جو وید کے راستے سے خلاف چلنے والے کم علم کوتاہ اندیش ہیں اپنی دوکانداری کے لئے اپنی گھڑی ہوئی کتابوں میں انکا نام تیرتھ مشہور کیا ہے -

گنگا جمنا سے کیا مراد ہے؟

سوال - دیکھو! ویدوں میں "اِمَم مے گنگے یمنے سَرَسوتی" الخ منتر کے اندر گنگا وغیرہ ندیوں کا ذکر ہے - پھر آپ کس طرح نہیں مانتے؟ -

جواب - ہم مانتے تو ہیں - ان کا نام ندی ہے یعنی گنگا وغیرہ ندیاں ہیں اور ہم اُن کی نسبت اسقدر مانتے ہیں کہ اُن میں نہانے سے بدن کی صفائی ہو جاتی ہے - پس اُن سے اتنا ہی فائدہ ہے - اُن میں پاپ کو مٹانے یا دُکھ سے پار اُتارنیکی طاقت نہیں ہے - کیونکہ تری و خشکی وغیرہ میں اس قسم کی طاقت ہونا ناممکن ہے - یہہ طاقت تو مذکورہ بالا تیرتھوں ہی میں ہو سکتی ہے نہ کہ اور کسی میں - اور بھی سُنئے اِڑا[1] - پنگلا - سشمنا - کورم[2] وغیرہ ناڑیوں کا نام بھی گنگا وغیرہ ہے - اُن کے اندر یوگ سمادھی (حالت مراقبہ) میں پرمیشور کا دھیان لگایا جاتا ہے جس سے دُکھ مٹ کر مکتی حاصل ہو جاتی ہے - ان اِڑا وغیرہ ناڑیوں میں دھارنا (یوگ کا چھٹا درجہ) حاصل کرنے کے لئے چت کو قائم کیا جاتا ہے - کیونکہ پرمیشور کا دھیان انھیں کے اندر لگ سکتا ہے - منتر کا اشارہ اِسی بات کی طرف ہے - کیونکہ اس مقام پر اوپر سے پرمیشور

---

[1] اِڑا ناڑی دھڑ کے داہنے پہلو میں ہوتی ہے اور پنگلا بائیں پہلو میں اور جہاں یہ دونوں ناڑیاں ملتی ہیں اُس ناڑی کو سشمنا کہتے ہیں - مترجم - [2] کورم کی تشریح دیکھو پرانوں کی تفصیل میں صفحہ ۱۴۴ پر - مترجم

کا مضمون چلا آتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک پرششٹ کا حوالہ ہے جسکے الفاظ حسب ذیل ہیں :۔

सिता सिते यत्र संगथे तत्राप्लुतासो दिव मुत्पतन्ति ॥

بعض لوگ اس عبارت میں "سِتا سِتے" سے گنگا جمنا مُراد لیتے ہیں اور لفظ "سنگتھے" سے گنگا اور جمنا کا سنگم یعنی پریاگ کا تیرتھ سمجھتے ہیں۔ جو ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ اُن میں نہانے سے مُنوّر بالذات پرمیشور یا کرۂ آفتاب کو نہیں جاتے بلکہ وہاں نہا کر لوگ اپنے اپنے گھر چلے آتے ہیں دراصل اس عبارت میں لفظ "سِت" سے اِڑا اور "اَسِت" سے پنگلا اور جہاں یہ دونوں ناڑیاں ملتی ہیں اُسکا سُشمنا ناڑی ہے جس میں غوطہ لگا کر اعلیٰ درجہ کے یوگی مُنوّر بالذات پرمیشور یا موکش کو پاتے ہیں اور علم و معرفت کے نور سے مُنوّر ہو جاتے ہیں اسلئے اُنھیں سے مُراد لینا ٹھیک ہے نہ دریائے گنگا و جمنا سے چنانچہ اس بارہ میں ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"سِت سفید و روشن کو کہتے ہیں اور اَسِت اسکا عکس ہے۔" [نِرُکت ادھیائے ۹۔ کھنڈ ۲]

یہ دونوں روشن و غیر روشن یعنی سورج و زمین وغیرہ اشیاء جہاں ایشور کی قدرت میں باہم ملتے ہیں وہاں غوطہ لگا کر یعنی اُن کے علم حقیقی کو حاصل کر کے انسان پرمیشور یا موکش کو پاتا ہے۔

اسی طرح تنتر اور پُران وغیرہ کتابوں میں جو مورتی پوجا اور نام رٹنے وغیرہ کا طریق لکھا ہے وہ بھی لغو ہے۔ کیونکہ وید وغیرہ سچی کتابوں میں ایسا کرنے کی ہدایت نہیں ہے بلکہ اُن کی مُمانعت کیگئی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ

مورتی پوجا کی تردید اور ایشور کا نام لینے کی اصلی منشا

"جس محیط کل غیر مولود اور غیر مجسم پرمیشور کا نام لینا یا یاد کرنا یہی ہے کہ اُس کی اطاعت و فرمانبرداری اور راستگوئی وغیرہ نیکنامی دینے والے دھرم کی پابندی کی جاوے جو ہرنیہ گربھ یعنی سورج وغیرہ پُرنور و تجلی اشیاء کا مُسبّب یا پیدا کرنیوالا ہے جس سے سب انسانوں کو یہہ پرارتھنا (استدعا) کرنی چاہئے کہ ہمیں دُکھ نہ دیجئو۔ جو کبھی کسی سے پیدا نہیں ہوا ہے اور نہ کسی علت کا معلول ہے اور جو کبھی جسم اختیار نہیں کرتا۔ اُس پرمیشور کی پرتِما (پرتِ نِدھِ (نائب یا رسول) اور پرتِ کرِت (تصویر) یا پرتِ مان (وزن) یا پرمان (ماپ تول) یا مورتی (بُت) وغیرہ) ہرگز نہیں ہے"

[یجروید ادھیائے ۳۲۔ منتر ۳]

چونکہ پرمیشور کی کوئی نظیر یا مثال نہیں ہے اور وہ شکل صورت یا جسم سے مُنزّہ ماپ تول کی احاطہ سے خارج غیر مجسم اور محیط کل ہے اسلئے اُس کی مورتی نہیں ہو سکتی۔ اس حوالہ سے مورتی پوجا (بت پرستی)

لے اس کا ترجمہ یہہ ہے کہ "جہاں سِت (اِڑا) اور اَسِت (پنگلا) ناڑیاں ملتی ہیں وہاں غوطہ لگانے یعنی دھیان کرنے سے وہ مُنوّر بالذات پرمیشور کو پاتے ہیں یا کرۂ آفتاب کو جاتے ہیں۔ مترجم۔

کی تردید ہوتی ہے۔

"کوی (علیم کل) منیشی (شاہد کل) پر بھو (سب سے افضل) سویمبھو (قائم بالذات) - اناد ی (ازلی) پرمیشور اپنی قدیم مخلوقات کے لئے بذریعہ وید اور نیز سب کے دلوں میں حاضر و ناظر ہونیکی وجہ سے اعمال کے مطابق سامانِ راحت عطا کرتا ہے - وہ محیطِ کل قادرِ مطلق - اکایم (سورتی یعنی شکل صورت یا جسم کی قید سے منزّہ) بے جراحت ناڑی وغیرہ کی بندھن سے آزاد بے عیب اور پاپ سے مبرا ہے اُسی ایشور کو سب کا معبودِ حقیقی ماننا چاہیئے" [یجُروید ادھیاے ۴۰ - منتر ۸]

اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایشور جسم کی قید اور پیدا ہونے اور مرنے کے جنجال سے مبرا ہے کوئی بھی اس سے مورتی پوجا کو ثابت نہیں کرسکتا۔

سوال - ویدوں میں لفظ "پرتما" ہے یا نہیں؟

جواب - ہے۔

سوال - پھر آپ اس کی تردید کیوں کرتے ہیں؟

جواب - لفظ پرتما کی بحث - لفظ "پرتما" کے معنی مورتی نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے ماپ تول یا پیمانہ مراد ہے - چنانچہ اس بارہ میں حوالے درج کئے جاتے ہیں -

"عالم جس طرح برس کی پرتما (شمار) کرتے ہیں اُسی طرح ہم بھی کریں۔ یعنی ایک سال میں جو تین سو ساٹھ راتیں ہوتی ہیں۔ انھیں سے سال کا پیمانہ ہوتا ہے - اسلئے انھیں کا نام پرتما ہے۔ ہر انسان کو اس طرح عمل کرنا چاہیئے کہ جس سے رات قوت افزا ہو اور صاحب دولت و حشمت اور درازعمر اولاد پیدا ہو" [اتھرووید کانڈ ۳ - ورگ ۱۰ - منتر ۳] - ۳۶۰

"دو گھڑی (۴۸ منٹ) کا ایک مہورت ہوتا ہے اور ایک سال میں دس ہزار آٹھ سو مہورت ہوتے ہیں ۱۰۸۰۰ اُن کو پرتما کہتے ہیں" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۰ - پرپاٹھک ۳ - براہمن ۲ - کنڈکا ۲۰]

"جس کو ناتعلیم یافتہ یا ناپاک (انسان کی) زبان بیان نہیں کرسکتی - جس سے زبان کا فعل انجام پاتا ہے - اے انسان! تو اسکو برہم جان اور جو یہ عالم ظاہری نظر آتا ہے وہ برہم نہیں ہے - عالم لوگ جس غیر مجسم - محیطِ کل غیر سوئمبھو - منتظمِ کل - ہستِ مطلق - عینِ علم و عینِ راحت وغیرہ صفات سے موصوف پرمیشور کی اُپاسنا کرتے ہیں - تجھے بھی اُسی کی اُپاسنا کرنی چاہیئے نہ کہ کسی اور کی"

[سام ویدی یہ تلوکار اُپنشد - کھنڈ ۱ - منتر ۴]

سوال کیوں جی! منو سمرتی میں جہاں اس قسم کی باتیں لکھی ہیں کہ جو پرتما کو توڑے (اُسکو سزا دیجاوے)

دیوتاؤں کے پاس جانا چاہیئے اور اُن کی پوجا کرنی چاہیئے اور دیوتاؤں کو بُرا کہنا (واجب نہیں) دیوتاؤں کے سایہ کو کاٹ کر جانا منع ہے۔ پروکشنا (پرکرما یا طواف) کرنی چاہیئے۔ دیوتاؤں اور براہمن کے پاس (بیٹھنا چاہیئے) اور دیوتا گاربھنی دیوتاؤں کے مندر کو توڑنے والوں کو (سزا دینی چاہیئے)۔ علاوہ ازیں دیوتا یتن یا دیوالہ (مندر) کا ذکر آتا ہے۔ وہاں آپ کیا کہیں گے؟

جواب- اِن مقاموں پر لفظ "پرتما" سے رَکتِکا (رتی)۔ ماش (ماشہ)۔ سیٹک (سیر) وغیرہ وزن کرنے کے بٹوں سے مُراد ہے۔ چنانچہ خود منوسمرتی میں لکھا ہے کہ :-

"تولنے کے باٹ ("پرتمان") تمام صحیح اور مقررہ نقش سے منقش ہونی چاہئیں"۔ [منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۴۰۳]

منوسمرتی کے اس حوالہ میں "پرتما" سے "پرتمان" کا مترادف ہونے کی وجہ سے وزن مراد ہیں۔ پس اس صورت میں فقرہ ہائے بالا سے یہ مُراد ہے کہ جو لوگ وزنوں کو کم و بیش کریں اُن کو سزا دینی چاہیئے اور جس مقام پر دیو یعنی عالِم پڑھتے پڑھاتے اور رہتے ہیں اُنھیں کو دیوتا یتن یا دیوالہ کہتے ہیں۔ لفظ دیو اور دیوتا باہم مترادف ہیں۔ اِسی طرح دیوتاؤں کی پوجا سے عالموں کی عزت اور تعظیم کرنا مُراد ہے کسی کو اُن کی بدگوئی نہیں کرنی چاہیئے اور نہ اُن کے سایہ کو کاٹ کر نکلنا چاہیئے (یعنی ادب سے دور رہنا چاہیئے)۔ اُن کی بود و باش کی جگہ کو ہرگز مسمار نکرنا چاہیئے۔ بلکہ اُن کی خدمت میں حاضر رہ کر دھرم اور انصاف کی باتوں کو سیکھنا اور اُن کو دائیں ہاتھ تعظیم سے بٹھانا اور خود ادب سے اُن کے بائیں ہاتھ بیٹھنا چاہیئے۔ الغرض جہاں کہیں پرتما۔ دیو۔ دیوتا۔ اور دیوتا یتن وغیرہ الفاظ آویں وہاں اُن سے یہی مُراد سمجھنی چاہیئے۔

کتاب کے زیادہ بڑھ جانے کے خوف سے ہم یہاں اس مضمون پر زیادہ نہیں لکھ سکتے۔ مختصر طور پر یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مورتی پوجا۔ کنٹھی پہننا۔ تلک لگانا وغیرہ سب باتیں ممنوع ہیں۔

گرہ پیڑا کی تردید اسی طرح کم عقل لوگ سورج وغیرہ گرہوں (اجرام) کی فرضی پیڑا (تکلیف) قرار دیکر اُس کی شانتی (دفعیہ) کے لئے "آکرشنین رجسا آकृष्णेनरजसा" الخ منتر بتاتے ہیں۔ یہ بھی اُن کا وہم اور مغالطہ ہے۔ کیونکہ ان منتروں سے اس قسم کی کوئی بات نہیں نکلتی۔ چنانچہ ہم "آکرشنین رجسا[۵۱] आकृष्णेन रजसा" الخ کا ترجمہ "کشش مابین اجسام" کے مضمون میں کر چکے ہیں اور "امم دیوا اسپتنم[۵۲] इमंदेवा असपत्नं" الخ کا ترجمہ "راجہ اور رعیت کے فرائض" کے مضمون میں کیا جا چکا ہے۔ اس کے

۵۱ یجروید۔ ادھیائے ۳۳۔ منتر ۴۳۔ مترجم۔

۵۲ یجروید ادھیائے ۹۔ منتر ۴۰۔ مترجم۔

علاوہ چند اور منتر پڑھا کرتے ہیں جن کو نیچے لکھا جاتا ہے:۔

अग्निमूर्द्धा दिवः ककुत्पातिः पृथिव्या अयम्। अपाᳪ रेताᳪसि जिन्वति।। य० अ० ३ मं० १२।।

"اگنی (پرمیشور اور آگ) روشن وغیر روشن اجرام کی حفاظت کرنیوالے ہیں اور سب سے افضل اور ککت (تمام سماٹ) میں محیط اور تمام موجودات کے محافظ ہیں۔ (ککت دراصل ککبھ تھا "ویتیو بہولم" سوتر سے ت کی جگہ بھ ہوگیا) خالقِ جہاں پرمیشور پران (نفس) میں آگ پانی میں قوت پیدا کرتی ہے آگ بشکلِ برق و آفتاب کل اشیاء کی حفاظت کرنیوالی اور قوت پیدا کرنے والی ہے"۔ [یجروید ادھیائے ۳ منتر ۱۲]

उद्बुध्यस्वाग्ने प्रतिजागृहि त्वमिष्टापूर्त्ते सᳪसृजेथामयं च। अस्मिन्त्सधस्थे अध्युत्तरस्मिन् विश्वे देवा यजमानश्च सीदत।। य० अ० १५ मं० ५४।।

"اے اگنی (پرمیشور)! ہمارے دلوں کو روشن کیجئے اور تمام جانداروں کو آفتابِ علم طلوع کر کے جہالت کی تاریکی اور غفلت کے خواب سے بیدار کیجئے۔ اے بھگوان! آپ اس جسم میں رہنے والے جیو کو دھرم۔ ارتھ (دولت) کام (مراد)۔ موکش (نجات) کا مکمل سامان عطا کیجئے۔ آپ ہی اس کو من مانگا سکھ دینے والے ہیں۔ آپ کی عنایت اور خود اس کی محنت سے انسان کی تمام مرادیں بر آئیں۔ آپ کے فضل و کرم سے اس لوک (قالب) اور نیز پرلوک (دوسرے جنم) میں عالموں کی خدمت کیلئے تمام شائقین علم اور یجمان (یگیہ کرنیوالے) ہمیشہ قائم رہیں تاکہ ہمارے درمیان ہر قسم کا علم رواج و ترقی پاوے"۔ [یجروید ادھیائے ۱۵ منتر ۵۴]
اس منتر میں بھی "ویتیو بہولم" سوتر سے غائب کی جگہ حاضر کا صیغہ آیا ہے۔

बृहस्पते अति यदर्य्यो अर्हाद्द्युमद्विभाति क्रतुमज्जनेषु। यद्दीदयच्छवस ऋतप्रजात तदस्मासु द्रविणं धेहि चित्रम्।। य०।। अ०।। २६।। मं० ३।।

"اے وید بزرگ کے مالک و محافظ خالقِ جہاں پرمیشور! تیرا علم و معرفت وید کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے تو یگیہ کرنے والے عالموں اور تمام دنیاؤں میں جلوہ گر ہے۔ تیرا فعل اور احسان و کرم بے پایاں ہے تمام سچے کام تیری ہی ذات سے ظہور پاتے ہیں۔ تو قوت عطا کرنیوالا ہے جس علم وغیرہ بے بہا نعمت کو پا کر اریہ یعنی حاکم راجہ یا اہلِ تجارت (ویشیہ) نیک لوگوں کے درمیان نام پاتے ہیں اسکو اپنی عنایت سے ہمیں عطا کر"۔
[یجروید ادھیائے ۲۶ منتر ۳]
اس منتر میں ایشور سے علم و دولت وغیرہ کیلئے پرارتھنا استدعا کی گئی ہے۔

अन्नात्परिस्रुतो रसं ब्रह्मणा व्यपिबत्क्षत्रम्पयः सोमं प्रजापतिः ॥ ऋतेन सत्य मिन्द्रियं विपान ँ शुक्र मन्धस । इन्द्रस्येन्द्रियमिदं पयो ऽ मृतं मधु ॥ यजु॰ अ॰ १९ मं॰ ७५ ॥

جب رعیت کی حفاظت کرنیوالا کشتری (راجہ) وید کے جاننے والے براہمنوں کے ساتھ آبِ حیات کی تاثیر رکھنے والے سوم وغیرہ ادویات سے بنے ہوئے عقل، خوشی، دلیری، استقلال اور قوت و حوصلہ وغیرہ نیک گنوں کو پیدا کرنے والے عرق کو پیتا ہے تب وہ سبھا دھیکش (میر انجمن یا راجہ) وید کے علم کامل سے ماہر ہو کر دھرم کے ساتھ فرائض سلطنت کو انجام دیتا ہے۔ اُسکا دل پاک علوم سے بہرہ مند اور زور آور یا فتح مند ہوتا ہے وہ دھرم کی پابندی کے ساتھ فرائض سلطنت کو انجام دیتا ہے۔ قادرِ مطلق محیطِ کل اور سب کے دلوں میں موجود اور منتظمِ کل ایشور کی عنایت سے اُسکا دل پاک و صاف غذا کی استعمال کرنیکا عادی۔ بہت جلد سُکھ پیدا کرنے والا اور تمام اشیاء کی معرفتِ حقیقی سے بہرہ مند ہوکر اُس کی تدبیر میں کامل راستی اور نیک عادات سے موصوف پُر علم و معرفت ہو کر کاروبار دُنیوی میں کامیابی اور مقصدِ اعلیٰ یعنی نجات کے سُکھ کو حاصل کرتا ہے۔ پرمیشور حکم دیتا ہے کہ جو کشتری حفاظتِ رعایا کے کام پر مامور ہو اُسکو چاہئے کہ بطریق بالا رعیت کی حفاظت کرے اور سلطنت کو آبِ حیات کی تاثیر رکھنے والی اناج وغیرہ اشیاء خوردنی سے بھرپور رکھے تاکہ رعیت کو نہایت سُکھ پہونچے۔ کشتری کا یہی فرض ہے۔"

[یجروید ادھیائے ۱۹۔ منتر ۷۵]

शन्नो देवीरभीष्टय आपो भवन्तु पीतये शंयोरभिस्रवन्तु नः ॥ य॰ अ॰ ३६ । मं॰ १२ ॥

"دیوی یعنی تجلّی و راحت بخشِ عالم آپہ آप: (محیطِ کل ایشور) ہمارے اوپر مہربان ہو اور سکو حسبِ دلخواہ سُکھ۔ کامل سامانِ راحت اور کلیان (بہبودی) عطا کرے۔ وہ محیطِ کل پرمیشور ہمارے اوپر سُکھ کی بارش کرے۔" [یجروید ادھیائے ۳۶۔ منتر ۱۲]

لفظ "آپ" "آپلرِ" आप्लृ بمعنی "سرایت کرنا" سے بنتا ہے۔ زبانِ سنسکرت میں لفظ "آپہ" ہمیشہ جمع مونث میں آتا ہے اور لفظ "دیوی" "دو" दिवु مصدر سے بنتا ہے جسکے معنے کریڑا وغیرہ ہیں۔ لفظ "آپہ" کی نسبت ایک حوالہ درج کیا جاتا ہے :۔

"دوعالم لوگ آپہ کو برہم یعنی پرمیشور کا نام مانتے ہیں اور اُس پرمیشور میں تمام کرۂ زمین اور عالمِ محسوس میں آئی ہوئی کائنات فانی اور اس کی علت کو قائم جانتے ہیں۔ اس موجودات کے درمیان تمام کائنات

۵ کریڑا کے متعلق نوٹ درج ہو چکا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۴ کتاب ہذا۔ مترجم

کو قائم رکھنے والا (پرمیشور) کونسا ہی؟ - ای عالم! تو اُسکو بیان کر - (یہ سوال ہے جسکا جواب آگے دیا جاتا ہے) وہ مالک جہاں جیو وغیرہ تمام موجودات اور سبکے دلوں میں موجود اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے - تم اس بات کو جانو" [اتھروید کانڈ ۱۰ - ادھیائے ۴ - ورگ ۲۳ - منتر ۱]

कया नश्चित्र आ भुवदूती सदावृधः सखा। कया सचिष्ठया वृता॥ य० अ० २७ मं० ३९॥

"جو اُپاسنا کے ذریعہ سے اور نہایت نیک اعمال اور گُنوں سے آراستہ اور اعلیٰ اوصاف سے پیراستہ سبھا کی اندر روشن یا جلوہ گر ہوتا ہے وہ عجیب و غریب غیر متناہی قدرت کا مالک - عین راحت وفا و مُطلق پرمیشور ہمارا اسکھا ہو یعنی ہمارے اوپر نظرِ شفقت رکھے - وہ خالقِ جہاں ہمیشہ اپنی عنایت سے ہماری مدد اور حفاظت کرے اور ہم اُسکو ہمیشہ سچی محبت اور عقیدت سے پوجیں" - [یجروید - ادھیائے ۲۷ - منتر ۳۹]

केतुं कृण्वन्नकेतवे पेशो मर्या अपेशसे। समुषद्भिरजायथाः॥ य० अ० २९ मं० ३७॥

"اے انسانو! پرمیشور کے ملنے کی خواہش کرنے اور اُسکے حکم پر چلنے والے عالموں کی صحبت میں رہ کر اپنی جہالت کو دور کرنے کے لئے علم و معرفت اور افلاس و ادبار کو دفع کرنے کے لئے عالمگیر حکومت وغیرہ سامانِ راحت اور دولت و حشمت حاصل کرو - تمکو اسی طرح اُس خالقِ جہاں ایشور کا علم حاصل ہوگا" - [یجروید - ادھیائے ۲۹ - منتر ۳۷]



مستند و غیر مستند کتابوں کا مضمون ختم ہوا

تحصیلِ علم کے استحقاق و عدمِ استحقاق پر بحث

سوال - وید وغیرہ شاستروں (علمی کتب) کو پڑھنے کا سبکو حق ہے یا نہیں؟-

جواب - سب کو ہے کیونکہ ایشور نے ویدوں کو کل نوعِ انسان کی فائدے اور سچے علوم کے ظہور و اشاعت کے لئے بنایا ہے - پرمیشور نے جو شے بنائی ہے وہ سب کے لئے بنائی ہے - چنانچہ اس بارہ میں حوالہ درج کیا جاتا ہے -

وید کے پڑھنے اور سُننے کا سبکو حق ہے

دیکھو پرمیشور ہر انسان کو ویدوں کے پڑھنے اور پڑھانے کی ہدایت کرتا ہے -

"جس طرح میں اس رگ وغیرہ چاروں ویدوں کے فیض و بہبودی سے پُر کلام سب جنوں یعنی کُل جیووں کی بہتری اور فائدے کے لئے تلقین کرتا ہوں اُسی طرح تمام عالم اُنھیں کُل نوعِ انسان کو پڑھاویں - (اگر کوئی یہ کہے کہ منتر میں جنے بھیہ سے دوِج یعنی پہلے تین ورن کے لوگ مُراد ہیں - کیونکہ وید پڑھنے اور پڑھانے کا حق اُنھیں کو ہے تو اسکا کہنا ٹھیک نہیں ہو سکتا - کیونکہ منتر کے اگلے حصہ میں اسکے خلاف کہا ہے - چنانچہ اس سوال کا جواب کہ وید پڑھنے اور سُننے کا کس کس کو حق ہے اس طرح دیا ہے کہ) چاروں ورن - براہمن - کشتری - ویشیہ - شُودر اور شُودر سے بھی پرے نیچ لوگوں اور سوایہ یعنی عزیزوں - بیویوں - نوکروں اور سبکو پڑھنے اور سُننے چاہئیں جس طرح میں ایشور رو رعایت اور طرفداری کو چھوڑ کر سبکی بہبودی اور فائدے کی نظر سے عالموں کو اُن کی مرغوب خاطر علم وغیرہ عطا کرتا اور ہر قسم کا سامان بکثرت اُن پر لُطف و احسان کرتا ہوں - اُسی طرح آپ سب عالموں کو سبکی بھلائی اور بہبودی مدِ نظر رکھکر سب لوگوں کو کلامِ وید سُنانا چاہئے تاکہ ایسا کرنے سے میرے حکم کی تعمیل اور تُمھاری بھی مُرادیں اور سُکھ پانیکی خواہش پوری ہو - جس طرح مجھے اسی راحتِ مُطلق حاصل ہے اُسی طرح تم بھی اسی حسبِ دلخواہ راحت حاصل کرو - بالیقین میں تُمھیں آشیرباد دیتا ہوں جس طرح میں نے وید کا علم سب کے لئے عیاں و ظاہر کیا ہے اُسی طرح تم بھی سبکی بھلائی کرو اور کبھی اس کے خلاف نکرو - کیونکہ جس طرح میری نیت بلا طرفداری سب کی بہبودی اور فائدے کے لئے ہے اگر اسی طرح تم بھی کروگے تو میں خوش ہوں گا نہ کہ اُسکے خلاف کرنے سے"-

[یجروید - ادھیائے ۲۶ - منتر ۲]

اس منتر کا یہی ترجمہ ٹھیک ہے - کیونکہ برہسپتے اتِ یدریہ" الخ منتر میں جو اس سے اگلا منتر ہے ایشور کا بیان ہے، علاوہ ازیں ورن اور آشرم کا مدار بھی صفات - اعمال اور چلن پر ہے - چنانچہ منوجی نے کہا ہے کہ

ورن اور آشرم کا دار و مدار گُن کرم پر

"اگر شودر کامل علم اور نیک چلن وغیرہ براہمنوں کی صفات سے موصوف ہو تو وہ براہمن پن یعنی براہمن کے درجے کو حاصل کرتا ہے۔ یعنی جسقدر براہمن کے حقوق ہیں وہ سب اُس کو حاصل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر براہمن بدچلن پاپ کرنیوالا۔ بیعقل۔ جاہل۔ دوسروں کا دست نگر اور دوسروں کی خدمت وغیرہ کرنے سے شودروں کی صفت رکھتا ہو تو وہ شودر پن یعنی شودر کے درجے کو پاتا ہے اور یہی کیفیت اُن لوگوں کی سمجھنی چاہیئے جو کشتری اور ویشیہ کی اولاد ہوں"۔

[منوسمرتی۔ ادھیائے ۱۰۔ شلوک ۶۵]

گویا جو شخص جس ورن کی صفات و عادات سے موصوف ہو وہ اُسی ورن کا مستحق ہوتا ہے چنانچہ یہی بات آپستمبھ کے سوتروں میں بھی کہی ہے۔

ورن اول بدل سکتا ہے

"سچے دھرم پر چلنے سے شودر درجہ بدرجہ ویشیہ۔ کشتریہ اور براہمن کے ورن کو حاصل کرتا ہے۔ یعنی اُن اُن ورنوں کے تمام حقوق حاصل کرتا ہے اور اُسکا ورن بدل جاتا ہے گویا شودر مذکورۂ بالا ورنوں کی تمام باتوں عادات اور چلن کو حاصل کرتا ہے"۔ [آپستمبھ سوتر۔ پٹل ۵۔ سوتر ۱۰]

اسی طرح پاپ کا چلن اختیار کرنے سے ہر ورن اپنے سے نیچے ورن میں گر جاتا ہے۔ مثلاً براہمن اپنے سے نیچے یعنی کشتری۔ ویشیہ اور شودر کے ورن کو پاتا ہے اور اُس کی جاتی یا ورن حسب مذکور بدل جاتا ہے۔

[ایضاً سوتر ۱۱]

گویا کسی ورن کے دھرم پر چلنا ہی اُس ورن میں شامل ہونیکا اعلیٰ ذریعہ ہے اور ادھرم اختیار کرنے سے اپنے سے نیچے ورن کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ پس جب یہ کہا جاتا ہے کہ شودر کو نہیں پڑھانا چاہیئے اور نہ اسکو سنانا چاہیئے تو اس سے یہی منشاء ہے کہ شودر کو عقل اور ذہن نہیں ہوتا اور جب اُس میں علم پڑھنے اور یاد رکھنے اور سوچنے کی طاقت نہیں ہے تو اسکو پڑھانا اور سنانا بے نتیجہ اور فضول ہے۔[1]

تحصیل علم کے استحقاق و عدم استحقاق کی بحث ختم ہوئی

---

[1] بِدر جی نے بھی فرمایا ہے کہ ॥ अशिष्यं शास्ति यो राजन्त माहुर्मूढ चेतसम ॥ یعنی جو ایسے شخص کو پڑھاتا ہے جو پڑھ نہیں سکتا اُسے بیوقوف کہتے ہیں۔ مترجم۔

پڑھنے اور پڑھانے کا بیان

حروف کو اُن کے مخرج سے باقاعدہ ادا کرنا چاہیئے

جب تعلیم شروع کی جاوے تو شِکْشا (علمِ قرأت) کے بموجب ستھان (مخرج) پرَیتن (طریق تلفّظ) اور سُور (لہجہ) کے علم کے لئے حروف کے ادا کرنے کا طریق سکھانا چاہیئے تاکہ حرکات اور حروف کے ادا کرنے میں غلطی نہ ہووے مثلاً حرف "پ प" کے ادا کرنے میں دونوں ہونٹوں کو مِلانا چاہیئے کیونکہ اس حرف کا مخرج دونوں ہونٹ اور طریق تلفّظ اُن دونوں کو چھونا ہے۔ وقس علیٰ ہذا۔

اس بارہ میں مہابھاشیہ کے مصنّف مہاتمُنی پتنجلی جی فرماتے ہیں کہ

"جب تک حروف کو صحیح مخرج اور تلفّظ کے صحیح طریق سے ادا نکیا جاوے تب تک لفظ صاف اور سُریلا نہیں نکلتا۔ مثلاً اگر کوئی گانے والا شَڑَج (کھرج) وغیرہ سُروں کے آلاپنے میں لفظ کو بیقاعدہ ادا کرے تو وہ اُس کی خطا ہے۔ اسی طرح ویدوں میں بھی صحیح طریقِ تلفّظ کے ساتھ تمام حرکات اور حروف کو اپنے اپنے مخرج سے ادا کرنا چاہیئے۔ ورنہ غلط بولا ہوا لفظ ناگوار یا دلخراش اور بےمعنی ہوتا ہے۔ صحیح طریق سے ادا کرنے کے بجائے بیقاعدہ ادا کیا ہوا لفظ بولنے والے کے قصور کو ثابت کرتا ہے اور اُسکو یہی کہا جاتا ہے کہ تو نے غلط بولا۔ غلط بولا ہوا لفظ اپنے اصلی منشا و معنی کو ظاہر نہیں کرتا۔ مثلاً سَکل۔ شَکل۔ سَکِرِت۔ شَکِرِت۔ لفظ "سَکل" کے معنی "مکمل" ہیں اور "شَکل" کے معنی "جزو" ہیں علیٰ ہذا "سَکِرِت" کے معنی "ایک مرتبہ" ہیں اور "شَکِرِت" کے معنی "فُضلہ" ہیں۔ پس اگر "س स" کی بجائے "ش श" اور "ش ष" کی بجائے "س स" بولا جاوے تو لفظ اپنے معنی کو ظاہر نہیں کرسکتا۔

غلط تلفّظ سے مطلب فوت ہوجاتا ہے

بلکہ ایسا لفظ دلخراش و سینہ فگار ہوتا ہے۔ جس منشاء کو ظاہر کرنے کے لئے اُسے بولا جاتا ہے وہ اُسے ادا نہیں کرسکتا۔ ایسا لفظ اپنے مالک یعنی بولنے والے یجمان کے مطلب کو فوت کردیتا ہے۔ مثلاً لفظ "اِندرشترو" لہجہ کی خطا سے بالکل معکوس معنی پیدا کرتا ہے۔ اگر لفظ "اِندرشترو" میں "تت پرُش سماس"[1] لیا جاوے یعنی اسکا یہ ترجمہ کیا جائے کہ اِندر کا شترو (سورج کا دشمن یعنی بادل) تو دونوں کی آخری حرکت کو اُدات یعنی زور سے بولنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر شروع کی حرکت کو اُدات کیا جاویگا یعنی اُسپر زور دیا جاویگا

[1] "تت پرُش سماس" وہ اسم مرکّب ہے جس میں پہلے لفظ سے دوسرے لفظ کی تعریف اور اُس کی معنی کی تعبیر ہوتی ہے۔ مثلاً گرام گت (گانوں کو گیا ہوا)۔ چور بھے (چور سے خوف)۔ اِندرشترو (اِندر کا شترو) کوپ جل (کنوئیں کا پانی) وغیرہ۔ مترجم۔

تو "بہو بریہی سماس"[1] بن جائیگا۔ یہاں تُلیہ یوگیتا (تجنیس لفظی) کی صنعت سے ایک ہی لفظ کے دو مختلف معنی یعنی بادل اور سورج پیدا ہوتے ہیں یعنی اگر لفظ ثانی کو مقدم رکھا جائے تو "تت پرش سماس" ہوتا ہے اور اگر کسی لفظ غیر کو مقدم رکھا جائے تو "بہو بریہی سماس" ہوتا ہے۔ اسلئے جسکو اس لفظ سے سورج کا بیان کرنا مطلوب ہو تو اسکو لفظ "اِندر شترو" "کرم دھاریہ سماس"[2] کے لحاظ سے آخری حرکت کو اُدات کر کے یعنی اُسپر زور دیکر بولنا چاہیئے اور جس کی بادل سے مراد ہے اُسے "بہو بریہی سماس" کے قاعدے سے پہلی حرکت کو اُدات یعنی زور سے بولنا چاہیئے۔ اس کی خلاف کرنے سے انسان کی خطا سمجھی جائیگی"۔ [مہابھاشیہ۔ ادھیائے ا۔ پاد ا۔ آہنک ا]

پس حرکات اور حروف کو باقاعدہ ادا کرنا واجب ہے۔

ہر علم کو با معنی سمجھکر پڑھنا لازم ہے

اسی طرح بولنے۔ سُننے۔ بیٹھنے۔ چلنے۔ اُٹھنے۔ کھانے۔ پڑھنے۔ سوچنے اور معنی لگانے وغیرہ کی بابت بھی بخوبی تعلیم و تربیت دینی چاہیئے۔ اگر معنی کی علم کے ساتھ پڑھا جائیگا تو نہایت اعلیٰ نتیجہ حاصل ہوگا۔ تاہم جو نہیں پڑھتا اُس سے صرف عبارت پڑھ لینے والا اچھا ہے۔ اور جو لفظ کے معنی اور ربط کے علم کے ساتھ پڑھتا ہے۔ وہ اُس سے برتر ہے۔ اور جو ویدوں کو پڑھکر اور اُن کا پورا پورا علم حاصل کر کے نیک اوصاف اور اعمال کی پابندی کے ساتھ سب کی بھلائی میں مصروف ہوتا ہے وہ سب سے افضل ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں چند حوالے درج کئے جاتے ہیں۔

مندرجہ ذیل منتر میں معنی کے علم کے بغیر پڑھنے کی ممانعت کی ہے۔

"جس لایزال اعلیٰ و اشرف اور آکاش کی مانند محیطِ کُل پرمیشور میں رگ وغیرہ چاروں وید قائم ہیں (منتر میں رگ تمثیلاً آیا ہے۔ دراصل چاروں ویدوں سے مراد ہے) جس کی ذات سے تمام عالم عوام الناس۔ حواس اور سورج وغیرہ تمام اجرام قائم ہیں اُسکو برہم جاننا چاہیئے جو شخص اُسکو نہیں جانتا ہے اور رفاہِ عام کے کام نہیں کرتا اور نہ ایشور کے حکم پر چلتا ہے وہ ویدوں کو پڑھکر بھی کیا کریگا؟۔ یعنی

[1] "بہو بریہی سماس" وہ اسم مرکب ہے جس میں دونوں الفاظ صفت واقع ہوں اور دونوں ملکر ایک اور تیسری چیز کی تعریف کرتے ہوں اُس مرکب سے ایک ایسی غیر شے مفہوم ہوتی ہے جو مرکب کے الفاظ سے بالکل مختلف ہے۔ مثلاً پیتامبر کے لفظی معنی زرد کپڑا ہیں۔ مگر اس سے وہ شخص مراد ہے جو زرد کپڑے پہنے ہوئے ہو۔ گت پُتر (گُم کردہ فرزند) سے وہ شخص مراد ہے کہ جسکا لڑکا گم گیا ہو۔ اِندر شترو (آفتاب دُشمن) سے وہ جسکا دُشمن سورج ہو یعنی بادل مراد ہے۔ مترجم

[2] کرم دھاریہ سماس سے وہ مرکب مراد ہے جس میں پہلا لفظ صفت ہو اور دوسرا موصوف مگر بوجہ مرکب ہو جانے کے پہلے لفظ کی علامت اُڑ گئی ہو یہ مرکب تت پرش کی ایک قسم ہے۔ مثال کرشن سرپ (کالا سانپ) بجائے کرشنم سرپم۔ مترجم

اگر اُس کو بھی ویدوں کے معنی کا علم بھی ہو جاوے تاہم اُس کو کچھ نتیجہ نہ ملیگا - اور جو لوگ اُس کے دھرم کو جانتے ہیں وہی دھرم - ارتھ (دولت) - کام (مُراد) اور موکش (نجات) حاصل کرتے ہیں -"

[رگ وید منڈل ۱ - سوکت ۱۶۴ - منتر ۳۹]

اسلئے ویدوں کو بامعنی ہی پڑھنا چاہئے -

"جو شخص صرف وید کی عبارت ہی پڑھنا سیکھا ہے اور اُسکے معنی کو نہیں جانتا وہ پڑھا ہوا ہونے کے باوجود بھی دھرم پر نہیں چلتا - وہ شخص ستھانو یعنی کُندہ ناتراش ہے - اُسکو غیر ذی شعوری مثال سمجھنا چاہئے - وہ محض بارکش ہے جس طرح کوئی انسان یا جانور بوجھ سے لدا ہو مگر اُس کو استعمال نہ کرسکتا ہو بلکہ اُس گھی - مٹھائی - کستوری - کیسر وغیرہ اشیاء کو جو اُسکی پیٹھ پر لدی ہیں دوسرے صاحب نصیب کام میں لائیں بعینہٖ وہی مثال اُس شخص کی ہے جو معنی کے علم کے بغیر پڑھتا ہے اور جو معنی کو جاننے والا ویدوں کے لفظ معنی اور ربط کا علم حاصل کرکے دھرم پر چلتا ہے وہ وید میں بھرے ہوئے علم و معرفت کو حاصل کرکے پاپ سے آزاد ہو جاتا ہے اور قبل از مرگ کامل سُکھ اور سامان راحت کو نصیب ہوتا ہے اور جسم چھوڑنے کے بعد بھی تمام دُکھوں سے آزاد ہو کر موکش (نجات) یعنی پرمیشور کے قُرب کو حاصل کرتا ہے" [نرکت ادھیائے ۱ - کھنڈ ۱۸]

با معنی سمجھکر پڑھنے کے فواید

اسلئے ویدوں کو معنی کے علم کے ساتھ پڑھنا چاہئے اور اُس میں لکھے ہوئے دھرم پر چلنا چاہئے -

"جو شخص وید وغیرہ کو معنی کے علم کے بغیر پڑھتا ہے یعنی صرف عبارت پڑھنا سیکھتا ہے وہ ہرگز علم کے نور سے منور نہیں ہوتا - اُس کی ایسی مثال ہے جیسے سوکھا ایندھن موجود ہو مگر آگ نہ ہو یعنی جس طرح آگ کے بغیر خشک لکڑی رکھ دینے سے آگ یا روشنی پیدا نہیں ہوسکتی اسی طرح اُس کا پڑھنا بھی بے سود ہے" - [نرکت ادھیائے ۱ - کھنڈ ۱۸]

"ایسے لوگ بھی ہیں جو لفظ کو سُنتے ہوئے مطلب کو نہیں سمجھ سکتے اور بعض انسان لفظ کو سُنتے ہوئے بھی سُننے سے معذور یعنی اُس کے معنی سمجھنے سے عاری ہیں جس طرح ایسے لوگوں کو کہتے سُننے سے بھی کچھ علم نہیں ہوتا وہی مثال معنی کو سمجھے بغیر پڑھنے والے کی ہے - (منتر کے اس نصف حصہ میں جاہل کی تعریف کی گئی ہے - آگے عالم کی تعریف کرتے ہیں) - جو شخص معنی کے علم کے ساتھ ویدوں کو پڑھتا ہے اُسکے سامنے علم اس طرح اپنے حُسن و جمال کا لُطف دکھاتا ہے جس طرح وفادار بیوی لباسِ حُسن افروز زیبِ تن کئے ہوئے خاوند کو اپنے جسم کی بہار دکھاتی ہے"

[رگ وید منڈل ۱۰ - سوکت ۷۱ - منتر ۴]

معنی کے علم کے ساتھ پڑھنے والے کو علم کی پوری کیفیت یعنی ایشور سے لیکر مٹی تک تمام اشیاء کا کامل علم اور معرفت حاصل ہوتی ہے۔

"جو شخص تمام جانداروں کے ساتھ محبت سے پیش آتا ہے اور تمام و کمال علم سے بہرہ مند ہو کر دھرم کی پابندی اور ایشور کی معرفت ہی کوشش کے ثمرہ کا مستحق ہو چکا ہے۔ اُسکو راحت رسان کامل اور خیر خواہِ کل کہتے ہیں۔ ایسے عالم کو کوئی شخص کسی معاملہ میں نقصان نہیں پہونچا تا کیونکہ وہ ہر دلعزیز ہوتا ہے۔ اِسی طرح معنی کے علم کے ساتھ پڑھے ہوئے شخص کو کوئی شخص خواہ کیسا ہی سخت جرح کے سوال جواب کرنیوالا فتنہ انگیز سخت مخالف نکتہ چیں اور معترض حریف کیوں نہ ہو تنگ یا لاجواب نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اُس کی زبان سچے علم سے آراستہ۔ حاضر جواب اور نیک اوصاف سے پیراستہ ہوتی ہے۔ (منتر کے اس نصف حصہ میں عالم کی تعریف کی گئی اب دوسرے حصہ میں جاہل کی تعریف کرتے ہیں) وہ جاہل جو ایسے لوگوں کی ہدایت پر چلتا ہے جو کرم (عمل) اُپاسنا (عبادت) کی پابندی نیک اطوار اور علم سے محروم دھرم اور ایشور کے علم و معرفت اور نیک تربیت سے معرّی ہیں وہ تعلیم و تربیت سے محروم اور وہم و مغالطہ میں پڑا ہوا اس دنیا میں مکر و فریب کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ وہ اِس جسم انسانی میں اپنی یا دوسرے کی کچھ بھلائی نہیں کر سکتا۔"

[رگ وید۔ منڈل ۱۰۔ سوکت ۷۱۔ منتر ۵]

اسلئے معنی سمجھکر پڑھنا نہایت عمدہ اور افضل ہے۔

تکمیل تعلیم وید کے لئے ضروری کتابیں

انسان کو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنے کے لئے ویاکرن (علم صرف و نحو) یعنی اشٹا دھیائی اور مہابھاشیہ پڑھنا چاہئے۔ پھر نگھنٹو۔ نِرکت۔ چھند۔ اور جیوتش کو جو ویدوں کے انگ ہیں پڑھنا چاہئے۔ بعدازاں میمانسا۔ ویشیشک۔ نیائے۔ یوگ۔ سانکھیہ اور ویدانت۔ اِن چھ شاستروں کو جو وید کے اُپانگ کہلاتے ہیں پڑھنا چاہئے۔ اُسکے بعد ایتریہ۔ شت پتھ۔ سام اور گوپتھ۔ براہمن کو پڑھکر وید کے معنی پڑھنے چاہئیں یا ایسی تفسیر کو پڑھکر جسے اِن تمام کتابوں کے پڑھے ہوئے عالم نے بنایا ہو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنا چاہئے۔ کیونکہ کہا ہے کہ جو انسان ویدوں کے معنے کو نہیں جانتا وہ اُس بزرگ و جلیل پرمیشور اور دھرم اور خزینہ علم کو نہیں جان سکتا۔ وجہ یہہ ہے کہ وید تمام علوم کا مخزن ہیں اُن کے علم و معرفت کے بغیر کسی کو سچا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ جسقدر سچا علم اور معرفت روئے زمین پر کسی کتاب یا کسی کے سینہ میں موجود ہے یا پہلے ہو چکا یا آئیندہ ہوگا وہ سب

ویدہی سے نکلا ہے۔ کیونکہ تمام علم و معرفت حقیقی کو ایشور نے ویدوں کے اندر بھر دیا ہے اور اور اُسی سے باقی سب جگہ سچائی کی روشنی پھیلی ہے۔ اِس لئے ہر انسان کو ویدوں کے معنی کا علم حاصل کرنے کے لئے محنت و کوشش کرنی چاہیئے۔

پڑھنے اور پڑھانیکا بیان ختم ہوا

تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث

سوال - آپ کوئی نئی تفسیر لکھتے ہیں یا جو تفسیر قدیم آچاریہ لکھ چکے ہیں اُسی کو بیان کرتے ہیں۔ اگر پرانی تفسیر کو بیان کرتے ہیں تو مصداق آنکہ پسے کو پینا فضول ہے۔ کوئی بھی اسکو نہیں مانیگا۔

تفسیر قدیم رشیوں کی منشاء کے مطابق ہے

جواب - قدیم آچاریوں کی کی ہوئی تفسیر کو ظاہر کیا جاتا ہے جو قدیم عالموں یعنی برہما سے لیکر یاگیہ ولکیہ - واتسیاین اور جیمنی تک رشیوں نے اَیتریہ اور شتپتھ وغیرہ تفسیریں لکھی ہیں۔ نیز پانی - پتنجلی اور یاسک وغیرہ مہرشی لوگ جو ویدوں کے مضامین کی تشریح ویدانگ کے نام سے کر چکے ہیں۔ نیز جیمنی وغیرہ رشیوں نے جو ویدوں کے اُپانگ یعنی چھ شاستر لکھے ہیں اور جو اُپ وید اور ویدوں کی شاکھائیں بنائی جا چکی ہیں اُنھیں سے انتخاب کر کے سچے معنی کو ظاہر کیا جاتا ہے۔ کوئی نئی بات بلا حوالے اپنی طرف سے نہیں لکھی جاتی۔

سوال - اس سے کیا فائدہ ہوگا؟

مروجہ تفسیریں غلط ہیں

جواب - راون - اُوٹ - ساین - مہی دھر وغیرہ جسقدر ویدوں کی خلاف تفسیریں کر گئے ہیں اور نیز جو انگلستان و جرمنی کے رہنے والوں اور دیگر اہل یوروپ نے اُنھیں کے مطابق اپنے مُلک کی زبان میں کچھ کچھ ترجمہ کیا ہے اور نیز جو بعض آریاورت کے لوگوں نے اُنھیں سے ملتے جلتے پراکرت (ہندی وغیرہ) زبانوں میں ترجمے کئے ہیں یا اب کرتے ہیں وہ سب غلطیوں سے پر اور اصل سے دور ہیں۔ جب اِن تفسیروں کی غلطیاں دکھائی جائیں گی تو سجن (راستی پسند) لوگوں کے دلوں میں یہ بات بخوبی ذہن نشین ہو جائیگی اور سب اُن کو چھوڑ دیں گے۔ چونکہ یہاں گنجائش نہیں ہے اس لئے اُن کی غلطیاں صرف بطور مشتے نمونہ از خروارے" دکھائی جاتی ہیں۔

ساین آچاریہ کی غلطیاں

ساین آچاریہ نے ویدوں کے اعلیٰ مطالب کو نہ سمجھکر یہ کہا ہے کہ "تمام وید صرف کرم کانڈ (اعمال یا رسوم) کو بیان کرتے ہیں"۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ اُن میں تمام علوم موجود ہیں چنانچہ ہم اس بارہ میں مختصر طور پر پیشتر لکھ چکے ہیں جس سے اُسکا بیان غلط ثابت ہوتا ہے۔

ساین آچاریہ نے "اِندرم مترم" इन्द्रं मित्रम الخ[لہ] کا ترجمہ غلط کیا ہے۔ چنانچہ اُسنے اِس منتر میں لفظ اِندر کو بصورت بتایا ہے اور مترّ وغیرہ کو اُس کی صفت مانا ہے۔ حالانکہ لفظ "اگنی" موصوف ہے اور اِندر

لہ دیکھو رگوید - منڈل ۱ - سوکت ۱۶۴ - منتر ۴۶ - مترجم۔

وغیرہ صفتوں کیساتھ بلکہ پھر اصلی شئے یعنی برہم کی صفت بنتا ہے اس طرح موصوف ہر صفت کیساتھ بار بار لگایا جاتا ہے نہ کہ صفت مثلاً اگر ایک ہی موصوف کی ایک لاکھ صفتیں ہوں تو موصوف کو بار بار ہر صفت کیساتھ لگایا جائیگا مگر صفت صرف ایک ہی بار لیجاویگی۔ چنانچہ اس منتر میں پرمیشور نے لفظ "اگنی" کو دو بار کہا ہے تاکہ صفت اور موصوف کی تمیز ہو سکے۔ سائن آچاریہ اس بات کو نہیں سمجھا اور اسی وجہ سے غلطی کی۔ نرکت کے مصنف نے بھی لفظ "اگنی" کو صفت موصوف کی طرح پر بیان کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ

"اسی اگنی کو بزرگ جلیل آتما (پرمیشور) کہتے ہیں اسی ایک آتما (پرمیشور) کو دانشمند کئی ناموں سے پکارتے ہیں مثلاً اندر۔ متر۔ ورن وغیرہ" [نرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۱۸]

اسلئے "اگنی" اس واحد مطلق واجب الوجود برہم کا نام ہے۔ پس جاننا چاہیئے کہ اگنی وغیرہ سب ایشور کے نام ہیں۔ اسکے علاوہ (سائن آچاریہ نے) ایک مقام پر لکھا ہے کہ

"اسلئے پرمیشور ہی کو ان سب ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً پروہت راجہ ہی کی خیر مناتا ہے۔

پھر وہی لکھتا ہے کہ "یا اس سے وہ آگ مراد ہے جو یگیہ کے متعلق پہلے حصہ میں بشکل آہونیہ وغیرہ رکھی جاتی ہے"۔ یہاں اجتماع ضدین ہے۔ کیونکہ اگر سب ناموں سے پرمیشور ہی پکارا جاتا ہے تو پھر اسی مقام پر اس لفظ سے ہوم کرنیکا ذریعہ یعنی آہونیہ نام سے رکھی ہوئی مادی آگ کیوں مراد لی جاتی ہے؟۔

سائن آچاریہ کی یہ بات محض غلطی پر مبنی ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ سائن آچاریہ کی یہ مراد ہے کہ اگرچہ وہاں اندر وغیرہ کو پکارتے ہیں مگر چونکہ اندر وغیرہ کو پرمیشور ہی کا روپ مانا جاتا ہے اسلئے اختلاف نہیں ہے۔ اسکا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ اگر اندر وغیرہ ناموں سے پرمیشور ہی کو پکارا جاتا ہے تو پھر پرمیشور کو اندر وغیرہ کے روپ میں ماننا واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ایشور کو "آج ایک پات"[۵۱] یعنی غیر مولود کہا ہے اور "سپریگا چھکر مکایم"[۵۲] الخ منتر میں پرمیشور کو پیدا ہونے اور شکل صورت یا جسم اختیار کرنے وغیرہ سے منزہ بیان کیا ہے۔ اس لئے سائن آچاریہ کا بیان غلط ہے۔ الغرض سائن آچاریہ کی تفسیر میں اس قسم کی اور بہت سی غلطیاں ہیں۔ آگے جہاں جس منتر کی تفسیر کیجاویگی وہیں سائن کی تفسیر کی غلطیاں بھی دکھائی جائیں گی۔

مہی دھر کی غلطیاں اسی طرح مہی دھر نے بھی ویدوں کے نام کو داغ لگانیوالی نہایت غلط و بد زیب نام تفسیر لکھی ہے۔ اس کی غلطیوں پر بھی یہاں ایک سرسری نظر ڈالی جاتی ہے۔

---

۵۱ رگ وید منڈل ۷۔ سوکت ۳۵۔ منتر ۱۳۔ مترجم

۵۲ یجروید ادھیائے ۴۰۔ منتر ۸۔ مترجم۔

गणानां त्वा गणपतिं हवामहे प्रियाणां त्वा प्रियपतिं हवामहे निधी-
नां त्वा निधिपतिं हवामहे वसो मम। आहमजानि गर्भधमा त्वमजासि
गर्भधम्॥ यजु: ० अ० २३ मं० १९॥

[یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۱۹]

اس منتر کی تفسیر میں بھی مہیدھر نے لکھا ہے کہ اس منتر میں لفظ گن پتی سے گھوڑا مراد لینی چاہئے چنانچہ اُسنے اس منتر کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

ترجمہ مہی دھر "مہشی (زنِ تجمان) رو برو ئے جملہ مہتمان یگیہ در سکانِ یگیہ نزد اسپ اُفتادہ می گوید۔ اے اسپ (اسپِ من) در رحم خود نطفہ تو کو زو عمل قرار دے یا بہ سیگیم۔ تو ہم آں نطفہ را در رحم من بیندار!!"

صحیح ترجمہ "ہم تجھ گن (مجموعہ اشیاء یا مختلف انواع و اجناس معدود) کے پتی (محافظ و مالک پرمیشور) کو مدعو اور تسلیم کرتے ہیں۔ ہم تجھ تمام پریہ (دوستوں وغیرہ اعزا اور نیز موکش وغیرہ اشیاء مرغوب) کے پتی (مالک و محافظ) کو بلاتے اور تجھے ندھی (علم و دولت وغیرہ خزانوں) کے پتی (مالک و محافظ) کو پکارتے ہیں۔ اے وسو (محیط کل پرمیشور)! یہ تمام کار و بار عالم اور روئے زمین تیری قدرت میں اس طرح قائم ہے جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ ہو۔ ایسی عنایت کر کہ ہم تجھ گربھدھ (پشت و پناہ کل پرمیشور) کو تمام و کمال جان سکیں۔ اے بھگوان! تو علیم کل و خبیر مطلق ہے (لفظ گربھدھ کی دوبارہ آنے سے یہ مراد ہے) ہم تجھکو پرکرتی (مادہ کی حالت اولیں) اور پرمانو (ذرّوں) وغیرہ حاملانِ عالم کا بھی پشت و پناہ مانتے ہیں تیرے سوا اور کوئی دوسرا پشت و پناہ عالم نہیں ہے"

جسمیں تمام عالم بسا ہوا ہے یا جو تمام عالم کے اندر بسا ہوا ہے اسے وسو کہتے ہیں اسلئے یہہ پرمیشور کا نام ہوا۔ دیکھو اتریہ اور شت پتھ براہمن میں بھی لفظ "گن پتی" کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:—

"گن کا نام تو" **गणानांत्वा०** الخ منتر میں برہمن سپتی یعنی ویدوں کے پتی (مالک و محافظ) پرمیشور کا بیان ہے کیونکہ برہم (پرمیشور) کو برہم سپتی کہتے ہیں اُسی برہم (ایشور یا وید) کے اُپدیش (ہدایت) کے ذریعہ سے سچی ہدایت کرنیوالا اور عالم طبیب اس جیو یا یجمان (یگیہ کرنیوالے) کو ادویات سے تندرست کرتا ہے۔ یجمان اپنی آتما سے طبیب کو چاہتا ہے۔ پرمیشور جو سب جگہ محیط و بسیط ہے اُسکو پرتھ کہتے ہیں پرکرتی اور آکاش وغیرہ بسیط اشیاء اُسی کی قدرت سے قائم ہیں اسلئے اُسکو سپرتھ بھی کہتے ہیں اسلئے یہ دونوں نام اُسی پرمیشور کے ہیں" [اتریہ براہمن پنچکا ۱۔ کنڈکا ۲۱]

محافظِ مخلوقات پرمیشور کا نام جگدپتی ہے اور اسی پرمیشور کو اشومیدھ کہتے ہیں (یہ ایک معنی ہوئے) دوسرے معنی یہہ ہیں کہ کشتری بمنزلہ اشو (گھوڑا) ہے اور ویش یعنی رعیت بمنزلہ دیگر پشو (حیوانات)

ہے یعنی جس طرح گھوڑے کے مقابلہ میں بکری وغیرہ دیگر حیوانات کمزور ہوتے ہیں اُسی طرح راجہ کی سبھا کے مقابلہ میں وِش یعنی رعیت کمزور ہوتی ہے۔ سلطنت کے نشان ہرنیہ یعنی سونا وغیرہ زر و دولت اور نور وجلال با عدل و انصاف ہیں" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۱۱۔ کنڈکا ۱۵ تا ۱۷]

یہاں راج اور پرجا (رعیت) کا مقابلہ النکار (استعارہ) میں کیا ہے۔ اِس حوالے میں لفظ ہرنیہ گربھ پرمیشور کا مترادف آیا ہے۔ اِس کی نسبت نِرکت کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔

"سورج وغیرہ روشنی کرنے والے اجرام اُسی پرمیشور کی قدرت سے روشن ہیں۔ اُس پرمیشور کے بنائے ہوئے سورج وغیرہ اجرام اور نیز اُس کے پابند ہوئے قانون کو دیکھ کر اُن کے مسبب یعنی ایشور کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ اِسی وجہ سے اُس پرمیشور کو ہرنیہ گربھ کہتے ہیں" [نِرکت ادھیائے ۷۔ کھنڈ ۲۴]

اب جیو اور ایشور کے درمیان مالک اور مملوک کے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔

"انسان صرف اپنی قوت سے سورگ لوک یعنی پرمیشور کو بآسانی نہیں جان سکتا۔ بلکہ ایشور ہی کے فضل و کرم سے جان سکتا ہے" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۱۲۔ کنڈکا ۱]

ایشور کا نام اشو بھی ہے چنانچہ کہا ہے کہ

"ایشور ہی اشو ہے" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۳۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۸]

چونکہ ایشور تمام کائنات میں سمایا ہوا اور سب جگہ حاضر و ناظر ہے اسلئے اُسے اشو کہتے ہیں۔

"سلطنت کو اشومیدھ کہتے ہیں۔ راجہ بذریعہ انتظام سلطنت (دنیا میں) انصاف کا اجرا کرتا ہے جسکا نیک ثمرہ کشتریوں اور حاکمان سلطنت کو ملتا ہے۔ راجہ محض رعیت کی راحت و بہبودی کے لئے اُس سے اپنے حکم یا قانون کی اطاعت کراتا ہے۔ اسلئے سلطنت ہی کا نام اشومیدھ ہے۔ سلطنت کی رونق زر و دولت سے ہے۔ اگر سلطنت زر و دولت سے مالامال ہوگی تو سلطنت ہی کا عروج و استحکام متصور ہے نہ کہ رعایا کا۔ کیونکہ رعیت صرف اُسی صورت میں عروج پا سکتی ہے جبکہ آزادی حاصل ہو۔ جہاں ایک مطلق العنان راجہ ہوتا ہے وہاں رعیت پر ظلم ہوتا ہے۔ اسلئے رعیت کی صلاح و مشورہ کو انتظام سلطنت میں دخل ہونا چاہیئے" [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۱۱۔ کنڈکا ۱۵ تا ۱۷]

"بغرض استحکام سلطنت عورتوں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو علم و تربیت سے آراستہ کریں۔ اِس نیک کام کو مقدم سمجھنا چاہیئے۔ عالموں کو اِس امر کا انسداد کرنا چاہیئے کہ اِس بارہ میں تساہل یا غفلت نہ ہونے پاوے اور جو لوگ حکم عدولی کریں اُن کو تدارک کرنا چاہیئے۔ اِس طرح ہمیں بار بار موقع دینا چاہیئے تاکہ حفاظت سلطنت اسلوبی کے ساتھ عمل میں آسکے۔ الغرض روزمرہ تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے روحانی اور جسمانی

طاقتوں کو بڑھانا چاہئے۔

جو لوگ مذکورہ بالا گرہستہ یعنی گستحصر کُل پرمیشور کو جانتے ہیں اُن کی پران (نفس) اور اُن کی طاقت ہمت۔ اور حوصلہ وغیرہ میں زوال نہیں آتا۔ ہر انسان کو یہہ خواہش کرنی چاہیئے کہ ہر آنِ پرمیشور کی معرفت حاصل کروں۔

رعایا کو پشو کہتے ہیں۔ تمام کائنات ایشور کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ جو شخص رعایا کا انسرصاحب علم و معرفت ہوتا ہے وہ یہہ سمجھتا ہے کہ اس تمام کائنات کے اندر ایشور موجود یا حاضر و ناظر ہے"۔

گणانांत्वा० [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۴۔ کنڈیکا ۱۷ و ۵]

یہ "گنانام توا" الخ منتر کا ترجمہ اختصار سے بیان کیا گیا۔ مہی دھر کا ترجمہ اس سے بالکل اُلٹا ہے۔

ता उभौ चतुरः पदः संप्रसारयाव स्वर्गेलोके प्रोर्णुवाथां वृषावाजी रेतोधा रेतो
दधातु ॥ य० अ० २३ मं० २०॥ [یجروید ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۰]

ترجمہ مہی دھر "اسپ عضوِ خود در جسم زن مے افگند (وِرشا اسپ را میگویند) ۔زن عضوِ اسپ را بدستِ خود کشیدہ در جسم خود داخل میکند"۔

صحیح ترجمہ۔ "ہم دونوں (راجہ اور رعیت) دھرم۔ ارتھ (دولت)۔ کام (مراد)۔ موکش (نجات) ان چاروں کو ہمیشہ باہم ملکر ترقی دلویں تاکہ ہم سورگ (راحتِ اعلیٰ) اور دیکھنے اور تعلیم [illegible] کو پاویں اور تمام جانداروں کو سُکھ دلویں۔ جس راج میں حیوان سیرت جابروں اور ظالموں کو تعلیم اور تنبیہہ اور سزا وغیرہ سے درست کیا جاتا ہے وہی پُر امن و راحت ملک سورگ کہلاتا ہے۔ اسلئے راجہ اور رعیت دونوں کو چاہیئے کہ اپنے سُکھ کے لئے وِرشا یعنی علم وغیرہ نیک گُنوں کی عطا کرنیوالے واجی (صاحبِ علم و معرفت انسانوں) کو امداد دیں اور اُن سے ہمیشہ علم اور قوت حاصل کریں یہی تا اُبھو۰ الخ منتر کا منشاء ہے"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈیکا ۵]

ताउभौ० الخ

यकासकौ शकुन्तिकाहलगिति वंचति। आहन्तिगभे पसोनि गल्गलीति धारका॥
य० अ० २३ मं० २२॥ [یجروید ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۲]

ترجمہ مہی دھر۔ "ادھوریو یعنی کارپردازان یگیہ بازنان و دوشیزگان از انگشت ہای خود شکل اندامِ نہانی ساختہ بطریقِ تمسخر میگویند کہ بوقت زود گامی زناں آواز مُلہلا۔ ۔ میخیزد۔ وقتیکہ عضوِ مرد شکل کنجشک در اندامِ زن سپرد و زن آنرا در جسمِ خود فروبرد و انزال میکند۔ در آنوقت آواز گلگلا سے میخیزد و دوشیزگاں از انگشت ہای خود صورتِ عضوِ مردی نمایند و ادھوریو را میگویند کہ روزن حشفہ بایں دوشیزہ شباہت دارد"۔

(مہی دھر یجروید کے اندر بہ منتر لفظ "ہتین" پر معنی کو ... لفظ "بھگتی" ... معنی ...

صحیح ترجمہ: جس طرح باز کے سامنے کم جثہ پرندوں کا کچھ زور نہیں چلتا اسی طرح راجہ کے مقابلہ میں رعایا کمزور ہوتی ہے۔ راجہ بالیقین سلطنت کی قیام اور امن و امان کے التیام کے لئے ہمیشہ رعایا سے روپیہ یعنی رعایا کو پُشٹ (صاحب دولت) کہتے ہیں اور سلطنت کو ویش (پشت یا عصا) کہتے ہیں۔ کیونکہ سلطنت کی قوت کو رعایا محسوس کرتی ہے۔ حاکمان سلطنت رعایا کو ہر طرح سے تخفیف دیتے ہیں۔ جہاں سلطنت میں ایک ہی (مطلق العنان) راجہ ہوتا ہے وہ رعیت کو فنا کر ڈالتا ہے۔ اسلئے ایک شخص کو ہرگز راجہ نہیں بنانا چاہئے بلکہ رعایا کو چاہیئے کہ سبھا ادھیکش (میر انجمن) کو جو سبھا کے تابع اور نیک چلن اور اوصاف حمیدہ سے بہرہ مند عالم ہو اپنا راجہ تجویز کریں۔ [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۷]

مہی دھر نے اس صحیح تفسیر سے بالکل برعکس ناشائستہ ترجمہ کیا ہے جو قابلِ غور ہے۔

माता च ते पिता च तेऽग्रं वृक्षस्य रोहतः। प्रतिलामीति ते पिता गभे मुष्टिमतं सयत्॥

य० अ० २३ मं० २४ ॥

[یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۲۴]

ترجمہ مہی دھر "برہما (بزرگترین جماعت) زن بجان راسیگوید اے مہیشی (زن بجان) چوں مادر و پدر تو بالا سے درخت یعنی بر پلنگ چوبی کہ آں ہم از چوب درخت حاصل مے شود خفتند و پدر تو مثال ... شت عضو خود را در ... داخل کرد از آں پیدائش تو بظہور آمدہ۔ باز عضو خود را ایستادہ کردہ اشارہ میکند کہ من بآں خواہش مجامعت دارم۔ بریں زن بجان ہم میگوید کہ تو ہمچنیں زائیدی"۔

صحیح ترجمہ: "اے انسان! یہ زمین اور علم تیری ماں کے مثال ہے۔ کیونکہ زمین نباتات وغیرہ بے شمار اشیاء اور علم معرفت پیدا کرنے کی وجہ سے ماں کی مثال ناز کرنے والی ہیں اور یہہ سورج یا عالم اور فیلسوف تیرے باپ کی مثال ہیں۔ کیونکہ یہہ محنت و تدبیر کی عادت سکھائی اور تمام سُکھوں کو دینے اور حفاظت و پرورش کرنے والے ہیں۔ انھیں کے ذریعہ سے جیو سورگ یعنی سُکھ کی حالت یا درجہ کو حاصل کرتا ہے۔ شری یعنی علم وغیرہ نیک اوصاف اور جواہرات وغیرہ عمدہ تحائف اور اقبال و حشمت سلطنت کی جزوِ اعظم ہیں۔ شری انسان کو زینت بخشتی ہے اور وہی سلطنت کا اعلیٰ زیور اور راحتِ عظیم کا باعث ہے۔ رعیت کو گیہوں یعنی اقبال و دولت پیدا کرنیوالی اور کاروبار سلطنت کو مُشٹی (مُشت) کہتے ہیں یعنی جس طرح انسان مٹھی میں روپیہ لے لیتا ہے اسی طرح اگر ایک مطلق العنان راجہ ہو تو ظلم و تعصب سے اپنی راحت کیلئے رعیت کا تمام مال و دولت ضبط کر لیتا ہے۔ چونکہ ایسا راجہ رعیت کی ناک میں دم کر دیتا ہے اسلئے اسکو وشنگھاتک (قاتل رعایا) کہتے ہیں" [شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۷]

یہی دھر کا ترجمہ اس ترجمہ سے بالکل خلاف ہے اسلئے اُسے کسیکو نہ ماننا چاہئے۔

ऊर्ध्वमे॑नामुच्छ्रा॑पय गि॒रौ भा॒रं॒ हर॑न्निव। अथा॑स्यै॒ मध्य॑मेधतां शी॒ते वाते॑ पु॒नन्नि॑व ॥ य० अ० २३ मं० २६ ॥

[یجروید ادھیائے ۲۳۔منتر ۲۶]

ترجمہ مہی دھر "اندام زن را از دست کشیدہ فراخ بکنند تا کہ آں کشادہ شود۔ بمثل آنکہ مرد کاشتکار در باد سرد غلہ افشاں را بالا گرفتہ مے جُنبانند تا کہ دانہ از علف جُدا شود"۔

صحیح ترجمہ۔ "اے انسان! تو اس سلطنت کیلئے اقبال وحشمت کو ترقی دے۔ جب سلطنت کی حفاظت سبھا کے ذریعہ سے کی جاتی ہے تو سلطنت اس طرح عروج حاصل کرتی ہے جس طرح کوئی بھاری بوجھ کو اُٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جائے۔ شری رُعب سلطنت ہی ہے۔ سبھا کی انتظام سے قلمرو میں شری (اقبال وحشمت) کو عروج دیکر سلطنت کو بنیظیر بنانا چاہیئے۔ اس اُصول پر عمل کرنیوالا انسان دُنیا میں پُر اقبال وحشمت سلطنت کو ترقی کے اعلیٰ زینہ پر پہونچاتا ہے۔ شری سلطنت کا مرکز ہے۔ اسلئے مذکورہ بالا شری یعنی سامانِ خورونوش اور کارآمد قیمتی اشیاء کی کثرت عظیم الشان سلطنت کا نشان اور باعث استقامت ہے۔ عمدہ سبھاؤں کے ذریعہ سے سلطنت میں اعلیٰ درجے کا سامانِ راحت پیدا کرنا چاہئے۔ حفاظتِ سلطنت کو شتپت کہتے ہیں۔ پس عمدہ سبھاؤں کے ذریعہ سے سلطنت کی حفاظت کرنی چاہئے"۔

[شت پتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۱ تا ۳]

यद॑स्या अꣳहु॒भेद्याः॑ कृ॒धु स्थू॒लमु॒पात॑सत्। मु॒ष्का॒विद॑स्या एजतो गोश॒फे श॑कु॒लावि॑व॥ य० अ० २३ मं० २८ ॥

[یجروید ادھیائے ۲۳۔منتر ۲۸]

ترجمہ مہی دھر۔ "چوں در اندامِ تنگ عضوِ خورد و فربہ داخل مے شود خُصیتان بر لب اندامِ نہانی می لرزند بوجہ تعمیق اندام نہانی وفربہی عضو خُصیتان بیروں ہمی مانند بمثل آنکہ در نشانِ سُم گاؤ پُر از آب دو ماہی ہمیں بیتاب و مضطرب باشند"

صحیح ترجمہ[1]۔ "جو راجہ جُرم وخطا سے پاک رعیت کے تمام چھوٹے اور بڑے کاموں کو شہرت و توجہ بخشتا ہے یعنی خود اُن پر نگرانی رکھتا ہے تو اُس کی راج میں چوہوں کی طرح نقصان کرنے والے چور یا سبھاسد (اراکین سبھا) اور خود غرض لوگ مثل ماہی بیتاب اس طرح ناچتے ہیں جس طرح گائے کی کُھر سے زمین میں گڑھا ہو کر پانی بھر جائے اور اُس میں دو مچھلیاں تڑپتی ہوں"۔

यद्दे॑वासो॑ ल॒लाम॑गुं॒ प्र वि॑ष्टी॒मिन॒माविषुः। स॒क्थ्ना दे॑दिश्यते॒ नारी॑ स॒त्यस्या॑क्षि॒भुवो॒ यथा॑ ॥ य० अ० २३ मं० २९ ॥

[یجروید۔ ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۹]

[1] اس منتر کا ترجمہ سوامی جی نے وید بھاشیہ بھومکا میں نہیں کیا ہے۔ مگر ہم نے یجروید بھاشیہ سے لیکر لکھدیا ہے۔ مترجم۔

ترجمہ مہرشی دیانند: چوں بازیچگاں زیبا (کہ دیپ درازای ہوم) للانگو یعنی عضو خود را در اندام زن داخل میکنند
انزال منی در رحم زن میشود۔ وقتیکہ ایشاں با عضو خود بازیچہ کنند یعنی آنرا در اندام زن داخل میکنند
ہر دو ساق زن نمایاں میشوند۔ بوقت مجامعت جملہ اعضای زن زیر اعضای مرد پوشیدہ میشوند ہر دو ساق
زن عریاں ہمی مانند و شناخت میشوند کہ ایں زن است۔ للام راست مرا گویند و چیزے کہ بوے راحت دہد
آیند آں للانگو یعنی عضو مرد است یا کہ للام نیلوفر را می گویند و چوں وقت دخول عضو ایستادہ با شاخ
نیلوفر مشابہت دارد۔ زاں ہم آں را للانگو ہے نامند

صحیح ترجمہ: عالم پرتشش (علم الیقین وغیرہ) سے پیدا ہونے والے علم حقیقی کو حاصل کر کے قسم قسم کے اعلی
اوصاف بخشنے اور راحت پہونچانے والے علم کے سمندر میں محو و مستغرق ہوتے ہیں اور رعیت کو بھی اسی
راحت سے بہرہ یاب کرتے ہیں جس طرح عورت اپنی ران کو ہمیشہ کپڑے سے چھپائے رکھتی ہے اسی طرح عالموں
کو چاہئے کہ رعیت کو ہمیشہ امن و راحت کے دامن میں چھپائے رکھیں گے۔

यद्धरिणो यवमत्ति न पुष्टं पशु मन्यते। शूद्रा यदर्यजारा न पोषाय धनायति॥
य० अ० २३ मं० ३०॥

[یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۳۰]

ترجمہ مہرشی دیانند: گشتا (مرد کیہ پرورش کشتری و ویش شودر بود) با زن خود میگوید کہ چوں زن شودر
با مرد ویشیہ فعل شنیع بکند یا مرد ویشیہ با زن شودر زنا کند شودر از آں خوش و سرفراز نمے شود ونمی پندارد
کہ زن من با ویشیہ مجامعت کردہ سرفراز شد بلکہ بخیال ایں امر کہ زنش فاحشہ گردید رنجیدہ میشود۔ زن
فاحشہ گشتا رامی گوید چوں مرد شودر با زن خاندان ویشیہ فعل قبیح بکند مرد ویشیہ آنرا باعث سرفرازی
نمے پندارد و نمے فہمد کہ زن من سرفراز شدہ بلکہ بخیال ایں امر کہ زن من با مرد ذلیل یعنی شودر خراب شدہ آزردہ میشود

صحیح ترجمہ: رعیت یو (اناج) ہے اور مطلق العنان راجہ ہرن کی طرح عمدہ عمدہ چیزوں کو چرنے
والا ہوتا ہے جس طرح ہرن کھیت کے اناج کو چر کر خوش ہوتا ہے اسی طرح مطلق العنان راجہ ہمیشہ اپنے
ہی سکھ کو چاہتا ہے۔ وہ اپنی راحت کیلئے اپنی رعیت کو کھاتا ہے جس طرح گوشت خوار موٹے تازے جانور
کو دیکھکر اسکے گوشت کھانیکی خواہش کرتے ہیں اور اس فربہ جانور کا زندہ رہنا نہیں چاہتے ویسے ہی
مطلق العنان راجہ اپنی راحت کو مقدم سمجھ کر ہمیشہ یہ نیت رکھتا ہے کہ رعیت میں کوئی مجھ سے زیادہ طاقتور نہ ہو
اسلئے ایک مطلق العنان راجہ کی ماتحت رعیت سرسبز نہیں رہ سکتی اور نہ اس کی کسی قسم کی حفاظت ہوتی ہے جیسے
اگر کسی شودر کی عورت بدکار ہو جاوے تو شودر خوش نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب ایک مطلق العنان راجہ رعیت کی حفاظت
نہیں کرتا تو رعیت پنپنے نہیں پاتی۔ اسی وجہ سے ویشیہ عورت کی بزدل بیٹے یا شودر کی جاہل اولاد کو

تخت نشین نہیں کیا جاتا کیونکہ وہ سلطنت نہیں کرسکتے"۔ [شتپتھ براہمن کانڈ ۱۳۔ ادھیائے ۲۔ براہمن ۳۔ کنڈکا ۸]
اس شتپتھ براہمن کی شرح سے مہی دھر کا ترجمہ بالکل برعکس ہے۔

उत्सक्थ्या अवं गुदं धेहि समंजिं चारया वृषन्। यःस्त्रीणां जीव भोजनः॥

[یجروید ادھیائے ۲۳۔ منتر ۲۱] यजु० अ० २३ मं० २१॥

ترجمہ مہی دھر یجمان (مردیکہ در خانہ اش یگیہ بعمل آید) اسپ خطاب میکند۔ ای اسپ نطفہ انداز بر کون زن من کہ ساقہای خود را افراختہ است نطفہ بینداز! و عضو خود در اندام او داخل کن آن عضو کہ روح افزای زنان است و از دخولش در اندام خویش زناں محظوظ می شوند در اندامش بران!"

صحیح ترجمہ "ای تمام مرادوں کی عطا کرنیوالے عالم سبھا دھیکش (ہیڈ انجمن یا راجہ)! تو رعایا کے اندر علم معرفت۔ راحت۔ انصاف۔ اور روشنی کو ترقی دے۔ جو بدکار عورتیں حرامکاری کریں تو اُن کو سر نیچے اور پاؤں اوپر کرکے سزا دے یا قیدخانہ میں بھیجدے۔ عورتوں میں جو کوئی بدکار عورت ہوتی ہے تو اسکو مناسب سزا دیتا ہے۔ تو جیو بھوجن یعنی لوگوں کو جان سے مار ڈالنے والے خونخوار ڈاکوؤں کو سزا دے"۔

مہی دھر کی تفسیر وید دیپ نامی کی اسی قدر تردید سے دانشمند لوگ تمام کی تردید سمجھ لینگے جب ہم منتروں کی تفسیر کریں گے اُس وقت اُن کے ساتھ مہی دھر کے ترجمہ کی اور غلطیاں بھی ظاہر کریں گے۔ جبکہ ملک آریاورت کے باشندوں یعنی ساین و مہی دھر وغیرہ کی تفسیروں میں ایسی ایسی غلطیاں موجود ہیں تو ملک یوروپ کے باشندوں کی تفسیروں میں جنھوں نے انھیں کے مطابق اپنے اپنے ملک کی زبان میں ترجمہ کیا ہے جو غلطیاں ہوں گے وہ بیان کی محتاج نہیں۔ جب ساین۔ مہی دھر وغیرہ کے ترجمے کی یہ کیفیت ہے تو اسکی مدد سے جسقدر ترجمے اس ملک کی زبان یا یوروپ کی زبانوں میں ہوئے ہیں اُن کی غلطیوں کا کیا شمار ہوسکتا ہے۔ اس بات کو راستی شعار لوگ بخوبی سوچ سکتے ہیں آریہ لوگوں کو ایسے ترجموں کی مدد لینا بالکل مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اُن پر بھروسہ کرنے سے ویدوں کے سچے مطالب ہٹ ہی جاتے ہیں اور سچ کی جگہ جھوٹ کا رواج ہوتا ہے۔ اسلئے اُن ترجموں کو ہرگز بھی صحیح نہ سمجھنا چاہیئے بلکہ یہہ یقین رکھنا چاہیے کہ وید سراپا علوم حقیقی سے پُر ہیں اور ان میں جھوٹ کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ جب چاروں ویدوں کی تفسیر مکمل ہوکر چھپ جائیگی اور اہل علم و دانش لوگوں کے زیر مطالعہ آئیگی تب عوام الناس اس بات کو خود بخود سمجھ جائیں گے اور سب پر یہہ بات روشن ہو جائیگی کہ پرمیشور کے بنائے ہوئے ویدوں کی برابر کوئی دوسرا علم نہیں ہے۔

تفسیر ہذا کی ضرورت پر بحث ختم ہوئی

اصول تفسیر ہذا کا بیان

کرم کانڈ وغیرہ اور نیوگ کی تفصیل نہیں کی گئی

اس تفسیر میں ہم کرم کانڈ (عملی فرائض) کو الفاظ کے معنی میں بیان کریں گے۔ مگر جو منتر کرم کانڈ سے تعلق رکھتے ہیں اُن کے بموجب اگنی ہوتر سے لیکر اشومیدھ تک جو جو کارروائی کرنا فرض ہے اُسکو ہم اس تفسیر میں مفصل درج نہیں کریں گے۔ کیونکہ کرم کانڈ کی ہدایتیں ایتریہ اور شتپتھ براہمن پورو میمانسا شاستر اور شروت سوتروں میں بخوبی درج ہے اُن کو دوبارہ بیان کرنے سے انارش[1] کتابوں کی مانند تکرار عبارت اور پسے کو پیسنے کی مثال صادق آجائیگی۔ اس لئے اُنہی ونیوگ (ہدایت عملی) کو ماننا مناسب ہے جو قرین عقل ویدوں سے ثابت یعنی منتروں کے معنی سے نکلتی اور خود اُن میں بیان کی گئی ہیں اسی طرح اُپاسنا کانڈ یعنی عبادت کے مضمون کو بھی صرف الفاظ وید کی منشاء کے مطابق بیان کریں گے۔ کیونکہ اس مضمون کا مجموعی و مکمل بیان پاتنجل یوگ شاستر وغیرہ میں مل سکتا ہے۔

یہی کیفیت گیان کانڈ کی سمجھنی چاہئے۔ کیونکہ اس مضمون کی خاص تشریح سانکھیہ شاستر۔ ویدانت درشن۔ اور اُپنشد وغیرہ میں مل سکتی ہے۔

ان تینوں کانڈوں (مضمونوں) کے علم سے جو نپنتی (کمال و مہارت) اور اُپکار (فیض و فائدہ) حاصل ہوتا ہے اُسی کو وگیان کانڈ کہتے ہیں۔

ان چاروں کانڈوں کی مفصل تشریح مذکورہ بالا کتابوں میں ویدوں کے مطابق کی گئی ہے۔ اُنکی بابت بخوبی تحقیق و تصدیق کرکے جہانتک وید کے منشاء کے مطابق ہو قبول کرنا چاہئے۔ کیونکہ جسکی جڑ[2] نہ ہوگی اُسکی شاخیں وغیرہ بھی نہ ہوں گی۔

منتروں کے چھند اور سُور بھی لکھے گئے ہیں

ویاکرن (علم صرف و نحو) وغیرہ ویدانگوں کے ذریعہ سے وید کے الفاظ کی اُدات (بلند) وغیرہ سُور (سُر یا لہجہ) کا علم اور قراءت کا طریقہ بھی سیکھنا چاہئے۔ چونکہ یہ مضمون مذکورہ بالا کتابوں میں مکمل اور صحیح درج ہے اسلئے ہم اسکو یہاں بیان نہیں کرتے۔ اسی طرح چھندوں (بحروں) کا بیان اور تشریح جسطرح عروض کی کتاب یعنی پنگل سُوتروں میں درج ہے اُسی طرح ماننی چاہئے۔ سُور سات ہوتے ہیں چنانچہ لکھا ہے کہ

---

[1] وہ کتابیں جو رشیوں کے اُصول کے مطابق یا خود رشیوں کی بنائی ہوئی نہ ہوں۔ مترجم۔

[2] مراد یہ ہے کہ جس بات کی جڑ وید میں نہیں ہے اُس کی تشریح بھی ان کتابوں میں نہ ہونی چاہئے اور اگر اُن میں کوئی ایسی بات ہے جسکا اشارہ ویدوں میں نہیں پایا جاتا تو وہ ماننے کے لائق نہیں۔ مترجم۔

سُور یہ ہیں:- شَڈج ۱ - رِشبھ ۲ - گاندھار ۳ - مَدھیم ۴ - پنچم ۵ - دھیوت ۶ - نِشاد ۷ [پنگل شاستر ادھیاے ۳ سوتر ۶۴]

ہم پنگل آچاریہ کے سوتروں کے مطابق ہر چھند کے ساتھ اُسکا سُور بھی لکھینگے کیونکہ آجکل جس جس چھند (بحر) کے جو جو منتر ہیں اُن کو اپنے اپنے سُور کے مطابق ساز و سرود کے ساتھ نہیں گایا جاتا۔

اِسی طرح علم طب وغیرہ کی خاص تشریح ویدوں کے اُپ ویدوں یعنی آیُروید وغیرہ میں موجود ہے۔ اِن مضمونوں کے متعلق خاص خاص مطالب کو ہم عموماً وید منتر کی تفسیر لکھتے وقت ظاہر کریں گے۔

ہر منتر کی تفسیر میں علمی مضامین کی تشریح کر دی گئی ہے

جب اس طرح ویدوں کے مطالب ظاہر ہو جائیں گے اور اُن کا واقعی علم پختہ دلائل کیساتھ حاصل ہو جائے گا تب عوام النّاس کے تمام شکوک مٹ جائیں گے۔

تفسیر سنسکرت اور بھاشا میں مع حوالہ صرف و نحو لکھی گئی ہے

ہم وید کے منتروں کی تفسیر سنسکرت اور پراکرت (ہندی) دونوں زبانوں میں لفظی معنوں کیساتھ مع حوالہ لکھینگے اور جہاں جہاں ویاکرن (صرف و نحو) وغیرہ کے حوالہ کی ضرورت ہوگی اُسکو برابر درج کیا جائیگا تاکہ اس زمانہ میں جسقدر ویدوں کی منشا سے خلاف اور قدیم تفسیروں کے مخالف غلط و باطل ترجمے جاری ہیں اُن کا رواج چھوڑ کر عوام النّاس کو صحیح تفسیر کے دیکھنے سے ویدوں کی عقیدت و رغبت پیدا ہو۔

سایَن آچاریہ وغیرہ نے جو زمانہ سازی کے خیال سے دُنیا میں عزّت حاصل کرنے کے لئے اپنی اپنی مرضی کے مطابق تفسیریں لکھکر مشہور کی ہیں اور اُن سے جو بڑا بھاری نقصان پہونچا ہے اور نیز اُن کیوجہ سے جو ملک یوروپ کے لوگوں کو ویدوں کی نسبت شک اور مغالطہ پیدا ہوا ہے۔ اُسکو دور کرنیکے لئے ہم سنہتا کے منتروں کے صحیح صحیح معنی و مطالب کو شاستروں کے مطابق جہانتک عقل کی رسائی ہے ظاہر کریں گے جب ایشور کے فضل و کرم سے ہماری یہ تفسیر جو رشی مُنی - مہرشی مہامُنی آریوں کی بنائی ہوئی ایتریہ براہمن وغیرہ ویدوں کی صحیح تفسیروں کے حوالے سے لکھی گئی ہے مشہور ہو جائیگی - تب اُمید ہے کہ عوام النّاس کو بڑا بھاری سُکھ حاصل ہوگا۔

مروجہ ترجموں کی غلطیاں دکھائی گئی ہیں

بعض منتروں کے کئی کئی ترجمے کئے گئے ہیں

اس تفسیر میں جس جس منتر کے پارمارتھک (اعلیٰ مقصد انسانی کو بیان کرنیوالے) اور ویاوہارک (دُنیوی کاروبار کو بیان کرنیوالے) دو دو ترجمے شلیش النکار (صنعت کثیر المعانی) وغیرہ کے سبب کسی حوالے سے ہونے ممکن ہوں گے تو اُسکے دونوں ترجمے کئے جائینگے - مگر ایسا کوئی بھی منتر نہیں ہے جسمیں ایشور کا بالکل تیاگ (قطع تعلق) ہو - کیونکہ وہ علّت فاعلی ہے - ایشور اس کائنات معلول کے جزو جزو میں سرایت کئے ہوئے ہے کوئی معلول شے ایسی نہیں ہے جسکے ساتھ ایشور کا تعلق نہو - جہاں محض ویاوہارک ترجمہ ہوگا وہاں بھی صنعت ایزدی کے مطابق ہونے اور مٹی وغیرہ چیزوں کے قیام و التیام سے ایشور ہی کا تعلق سمجھنا چاہئے - اسی طرح جہاں صرف پارمارتھک ترجمہ کیا جائیگا اُس میں اشیاء معلول کے تعلق کی وجہ سے دوسرا ترجمہ بھی آجائیگا۔

اصول تفسیر ہذا کا بیان ختم ہوا

ویدوں کے متعلق چند سوالوں کے جواب

ویدچار کیوں ہیں؟

سوال - ویدوں کو چار حصوں میں کیوں تقسیم کیا ہے؟

جواب - جدا جدا اصولِ علمی جتلانے کے لئے۔

سوال - وہ کیا ہیں؟

جواب - مثلاً علم موسیقی میں تین طرح کی تقسیم ہے یعنی گانے اور قرأت میں درُت[1] - مدھیم - بلمبت - تین تقسیم ہوتی ہیں جتنی دیر میں ہرسو سور (حرکاتِ مقصورہ) ادا ہوتے ہیں اُس سے دگنی دیر میں دیرگھ سور (حرکاتِ ممدودہ) اور اُس سے تگنی دیر میں پلت سور (حرکاتِ دراز) بولے جاتی ہیں اسی وجہ سے (یعنی قرأت کی سہ گانہ تقسیم کے باعث) ایک ہی منتر بعض دفعہ چاروں سنہتاؤں (ویدوں) میں آتا ہے۔ چنانچہ کہا ہے کہ "رگوید سے ستتی یعنی اشیاء کی ماہیت کا اور یجروید سے اُن کے استعمال کا علم حاصل کرتے ہیں اور سام وید سے دیگر گاتی ہیں"۔ رگوید میں تمام موجودات کے گنوں کو بیان کیا ہے۔ یجروید میں اُن اشیاء سے جن کے گن بتائے گئے ہیں بذریعہ عمل بیشمار علمی فوائد حاصل کرنیکی ہدایت ہے۔ سام وید میں گیان (علم و معرفت) اور کریا (عمل) دونوں پر بنظر تعمق سے غور کر کے علم کو نتیجہ کی حد تک پہونچا دیا ہے اور جسقدر تینوں ویدوں میں علم اور اُسکے نتیجہ پر غور کیا گیا ہے اُس کی تکمیل اتھروید میں کی گئی ہے تا کہ اُن کی بخوبی حفاظت اور ترقی عمل میں آوے۔ الغرض انہی وجوہات سے ویدوں کی چار حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔

سوال - ویدوں کی چار سنہتائیں بنانیکا کیا مقصد ہے؟

جواب - یہ اسلئے کیا گیا ہے کہ علمی اصول کو بتانیوالی منتروں کی مضمون کی لحاظ سے ترتیب قائم رہے اور تقدیم و تاخیر کے سلسلہ سے وہ علوم جو اُن کے اندر بیان کئے گئے ہیں بآسانی حاصل ہو جاویں پس اسی وجہ سے سنہتائیں بنائی گئی ہیں۔

ویدوں کی اندرونی تقسیم اور انکی ترتیب و شمار

سوال - ویدوں میں اشٹک - منڈل - ادھیائے - سوکت - شٹک - کانڈ - ورگ - دشتی - ترک - پرپاٹھک - اور انوواک کی تقسیم کیوں کی گئی ہے؟

جواب - اشٹک وغیرہ کی ترتیب اس لئے رکھی ہے کہ پڑھنے پڑھانے میں آسانی رہے اور نیز منتروں کی شمار اور ہر علمی مضمون کی تقسیم بآسانی معلوم ہو سکے۔

سوال - رگ وید پہلے - یجروید دوسرے - سام وید تیسرے اور اتھروید چوتھے درجے پر کیوں گنا جاتا ہے؟

---

[1] شاید یہ وہی تقسیم ہے جو عام گانیوالوں کی اصطلاح میں اگن (جلت) - دگن اور ٹھاں نامزد کی جاتی ہے - مترجم -

جواب - جبتک گن (عرض) اور گنی (جوہر) کا قرار واقعی علم نہیں ہوتا تب تک اُسکا سنسکار (اثر و خیال) اور پریتی (شوق و رغبت) پیدا نہیں ہوتی- کیونکہ جب تک یہ نہ طبیعت نہیں لگتی اور طبیعت کی لگی بغیر اُس میں سکھ حاصل نہیں ہوتا- پس چونکہ رگ وید میں علوم کا بیان ہے اسلئے اُسکو اوّل شمار کرنا واجب ہے- اور جب اشیاء کے گنوں کا علم ہو جاتا ہے تب اُنپر کاربند ہو کر اور اُس سے مناسب فیض و فائدہ حاصل کر کے تمام دنیا کی بھلائی کرنی چاہیئے- اور چونکہ یجر وید میں اِسی بات کا بیان ہے اسلئے وہ دوسرے درجہ پر شمار ہوتا ہے- سام وید میں اس بات کا بیان ہے کہ گیان (علم) اور کرم کانڈ (عمل) اور نیز اُپاسنا (عبادت) سے کس قدر اور کس طرح ترقی اور عروج حاصل ہو سکتا ہے اور اُن سے کیا پھل (ثمرہ) ملتا ہے اسلئے اُسکو تیسرے درجے پر شمار کیا گیا- اور اتھروید سے پہلے تین ویدوں میں بیان کئے ہوئے علوم کی حفاظتِ خاص مقصود ہونیکی وجہ سے اس کو چوتھے درجے پر گنا جاتا ہے- پس گن گیان (علم طبیعیات)- کریا (ہدایت استعمال)- وگیان (معرفت الٰہی) اور ان سب علوم کی ترقی اور حفاظت کا باہم مسلسل تعلق ہونے کیوجہ سے رگ وید- یجر وید- سام وید- اور اتھروید- ان چار سنہتاؤں کو ترتیب وار گنا یا جاتا ہے- اور اُن کے نام رکھنے میں بھی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے-

" رچ ऋच بمعنی "ستتی" (تعریف کرنا) سے رگ اور یج यज بمعنی "دیو پوجا" (ایشور کی عبادت) "سنگتی کرن" (باہم ملانا) اور "دان" (دینا) سے یجر- اور سان تون सान्त्वन بمعنی "تسلی و تشفی دینا" سے سام بنتا ہے سام شو مصدر بمعنی "مرنا" سے بھی بنتا ہے- تھروت थर्वति بمعنی "چرت" (شک کرنا) سے آ अ "چرت ستیدھ" (نفی) کا ایزاد ہو کر اتھرو بنتا ہے" [نرکت ادھیاے ۱۱- کھنڈ ۱۸]

چرت "چر" चर" مصدر سے بنتا ہے جسکے معنی شک کرنا ہیں اسلئے لفظ اتھرو سے شکوک کا رفع کرنیوالا مراد ہے پس یہ یقین رکھنا چاہیئے کہ مصدری معنی کے لحاظ سے بھی ویدوں کا شمار اِسی ترتیب سے ہونا مناسب ہے-

منتروں کے رشی دیوتا چھند اور سُور کیا ہیں

سوال- ہر منتر کے رشی- دیوتا- چھند اور سُور کیوں لکھے جاتے ہیں؟

جواب- ویدوں کا ایشور کی طرف سے الہام ہونیکے بعد جس جس رشی کو جس جس منتر کے معنی کا کشف حاصل ہوا اُس اُس منتر کے اوپر اُس اُس رشی کا نام لکھا گیا- چونکہ ایشور کا دھیان کرنے اُس کی رحمت خاص اور بڑی بھاری کوشش سے منتر کے معنی کا انکشاف ہوتا ہے اسلئے اُس بڑی بھاری فیض کی یادگار کے لیئے اُس اُس رشی کا نام لکھنا مناسب ہے- چنانچہ اس بارہ میں حوالہ درج کیا جاتا ہے-

" جو انسان معنی کی علم کے بغیر سُنتا یا پڑھتا ہے اُسکا سُننا اور پڑھنا بے سود ہے- کلام کا فائدہ یہی ہے کہ اُس سے علم و معرفت حاصل ہو اور اُس علم و معرفت کے بموجب عمل کیا جاوے جو لوگ اس طرح علم حاصل کر کے اُس پر عمل کرتے ہیں اُن کو رشی کہتے ہیں کیونکہ انھیں کو کشف حاصل ہوتا ہے- جو لوگ اسطرح تمام علوم کو قرار واقعی

حاصل کرکے رشی ہوئے۔ اُنھوں نے دوسرے لوگوں کو جنھیں ویدوں کا علم حقیقی نہیں تھا۔ اپنے اُپدیش (تعلیم) سے وید منتروں کا علم عطا کیا اور اُن کے معنی کو ظاہر کیا تاکہ وید کے معنی کا ہمیشہ رواج رہے جو لوگ ویدوں کو پڑھنے اور اُس کے اُپدیش (ہدایت سُننے) سے عاری ہیں اُنکو وید کے معنی کا علم عطا کرنیکے لئے یہہ نگھنٹو اور نرکت نام کی کتابیں بنائی گئی ہیں۔ تاکہ سب لوگ ویدوں اور وید کے انگوں کا صحیح صحیح علم حاصل کر سکیں۔ نگھنٹو میں یہ مضمون ہے کہ جو مصدر ہم معنی ہیں یا ایک ہی فعل کو ظاہر کرتے ہیں اُن کے معنی کو ظاہر کیا گیا ہے یعنی لفظ جو ایک ہی معنی کو ظاہر کرتے ہیں یا جسقدر معنی ایک ہی لفظ سے ظاہر ہوتے ہیں اُن سب کو بیان کر دیا گیا ہے۔ اکثر ایک ہی معنی کے کئی اسم ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک اسم کے کئی معنی ہوتے ہیں جس منتر میں جن قابلِ بیان و تشریح مطالب مضامین یا اشیاء کی خصوصیت کیساتھ تعریف و تشریح کیجاوے اُنھیں کو اس منتر کا دیوتا جاننا چاہئے اور جو منتر سے یا کسی شے یا مضمون کا حوالہ یا اشارہ کیا جاوے وہ بھی نگھنٹو کی تشریح میں شامل ہے۔

[نرکت ادھیاے ۱۔ کھنڈ ۲۰]

پس یہہ ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ کسی انسان نے منتروں کو بنایا ہے۔ بلکہ جس جس رشی نے جس جس منتر کے معنی کو ظاہر کیا ہے۔ اُس اُس رشی کا نام اُس اُس منتر کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اور جس منتر کا جو مضمون ہے وہی اُس منتر کا دیوتا سمجھنا چاہئے۔ دیوتا منتر کے معنی کو عیاں کرتا ہے۔ گویا اُس کی کنجی ہے۔ اسی وجہ سے منتر کے ساتھ اُسکا دیوتا لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر منتر کے ساتھ اُسکا چھند (بحر) لکھا جاتا ہے تاکہ اُسکا بھی علم ہو جاوے اور جس جس منتر کو جس جس سُور سے ساز میں گایا جا سکتا ہے اُس اُس شرج وغیرہ سُور کو اُسکے ساتھ لکھدیا ہے۔ یہ باتیں سب کے جاننے کے لائق ہیں۔

سوال۔ ویدوں میں اگنی۔ وایو۔ اِندر۔ اشوی اور سرسوتی وغیرہ الفاظ ترتیب وار کیوں آتے ہیں؟	ویدوں میں اگنی وغیرہ کی ترتیب کا منشا

جواب۔ علوم کے تقدم و تاخر کو جتلانے کے لئے اور نیز اس غرض سے کہ ہر علم سے جو نتائج لازمی (اتفاقی) پیدا ہوتے ہیں اُن کو بطور نتائج علمی بیان کیا جاوے۔ مثلاً لفظ اگنی سے ایشور اور آگ دونوں مراد ہیں جس طرح لفظ اگنی سے ایشور کا علم اور اُسکا محیط کل ہونا وغیرہ گُن عیاں ہوتے ہیں اُسی طرح اس لفظ سے ایشور کی پیدا کی ہوئی آگ بھی مقدم طور پر مراد لیجاتی ہے۔ کیونکہ وہ صنعت کی کاروبار میں سب سے مقدم اور نہایت کارآمد ہے۔ علیٰ ہذا جس طرح ایشور کا مستظہر کل اور قادر مطلق وغیرہ ہونا لفظ وایو سے عیاں ہوتا ہے۔ اُسی طرح علم صنعت میں اُس سے ہوا مراد ہے جو آگ کی معاون ہے۔ اسلئے اُسے دوسرے درجے پر لیتے ہیں۔ ہوا تمام اشیاء مجسم کو اُٹھانیوالی اور آگ سے تعلق رکھنے والی ہے اور سب کو قائم رکھنے کی وجہ سے

ایشور کا نام بھی وایو ہے۔ پھر جس طرح لفظ اِندر سے ایشور کا صاحبِ قدرت ہونا مفہوم ہوتا ہے اسی طرح اس لفظ سے ہوا (یا بجلی) مراد ہے۔ کیونکہ اس سے بھی انسانوں کو نہایت اعلیٰ حشمت و دولت حاصل ہوتی ہے۔ اِس لئے لفظ اِندر کو وایو کے بعد رکھا ہے۔ لفظ اشوی سے علم صنعت یعنی سواریوں کو خود رفتار وغیرہ بنانے کے علم میں پانی آگ اور معدنیاتِ ارضی و حرارت و روشنی وغیرہ مقدم و غیر مقدم سامان مراد ہیں اس لئے لفظ اشوی یعنی پانی اور بھاپ وغیرہ ویدوں میں اگنی (آگ) اور وایو (ہوا) کے بعد آیا ہے۔ علیٰ ہٰذا لفظ سرسوتی سے ایشور کے علم کا غیر متناہی ہونا اور اُس کے لفظ و معنی اور ان کے ربط سے وابستہ ویدوں کا اُپدیشٹا (مُلہم) ہونا وغیرہ گُن ظاہر ہوتے ہیں اور اس لفظ سے زبان کا کمال بھی مراد ہے۔ الغرض ان ہی وجوہات سے اگنی۔ وایو۔ اندر۔ اشوی اور سرسوتی وغیرہ لفظوں کو ترتیب وار لیا ہے۔ اسلئے سب انسانوں کو ویدوں کے الفاظ کی نسبت ہر جگہ یہی اصول سمجھنا چاہئے۔

ویدوں میں اگنی وایو وغیرہ سے ایشور مراد ہے

سوال۔ ویدوں کے شروع میں اگنی وایو وغیرہ الفاظ کے استعمال سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ ویدوں میں ان لفظوں سے آگ۔ ہوا وغیرہ دُنیوی چیزیں ہی مراد ہیں۔ کیونکہ شروع میں لفظ ایشور کو استعمال نہیں کیا۔

جواب۔ مہامنی پتنجلی جی مصنف مہابھاشیہ نے "لَن लण" سوتر کی شرح میں لکھا ہے کہ جس صورت میں ویاکھیان (شرح) کے ذریعہ سے منتروں کے لفظ لفظ کے معنی کو مشرح کر دیا گیا ہے تو پھر کوئی شک و شبہہ نہیں رہ سکتا"۔ پس اس بارہ میں تمام شکوک خود بخود رفع ہو جاتے ہیں کیونکہ وید اور ویدوں کے انگوں اور اُپانگوں اور براہمنوں وغیرہ میں لفظ اگنی کی شرح ایشور اور آگ دونوں طرح سے موجود ہے۔ اگر لفظ ایشور استعمال کیا جاتا تو پھر بھی شرح کے بغیر شک رفع نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ لفظ ایشور سے پرماتما کے علاوہ صاحبِ قدرت راجہ بھی مراد ہے۔ اور کسی آدمی کا نام بھی ایشور ہو سکتا ہے؟۔ پس اس صورت میں یہ شک پیدا ہوتا کہ ایشور سے ان دونوں کے منجملہ کس کو مراد لینی چاہئے۔ اُس صورت میں شرح ہی سے شک رفع ہو کر یہ معلوم ہوتا کہ یہاں لفظ ایشور سے پرماتما مراد ہے اور یہاں راجہ وغیرہ انسان۔ اِسی طرح یہاں بھی لفظ اگنی کے دونوں معنی لینے میں کچھ ہرج نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کروڑوں شلوک اور ہزاروں کتابیں بنانے سے بھی علم کا بیان میں آنا ممکن نہ تھا۔ اِسی وجہ سے ایشور نے اگنی وغیرہ الفاظ کو استعمال کیا ہے تاکہ تھوڑے سے لفظوں اور چھوٹی چھوٹی کتابوں کے ذریعہ سے ویوہارِک (دُنیوی کاروبار کے متعلق)

اور پار مار تھک (مقاصد اعلیٰ کے متعلق) دونوں علوم کا بیان ہو سکے۔ ایشور نے اگنی وغیرہ الفاظ یہ سوچکر استعمال کئے ہیں کہ تھوڑے ہی عرصہ تک پڑھنے پڑھانے اور تھوڑی ہی محنت کرنے سے انسان تمام علوم میں ماہر ہو جاویں۔ پرمیشور بڑا رحیم ہے۔ اُسنے آسان و مختصر لفظوں میں تمام علوم کے اصول کو بیان کر دیا ہے۔ دُنیا میں جو اگنی وغیرہ لفظوں کے معنی (آگ وغیرہ) مشہور ہیں اُن سے بھی ایشور کی قدرت کا نشان ملتا ہے۔ گویا یہ (آگ وغیرہ) تمام اشیاء اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ "ایشور ہے"۔ چاروں ویدوں میں جسقدر علوم ہیں اُن میں سے قدرے قلیل اس دیباچہ میں اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے۔ اِس کے بعد ہم منتروں کی تفسیر کریں گے اور جس منتر میں جس علم کا بیان ہے اُسکو منتر کی تفسیر کرتے ہوئے اُسی موقع پر بخوبی ظاہر کیا جاویگا۔

ویدوں کی متعلق چند سوالوں کے جوابکا مضمون ختم ہوا

الفاظِ وید کے متعلق چند خاص قواعد نیز کت

ویدوں میں مندرجہ ذیل قواعد کلیہ کا سب جگہ لحاظ رکھا گیا ہے۔

ویدوں میں ضمیروں کا خاص استعمال

"تمام منتر تین قسم کے معنی یا مضمون کو بیان کرتے ہیں۔ بعض پروکش (غائب) بعض پرتیکش (حاضر) اور بعض آدھیاتم (روحانی) مضمون کو۔ ان میں سے پہلے کے لئے پرتھم پرش (ضمیر غائب)۔ دوسرے کے لئے مدھیم پرش (ضمیر حاضر) اور تیسرے کے لئے اُتم پرش (ضمیر متکلم) استعمال کی جاتی ہے۔ ان میں سے بھی ضمیر حاضر کے متعلق دو قاعدے ہیں۔ (۱) جہاں مضمون ایک ظاہر و محسوس شے ہے وہاں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ اور (۲) جہاں وہ شے جس کی تعریف و تشریح کرنا مطلوب ہے، غائب و غیر محسوس ہے مگر تعریف و تشریح کرنے والا موجود و حاضر ہے تو وہاں بھی ضمیر حاضر ہی استعمال کی جاتی ہے۔

غرض یہ ہے کہ سنسکرت کی، ویاکرن (علم صرف ونحو) میں تین ضمیریں ہوتی ہیں جن کے نام ترتیب وار حسب ذیل ہیں:۔

(۱) پرتھم پرش (ضمیر غائب)۔ (۲) مدھیم پرش (ضمیر حاضر) اور (۳) اُتم پرش (ضمیر متکلم)۔ ان میں سے ضمیر غائب جڑ (بیجان یا غیر ذی شعور) اشیاء کے لئے آتی ہے اور چیتن (ذی روح یا ذی شعور) کے لئے ضمیر حاضر و متکلم آتی ہیں۔ یہ قاعدہ کلیہ الفاظ وید اور نیز اس کے علاوہ دیگر الفاظ کے لئے یکساں ہے۔ مگر وید میں یہ نئی بات ہے کہ ان بیجان یا غیر ذی شعور اشیاء کے لئے بھی جو موجود و ظاہر ہیں ضمیر حاضر استعمال کی جاتی ہے۔ یہاں یہ سمجھنا چاہئے کہ بیجان یا غیر ذی شعور اشیاء سے اُنکا لعینی مناسب فیض و فائدہ حاصل کرنے کے لئے اُن کو واضح طور پر بیان کرنا مطلوب ہے" [نِروکت ادھیائے۔ کھنڈ ۱۱ و ۲]

اس قاعدہ کو نہ سمجھکر ساین آچاریہ وغیرہ وید کے مفسروں نے اور اُن کی دیکھا دیکھی اہالیان یورپ نے اپنی اپنی زبان میں ترجمے کرتے ہوئے وید کے معنی کو بگاڑ کر یہ غلط بیانی کی ہے کہ ویدوں میں بیجان یا غیر ذی شعور اشیاء کی پوجا (پرستش) لکھی ہے۔

الفاظ وید کے متعلق چند خاص قواعد مندرجہ نرکت کا مضمون ختم ہوا

وید کے سُوروں پر بحث

چونکہ وید کے معنی کرنے میں سُور بھی کار آمد ہوتے ہیں اس لئے اب اختصار سے اُن کا بیان کیا جاتا ہے

سُور کی قسمیں اور اُن کے ادا کرنے کا طریق

سُور دو قسم کے ہوتے ہیں۔ اُداتؔ وغیرہ۔ شڑج وغیرہ۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی سات سات قسمیں ہیں۔ اِن میں سے اُداتؔ وغیرہ کی تعریف مہا بھاشیہ کے مصنف پتنجلی مُنی کے مطابق نیچے لکھتے ہیں "جو خود بلا امداد غیر ظاہر یا ادا ہو سکیں اُن کو سُور کہتے ہیں۔

آواز کو اونچا کرنے کے تین ذریعے ہیں۔ آیام۔ دارُنیہ۔ اَنُتا۔

آیام اعضاء کے سُکڑنے یا سمیٹنے کو کہتے ہیں۔

دارُنیہ۔ آواز کی کرختگی یا روکھے پن کو کہتے ہیں۔

اَنُتا۔ حلق کی تنگی کو کہتے ہیں۔

یہ تدبیریں لفظ کو بلند آواز سے بولنے کی ہیں اور اس طریق سے بولنے کو اُداتؔ کہتے ہیں

آواز کو نیچا یا ہلکا کرنے کی تدبیریں یہ ہیں۔ اَنْوسرگ۔ مارْدو۔ اُرُتا

اَنْوسرگ۔ اعضاء کے ڈھیلے چھوڑنے کو کہتے ہیں۔

مارْدو۔ سُر کی ملائمی۔ نرمی اور خوش الحانی کو کہتے ہیں۔

اُرُتا۔ حلق کے پھیلانے کو کہتے ہیں۔

یہ تدبیریں آواز کو ہلکا کرنے کی ہیں اور اس طریق سے بولنے کو اَنُداتؔ کہتے ہیں۔

ہم لوگ تین قسم کے سُروں میں بولتے ہیں۔ یعنی کبھی اُداتؔ۔ کبھی اَنُداتؔ اور کبھی اِن دونوں کو مِلا کر۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سُفید رنگ والی شئے کو سفید اور سیاہ رنگ والی کو سیاہ کہتے ہیں اور جس میں یہہ دونوں رنگ ہوں تو اُس کی ان دونوں سے مختلف ایک تیسری اصطلاح ہو جاتی ہے۔ یعنی چتلا یا آسمانی۔ اِسی طرح یہاں بھی سمجھو کہ اُداتؔ وہ ہے جو اونچا ہو۔ اَنُداتؔ وہ ہے جو نیچا ہو اور جس میں یہہ دونوں گُن پائے جائیں تو اُس کی تیسری اصطلاح سُورِتؔ ہوتی ہے۔ یہی سُور تفصیل بعض (تر) کر دینے سے سات ہو جاتے ہیں۔ یعنی اُداتؔ (اونچا)۔ اُداتؔ تر (زیادہ اونچا)۔ اَنُداتؔ (نیچا)۔ اَنُداتؔ تر (زیادہ نیچا) سُورِتؔ (متوسط) سُورِت اُداتؔ (متوسط مگر کچھ اونچا)۔ ایک شُرتی[1]

[1] جب کسی کو دور سے باواز بلند پکاریں تو اُس وقت اُداتؔ۔ اَنُداتؔ اور سُورِتؔ تینوں کا اس طرح (دیکھو حاشیہ ۲۱۸)

[مہابھاشیہ - ادھیای ۱ - پاد ۲ - "اُچ چیسر اُدات" उच्चैरुदात्त وغیرہ سوتروں کی شرح میں]

اسی طرح شڑج (کھرج) وغیرہ بھی سات ہیں -

۵۲ "شڑج - رِشبھ - گاندھار - مدھیم - پنچم - دھیوت - نشاد" [پنگل سوتر ادھیای ۳ - سوتر ۶۴]

اُن میں سے ہر ایک کی تعریف گاندھروید میں لکھی ہے - یہاں کتاب کی ضخامت بڑھ جانیکی وجہ سے نہیں لکھ سکتے -

وید کے سوروں کی بحث ختم ہوئی

(بقیہ حاشیہ متعلقہ صفحہ ۲۱۷) ایک تار بندھ جاتا ہے کہ تینوں ایک ہی سنائے دیتے ہیں یعنی اُن کے درمیان تمیز نہیں ہوتی پس اسی کو ایک شرتی کہتے ہیں - دیکھو اشٹادھیائی ادھیای ۱ - پاد ۲ - سوتر ۳۳ - مترجم

۵۲ یاگیہ ولکیہ شکشا میں لکھا ہے کہ

उच्चौ निषाद गान्धारौ नीचावृषभधैवतौ ।
शेषास्तु स्वरिता ज्ञेयाः षड्जमध्यमपंचमाः ॥

نشاد اور گاندھار اُدات ہیں - رِشبھ اور دھیوت انُدات ہیں اور شڑج مدھیم اور پنچم - سورت میں گائے جاتے ہیں - مترجم

خاص خاص قواعد صرف و نحو متعلقہ وید

اب ہم صرف و نحو کے اُن قواعد کو درج کرتے ہیں جو عموماً چاروں ویدوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک ہی لفظ کی دو اصطلاحیں　" ویدوں میں دو دو اصطلاحیں پائی جاتی ہیں مثلاً समसुष्ठुभास ऋक्वता गयोन् اس میں لفظ ऋक्वता کے اندر پد سنگیا (اصطلاح) کے ہونے سے च کی جگہ क ہوا ہے اور چونکہ اُس کی भ سنگیا بھی ہے اسلئے क کی جگہ ग نہیں ہوا۔ صرف ऋक्वता رہا"
[مہتجلی مُنی کی شرح۔ اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۱۔ سوتر ۲ پر]

اس طرح ایک ہی لفظ میں भ اور پد دو اصطلاحیں مان کر کارروائی کرنا وید ہی سے خصوصیت رکھتا ہے اور کہیں ایسا نہیں ہوتا۔

" پراتی پدک یعنی علامات ایزاد ہونے سے پیشتر کسی لفظ کے جو معنی ہو سکتے ہوں اُن کی پابندی سمجھائی گی
معنی مقدم ہیں　گویا وبھکتی[۱] کی علامت کو مقدم نہیں سمجھا جائیگا بلکہ جس وبھکتی کو مان کر قرین عقل معنی پیدا ہوں اُسی وبھکتی کو لیا جائیگا" [الیضاً سوتر ۵۶ پر]
پس اس کے بموجب معنی کو مقدم رکھا جائیگا نہ کہ وبھکتی کو۔
" معنی کے ظاہر کرنے کے لئے لفظ استعمال کیا جاتا ہے" [الیضاً سوتر ۴۴ پر]
یہ قاعدہ کلیہ الفاظ وید اور نیز دیگر الفاظ پر یکساں عائد ہے۔

ہم معنی الفاظ　" بہت سے الفاظ ہم معنی ہوتے ہیں۔ مثلاً اِندر۔ شکر۔ پُرُوہُوت۔ پُرندر۔ کندرو۔ کوشٹھ کُسُول۔ (ان سب کے معنی بجلی" ہیں) اور ایک ہی لفظ کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ مثلاً اکش (بمعنی دُھری۔ چُول۔ آنکھ۔ پہیہ۔ گاڑی۔ پاسہ۔ سانپ۔ روح علم وغیرہ)۔ پاد (پاؤں۔ کرن۔ جز۔ ایک چوتھائی۔ ستون وغیرہ) ماش (ماشہ۔ لوبیا۔ بیوقوف۔ دال وغیرہ)" [الیضاً۔ اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۲۔ سوتر ۴۵ پر]
یہ قاعدہ بھی کلیہ ہے۔ مثلاً ویدوں میں اگنی وغیرہ الفاظ (الیشور۔ آگ۔ بجلی۔ علم حرارت وغیرہ) کئی معنی دیتے ہیں اور اسی طرح بہت سے الفاظ ہم معنی ہیں۔

---

[۱] وبھکتی اُس علامت کو کہتے ہیں جو فاعل مفعول وغیرہ بنانے کے لئے اسم کے آخر میں لگائی جاویں سنسکرت میں سات وبھکتیاں ہوتی ہیں۔ پرتھما (فاعل)۔ دوتیا (مفعول بہ)۔ ترتیا (مفعول معہ)۔ چترتھی (مفعول لہٗ) پنچمی (مفعول منہ)۔ ششٹھی (مضاف الیہ) سپتمی (مفعول فیہ)۔ مترجم۔

"دگنتی اور اُپ سُرگ مصدر سے پہلے آتے ہیں"۔ [اشٹادھیائی ادھیائے ۱۔ پاد ۴۔ سُوتر ۸۰]

فعل اور اُپ سُرگ میں فاصلہ ہو جانا

"ویدوں میں مصدر اور اُپ سُرگ (حرفِ ربط ماقبل فعل) میں اکثر[۱] فاصلہ بھی ہو جاتا ہے" [وارتاک سوتر مذکور پر]

مثلاً आयातमुप निष्कृतम् اس میں حرف उप فعل आयातम् سے پہلے آنا چاہئے تھا مگر پیچھے آیا उपप्रयोभिरागतम् اس میں حرف उप اور فعل आगतम् کے درمیان فاصلہ ہو گیا ہے۔ پس اِس وارتک (قاعدہ تتمہ[۲]) کے بموجب اُپ سُرگ اور کریا آگے پیچھے دور فاصلے پر بھی آجاتی ہے

شششٹھی اور چترتھی کا بدل

"ویدوں میں شششٹھی (مضاف الیہ) اکثر چترتھی (مفعول لہٗ) کے معنی میں آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۲۔ ۳۔ ۶۲]

"ویدوں میں اکثر چترتھی وبھکتی (مفعول لہٗ) شششٹھی (مضاف الیہ) کے معنی بھی دیتا" [وارتک سوتر مذکور پر]

"مثال या खर्वेण पिबति तस्यै खर्वो जायते तिस्रो रात्रिः اس میں तस्यै (اُسکے لئے) چترتھی (مفعول لہٗ) ہے۔ مگر तस्याः (اُسکا) یعنی مضاف الیہ کے معنی دیتا ہے" [شرح پتنجلی منی سوتر مذکور پر]

[مثال دوم[۲] दार्वा घाटस्ते वनस्पतीनाम् اس میں वनस्पतीनाम् (نباتات کا) شششٹھی (مضاف الیہ) ہے۔ مگر वनस्पतिभ्यः (نباتات کے لئے) یعنی چترتھی (مفعول لہٗ) کے معنی دیتا ہے"]

اس قاعدہ سے چترتھی کے معنی میں شششٹھی اور شششٹھی کے معنی میں چترتھی دونوں ہو سکتی ہیں مہابھاشیہ کے مصنف نے براہمنوں کی طرزِ عبارت کو ویدوں کی مانند خیال کر کے اُنکی مثال دی ہے۔ ورنہ براہمنوں اور ویدوں کے ایک ہونیکی صورت میں براہمنوں اور چھندوں (ویدوں) کیلئے جدا گانہ[۳] قواعد لکھنے فضول تھے

اَد مصدر کے لئے قاعدہ خاص

"ویدوں میں اکثر अद् (کھانا) مصدر کی جگہ घस्लृ آدیش ہو جاتا ہے یعنی अद् کا بدلکر घस्लृ بنجاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۲۔ ۴۔ ۳۹] مثلاً घस्तान्नूनम्। सग्धिश्च मे। अत्तामद्य मध्यतो मेदऽउद्धृतम्

۱۱

---

[۱] لفظ اکثر سے وکلپ مُراد ہے۔ یعنی جو قاعدہ یہاں بیان کیا گیا ہے وہ اختیاری یا استثنائی ہے۔ لازمی یا کُلی نہیں ہے۔ جہاں ہمنے کسی سُوتر وغیرہ کے ترجمہ میں لفظ اکثر لکھا ہے۔ اس سے یہی مُراد سمجھنی چاہئے۔ مُترجم

[۲] دیکھو ویدانگ پرکاش مصنفہ سوامی دیانند سرسوتی۔ حصہ کارکیہ۔ طبع اوّل صفحہ ۳۲۳۔ مُترجم۔

[۳] اس سُوتر سے اوپر ایک سُوتر آتا ہے جس میں براہمنوں کے لئے خاص قاعدہ بیان کیا ہے۔ اگر اس سُوتر میں لفظ چھند سے براہمن مُراد ہوتی تو یہ کہنا کہ چھند میں ایسا ہوتا ہے فضول ہے۔ کیونکہ پانِنی کے قاعدہ کے بموجب ہی کتاب کا حوالہ دینے کے بغیر بھی یہاں براہمن ہی سمجھا جاتا۔ کیونکہ اوپر سے براہمن کی انُوورتی چلی آتی ہے۔ مترجم

"ویدوں میں (अद् وغیرہ مصدروں میں) علامت शप् اکثر लुक् (غائب) ہوجاتی ہے۔"
[ایضاً ۲-۴-۷۳] مثلاً आहि: शयते। वृत्रं हनति॥ अद् وغیرہ مصدروں کے علاوہ بھو भू وغیرہ مصدروں میں بھی ایسا ہوجاتا ہے مثلاً: नो देवा: त्राध्वं عام سنسکرت میں त्राध्वं کی جگہ त्रायध्वं آتا ہے۔
"ویدوں میں اکثر علامت शप् علامت श्लु سے بدلجاتی ہے۔" [اشٹادھیائی ۲-۴-۷۶]
مثلاً दाति प्रियाणि। धाति प्रियाणि॥ ان کے علاوہ اور جگہ بھی ایسا ہوجاتا ہے مثلاً पूर्णां विवष्टि।
जनिमा विवक्ति وغیرہ"۔ [شرح]

فعل مستقبل کے لئے خاص قاعدہ

"اگر लेट् (فعل مستقبل) پرے ہو تو اکثر مصدر پر علامت सिप् ایزاد کیجاتی ہے"
[اشٹادھیائی ۳-۱-۳۴]
"ویدوں میں مذکورہ بالا علامت सिप् اکثر णित् ہوجاتی ہے یعنی اسکو णित् سمجھکر इट् ایزاد کیا جاتا ہے۔" [وارتک سوتر بالا پر]
مثالیں सविता धर्म साविषत्। प्राण आयूंषि तारिषत्। یہ قاعدہ लेट् (فعل مستقبل) سے مخصوص ہے

فعل امر کے لئے خاص قاعدہ

"ویدوں میں हि پرے ہو تو श्ना کی بجائے शायच् اور शानच् یہ دو علامتیں آجاتی ہیں۔" [اشٹادھیائی ۳-۱-۸۴]
"ویدوں میں سب جگہ शायच् کہنا چاہئے" [وارتک سوتر مذکور پر]
"سب جگہ سے یہ مراد ہے کہ चाहे پرے ہو یا نہ ہو مثلاً मही: अस्कभायत्। यो अस्कभायत्। उद्गृभायत्। उन्मथायत्। وغیرہ"۔ [پتنجلی منی کی شرح سوتر مذکور پر]
یہ قاعدہ فعل متعدی کے लोट् (فعل امر) صیغہ واحد حاضر سے خصوصیت رکھتا ہے۔

ویدوں کے آ ونیئے

"ویدوں میں اکثر व्यत्यय ہوجاتا ہے"۔ [اشٹادھیائی ۳-۱-۸۵]
" व्यत्यय تغیر وتبدل کو کہتے ہیں مثلاً भवति کی بجائے स्यात् ہوجانا وغیرہ۔
ویدوں میں حسب ذیل व्यत्यय یعنی تغیر وتبدل ہوتے ہیں:-

(۱) सुप् व्यत्यय یعنی وبھکتی کا بدلجانا مثلاً दक्षिणाया: युक्ता माता धीक्षुरि रतिनिय्म्या: اس مثال میں दक्षिणाया: (دائیں طرف کا) شششٹھی (مضاف الیہ) ہے۔ در اصل سپتمی (مفعول فیہ) یعنی दक्षिणायाम् (دائیں طرف میں) چاہئے تھا۔

(۲) तिङ् व्यत्यय یعنی فعل میں تغیر وتبدل ہوجانا مثلاً चषालं ये अश्वयूपाय तक्षति ان میں

ف۱ دیکھو ودانگ پرکاش۔ حصہ آکھیاتک صفحہ ۱۱۵ - مترجم۔

वृश्चति (کاٹتا ہے) واحد آیا ہے۔ درصل वृश्चन्ति (کاٹتے ہیں) جمع چاہئے تھا۔ کیونکہ اسکا فاعل ये (جو لوگ) جمع میں ہے۔

(۳) वर्णव्यत्यय یعنی حروف کا ادل بدل ہوجانا۔ مثلاً निशुभोजः शुभितमुपवीरम् اس مثال میں शुभितम् درصل शुधितम् تھا یعنی حرف ध کی بجائے भ ہوگیا۔

(۴) लिङ्गव्यत्यय یعنی تذکیر وتانیث کا بدل مثلاً मधोस्तृप्ता इवासते اس مثال میں मधोः درال मधुनः ہونا چاہئے تھا۔ گویا تانیث کی بجائے تذکیر ہوگئی

(۵) पुरुषव्यत्यय یعنی ضمیر کا ادل بدل ہوجانا۔ مثلاً अधा स वीरैर्दशभिर्वियूयाः। اس میں वियूयात (وہ جدا ہووے) یعنی ضمیر واحد غائب کی جگہ वियूयाः (تو جدا ہو) یعنی ضمیر واحد حاضر آئی ہے۔

(۶) कालव्यत्यय یعنی زمانہ کا تغیر وتبدل مثلاً श्वोऽग्नीनाधास्यमानेन सोमेन यक्ष्यमाणेन اس مثال میں आधास्यमान् (آیندہ رکھے جانیوالی آگ) اور यक्ष्यमान् (زمانہ آیندہ میں یگیہ کیجانیوالی) درصل आधाता (زمانہ ماضی میں رکھی گئی) اور यष्टा (یگیہ کیا گیا) ہونا چاہئیے تھا

(۷) आत्मनेपद व्यत्यय یعنی فعل میں تغیر کرکے لازمی بنا لینا۔ مثلاً ब्रह्मचारिणमिच्छते اس مثال میں इच्छते فعل حال لازمی آیا ہے۔ درصل فعل متعدی یعنی इच्छति (خواہش کرتا ہے) آنا چاہئے تھا

(۸) परस्मैपद व्यत्यय یعنی فعل کو بدلکر متعدی بنا لینا مثلاً प्रतीपमन्य ऊर्मिर्युध्यति। اس مثال میں युध्यति فعل متعدی آیا ہے درصل لازمی یعنی युध्यते ہونا چاہئے تھا۔

(۹) स्वर व्यत्यय یعنی سُور کا تغیر وتبدل ہوجانا۔

(۱۰) कर्तृ व्यत्यय یعنی فاعل کا تغیر وتبدل ہوجانا۔

(۱۱) यङ् व्यत्यय یعنی علامت यङ् کا (جسکے فعل پر ایزاد کرنے سے معمول عادت یا باربار واقع ہونیکے معنی پیدا ہوجاتے ہیں)۔ تغیر وتبدل ہوجانا۔

भवति کی جگہ स्यात् ہوجانیکی دو مثالیں आधाता اور यष्टा ہیں۔ جو فعل مستقبل ضمیر واحد غائب میں آئے ہیں۔ گویا ان میں علامت तासि بدلکر स्य ہوگئی ہے" [شرح]

"ویدوں میں اگر اگلا لفظ कर्म ہو تو हन् مصدر پر اکثر علامت क्विप् ایزاد کیجاتی ہے۔"
[اشٹادھیائی ۳-۲-۸۸]

"اس سُوتر سے ویدوں میں اکثر علامت क्विप् ایزاد کیجاتی ہے۔ مثلاً मातृहा। मातृघातः॥ وغیرہ" [شرح]

"ویدوں میں بھوت کال (فعل ماضی) کے اندر مصدر پر علامت लिट् ایزاد ہوتی ہے" | क्विप् وغیرہ علامتیں |

[اشٹادھیائی ۳-۲-۱۰۵]

"اِس سُوتر سے ویدوں کے اندر ماضی مُطلق میں علامت लिट् لگائی جاتی ہے مثلاً - अहं द्यावापृथिवी आततान" [شرح]

"ویدوں کے اندر مذکورۂ بالا علامت लिट की جگہ اکثر علامت कानच् آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۲-۱۰۶]

" مثلاً" अग्निं चिक्यानः। अहं सूर्य्यमुभयतो ददर्श - اگرچہ اِس سوتر میں اوپر کے سُوتر (छन्दसि लिट्) میں سے लिट् کی اَنُووِرتی ہو سکتی تھی - یعنی اسکو دوبارہ لکھنے کے بغیر بھی लिट् مفہوم ہو سکتا تھا - تاہم دوسری مرتبہ लिट् کہنے سے یہ مُراد ہے کہ علامت कानच् ایسے लिट् کی جگہ بھی آجاتی ہے جو غائب یا غیر محسوس معنی کو بیان کرے" [شرح]

" ویدوں میں مذکورۂ بالا लिट् کی جگہ اکثر علامت क्वसु بھی آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۲-۱۰۷]

" مثلاً पपिवान्। जग्मिवान्। اور نہیں بھی ہوتی مثلاً अहं सूर्य्यमुभयतो ददर्श।" [شرح]

" ویدوں میں اُن مصدروں پر جن کے آخر میں علامت क्यच् لگی ہوئی ہو - اُس فعل کی عادت ، چاہت یا مہارت ظاہر کرنے کے لئے علامت उ ایزاد کیجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۲-۱۷۰]

" مثلاً مित्रयुः। संस्वेदयुः। सुम्नयुः। اِس پری بھاشا (قاعدہ عام) کے بموجب کہ غیر مُتعلق کے لیے سے تعلق رکھنے والے بھی لے لئے جاتے ہیں - اس مقام پر وہ مصدر بھی سمجھ لینے چاہئیں جن کے آخر میں علامت क्यङ् + क्यच् اور क्यस् لگی ہوئی ہوں" [شرح]

" ویدوں میں اکثر علامت कृत्य اور ल्युट् بھی لگ جاتی ہیں - یعنی جہاں جہاں اِن علامتوں کے ایزاد ہونیکا قاعدہ بتایا ہے ان کے علاوہ اور جگہ بھی ہو جاتے ہیں" [اشٹادھیائی ۳-۳-۱۱۳]

" कृत् اور ल्युट् کہنا چاہئے تھا" [وارتک سوتر مذکور پر]

" یعنی اکثر कृत् بھی ہو جاتا ہے مثلاً : पादाभ्यां ह्रियते पादहारकः اس قاعدے سے مصدر میں कृत् نام والی علامت کارک میں ویدوں اور نیز دوسری جگہوں پر بھی دیکھی جاتی ہے - گویا یہ قاعدہ کلیہ الفاظ وید اور نیز دیگر الفاظ کے لئے یکساں ہے" [شرح] -

" ویدوں میں جب गति یعنی حرکت یا رفتار کے معنی رکھنے والے مصدروں پر ईषत् یعنی کمی یا بیشی کے معنی رکھنے والا उपपद (زاید لفظ) لگایا جاوے تو اُسپر علامت युच् ایزاد کی جاوے"

[اشٹادھیائی ۳-۳-۱۲۹] - مثلاً सूपसदनोऽग्निः

" ویدوں میں حرکت یا رفتار وغیرہ معنی رکھنے والے مصدروں کی علاوہ دیگر مصدروں میں بھی صورت

مذکورمیں علامت चुच रکھی جاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۳-۱۳۳] مثلاً सद्योहनमाक्नरोगोद्‌ब्रह्मणेगाम

وید وں میں ماضی سب زمانوں میں آتی ہے

"ویدوں کے اندر مصدروں پر لُنگ (ماضی قریب) - لَنگ (ماضی بعید) اور لِٹ (ماضی مطلق) کی علامتیں اکثر تمام زمانوں کے لئے آجاتی ہیں" [اشٹادھیائی ۳-۴-۶]

لُنگ کی مثال : अहंतेभ्योऽकारंनम: اس مثال میں अकारं (کیاہے) ماضی قریب ہے مگر اس کے معنی سب زمانوں میں آسکتے ہیں - لَنگ کی مثال अग्निमद्य होतारमवृणीतायं यजमान: اس مثال میں अवृणीत (قبول کیا تھا) ماضی بعید ہے - مگر اس کے معنی دیگر زمانوں میں بھی آسکتے ہیں -

لِٹ کی مثال अद्यममार اس مثال میں ममार (مرا) ماضی مطلق ہے مگر دیگر زمانوں میں بھی معنی ہوسکتے ہیں

ویدوں میں مستقبل اور مضارع کے لئے خاص قواعد

"وِدھی (امر) اور ہیتو ہیتومت (شرط وجزا) وغیرہ جتنے معنوں میں لِنگ (مضارع) آتا ہے انھیں معنوں میں مصدر سے ویدوں میں اکثر لیٹ (مستقبل) آتا ہے - یہ قاعدہ صرف ویدوں سے خصوصیت رکھتا ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۷] مثلاً जीवाति शरद: शतम्

"ویدوں میں لیٹ (مستقبل) اُپ سمواد (عہد یا اقرار) اور آشنکا (شک یا احتمال) کے موقعہ پر استعمال کیا جاتا ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۸] اُپ سمواد کی مثال अहमेव पशूनामीशै

آشنکا کی مثال नेज्जिह्मायन्तो नरकं पताम

"ویدوں میں لیٹ (مستقبل) پر अट् اور आट् دونوں علامتیں بڑا کرنے سے یکساں اثر رہتا ہے جہاں अट् ہوتا ہے وہاں आट् نہیں ہوتا اور جہاں आट् ہوتا ہے وہاں अट् نہیں ہوتا"

[اشٹادھیائی ۳-۴-۹۴]

"لیٹ (مستقبل) میں جب حرف आ آوے تو اُس کی جگہ ऐ ہوجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۵]

"اس سوتر سے ویدوں کے اندر آتمنے پد (فعل لازمی) میں لیٹ (مستقبل) کے ضمیر غائب اور حاضر تثنیہ میں جو حرف आ آتا ہے اُس کی جگہ ऐ ہوجاتا ہے - مثلاً मन्त्रयैनो मन्त्रयैथे। [شرح]

جہاں اوپر کے سوتر میں आ کی جگہ ऐ ہونا بتایا گیا ہے - اُسے چھوڑ کر لیٹ (مستقبل) میں جہاں ए آوے اُس کی جگہ بھی اکثر ऐ آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۶] مثلاً अहमेव पशूनामीशै - گویا ईशे اور ईशै دونوں صحیح ہیں - ईशेवा

"پرسمَی پد (فعل متعدی) میں لیٹ (مستقبل) کے اندر جہاں इ آوے اُسکا اکثر لوپ (حذف) ہوجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۳-۴-۹۷]

"یعنی لیٹ (مستقبل) میں तिप् (ضمیر واحد غائب) सिप् (ضمیر واحد حاضر) اور मिप् (ضمیر واحد متکلم)

کی इ اکثر محذوف ہو جاتی ہے مثلاً नरति। नराति। नरत्। नरात्। नरिषति। नरिषाति।
नरिषत्। नरिषात्। नारिषति। नारिषाति। नारिषत्। नारिषात्। नरसि। नरासि।
नरः। नराः। नरिषसि। नरिषासि। नरिषः। नरिषाः। नारिषसि। नारिषासि। नारिषः।
नारिषाः। नरामि। नराम्। नराषामि। नरिषाम्। नारिषामि। नारिषाम्॥

اسی طرح تمام مصدروں سے لیٹ (مستقبل) کی گردان سمجھنی چاہیے۔" [شرح]

"لیٹ (مستقبل) میں ضمیر متکلم کا स بھی اکثر محذوف ہوجاتا ہے" (اشٹادھیائی ۳-۴-۹۸)

مثلاً कारवाव। करवावः। करवाम। करवामः।

علامتوں کا بیان "ویدوں کے اندر علامت तुमुन् کے معنی میں تمام مصدروں پر से। सेन्। असे।
असेन्। कसे। कसेन्। अध्यै। अध्यैन्। कध्यै। कध्यैन्। शध्यै। शध्यैन्। तवै। तवेङ्। तवेन्॥
یہ پندرہ علامتیں لگتی ہیں" [اشٹادھیائی ۳-۴-۹]

"یہ قاعدہ ویدوں سے مخصوص ہے۔ ان سب علامتوں میں स اور ए آویہ یعنی غیر متغیر ہیں اور سب کے آخر میں حرف न سُوَر کے لئے لگایا گیا ہے اور क اسلئے لگایا ہے کہ گن اور وردھی نہ کیجاوے اور ङ کے لگانے سے بھی یہی مراد ہے اور श اسلئے لگایا گیا ہے کہ शित् کیا جاوے۔ مثلاً

(से) वक्षेण्यः (सेन्) तावामेषेरथानाम्। (असे। असेन्) क्रत्वेदक्षाय जीवसे। (कसे। कसेन्) श्रियसे। (अध्यै। अध्यैन्) कर्मण्युपचारध्यै। (कध्यै) इन्द्राग्नी आहुवध्यै। (कध्यैन्) श्रियध्यै। (शध्यै। शध्यैन्) पिबध्यै। सहमादयध्यै। (یہاں शित् ہونے کی وجہ سے पिव آیا ہے) (तवै) सोममिन्द्राय पातवै। (तवेङ्) दशमे मासि सूतवे। (तवेन्) स्वर्देवेषु गन्तवे॥

[شرح]

"جب مصدر سے کوئی فعل اُپ پد (فعل ثانی) کے طور پر آوے تو تمام مصدروں پر علامت तुम् کے معنی میں ویدوں کے اندر णमुल اور कमुल یہ دو علامتیں لگیں گی۔"

[اشٹادھیائی ۳-۴-۱۲]

"حرف ण بردھی کے لئے آیا ہے اور क اسلئے لگایا گیا ہے کہ گن اور بردھی نہ کی جاوے اور آخر میں حرف ल سُوَر کے لئے لگایا ہے۔ مثال अग्निं वेदेवा विभाजं नाशक्नुवन् اِس مثال میں

विभाजं عام طور پر विभक्तुम् ہوتا ہے۔" [شرح]

"ویدوں میں اگر ایشور اُپ پد (لفظ ثانی) ہو تو तुम् کے معنی میں مصدروں پر तोसुन् اور

कसुन् علامتیں ایزاد کی جاتی ہیں" [اشٹادھیائی ۳-۴-۱۳] مثلاً
(तोसुन्) ईश्वरो भिचरितोः। (कसुन्) ईश्वरो विलिखः॥

"कृत्य کے بھاؤ کرم میں خصوصاً अर्ह (لائق یا قابل) وغیرہ دو معنی ہوتے ہیں۔ جب وید میں कृत्य ہوں تو مصدروں پر तवै। केन्। केन्य। त्वन्। یہ چار علامتیں ایزاد ہوتی ہیں" [اشٹادھیائی ۳-۴-۱۴]

مثالیں (तवै) परिधातवै। (केन्) नावगाहे (केन्य) दिदृक्षेण्यः। शुश्रूषेण्यः। (त्वन्) कर्त्वं हविः।

"ستری لنگ (تانیث) میں اگر کوئی ایسا بہو بریہی - پراتی پدک (لفظ بلا ایزادی علامت) آوے جس کی اُپ دھا یعنی آخری حرف سے پہلا حرف محذوف ہو گیا ہو اور جسکے آخر میں अन् ہو تو اُسپر سنگیا (اصطلاح) میں اور نیز ویدوں کے اندر ہمیشہ علامت ङीप् لگتی ہے" [اشٹادھیائی ۴-۱-۲۹]

مثلاً गौ पंचदाम्नी। एकदाम्नी

"ویدوں کے اندر تانیث میں बहु وغیرہ پراتی پدکوں پر ہمیشہ علامت ङीप् لگائی جاتی ہے"۔
[اشٹادھیائی ۴-۱-۴۶] مثلاً बह्वीषु हित्वा प्रपिबन्।

"سپتمی سمرتھ پراتی پدک پر भव کے معنی اور نیز ویدوں میں علامت यत् لگائی جاتی ہے"۔
[ایضاً ۴-۴-۱۱۰]

"یہ श्वरा اور घ وغیرہ علامتوں کا آپ نادیعنی قاعدہ معکوس ہے۔ مثلاً सतिदर्शने नेपिभवन्ति।
मेध्यायच विद्युत्यायच नमः। [شرح]

اس سوتر سے لیکر اس پاد کے آخیر تک جسقدر ویدوں میں خاص علامتوں کے لگانے کے متعلق سوتر ہیں اُن کو یہاں نہیں لکھتے۔ اُن کی مثال جہاں جہاں منتروں میں آئیگی وہیں ان کو لکھدیا جاویگا۔

"ویدوں میں پرتھما وبھکتی (حالت فاعلی) کے سمرتھ (معنی رکھنے والے) پراتی پدکوں پر भूमा وغیرہ معنوں میں اکثر विनि علامت ایزاد ہوتی ہے"۔ [اشٹادھیائی ۵-۲-۱۲۲]

مثلاً सुमावयः

"بھوم (کثرت) نندا (مذمت) - پرشنسا (مدح) - نتیہ یوگ (تعلق دوامی) - آتی شے (شدت) سمبندھ (تعلق یا اضافت) کے معنی میں اور نیز جہاں یہ کہا جاوے کہ اُس میں یا اُسکا अस्ति (ہے) اتنے معنوں میں علامت मतुप् وغیرہ لگائی جاتی ہیں"۔ [اشٹادھیائی ۵-۲-۹۴]

لہ بہو بریہی کی تعریف کے لئے دیکھو صفحہ ۱۹۱ نوٹ۔ مترجم

اس سوتر پر جو مہابھاشیہ میں شرح دی ہے اُسکے بموجب मतुप् وغیرہ علامتیں الفاظ وید اور نیز دیگر الفاظ پر مذکورہ بالا سات معنی میں آتی ہیں "بہولم چھندسی" سوتر پر پرکرتی (مصدر) پرتیہ (علامت) کی خاص صورتوں کو بتانے والے بہت سے وارتک (قواعد تتمہ) ہیں جو اُنکو اپنے اپنے موقع پر بیان کیا جاویگا۔

"ویدوں کے اندر ایسے تت پُرش سماس کے اخیر میں جو نپُنسک لِنگ میں ہو اور جس کے اخیر میں न् یا स् ہو- علامت टच् ایزاد ہوگی" [اشٹادھیائی- ۵-۴-۱۰۳]

"اس سوتر میں وِکلپ کہنا چاہئے تھا یعنی ایسا کرنا اختیاری امر ہے چاہے کریں یا نکریں" [وارتک سوتر مذکور پر] مثلاً ब्रह्म सामं یا ब्रह्म साम। देव च्छंदसं یا देव च्छंद:।

"مصدروں کے کئی کئی معنی بھی ہوتے ہیں مثلاً वपि (بیج بونا) مصدر کسی موقع پر کاٹنے کے معنی بھی دیتا ہے مثلاً केशान् वपति (بالوں کو کاٹتا ہے) इडी: مصدر کے معنی ستُتی (تعریف کرنا) ہیں- مگر تحریک کرنے یا اُکسانے کے معنی میں بھی آتا ہے- مثلاً अग्निर्वा इतो वृष्टिमीट्टे मरुतो मुतश्च्यावयन्ति (گرمی پیدا ہوکر بارش کو تحریک دیتی ہے وغیرہ) कारोति کے معنی جو چیز پہلے نہ ہو اسکو ظاہر کرنا دیکھے جاتے ہیں اور پنکھی کرنے یا کاٹنے کے معنی میں بھی آتا ہے مثلاً पादौ कुरु (دونوں پاؤں کو ملو)- یہی مصدر ڈالنے یا گرانے کے معنی بھی دیتا ہے- مثلاً एरं कुरु پھینک دو- دور کرو)- कटे कुरु (چٹائی پر ڈالو)- घटे कुरु (گھڑی میں ڈالو) رکھنے کے معنی بھی دیتا ہے- مثلاً अस्मानमित: कुरु (پتھر کو یہاں رکھو)" [پتنجلی منی کی شرح اشٹادھیائی ادھیائے ۱- پاد ۱- سوتر ۹ پر]

یہ شرح مہابھاشیہ کی سمجھنی چاہئے- مصدروں کے جسقدر معنی دھاتو پاٹھ میں درج ہیں اُن کے علاوہ بھی اُن کے کئی کئی معنی ہوتے ہیں- یہ تین مصدر یہاں صرف نمونہ کے طور پر دکھائی گئی ہیں-

"ویدوں کے اندر نپُنسک لِنگ میں جو علامت जस् کی جگہ علامت शि آتی ہے اُسکا اکثر لوپ (حذف) ہوجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۶-۱-۷۰] مثلاً विश्वानि भुवनानि کی جگہ विश्वा भुवनानि ہوجاتا ہے-

"ویدوں میں اکثر مصدروں کا ایسی جگہ بھی سنپرسارن (مرکب کا مفرد سے بدل) ہوجاتا ہے جہاں عموماً ایسا نہیں کیا جاتا" [اشٹادھیائی ۶-۱-۳۴]- مثلاً हूमहे وغیرہ-

"شاکلیہ آچاریہ کی رائے میں इक् پرتیاہار سے پرے جو اَسورن (غیر مجانس) अच् ہو تو इक् کو پرکرتی بھاؤ ہو- یعنی اپنی اصلی صورت میں قائم رہے اور اُس کی جگہ علامت آوے

ہرسُو (حرکتِ مقصورہ) آجاوے" [ایضاً ۶-۱-۱۲۷]

" ویدوں میں ईषा اور अक्षा وغیرہ لفظوں کے اندر حرف پرکرتی بھاؤ بھی جاتا ہے [وارتک سوتر بالا]

یعنی اُن میں ہرسُو نہیں ہوتا - مثلاً ईषा अक्षा इमिरे اس مثال میں اگرچہ پرکرتی بھاؤ نہیں

ہونا چاہیئے تھا تا ہم ہوگیا"-

سماس کی خاص قواعد "جب دو دیوتاؤں کا دُوَندو سماس ہوتا ہے تو پہلے لفظ کی جگہ आनङ् آجاتا ہے

اور ङित् ہونیکی وجہ سے یہ आनङ् حرف آخر کے حرف کی جگہ آتا ہے" [اشٹا دھیائی ۶-۳-۲۶]

مثلاً इन्द्राबृहस्पती । सूर्य्याचंद्रमसौधाता यथा पूर्वमकल्पयत् وغیرہ -

اس سُوتر پر دو وارتک ہیں - (۱) دو دیوتاؤں کے دُوَندو سماس میں جب لفظ وایُو پہلے یا پیچھے آوے

تو یہہ قاعدہ عائد نہ ہوگا مثلاً अग्निवायू । वायूवग्नी । (۲) برہم - پرجاپتی وغیرہ کے سماس

میں بھی یہہ قاعدہ عاید نہیں ہوتا - مثلاً ब्रह्मप्रजापती । शिववैश्रवणौ । स्कन्दविशाखौ ।

ان دونوں وارتکوں سے سُوتر میں بنایا ہُوا आनङ् آدیش نہیں ہوتا - یہ قاعدہ بھی عام ہے -

"فعل لازمی کے صیغۂ جمع غائب میں علامت झ की जगह रुद् آجاتا ہے" [اشٹا دھیائی ۷-۱-۸]

مثلاً देवा अदुह्

وبھکتیوں کے لئے خاص قواعد " ویدوں میں اکثر ऐस् کی جگہ भिस् ہوجاتا ہے (یعنی भिस् کی جگہ ऐस् کرنا

امر اختیاری ہے لازمی نہیں)-[اشٹا دھیائی ۷-۱-۱۰]

مثلاً देवेभिर्मानुषेजने

" ویدوں کے اندر सुप् یعنی सु وغیرہ اکیس[۵۲] علامتوں کی جگہ جنکو سات وبھکتی کہتے ہیں सुप्

آجاتے ہیں یعنی کسی کی جگہ کوئی علامت لگجاتی ہے اور लुक् पूर्वसवर्ण (حرف ما قبل میں بدل جانا)

آل اور یہ بھی آجاتے ہیں" [اشٹا دھیائی ۷-۱-۳۹] आत् + शे + या + डा + ड्या + याच् - اور आल

(۱) सुप् کی مثال - ऋजव सन्तु पन्था: اس مثال میں اسم فاعل جمع کی علامت जस् کی جگہ

اسم فاعل واحد کی علامت सु آئی ہے - دراصل पन्थान: چاہیئے تھا -

(۲) लुक् کی مثال - परमेव्योमन् یہاں ضمیر مضاف الیہ واحد کی علامت کا लुक् ہوگیا ہے -

دراصل व्योम्नि ہونا چاہیئے تھا -

---

۵۱ دُوَندو سماس وہ مرکب ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ اسم اکٹھے آویں اور اُنکے آخیر میں صرف ایک وبھکتی لگائی جاوے - مترجم

۵۲ واضح رہے کہ یہی سات وبھکتیاں وحدت - تثنیہ اور جمع کی گردان سے اکیس[۲۱] ہوجاتی ہیں - مترجم

(۳) पूर्वे स्वदरा की مثال۔ धीनी। मती یہاں مفعول معہ واحد کی علامت حرف ناقبل سے بدلگئی ہے۔ دراصل धीत्वा मत्या ہونا چاہیے تھا۔

(۴) आत् کی مثال۔ उभा यन्तारा اس میں اسم فاعل یا اسم مفعول کی تثنیہ کی جگہ आत् ہوگیا ہے دراصل उभौ यन्तारौ چاہیے تھا۔

(۵) शे کی مثال۔ न युष्मे वाजबन्धवः یہاں اسم فاعل جمع کی علامت शे سے بدل گئی ہے دراصل यूयं वाज बन्धवः چاہیے تھا۔

(۶) या کی مثال۔ उरुया یہاں ترتیبا (مفعول معہ) واحد کی علامت टा کی جگہ या آگیا ہے دراصل उरुणा چاہیے تھا۔

(۷) डा کی مثال۔ नाभा पृथिव्याः اس مثال میں مفعول فیہ واحد کی علامت ङि سے بدلگئی ہے دراصل नाभौ पृथिव्याः چاہیے تھا۔

(۸) ड्या کی مثال۔ अनुष्ट्या یہاں مفعول معہ واحد کی جگہ ड्या ہوگیا ہے۔ دراصل अनुष्टुभा چاہیے تھا۔

(۹) याच् کی مثال۔ साधुया یہاں اسم فاعل واحد کی علامت याच् سے بدل گئی ہے دراصل "साधु" ہونا چاہیے تھا

(۱۰) आल् کی مثال۔ वसन्ता यजेत् یہاں مفعول فیہ واحد کی علامت आल् سے بدل گئی ہے دراصل वसन्ते چاہیے تھا۔

"तिङ् کی جگہ तिङ् یعنی فعل کے ایک صیغہ کی جگہ دوسرا صیغہ آجاتا ہے" [وارتک سوتر مذکور پر] یہ بھی ایک جداقاعدہ ہے۔

"सुप् کی جگہ डियाच् + इया اور ई یہ تین علامتیں بھی آجاتی ہیں" [وارتک سوتر مذکور پر]

(۱۱) इया کی مثال۔ दार्विया परिज्मन् یہاں مفعول معہ واحد کی علامت کی جگہ इया آگیا ہے۔ دراصل दारुणा چاہیے تھا۔

(۱۲) डियाच् کی مثال۔ सुक्षेत्रिया۔ सुमित्रिया न आप ओ वधयः सन्तु یا सुगात्रिया ان مثالوں میں ترتیب وار सुमित्राः + सुक्षेत्रिणा + सुगात्रिणा چاہیے تھا۔

(۱۳) ई کی مثال۔ दृतिं न शुष्कं सरसी शयानम् یہاں مفعول فیہ واحد کی جگہ ई آگئی ہے دراصل सरसि शयानम् چاہیے تھا۔

" सुप् کی جگہ अयाच् + आड् اور अयार یہ تین علامتیں بھی آجاتی ہیں"۔ [وارتک]

(۱۴) आड् کی مثال प्रवाहुना یہاں مفعول معہ واحد کی علامت आड् سے بدل گئی ہے دراصل प्रवाहुना چاہئے تھا۔

(۱۵) अयाच् کی مثال- स्वप्नयाया सचनम् یہاں بھی مفعول منہ کی علامت अयाच् سے بدل گئی ہے۔ دراصل स्वप्नेन چاہئے تھا۔

(۱۶) अयार کی مثال- सनः सिन्धुमिव नावया یہاں بھی مفعول فیہ واحد کی علامت अयार سے بدل گئی ہے۔ دراصل नावा چاہئے تھا۔

" اسم فاعل جمع کی علامت जस् کے بعد علامت असुक् آجاتی ہے" [اشٹادھیائی ۷-۱-۵۰]

مثلاً विश्वे देवा स आगत یہاں دراصل विश्वेदेवा स کی جگہ विश्वेदेवास چاہئے تھا۔ اسی طرح देवासः وغیرہ میں بھی سمجھنا چاہئے۔

متفرق قواعد " ویدوں میں इट् بھی آجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۷-۲-۹۷]

ویدوں میں جہاں کہیں इट् کا آگم دیکھا جاتا ہے وہ اسی سوتر سے ہوتا ہے۔

" ویدوں کے اندر اگر क्त्वा پرے ہو تو مصدر کے ابھیاس کی جگہ اکثر इ آجاتی ہے"۔

[اشٹادھیائی ۷-۴-۷۸]

" علامت मतुप् کے म کی جگہ व آجاتا ہے۔ اگرچہ عام طور پر ایسا نہیں ہو سکتا۔ مثلاً" रेवान

[ایضاً ۸-۲-۱۵]

" कृप् مصدر میں گن ہونے پر اور نیز جو कृप् کے اندر ऋ ہے ان دونوں کی جگہ लृ آجاتا ہے"۔

[اشٹادھیائی ۸-۲-۱۸]

" سنگیا اور ویدوں میں कपिलका وغیرہ لفظوں کی نسبت بھی یہ قاعدہ وکلپ سے کہنا چاہئے تھا یعنی اس لفظ میں र کی جگہ ल کر لینا اختیاری امر ہے [وارتک سوتر مذکور پر] - مثلاً कपिलका یا कपिरका وغیرہ

" اگر घ سے شروع ہونیوالی علامت پرے ہو تو स کا لوپ (حذف) ہو جاتا ہے"

[اشٹادھیائی ۸-۲-۲۵]

کیا یہاں स کو اسلئے الگ کیا ہے کہ घस کی جگہ भस ہوسکے؟ - نہیں یہ بات نہیں ہے کیونکہ " ویدوں کے اندر वर्ण (حرف) کا لوپ۔ وکلپ سے ہوتا ہے۔ یعنی اختیاری ہے مثلاً इपकर्तारमध्वरेऽ

[وارتک سوتر مذکور پر]

یہاں دراصل निष्कर्तारमध्वरे چاہئے تھا۔ اس وارتک سے ویدوں میں वर्ण (حرف) کا
لوپ اختیاری ہونا ایک قاعدہ استثنائی ہے۔

"ह سے شروع ہونے والے مصدروں کے ह کی جگہ घ آجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۸-۲-۳۲]

" ویدوں کے اندر ह اور ग्रह مصدروں کے ह کی جگہ भ ہوجاتا ہے [وارتک] مثلاً [illegible] भ्राति اور गर्दभेन संभरति ।

"ویدوں کے اندر اگر سمبودھن (ندا) میں ایسا لفظ آوے جسکے اخیر میں नन् اور वसु ہوں تو ان
کی جگہ रु ہوجاتا ہے" [اشٹادھیائی ۸-۳-۱] مثلاً गोमः। हरिवः। मीढ्वः।

"प्रत्याहार کے پرے وسرجنیہ کی جگہ وسرجنیہ کا لانا اختیاری ہے" [اشٹادھیائی ۸-۳-۳۶] शर्

"اگر शर् سے پرے खर् پرتیاہار کا کوئی حرف ہو اور اس کے قبل وسرجنیہ ہو تو اس وسرجنیہ
کا لوپ (حذف) اختیاری امر ہے" [وارتک سوتر مذکور پر] مثلاً वृक्षा स्थातारः। वृक्षाः स्थातारः
اس سوتر سے ویدوں میں بھی वायवस्थ وغیرہ لفظ وسرگ کے بغیر دیکھے جاتے ہیں اسلئے یہ قاعدہ عام ہے

"فعل حال اور سنگیا میں مصدروں پر اکثر उण् وغیرہ علامتیں لگائی جاتی ہیں"
[اشٹادھیائی ۳-۳-۱]

(حاشیہ: उण् وغیرہ علامتوں کے قواعد اور انکا نامکمل ہونا)

"اس سوتر میں لفظ बहुल (اکثر) آنیکی حسب ذیل وجوہات ہیں:-
(۱) یہ کہ پرکرتی یعنی الفاظ اپنی ابتدائی صورتوں میں نہایت کثرت سے دیکھے جاتے ہیں پس उण्
وغیرہ علامتیں بہت تھوڑے سے الفاظ کے لئے دیکھی جاتی ہیں نہ کہ تمام الفاظ کے لئے۔
(۲) عموماً उण् وغیرہ علامتوں کا مختصر انتخاب کیا گیا ہے۔ یعنی جسقدر علامتیں بیان کی گئی ہیں
وہ ان کا ایسا مجموعہ ہے جو عموماً کارآمد ہوتا ہے۔ تمام کو بیان نہیں کیا گیا۔
(۳) ان سے جو صورتیں بائے لفظ پیدا ہوتے ہیں ان کے لئے تمام قاعدے بیان نہیں کئے گئے
یعنی قواعد نامکمل ہیں۔ سب کی تشریح بالکل مکمل نہیں ہے۔
پس बहुल کہنے کی یہ تین وجہ ہیں یعنی (۱) نامکمل تعداد الفاظ کے لئے उण् وغیرہ علامتوں کا دیکھا جانا
(۲) الفاظ کا نامکمل مجموعہ اور (۳) ان کے مشتقات کا نامکمل بیان۔
چونکہ نیگھم یعنی ویدوں کے الفاظ اور رُوڈھی یعنی الفاظ جامد کا مکمل بیان کرنا مقصود ہے (اسلئے
پانتی آچاریہ نے الفاظ کی کثرت دیکھکر لفظ बहुल لکھا ہے) تو پھر تکمیل کس طرح ہو سکتی ہے؟-

(حاشیہ: تمام اسم مصدر سے بنے ہیں)

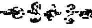
(اسکے جواب میں) یاسک آچاریہ نرکت میں لکھتے ہیں کہ اسم دھاتج یعنی مصدر سے

سے مشتق ہوئے ہیں یعنی اُن کی رائے میں تمام الفاظ مصدر سے نکلے ہیں۔ اسی طرح ویاکرن (علم صرف و نحو) کے مصنفوں میں شکٹ رشی کے فرزند یعنی شاکٹاین جی بھی الفاظ کو مصدروں سے نکلا ہوا مانتے ہیں۔ مگر جہاں دھاتو (مصدر) اور پرتیہ (علامت) کچھ معلوم نہ ہوتا ہو وہاں کیا کرنا چاہیئے؟۔ (اسکا جواب یہہ ہے کہ) جہاں صاف طور پر مصدر یا علامت معلوم نہ ہو سکے تو وہاں یہ کرنا چاہیئے کہ جسقدر مصدر اور علامتیں ویاکرن میں بیان کی گئی ہیں۔ اُن میں سے کسی علامت کو دیکھ کر مصدر کا اور مصدر کو دیکھکر علامت کا قیاس کر لینا چاہیئے۔ یعنی نئی علامت یا نیا مصدر بنا لینا چاہیئے۔ مگر یہہ کارروائی صرف اُن الفاظ کی نسبت کرنی چاہیئے جو دنیا میں مشہور ہوں یا ویدوں میں پائے جائیں۔ اُن کے معنی جاننے کے لئے لفظ کے ابتدائی حروف میں مصدر اور اُس کے اخیر میں علامت سمجھنی چاہیئے اور اُس سے جو نئی شکلیں یا الفاظ بنیں اُن سے اُن کا انو بندھ (تعلق) سمجھ لینا چاہیئے۔ اُنادی وغیرہ علامتوں کے متعلق یہی ہدایت ہے"۔ [شرح مہابھاشیہ سوتر مذکور پر]

اُن آدی پاٹھ میں تھوڑے سے الفاظ کے لئے उणा وغیرہ علامتیں بتائی ہیں۔ پس لفظ बहुल کے کہنے سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ جو الفاظ بیان نہیں کئے گئے اُن کے لئے بھی علامتیں ہیں۔ اسی طرح علامتوں کو بھی مکمل طور پر یکجا جمع نہیں کیا گیا ہے بلکہ عموماً مختصر طور پر علامتیں بیان کی گئی ہیں۔ اُن کی نسبت بھی لفظ बहुल کے آنے سے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جسقدر علامتیں بیان ہوئی ہیں اُن کے علاوہ اور بھی علامتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً पिठ पिड्डो علیٰ ہذا جسقدر قواعد سوتروں میں بیان کئے گئے ہیں اُتنے ہی نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی قواعد ہیں مثلاً لفظ हरड میں علامت ड کی इत् سنگیا (اصطلاح) نہیں ہوتی۔ یہ بات بھی बहुल کہہ دینے سے سمجھ لینی چاہیئے۔

اِس مقام پر یہہ شک پیدا ہوتا ہے کہ اُن آدی وغیرہ میں جسقدر الفاظ یا مصدر اور پرتیہ بیان کئے گئے ہیں اور نیز سوتروں میں جسقدر قواعد بتلائے گئے ہیں اُتنے ہی کیوں نہ مانے جائیں؟ اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ اِس لئے کہا گیا ہے کہ نگم یعنی ویدوں کے تمام مشتق الفاظ اور روڑھی یعنی ویدوں کے سوائے دنیا بھر کے تمام جامد الفاظ صحیح ثابت ہو سکیں۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو وہ بخوبی ثابت نہیں ہو سکتے تھے۔ نرکت کے مصنف اسموں کو مصدروں سے نکلا ہوا بتاتے ہیں اور شاکٹاین جی بھی ایسا ہی مانتے ہیں اور جو لفظ کسی خاص مصدر یا علامت سے نہ بن سکتا ہو تو وہاں مصدر کو دیکھ کر علامت کا اور علامت کو دیکھ کر مصدر کا قیاس کر لینا چاہیئے۔ ایسا

قیاس کرنے کی صورت یہ ہے کہ اسم میں مصدر کا جزو شروع میں اور علامت اس کے پیچھے سمجھی جاتی ہے۔ اور جیسی لفظ کی صورت دیکھے اسی کے مطابق مصدر اور علامت کا تعلق سمجھ لینا چاہئے یہ تمام کارروائی [illegible] وغیرہ کے متعلق سمجھ لینی چاہئے



خاص خاص قواعد صرف و نحو متعلقہ وید کا مضمون ختم ہوا

النکار (صنائع وبدائع) کا بیان

اب اختصار سے النکار (صنائع وبدائع) کی قسمیں لکھی جاتی ہیں

اپما لنکار — ان میں سے اوّل اُپما لنکار (صنعتِ تشبیہہ) کی تشریح کرتے ہیں۔

۱ - پورن اُپما (تشبیہہ تام) وہ ہے جس میں اُپمے یہ (مُشبّہ)۔ اُپمان (مُشبّہ بہ)۔ اُپما واچک (حرفِ تشبیہہ) اور سادھارن دھرم (وجہ تشبیہہ) چاروں موجود ہوں اس کی مثال یہ ہے۔

सनः पितेव सूनवेऽग्ने सूपायनो भव॥ (ऋ० मं०१ सू०१ मं० ९)

"اے اگنی (پرمیشور)! تو ہماری اس طرح حفاظت کر جس طرح باپ اپنے بیٹے کی حفاظت کرتا ہے"

[رگ وید- منڈل ۱- سوکت ۱- منتر ۹]

۲ ان چاروں میں سے کسی ایک کو محذوف کر دینے سے آٹھ قسم کے لُپت اُپما (تشبیہہ ناتمام) بن جاتے ہیں جو یہ ہیں:-

(۱) واچک لُپتا- (جسمیں حرفِ تشبیہہ محذوف ہو) مثلاً بھیم بلی یعنی بھیم کے برابر بلی (طاقتور)

(۲) دھرم لُپتا (جسمیں وجہ تشبیہہ محذوف ہو) مثلاً کمل نیتر (نرگس چشم)

(۳) دھرم واچک لُپتا (جسمیں وجہ تشبیہہ اور حرفِ تشبیہہ دونوں محذوف ہوں) مثلاً پُرش وِیاگھر (شیر مرد) یعنی شیر کی مانند طاقتور انسان

(۴) واچک اُپمے یہ لُپتا (جس میں حرفِ تشبیہہ اور مُشبّہ محذوف ہوں) مثلاً وِدیا پنڈتا یَنتے (علم سے پنڈت ہو جاتے ہیں)۔[۱]

(۵) اُپمان لُپتا (جس میں مُشبّہ بہ محذوف ہوتا ہے)

(۶) واچک اُپمان لُپتا (جس میں حرفِ تشبیہہ اور مُشبّہ بہ محذوف ہوں)

(۷) دھرم اُپمان لُپتا (جس میں وجہ تشبیہہ اور مُشبّہ بہ محذوف ہوں)

(۸) دھرم اُپمان واچک لُپتا (جس میں وجہ تشبیہہ مُشبّہ بہ اور حرفِ تشبیہہ تینوں محذوف ہوں) مثلاً کاک تالیہ[۲] (کوّا اور تاڑ کا درخت) اور گرو شِشیہ سماگم (تعلق اُستادی وشاگردی)

---

[۱] واضح رہے کہ ترجمہ سے صنعت واضح نہیں ہوتی۔ اُردو زبان میں اس کی مثال "آنکھیں پتھرانا" وغیرہ ہیں۔ مترجم-

[۲] کاک تالیہ سنسکرت میں ایک ضرب المثل ہے جسکو کسی ناگہانی امر کے واقع ہونے پر استعمال کیا جاتا ہے (دیکھو حاشیہ صفحہ آئندہ)

روپکا لنکار اب اس سے آگے روپک النکار (استعارہ) کا بیان کیا جاتا ہے۔
روپک النکار اسے کہتے ہیں جس میں اُپمان (مشبہ بہ) اور مشبہ کے درمیان تمیز نہ ہو سکے یا مشبہ بہ کے ساتھ تدروپ (ایک ذات) ہو جاوے۔ اِن دونوں طریق سے اُپمے یہ (مشبہ) کا اثر کم یا بیش یا متوسط قائم رہنے کی وجہ سے چھ قسمیں ہو جاتی ہیں۔ جو یہ ہیں:-
۱- ادھکا بھید روپک (جس میں مشبہ بہ کو اس طرح بیان کیا جاوے کہ مشبہ سے بالکل تمیز نہ ہو سکے) مثلاً یہ شخص سچ مچ سورج ہے۔ کیونکہ وہ شک و شبہ کی تاریکی کو (علم کے نور سے) ہٹا دیتا ہے۔ یعنی مراد یہ ہے کہ پورا عالم فاضل ہے۔
۲- نیونا بھید روپک (جس میں مشبہ بہ کو اس طرح بیان کیا جاوے کہ مشبہ سے قدرے تمیز ہو سکے) مثلاً یہ شخص ہو بہو تجلی ہے۔ اگرچہ اُسنے بھاشیہ (شرح) نہیں لکھا ہے (اردو مثال = نواب بی مُلک)
۳- انوبھیا بھید روپک (جس میں مشبہ بہ کو اس طرح بیان کیا جاوے کہ مشبہ سے کچھ تمیز ہو سکے اور کچھ نہ ہو سکے) مثلاً آج [۱] راجہ انصاف کو مدنظر رکھکر رعیت کی حفاظت کرتا ہے۔
۴- ادھک تادروپیہ روپک (جس میں مشبہ بہ کو مشبہ کے ساتھ بالکل ہم ذات کر دیا جاوے) مثلاً جب سرورِ علم حاصل ہو گیا تو پھر عیشِ جہانداری سے کیا سروکار
۵- نیون تادروپیہ روپک (جس میں مشبہ بہ کو مشبہ کیساتھ کسیقدر ہم ذات کر دیا جاوے) مثلاً یہ نیتی (مصلحت) نہایت نیک اور راحت بخش ہے اور اُسکو اپنی تنویر کے لئے سورج کی حاجت نہیں۔
۶- انوبھے تادروپیہ روپک (جس میں مشبہ بہ کو مشبہ کیساتھ کچھ ہم ذات کر دیا ہو اور کچھ نہیں) مثلاً بادل میں آئے ہوئے سورج سے یہ علم کا آفتاب علیحدہ ہے یعنی علم کا آفتاب ایسا ہے کہ وہ کبھی بادل میں نہیں آسکتا
شلیشا لنکار شلیش النکار وہ صنعت ہے جس میں اس قسم کے الفاظ آویں جن کے کئی معنی ہو سکیں۔
اس کی تین قسمیں ہیں:-
۱- پرکرت انیک وشے (جس میں ایک ہی لفظ اس قسم کے کئی معنی رکھتا ہو جن سے کئی مختلف مطلب نکل سکیں۔

(بقیہ حاشیہ متعلق صفحہ ۲۳۴) اصل اس کی یوں ہے کہ ایک کوا تاڑ کے درخت پر آکر بیٹھا ہی تھا کہ تاڑ کا پھل ٹوٹ کر اُسکے سر پر گرا اور وہ وہیں کھیت رہا۔ گویا "سر منڈاتے ہی اولے پڑے"! مترجم۔
[۱] اس فقرے میں ابہام ہے یعنی اسکے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ آج راجہ مثل سابق حفاظت کرتا ہے۔ دوم یہ کہ راجہ نے آج ہی حفاظت رعایا کی اصول کی پابندی شروع کی ہے۔ پیشتر ایسا نہیں کرتا تھا۔ مترجم

مثال اوّل "یہ شخص نوکمبل والا ہے"۔ اس مثال میں لفظ "نو" کی وجہ سے دو معنی پیدا ہوتے ہیں اوّل یہہ کہ اس شخص کے پاس نو کمبل ہیں یا کہ اس کے پاس نیا کمبل[۱] ہے۔

مثال دوم۔ श्वेतो धावति اس میں پہلا لفظ ذو معنی ہے۔ شویت سے سفید رنگ کا آدمی مراد لیویں تو یہ معنی ہوں گے "سفید رنگ کا آدمی دوڑتا ہے" اور اگر لفظ श्वेत: (شویت) کو श्वा (شوا بمعنی کتا) اور इत (اِت بمعنی یہاں سے) کا مرکب سمجھیں تو یہہ معنی ہوں گے کہ کتا یہاں سے دوڑتا ہے

مثال سوم۔ अलंबुसानां याता اس میں بھی اگر अलं (الم بمعنی طاقتور) اور बुस (بمعنی بھوسہ) لیا جاوے تو یہہ معنی ہوں گے کہ "بھوسہ کا لانیوالا طاقتور ہے" اور اگر अलंबुस (المبس بمعنی تونبی) کو ایک لفظ خیال کیا جاوے "تو" تونبیوں کا لانیوالا معنی ہوں گے۔

اسی طرح अग्निमीळे (رگوید منتر اوّل) وغیرہ میں بھی سمجھنا چاہئے۔ یعنی اس میں اگر अग्नि (اگنی) کو بمعنی ایشور لیویں تو یہہ معنی ہوں گے کہ "ہم ایشور کی ستتی (حمد و ثنا) کرتے ہیں" اور اگر اس سے معمولی آگ مراد لیں تو یہ معنی ہوں گے کہ "ہم آگ کی تعریف بیان کرتے ہیں"۔

۲۔ اپرکرت انیک ارتھ شلیش (جس میں کوئی ایسا لفظ آوے کہ جسکے دوسرے معنی لیویں تو بے ربط یا خلاف قیاس بات پیدا ہو)۔

مثال हरिणात्वद्बलं तुल्यं कान्तिनाहित शक्तिना اس مثال میں لفظ ہری (हरि) کے دو معنی ہیں۔ شیر اور ایشور۔ اگر شیر ترجمہ کریں تو یہہ معنی ہوتے ہیں "تیری قوت پُرطاقت شیر کے برابر ہے" اگر دوسرے معنی لیویں تو بات بے ربط ہو جاتی ہے۔ یعنی یہہ معنی ہوتے ہیں کہ "صاحبِ قوت ہری (ایشور) کے برابر تیری قوت ہے"۔ (جو صریح جھوٹا مبالغہ ہے)

۳۔ پرکرتا پرکرت انیک ارتھ شلیش (جس میں ایک ہی لفظ کے دوسرے معنی ایسے ہوسکتے ہوں جو موزوں مگر بے ربط ہوں) مثلاً उच्चरन्नृरियानाव्य: शुशुभे वाहिनीपति: ॥ اس میں لفظ वाहिनी पति: (واہنی پتی) کے دو معنی ہیں۔ سپہ سالار اور سمندر۔ کیونکہ واہنی پتی کے معنی واہنی کا مالک ہیں اور لفظ واہنی کے معنی فوج اور دریا ہیں۔ پس فوج کا مالک سپہ سالار اور دریاؤں کا مالک سمندر۔ پہلے معنی لئے جاویں تو یہ مطلب ہوگا کہ "بہت سی سواریوں والا سپہ سالار اُچھلتا ہوا بہت خوشنما معلوم ہوا" اور دوسرے معنی لیں تو یہہ مطلب ہوگا کہ "بہت سی سواریوں (جہازوں وغیرہ) سے بھرا ہوا سمندر

---

[۱] لفظ نو سنسکرت میں نو اور نیا دونوں معنی رکھتا ہے اور یہہ اتفاق کی بات ہے کہ فارسی کے لفظ نو بمعنی نیا اور اُردو کے لفظ نو (عدد) میں تجنیس خطی ہے۔ مترجم

اُچھلتا ہُوا خوشنما معلوم ہوا"۔ (یہ دوسرا ترجمہ اگرچہ موزوں ہے مگر اصلی مضمون سی غیر متعلق ہونیکی وجہ سے بے ربط ہے)۔

اِسی طرح اور بھی بہت سے النکار ہیں اُن سب کو یہاں نہیں لکھا جاتا۔ مگر جہاں جہاں وہ آئیں گے اُن کی وہیں تشریح کردی جائیگی

لفظ آدِت کے ۹ معنے

رگوید۔ منڈل ا۔ سوکت ۸۹۔ منتر ۱۰ میں لفظ "آدِت" کے کئی معنی بتائے ہیں جو حسب ذیل ہیں :-

دیَوْ (آفتاب کی روشنی)۔ انترکش (خلا یا لا سے زمین)۔ ماتا (ماں)۔ پِتا (باپ)۔ پُتر (بیٹا) وِشْوِیدیوا (عالم)۔ پنچ جنا (نوع انسان)۔ جاتْ (فرزند یا مخلوق) اور جنیتوَ (خالق یا آفریدگار) اِسلئے ہم ویدمنتروں کی تفسیر میں لفظ "آدِت" کے مذکورہ بالا معنی لیویں گے۔ اس منتر کو یہاں اس وجہ سے لکھدیا کہ اُسکو بار بار سب جگہ نہ لکھنا پڑے۔

النکار کا مضمون ختم ہُوا



علامات مستعملہ تفسیر وید کا بیان

اب ہم اُن علامتوں کو بیان کرتے ہیں جو وید کی تفسیر میں استعمال کی جائیں گی۔
رگ وغیرہ چاروں ویدوں۔ چھ شاستروں۔ چھ انگوں۔ چار براہمنوں اور تیتّریہ آرنیک کا جہاں کہیں حوالہ لکھا جائیگا وہاں اُن کے لئے حسب ذیل علامتیں لکھی جائیں گی۔

۱- رگوید- اس میں پہلا عدد منڈل کا دوسرا سوکت اور تیسرا منتر کا جاننا چاہئے۔ مثلاً ऋ० १।१।१

۲- یجروید- پہلا عدد ادھیائے کا اور دوسرا منتر کا ہوگا۔ مثلاً य० १।१

۳- سام وید کے پوروارچک کے حوالہ میں پہلا عدد پرپاٹھک کا۔ دوسرا دشتی کا اور تیسرا منتر کا ہوگا۔ مثلاً साम० पू० १।१।१ اور اُترارچک کے حوالے میں پہلا عدد پرپاٹھک کا اور دوسرا منتر کا ہوگا

واضح رہے کہ اُترارچک میں دشتی کی تقسیم نہیں ہے بلکہ پرپاٹھک ہیں اور ہر پرپاٹھک کے نصف حصہ میں منتروں کی شمار ختم ہو جاتی ہے اور اُس سے آگے پھر نئی شمار شروع ہو جاتی ہے۔ اُن میں سے پہلے حصہ کا نام پورواردھ پرپاٹھک اور دوسرے کا نام اُتراردھ پرپاٹھک ہوتا ہے۔ مثلاً साम० उ० १ पू० १ اور साम० उ० १ उ० १ ان دونوں قسم کی علامتوں کی تفصیل اس طرح ہے۔ حرف उ० سے اُترارچک مراد ہے پہلے عدد سے پہلا پرپاٹھک مراد ہے اور पू० سے اُس پرپاٹھک کا پورواردھ مراد ہے اور اُس سے اگلا عدد منتر کا ہے۔ یہی صورت دوسری علامت کی سمجھنی چاہئے صرف اتنا فرق ہے کہ اسمیں دوسرے حرف उ० سے پہلے پرپاٹھک کا اُتراردھ مراد ہے اور آخری عدد اس میں بھی منتر ہی کا ہے۔

۴- اتھروید- پہلا عدد کانڈ کا دوسرا ورگ کا۔ اور تیسرا منتر کا سمجھنا چاہئے۔ مثلاً अथर्व० ३।१।१

۵- ایتریہ براہمن- پہلا عدد پنچکا کا اور دوسرا کنڈکا کا ہے۔ مثلاً ऐ० १।१

۶- شتپتھ براہمن- پہلا عدد کانڈ کا- دوسرا پرپاٹھک کا۔ تیسرا براہمن کا اور چوتھا کنڈکا کا ہے۔ مثلاً
श० १।१।१।१

۷- چھاندوگیہ براہمن- پہلا عدد پرپاٹھک کا- دوسرا کھنڈ کا- تیسرا منتر کا ہے مثلاً छां० १।१।१
اسکے علاوہ سام وید کے اور کئی براہمن ہیں اُنمیں سے جسکا حوالہ لکھا جائیگا اُسکی علامت وہیں درج کر دیجائیگی۔

۸- گوپتھ براہمن- پہلا عدد پرپاٹھک کا اور دوسرا براہمن کا ہے۔ مثلاً गो० १।१

۹- میمانسا شاستر- پہلا عدد ادھیائے کا- دوسرا پاد کا اور تیسرا سوتر کا ہے مثلاً मी० १।१।१

۱۰- ویشیشک شاستر پہلا عدد ادھیاے کا- دوسرا آہنک کا اور تیسرا سوتر کا ہے- مثلاً ۱ ۱ ۱ वै० १।१।१

۱۱- نیاے شاستر- پہلا عدد ادھیاے کا- دوسرا آہنک کا اور تیسرا سوتر کا ہے مثلاً ۱ ۱ ۱ न्या० १।१।१

۱۲- یوگ شاستر- پہلا عدد پاد کا اور دوسرا سوتر کا ہے- مثلاً ۱ ۱ यो० १।१

۱۳- سانکھیہ شاستر- پہلا عدد ادھیاے کا اور دوسرا سوتر کا ہے- مثلاً ۱ ۱ सां० १।१

۱۴- ویدانت شاستر یا اُتّر میمانسا- پہلا عدد ادھیاے کا- دوسرا پاد کا اور تیسرا سوتر کا ہے- مثلاً

वे० १।१।१

یہ چھ شاستروں کی علامتیں ہوئیں- اب اس سے آگے چھ انگوں کی علامتیں لکھی جاتی ہیں- ان میں سے اوّل ویاکرن (علم صرف ونحو) جس میں حسب ذیل کتابیں شامل ہیں-

۱۵- اشٹادھیائی- پہلا عدد ادھیاے کا دوسرا پاد کا اور تیسرا سوتر کا ہے- مثلاً ۱ ۱ ۱ अ० १।१।१

مہابھاشیہ کا حوالہ بھی اشٹادھیائی کے سوتروں کی پتہ سے دیا جائیگا یعنی جس سوتر پر بھاشیہ (شرح) ہوگا- شرح کو لکھکر اُس سوتر کا پتہ لکھدیا جائیگا-

۱۶- نگھنٹو- پہلا عدد ادھیاے کا اور دوسرا کھنڈ کا- مثلاً ۱ ۱ निघंटौ १।१

۱۷- نِرکت- پہلا عدد ادھیاے کا اور دوسرا کھنڈ کا- مثلاً ۱ ۱ निरुक्ते १।१

۱۸- تیتریہ آرنیک- پہلا عدد پرپاٹھک کا اور دوسرا انوواک کا ہے- مثلاً ۱ ۱ तै० १।१

تمام حوالوں کے آگے حسب بالا علامتیں رکھی جائیں گی- تاکہ اُن کا پتہ اصلی کتاب میں لگ سکے- اور جس کسی کی خواہش ہو اُس پتے سے اُن حوالوں کو اصلی کتابوں میں دیکھ لیوے- اگر مندرجہ بالا کتابوں کے علاوہ کسی اور کتاب کا حوالہ لکھا جائیگا تو اوّل ایک بار اُسکا پورا پورا پتہ درج کیا جائیگا اور پھر اُس کے بعد بطریق بالا اُسکے لئے علامتیں رکھی جائیں گی-

---

علامات مستعملہ تفسیر وید کا مضمون ختم ہوا

خاتمہ

ہوا پورا دیباچہ تفسیر کا
بیاں سب مطالب ہوئے وید کے
پڑھے گا جو دل سے سراپا اسے
مرادیں سبھی اُس کی بر آئیں گی
لگا دل سے ایشور کا اب ہیں دھیاں
شروع وید منتروں کی تفسیر کو
ہے منتروں کے عنوان سے یہ عیاں
جلی اصلی منتروں کو اوّل لکھا
ہے لفظوں کے معنی کو آگے دیا
ہے مطلب لکھا سب سے آخر میں
ہے نسخہ یہہ ویدوں کی تفسیر کا
معنے اشارے بھرے بھید کے
ملے گا نہایت بڑا سُکھ تُجھے
تدابیر سب سُکھ کا پھل لائیں گی
چھپے بھید ویدوں کے نا ہوں عیاں
ہوں کرتا صداقت کی تشہیر کو
کیا اُن میں جس بات کو ہے بیاں
جُدا اُن کے لفظوں کو پھر کر دیا
دیا جملہ پھر ایک اُس کا بتا
یہہ ترتیب رکھی ہے تفسیر میں

ق

विश्वानि देव सवितर्दुरितानि परा सुव।
यद्भद्रं तन्न आ सुव॥ य॰ अ॰ ३०। मं॰ ३॥

”اے ایشور بالذات خالقِ جہاں و مالکِ کائنات! ہماری تمام دُکھوں - عیبوں اور جہالت کو دور کیجیے اور جو ہماری بہبودی - بہتری اور راحت کی بات ہو وہ ہمیں عطا کیجیے“

{ یجروید - ادھیائے ۳۰ - منتر ۳ }

شری مت پرم ہنس پری ورا جکا چاریہ شری مت سوامی دیانند سرسوتی جی کا تصنیف کیا ہوا سنسکرت اور آریہ بھاشا ہر دو زبانوں سے آراستہ اور مستند حوالوں سے پیراستہ رگ وغیرہ چاروں ویدوں کی تفسیر کا دیباچہ ختم ہوا

کتبہ محمد محسن عفی عنہ مقیم میرٹھ

ف اس میں پایا جاتا ہے کہ وید بھاشیہ (تفسیر وید) نمبر ۱ سنسکرت بھاشا ورتھ تک سوامی جی کا ہے اُس سے آگے جو سنسکرت کا بھاشا میں ترجمہ کیا گیا ہے وہ سوامی جی کا نہیں ہے کیونکہ سوامی جی نے یہاں بھاشا کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ مترجم۔

غلطنامۂ کتاب ہذا

افسوس ہے کہ باوجود سخت احتیاط کے بھی کتاب کے چھپنے میں کچھ غلطیاں رہ گئیں جس کیلئے ہمیں غلطنامہ تیار کرنیکی ضرورت پڑی۔ ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی غلطیاں پائی جاویں کیونکہ ہمیں کتاب کے چھپنے کے بعد غلطنامہ بنانے کے لئے کافی وقت نہ مل سکا۔ تاہم اُمید ہے کہ وہ ایسی غلطیاں ہونگی جنکو ناظرین خود بھی سمجھ سکیں گے۔ اسلئے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے :-

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۲	کا کام	کام	۴۲	۱۶	کہ مگر	مگر
۱۰	۲۳	میلس میولر	میکس میولر	۴۸	۱۶	موجود	معبود
۱۱	۳	گیان قسم کا	گیان کس قسم کا	”	۱۸	آریائوں	آریوں
۱۵	۱	دَیُور سوت	دَیُو یر سوت	”	آخری حاشیہ	”	”
۱۶	۱۸	دِن کا دِن	دِن دِن کا	۵۷	۶	دوسری چیز	دوسری قابل تمیز چیز
۱۷	۱۱	اِس	اِسی	۶۰	۱۳	ستہی	ہستی
۲۱	۳	موجودہ	موجود	۷۷	۹	پرشش	پُرشش
۲۶	۲۰	سے	شے	۷۹	۲۰	جاوروں	جانوروں
۳۰	۱۷	مانس	مانس	۸۲	۲۴	برسوں سے	برسوں کے برابر
۳۲	آخیر سطر	سنی	ہستی	۱۲۴	۱۳	اُونیچ	اُدنیچ
۳۷	۱۷	عبادت	عبارت	۱۲۸	۶	ذریعہ سے	ذریعہ سے قابو میں کرکے
۳۸	۵	رتواجوں	رتوجوں	۱۴۱	۱۱	مجھے	مجھ
۳۹	۱۱	وشوبدوا	وشویدیوا	۱۶۶	۲۴	سامنے	آگے
۴۰	۵	پھند	چھند	۱۸۳	۵	جہالت	جہالت سے
”	”	آتا ہی	آتا ہے	”	”	اسلئے	پراسلئے



رشی جیون آدرش

مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج کا جیون برتانت جو پنڈت لیکھرام جی مرحوم آریہ مسافر نے آٹھ سال کی تلاش وتحقیقات کے بعد بڑی محنت وجانفشانی سے جمع کیا تھا۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کی طرف سے چھپکر شائع ہوچکا ہے۔ افسوس ہے کہ پنڈت لیکھرام جی اس کتاب کو ابھی اچھی طرح ترتیب بھی نہ دینے پائے تھے کہ ایک ظالم سفاک نے خود انکو سوانح عمری کا مضمون بنادیا۔ علاوہ ازیں پبلک کو اس کتاب کے دیکھنے کا اسقدر شوق تھا کہ اُن کی بیقراری دیکھکر کتاب کو بہت جلد شایع کرنیکی ضرورت پڑی جسکی وجہ سے اس کتاب کو کما حقہٗ ترتیب دینے کا موقعہ نہ مل سکا۔ فی الواقع اس امر کی ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ سوامی جی کا جیون چرتر طبع شدہ لوازمہ کی بُنیاد پر از سر نو ایجاد و اختصار اور کفایتِ لفظی کے ساتھ دوبارہ لکھا جاوے۔ چونکہ یہہ ایک نیک کام ہے اس لئے اِس خدمت کو میں نے اپنے ذمہ لیا ہی۔ میرا ارادہ ہے کہ سوامی جی مہاراج کی سوانح عمری رشی جیون آدرش کے نام سے تیار کرکے پبلک کی نذر کروں۔ اس سوانح عمری کے لکھنے میں اس امر کا لحاظ رکھا جاویگا کہ جسقدر حالات موجودہ کتاب مین درج ہیں اُن میں سے کوئی بات رہنے نہ پاوے۔

رشی جیون آدرش کو آریہ بھاشا (ہندی) ٹائپ میں بھی چھپوایا جائیگا اور اگر انتظام ہو سکا تو سوامی جی کی تصویر بھی کتاب کے شروع میں دیجاویگی۔

رشی جیون آدرش کی قیمت بزبان اُردو پیشگی ۱۲؍ اور مابعد عہ؍ اور بزبان آریہ (ہندی) بھاشا پیشگی عہ؍ اور مابعد عمہ؍ ہوگی۔ بصورت مجلّد ہونیکے ۸؍ زاید لئے جائیں گے۔ جلد بمبئی میں معہ سُنہری حروف تیار کرائی جاویگی۔ اسلئے جو شخص پیشگی خریدار بننا چاہیں اُن کو چاہئے کہ ابھی سے درخواست بھیجدیویں اور اپنی درخواست میں اس امر کو صراحت کیساتھ درج کریں کہ کتاب بزبان اُردو مطلوب ہے یا بزبان آریہ (ہندی) بھاشا۔ { رنہال سنگھ آریہ }

نوٹس۔ کتاب ہذا لائبیریرین آریہ سماج (وچھووالی) لاہور یا حسب ذیل پتہ سے بذریعہ ویلیوپے ایبل یا نقد قیمت بھیجنے پر مل سکتی ہے۔

المشتہر کشن سروپ کلرک دفتر انگریزی ضلع کرنال (پنجاب)

۱۸؍۱۱؍۱۲